خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

مسئلہ توہین رسالت



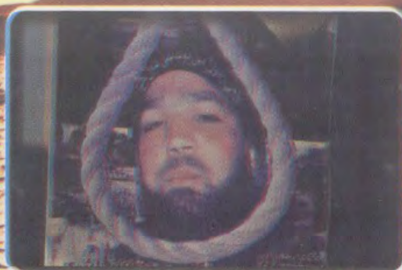
اور ممتاز قادری شہید رحمۃ اللہ علیہ

موجودہ بیانیے میں لکھی گئی ایک دلدوز تحریر

خامہ فرسائی۔ صحافی وسکالر

خالد محمود قادری عفی عنہ









خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

مسئلہ توہین رسالت ﷺ

اور

غازی ممتاز شہید رحمۃ اللہ علیہ

موجودہ فکری بیانیے کے تناظر میں لکھی جانے والی دلدوز تحریر

خامہ فرسائی: صحافی و سکالر

خالد محمود قادری عفی عنہ

شعبہ مسلم دنیا اسٹڈیز

سلسلہ مطبوعات نمبر ۳۳

نام کتاب	....	مسئلہ توہین رسالت ﷺ اور غازی ممتاز شہید
تحریر و تحقیق	....	خالد محمود قادری
سائز	....	4 x 7
صفحات	....	512
تاریخ اشاعت	....	جون 2016ء
ہدیہ	....	-/550 روپے

واحد تقسیم کار

اسلامک ریسرچ ڈائیلاگ علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ

☆ مسجد قباء المعروف باغوالی محلہ چومالہ اندرون بھاٹی لاہور

☆ والضحیٰ پبلی کیشنز حلیمہ ہادیہ سنٹر، فسٹ فلور اردو بازار لاہور

☆ مکتبہ فکر اسلامی، انارکلی بازار گلیانہ روڈ کھاریاں ضلع گجرات

☆ جامع مسجد قاری صاحب محلہ نیکاپوہ سیالکوٹ

☆ دفتر ورلڈ اسلامک مشن ۲۰۲ یونی شائنگ سنٹر چھٹی منزل شاہراہ عراق صدر کراچی

☆ دفاتر جمعیت علماء پاکستان، لاہور، کراچی، فیصل آباد

صفحہ نمبر	ارتکاز	نمبر شمار
	باب اول	
17	حمد باری تعالیٰ	1
18	نعت رسول مقبول (فیض رسول فیضان)	2
19	انتساب	3
20	تقریظ۔ مفتی محمد خان قادری۔ مترجم تفسیر کبیر، مہتمم جامعہ اسلامیہ ٹھوکر	4
22	تقریظ۔ میاں ولید احمد نقشبندی آستانہ عالیہ شرقپور شریف	5
23	تقریظ۔ مفتی غلام حسن قادری۔ مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور	6
24	تقریظ۔ علامہ رضائے مصطفےٰ نقشبندی۔ مہتمم جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور	7
25	مفتی منیب الرحمٰن کا خط اہلسنت کے نام۔ چیئرمین روایت ہلال کمیٹی پاکستان	8
28	فرمودا اقبالؒ	9
30	درویش کی حکمرانی	10
32	ورفعنا لک ذکرک	11
33	آیئے! تاریخ کا قرض ادا کریں	12
38	عزم ویقین کے روشن کردار راہی	13
41	عذاب دانش حاضر	14
49	ناموس رسالت ﷺ کے لیے جان ہے حاضر	15
	باب دوم	
51	پروانہ شمع رسالت کا تعارف	16

17	پیدائش اور خاندان	53
18	ملک ممتاز اور کچھ واقعات	55
19	بچپن اور تعلیم	58
20	شادی خانہ آبادی	59
21	سادگی کا درس	60
22	سرراہے کا تبصرہ	60
23	رزق حلال کو ترجیح	61
24	آسیہ ملعونہ کا ارتکاب اہانت رسول (ﷺ)	62
25	شاتم رسول۔ گورنر تاثیر کی سرگرمی	64
26	بیٹے اور بیوی پر عدم توجہ	75
27	انعام پانے کی تیاریاں شروع	78
28	ایک خاتون کے تین خواب	80
29	کراچی کے بزرگ کا خواب	85
30	سوئے مقتل روانگی	85
31	گستاخ گورنر کا قتل؟	89

باب سوم

32	قومی اخبارات کے کچھ تراشے	91
33	گرفتاری کے بعد کاٹی گئی ایف آئی آر	95
34	بیان حلفی	97
35	پاکستانی علماء کا فتوئی	102
36	گورنر کو ہٹانے کے لیے سول لائن تھانہ میں درخواست	110

37	تشدد کے بعد عشق و محبت سے لبریز انکشافات	111
38	غیر ملکی ٹیم کا تشدد اور کچھ افسران کا قبول اسلام	112
39	وکیل گستاخ کا عبرتناک انجام	117
40	ممتاز قادری کی ذاتی ڈائری	21
41	ممتاز قادری کا مولانا خادم حسین رضوی کے نام خط	24

باب چہارم

42	ماہرین قانون کے انٹرویوز	126
43	جسٹس (ر) میاں نذیر اختر کا انٹرویو	26
44	ملک وحید ایڈووکیٹ کا انٹرویو	30
45	جاوید سلیم شورش ایڈووکیٹ	34
46	سید واجد گیلانی ایڈووکیٹ	37
47	برادر اکبر ملک دلپذیر اعوان کی ایمان افروز گفتگو	38
48	غازی کی کہانی چچا کی زبانی	40
49	لبیک یا رسول اللہ (ﷺ)	44
50	فیس بک کا سب سے مقبول موضوع	47
51	اپیل خارج سزائے موت برقرار	51
52	قانون تحفظ ناموس رسالت کو غیر موثر بنانے کی سازش	53
53	توہین رسالت قانون پر نظر ثانی کی ضرورت	53
54	اسلامی تشخص کے خلاف سازش کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے	54
55	رحم کی اپیل نہیں کی۔ ویڈیو آ گئی	56

56	اسلام اور لادینیت کی کش مکش۔ خالد محمود قادری	157
57	فیصلے سے قبل صدر کی سیکورٹی انتہائی سخت	164

باب پنجم

58	شہادت کے بعد خوش نصیب کالم نگار	165
59	تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ۔ مہتاب عزیز سینئر صحافی	165
60	اتنی جلدی کیوں؟۔ انصار عباسی	165
61	با خدا دیوانہ باش و محمد ہوشیار۔ ارشاد احمد عارف	171
62	بات واضح ہوگئی؟ اوریا مقبول جان	171
63	عشق وفا کی سولی پر جھول گیا۔ سید مبشر الماس	178
64	عاشق کا جنازہ بڑی دھوم سے نکلا۔ سید مبشر الماس	181
65	جنازوں کا فیصلہ۔ طارق اسماعیل ساگر	187
66	آج تم ہار گئے، میں جیت گیا۔ اہلخانہ سے آخری گفتگو	191
67	میراث۔ ہارون الرشید	198
68	جاتا ہوں میں حضور رسالت پناہ میں۔ ڈاکٹر محمد اجمل نیازی	201
69	عاشق رسول ممتاز حسین قادری شہید کا سفر آخرت۔ مفتی منیب الرحمٰن	204
70	میڈیا نے خود مصیبت مول لی ہے۔ وسعت اللہ خان	208
71	فکری انتشار۔ حامد میر	211
72	یہ تو نہیں ہونا چاہیے تھا۔ جاوید چوہدری	215
73	لیاقت باغ راولپنڈی۔ قومی تاریخ کا امین!۔ محمد ریاض اختر	220
74	شہید کا جنازہ۔ لمحہ بہ لمحہ	223

باب ششم

75	ممتاز قادری اللہ رب العزت کی عدالت میں پیش	227
76	ممتاز قادری آبائی قبرستان میں سپرد خاک	231
77	پاکستان کی تاریخ کا سیاہ ترین دن	233
78	علماء اہلسنت کا ردعمل	235
79	ناموس رسالت قانون کا تحفظ کریں گے۔ارشد روحانی	237
80	سنی اتحاد کونسل کی طرف سے یوم وفائے رسول منایا گیا	238
81	حافظ آباد۔ لبیک یارسول اللہ کانفرنس	238
82	ناموس رسالت کے لیے ہر قربانی کو تیار رہیں مشتاق سلطانی	239
83	ناموس رسالت پر ہمارے جان بھی قربان ہے۔شازب رضا	239
84	ناموس رسالت کا تحفظ دین اور ایمان کا حصہ ہے۔	240
85	سنی استحاد کونسل کی اپیل پر یوم غازی عبدالقیوم منایا گیا۔سرفراز تارڑ	240
86	ناموس رسالت، علماء مشائخ میدان میں، سید وسیم الحق، فدا حسین شاہ	241
87	غازی شہیدؒ کی روح کو ایصال ثواب۔قل کے ختم شریف کا انعقاد	241
88	غازی ممتاز کو پھانسی اتوار کو احتجاج	242
89	ملک وال۔غازی ممتاز قادری شہید کی پھانسی کے خلاف احتجاجی ریلی	242
90	تنظیمات اہلسنت نے ملک میں ''یوم وفائے رسول ﷺ'' منایا	243
91	ممتاز قادری شہید کو پھانسی ڈسکہ میں احتجاجی ریلی	244
92	ممتاز قادری کو پھانسی (ن) لیگ ننکانہ کے سیکرٹری کا استعفیٰ	245
93	گوجرانوالہ، سنی تحریک کا یوم وفائے رسول ﷺ	246

94	تحفظ ناموس رسالت ﷺ علمائے ومشائخ میدان عمل میں	246
95	تنظیمات اہلسنت سوہدرہ کا مظاہرہ۔سید وسیم الحسن نقوی	247
96	غازی کا سفر،موقف سے پیچھے نہیں ہٹیں گے (پیرامین الحسنات)	247
97	پیرامین الحسنات کا غازی ممتاز سیمینار سے خطاب	248
98	ن لیگی رکن اسمبلی کی نماز جنازہ میں شرکت	251
99	ریجن بھر میں غازی کو پھانسی دینے کے خلاف ریلیاں	251
100	گوجرانوالہ سربراہ عالمی ادارہ تنظیم الاسلام کا اجلاس	252
101	ممتاز قادری کا جنازہ۔روکنے کے لیے حکومتی ہتھکنڈے وسیم الحسن نقوی	253
102	کاموں کے۔ممتاز قادری کی پھانسی،متعدد افراد پر مقدمہ	253
103	ممتاز قادری کو پھانسی دینے والے حکمران اپنے دن گن لیں	254
104	حکومت نے ممتاز قادری کو پھانسی دے کر غلطی کی ہے	255
105	غازی ممتاز قادری قاتل نہیں۔ایک سچا سپاہی تھا	256
106	ممتاز قادری کو پھانسی کی مذمت کرتے ہیں۔صاحبزادہ پیراقبال ربانی	257
107	فاروق آباد۔ممتاز قادری کی پھانسی پر مذہبی جماعتوں کا شدید احتجاج	258
108	مریدکے۔ممتاز قادری کی پھانسی سات گھنٹے جی ٹی روڈ پر دھرنا	259
109	ممتاز قادری کی پھانسی کے خلاف خانقاہ ڈوگراں میں احتجاجی ریلی	260
110	سنی تحریک جڑانوالہ کے زیراہتمام احتجاجی ریلی	261
111	ممتاز قادری شہادت کے درجے پر فائز ہوگئے۔جلیل احمد شرقپوری	261
112	ممتاز قادری کو پھانسی دینا سراسر ناانصافی ہے	262

113	ممتاز قادری کا خون رائیگاں نہیں جانیں دیں گے۔محمد عابد فیروز	263
114	ممتاز قادری پھانسی چڑھ کر ہمیشہ کے لیے امر ہو گیا	264
115	ولن اور ہیرو کی بحث۔ڈاکٹر عائشہ صدیقہ	265

باب ہفتم

116	قادری کا چہلم آج لیاقت باغ میں	268
117	مشتعل افراد پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے پہنچ گئے۔فوج طلب	270
118	اسلام آباد: ریڈزون میں دھرنا	267
119	یہ میرا ملک، یہاں کیا ہو رہا ہے۔چوہدری خادم حسین	271
120	مذہبی جذبات کا استعمال اور استحصال۔محی الدین بن احمد الدین	273
121	دھرنوں کی ریت۔اداریہ روزنامہ جنگ	274
122	جمہوری قوتیں بمقابلہ انتہا پسند قوتیں۔جی این مغل	277
123	ایک نیام دو تلواریں۔قدسیہ ممتاز	278
124	ڈی چوک مظاہرین خالی کرانے کی ناقص حکومتی پالیسی	278
125	ناموس رسالت پر جان بھی قربان ہے۔سید غلام حسین قادری	279
126	حافظ آباد۔پکارو یا رسول اللہ کانفرنس	280
127	لبرل حکومت کی رخصتی کا وقت آ گیا ہے۔محمد عثمان حیدر نقوی	280
128	ریڈزون میں موبائل سروس کی بندش سے ۵۰ کروڑ کا نقصان	281
129	ڈی چوک پر قبضہ۔حکومتی غفلت کا شاخسانہ	282
130	اسلام آباد کا نظام درہم برہم۔گرین بیلٹ میں غلاظت کے ڈھیر	283
131	دھرنا جاری حکومت نے علماء کرام سے مدد طلب کر لی	285

132	جی ٹی روڈ بلاک۔اشتعال انگیز تقریریں ۱۲۲۲افراد کے خلاف مقدمہ درج	286
133	وزیرداخلہ آپریشن کی رٹ لگاتے رہ گئے	286
134	ریڈزون کا محاصرہ ۳ ہزار گرفتار روکنے میں ناکامی پر وزیرداخلہ برہم	289
135	موجودہ حکمرانوں کا طرزِ عمل آمرانہ ہے	289
136	دھرنا ختم کرانے کے لیے پرامن راستہ اختیار کیا۔اسحاق ڈار	290
137	سنی تحریک کے کئی شہروں میں دھرنے مظاہرے اور ریلیاں	291
138	ریڈوزون میں دھرنوں پر پابندی دھرنا قائدین سے کوئی معاہدہ نہیں ہوا	292
139	ڈی چوک دھرنا،جن نکات پر اتفاق ہوا وہ معنی خیز ہیں	293
140	علماء اہلسنت پر تشدد اور گرفتاریوں کے خلاف احتجاجی مظاہرہ	293
141	جی ٹی روڈ احتجاج دھرنا ٹریفک کئی گھنٹے بلاک	294
142	سیکورٹی پلان نہ تھا مذہبی جماعتوں کے اختلافات بھی سامنے آ گئے	295
143	اسلام آباد دھرنے کے باعث تاجروں کو ۱۰۰ارب نقصان کا سامنا	296
144	شہر اقتدار میں خوف کی فضا۔ مارکیٹیں کھل گئیں	296
145	اسلام آباد میں مذاکرات کامیاب ڈی چوک میں دھرنا ختم	297
146	گوجرانوالہ تنظیمات اہلسنت کا پریس کلب کے باہر مظاہرہ	298
147	گجرات علماء کی پکڑ دھکڑ جاری ۱۷۰مظاہرین کے خلاف مقدمہ درج	300
148	اُمید ہے حکومت معاہدے کی پاسداری کرے گی ثروت اعجاز قادری	301
149	سینکڑوں مظاہرین اڈیالہ ۱۳۰۰ اٹک جیل منتقل	301
150	مظاہرین کو بظاہر پرامن نہیں کہا جا سکتا۔اسلام آباد ہائیکورٹ	302
151	مذہبی تنظیموں کے مختلف شہروں میں دھرنے معاہدے پر منتشر ہو گئے	302
152	معاہدے کو دیکھ کر لگتا ہے حکومت نے محفوظ راستہ ڈھونڈا	303

153	دھرنا کسی ابتری یا خون خرابے کے بغیر انجام کو پہنچ گیا	307
154	دھرنا قائدین کو مذاکرات کے لیے خود آنا پڑا	308
155	دھرنا ختم کرنے کے لیے ن لیگ کی حکمت عملی قومی مفاد میں تھی	311
156	ملین مارچ ہو گا دینی جماعتوں کا اجلاس فیصلہ موخر	314
157	اسلام میں خودکش حملے جائز نہیں ۔ صالح محمد ہاشمی	315

باب ہشتم

158	کیا نظریہ پاکستان کو پھانسی دیدی گئی ہے؟ ۔ خالد محمود قادری	316
159	صلیبی دانش کے تعاقب میں ۔ خالد محمود قادری	325
160	میڈیا بے لگام یا صلیبی آویزیش کا طوفان ۔ خالد محمود قادری	344

باب نہم

161	اسلام میں توہین رسالت کی سزاء ۔ خالد محمود قادری	350
162	توہین رسالت ایکٹ C-295 کا فکری پس منظر ۔ خالد محمود قادری	353
163	حد اور تعزیری سزاؤں کے لیے چند شرائط ۔ خالد محمود قادری	359
164	کچھ مزید گزارشات ۔ خالد محمود قادری	359
165	مسئلہ توہین رسالت ﷺ قرآن کی روشنی میں ۔ خالد محمود قادری	364
166	مسئلہ توہین رسالت (احادیث کی روشنی میں) ۔ خالد محمود قادری	388
167	دور رسالت میں مسئلہ توہین رسالت ﷺ	401
	(۱) ابو رافع یہودی کا قتل	403
	(۲) کعب بن اشرف یہودی کا قتل	406
	(۳) بیت اللہ میں گستاخ رسول کا قتل	409

	(۴) عبداللہ بن خطل کے ارتداد کا انجام	411
	(۵) بیعت میں تاخیر اور قتل کی خواہش	413
	(۶) ابوجہل کی عبرتناک موت	415
	(۷) ام ولد (لونڈی) کو گستاخی رسول پر سزائے موت	419
	(۸) ابوعفک یہودی کا قتل	421
	(۹) گستاخ رسول بنت مروان کا قتل	422
	(۱۰) گستاخ رسول عتیبہ کا بھیانک انجام	424
	(۱۱) ابولہب کا عبرتناک انجام	426
	(۱۲) ابولہب کے خاندان کا انجام	427
	(۱۳) خسرو پرویز کا قتل	428
	(۱۴) بغیض بن عامر کا انجام	428
	(۱۵) عاص بن وائل کا قتل	428
	(۱۶) ولید بن مغیرہ کا قتل	429
	(۱۷) عقبہ بن ابی معیط کا قتل	431
	(۱۸) ابی بن خلف کا قتل	432
	(۱۹) عتبہ بن ابی ربیعہ کا قتل	433
	(۲۰) امیہ بن خلف کا قتل	434
	(۲۱) عامر بن الحضرمی کا قتل	435
	(۲۲) منافقین مکہ کا قتل (گستاخان رسول کا انجام)	436
	باب دهم	
168	عہد صحابہ میں گستاخ رسول کی سزا	441
	(۱) عہد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں گستاخ رسول کی سزا	442

	(۲) عہد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں گستاخ رسول کی سزا	444
	(۳) توہین کی نیت سے ''عبس وتولی'' پڑنے والے امام کا قتل	444
	(۴) گستاخ رسول اور شمشیر فاروقی	445
	(۵) سیدنا علی المرتضیٰ کا عمل	445
	(۶) فقیہہ اُمت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فیصلہ	446
	(۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جذبہ ایمانی	446
	(۸) حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کی غیرت ایمانی	447

باب گیارہ

169	دور تابعین وتبع تابعین میں گستاخ رسول کی سزاء	448
170	امام مالکؒ کا فتویٰ	448
171	خلیفہ ہارون الرشید کا امام مالک سے استفسار	450
172	امام ابو یوسف کا فتویٰ	450
173	حضرت عمر بن عبدالعزیز اور شاتم رسول کی سزاء	451
174	حضرت قاضی عیاضؒ کا فتویٰ	451
175	موسیٰ بن مہدی عباس اور گستاخان رسول (ﷺ)	452
176	شاتم رسول (ﷺ) ریجی نالڈ اور صلاح الدین ایوبیؒ	452
177	نورالدین زنگیؒ کے ہاتھوں بدبخت نصرانیوں کا قتل	453

باب بارہ

178	فقہائے اندلس اور گستاخان رسول (ﷺ)	456
179	سپین میں تحریک شماتت رسول (ﷺ)	456

	(۱) یولوجینس کا قتل	459
	(۲) گستاخ فلورا کا قتل	461
	(۳) پادری پر فیکٹس کا قتل	462
	(۴) گستاخ عیسائی سوداگر کا انجام	463
	(۵) راہب اسحٰق کا قتل	464
	(۶) عیسائی سانکو کا قتل	464
	(۷) چھ گستاخوں کا قتل	465
	(۸) پادری سیسی نند کا قتل	465
	(۹) پولوس گستاخ کا قتل	465
	(۱۰) راہب کا قتل	465
	(۱۱) گستاخ آئیزک کا قتل	466
	(۱۲) گستاخ میری کا قتل	466

باب تیراھوں

180	ہندوستان میں تحریک شتم رسول (ﷺ)	469
	(۱) گستاخ رسول راجپال پر پہلا حملہ	771
	(۲) گستاخ راجپال پر دوسرا حملہ	472
	(۳) گستاخ راج پال کا قتل	472
	(۴) گستاخ نھو رام کا قتل	475
	(۵) گستاخ رام گوپال کا قتل	475
	(۶) گستاخ چرن داس کا قتل	476

	(۷) گستاخ سوامی شردھانند کا قتل	477
	(۸) گستاخ چنچل سنگھ کا قتل	477
	(۹) گستاخ پالامل سنار کا قتل	478
	(۱۰) گستاخ دیال سنگھ کا قتل	479
	(۱۱) گستاخ ہندو ناشر کا قتل	479
	(۱۲) گستاخ قادیانی کا قتل	479
	(۱۳) گستاخ بھیشو کا قتل	480
	(۱۴) گستاخ کھیم چند کا قتل	480
	(۱۵) گستاخ عیسائی کا قتل	481
	(۱۶) گستاخ سکھ کا قتل	481
	(۱۷) ملعون ویدا سنگھ کا قتل	481
	(۱۸) عیسائی مبلغ کا قتل	481
	(۱۹) ملعون سلمان رشدی کا قتل واجب ہے	482
	(۲۰) تسلیمہ نسرین کا قتل واجب ہے	482
	(۲۱) نیا فتنہ گستاخ کملیش تیواری؟	483

باب چودہ

مناقب و تاریخی مادہ ہائے وصال

(شعراء کا منظوم خراج تحسین)

181	منقبت (1) ۔ راجا رشید محمود	486

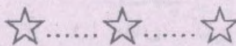
182	منقبت (2)۔ راجا رشید محمود	488
183	منقبت (3)۔ راجا رشید محمود	941
184	ایک مردِ جری مجاہد۔ صاحبزادہ محب اللہ نوری	492
185	ملک ممتاز حسین قادری۔ سعید بدر	494
186	درسِ وفا سناتا ہوا تختہ دار تک آیا ہوں۔ اکرم ربانی	497
187	شہید ناموس رسالت غازی ملک ممتاز حسین قادری۔ نثار علی اُجاگر	497
188	زمین سے بوجھ بدن کا اتار دیتے ہیں۔ الحاج محمد حنیف نازش قادری	498
189	قربان اُن کے نام پہ ہونے کے واسطے۔ سلطان محمود سلطان	498
190	ہے عشق تیری ذات سے ایمان ہمارا۔ خواجہ اللہ رکھا سیاف (ایڈووکیٹ)	498
191	ہم لوگ رازِ عشق کے ہمراز ہو گئے۔ محمد احمد چشتی	499
192	جو مصطفیٰ ﷺ پہ جاں کو قربان کر گیا۔ محمد عامر رضا عامر	499
193	غازی ملت۔ ڈاکٹر ظفر اقبال نوری	500
194	ملک ممتاز حسین شہید کا پیغام۔ ثاقب افضل رضوی	501
195	غازی ممتاز قادری شہید کو سلام۔ قاری محمد طیب نقشبندی	504
196	قطعہ تاریخ سعادت۔ سید عارف محمود مہجور رضوی	505
197	قطعہ تاریخ شہادت۔ سید عارف محمود مہجور رضوی	506
198	تاریخی مادہ ہائے وصال۔ مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی	507

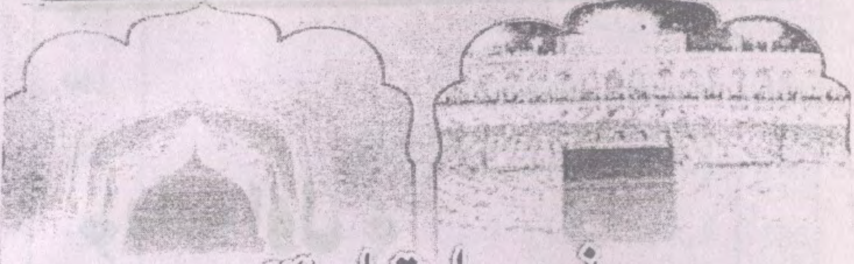
☆......☆......☆

باب اول

حمد باری تعالیٰ

شروع اس مہربان رب کے نام سے جو حلیم بھی ہے اور حکیم بھی
جو احد بھی ہے اور الصمد بھی، جو الحی بھی ہے اور القیوم بھی
جو الجبار بھی ہے قہار بھی ہے اور رحمان و رحیم بھی
جس کے حضور شمس و قمر، نجم و شجر سربسجود ہیں
اور جس کی کرسی ارض و سماوات پر قائم ہے
جو خالق کائنات، مالک ارض و سماوات، رازق
کل مخلوقات اور روز جزاء کو قائم فرمانے والا ہے





نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دل میں اُن کے عشق کا طوفاں نہیں تو کچھ نہیں
آنکھ اُن کے نام پر گریاں نہیں تو کچھ نہیں

سب بجا حج و نماز و روزہ لیکن آدمی
حُرمتِ سرکار پر قرباں نہیں تو کچھ نہیں

یہ فصاحت ، یہ بلاغت ، یہ کمالِ فکر و فن
مصطفیٰ کی نعت میں غلطاں نہیں تو کچھ نہیں

دردِ ہستی ، کربِ دنیا کے لئے اے بے خبر
یادِ محبوبِ خدا ، درماں نہیں تو کچھ نہیں

زہد وتقویٰ ، نیکیاں ، شوقِ عبادت ، خوبیاں
نسبت آقا اگر عنواں نہیں تو کچھ نہیں

ابتدا آقا سے ہے اور انتہا مولا پہ ہے
اِس حقیقت پر ترا ایماں نہیں تو کچھ نہیں

سرورِ کونین ہیں وجہِ وجودِ کائنات
دوستو! اس بات کا عرفاں نہیں تو کچھ نہیں

گر درودوں اور سلاموں کے خزانے ، ڈالیاں
راہِ عقبیٰ کا سر و ساماں نہیں تو کچھ نہیں

طاعتِ اصحابؓ ہے فیضانؔ بنیادِ ہدیٰ
پنجتنؓ کا پیار حرزِ جاں نہیں تو کچھ نہیں

انتساب

☆ اُن وفا شعار ادیبوں کے نام جن کے نثر پاروں نے اس نازک ترین مسئلہ کو اجاگر کیا۔

☆ اُن جاںنثار خطیبوں کے نام جن کے کشورِ خطابت کے شعلہ نہاں نے دلوں کی دنیا کو زیروزبر کر کے رکھ دیا۔

☆ اُن سرفروش علماء کے نام جن کی تگ و دو نے اس مسئلے کو ایک عوامی تحریک میں بدل دیا۔ اور پوری اُمت کو متحد کر کے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا دیا۔

☆ اُن جان فروش وکلاء اور قانونی ماہرین کے نام جنوں نے اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کے ذوق کے ساتھ ممتاز قادری شہیدؒ کا عدالتی محاذ پر مقدمہ لڑا۔

☆ اُن گمنام کارکنوں کے نام جن کے مال، جان، خون، وقت اور دن رات کی کاوشوں نے طاغوت اور اُس کے نمائندوں کو لرزہ براندام کر رکھا ہے۔

☆ اُن جذبوں کے نام جو ماں، باپ، بہن، بھائی، بیوی کے رشتوں پر رسالت مآب ﷺ کی عزت و ناموس کے رشتے کو فوقیت دیتے رہے۔

☆ تاریخ کے ان لمحات کے نام جب غازی ممتاز حسین شہیدؒ اپنے مشن کی تکمیل میں سرخرو ہو کر ذاتِ حق کے پاس چلے گئے۔

☆ اور اپنے مخلص و دیرینہ دوست حاجی محمد حسین فریدی آف مکہ المکرمہ کے نام جن کی تحریک اور دلچسپی نے یہ کتاب لکھوائی۔

دینی و عصری علوم مثالی درسگاہ

تقریظ جامعہ اسلامیہ لاہور (رجسٹرڈ)

نصاب
درس نظامی مع بی اے

1۔اسلامیہ سٹریٹ گلشن رحمان، ٹھوکر نیاز بیگ لاہور۔فون: 35300354 , 35300353 

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن وسنت نے متعدد مقامات پر واضح کیا ہے کہ اللہ تعالی، اس کے رسول اور اس کے دیگر شعائر کا احترام لازم، فرض اور ضروری ہے خصوصاً حبیب خدا ﷺ کے احترام و تعظیم کے بارے میں متعدد آیات قرآنیہ موجود ہیں: مثلاً سورۃ الحجرات میں ارشاد باری تعالی ہے:

" یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ " (الحجرات:٢)

(اے ایمان والو! اپنی آوازیں اُونچی نہ کرو اس نبی کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو)

اعمال کا ختم و حبط صرف کفر کے ساتھ ہوتا ہے تو جس شخص نے بے ادبی کے طور پر آواز کو بلند کیا وہ کافر و مباح الدم ہو جاتا ہے۔

دوسرے مقام پر سورۃ الاحزاب میں فرمایا:

" اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا " (الاحزاب:۵۷)

(جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ نے لعنت کر دی ہے اور ان کے لیے رُسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے)

لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ شخص اب اللہ تعالی کی رحمت کا محل نہیں رہا اور اسے رحمت خداوندی سے محروم کر دیا گیا ہے تو ایسا شخص مباح الدم قرار پاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اگلی مقدس آیات میں ایسے گستاخ لوگوں کے بارے میں فرمایا:

" مَلْعُوْنِیْنَ اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا " (الاحزاب:٦١)

(یہ لوگ اللہ تعالی کی رحمت سے دور کر دیئے گئے ہیں وہ جہاں بھی ملیں انہیں پکڑ و اور قتل کی سزا دو)

دینی و عصری علوم مثالی درسگاہ

جامعہ اسلامیہ لاہور (رجسٹرڈ)

نصاب
درس نظامی مع بی اے

1۔ اسلامیہ سٹریٹ گلشن رحمان ٹھوکر نیاز بیگ لاہور۔ فون 35300354 , 35300353: 

حضور سرور عالم ﷺ کا فرمان ہے:

"من سبّ نبیاً فاقتلوہ ومن سبّ اصحابی فاجلدوہ" (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ)

(جو شخص کسی نبی کی توہین کرے اسے قتل کرو اور اگر کسی صحابی کی توہین کرے اسے کوڑے لگاؤ)

یہی وجہ ہے کہ سرور عالم ﷺ کی ظاہری حیات سے لے کر آج تک اُمت اسی تعلیم پر عمل پیرا ہے۔ اسی کی خاطر پاکستان میں 295.c کا قانون نافذ کیا گیا ہے تاکہ ایسے مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جا سکے۔ جب سابق گورنر سلمان تاثیر نے گستاخی کا ارتکاب کیا تو حکومت کا فریضہ تھا کہ وہ اس کا نوٹس لیتی جب اس نے اس معاملہ کو اہمیت ہی نہ دی تو غازی ملک محمد ممتاز قادری شہید نے اس شخص کو کیفر کردار تک پہنچا دیا۔

ہماری عدالتوں کو چاہیے تھا کہ وہ اس واقعہ کو کتاب و سنت کی روشنی میں دیکھتیں ان کے ماہرین سے رائے لیتیں اور گستاخ کے قاتل کو باعزت بری کرتیں لیکن ہمارے ذہنوں میں شریعت کا چونکہ پاس نہیں رہا اس لیے وہ دن بھی ہمیں دیکھنا پڑا کہ سوا چودہ صدیوں کی تاریخ ہماری عدالت نے بدل ڈالی اور حکومت نے اس پر عمل کر کے اپنا خبث باطن قوم پر ظاہر کر دیا۔ اگرچہ بعد میں اس کے جنازہ نے ثابت کر دیا کہ اُمت کو وہی فیصلہ قبول ہے جو کتاب و سنت نے دیا

محترم علامہ خالد محمود صاحب نے اسی مذکورہ بات کو اپنے علمی انداز میں ہمیں سمجھانے کی کوشش کی ہے جس میں آیات قرآنی، احادیث مبارکہ، رسول اللہ ﷺ کے فیصلے، خلفاء راشدین کے فیصلے اور بعد کے ادوار میں مختلف فیصلوں کو سامنے لانے کی بھرپور کوشش کی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی اس خدمت کو درجہ قبولیت بخشے اور ہم سب کے لیے اسے نافع بنائے اور ہمیں غیرت مند مسلمان ہو کر دنیا میں جینے کی توفیق نصیب رہے۔۔۔ آمین

مترجم تفسیر کبیر
مفتی محمد خان قادری
جامعہ اسلامیہ لاہور

۳ رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ
۹ جون ۲۰۱۶ء بروز جمعرات

تقریظ۔ میاں ولید احمد نقشبندی (سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف)

محترم خالد محمود قادری صاحب آپ سے مل کر بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ جبکہ غازی صاحب کے حوالے سے آپ کی تحقیق، محنت اور تجزیہ دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا ہے میری اپنی سوچ ہے جو بات دل سے اٹھتی ہے وہی کرتا ہوں مختلف گروہوں کو ایک مرکزیت کی جانب گامزن دیکھنا چاہتا ہوں۔ میری دلی خواہش ہے کہ نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لیے اہلسنت کے تمام قائدین ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں جمعیت علماء پاکستان کے ورکرز کنونشن میں بھی میں نے یہی بات کہی ہے اگر ہم اختلافات مکمل طور پر ختم نہیں کر سکتے تو کم از کم آپس میں ایسے تعلقات ضرور قائم کر لینے چاہیں کہ قومی ایشوز پر اکٹھے ہو جایا کریں۔ ہمارے ہاں بہت خامیاں ہیں لیکن ووٹ کی قوت حاصل کیے بغیر ہم اپنے حقوق کا تحفظ نہیں کر سکتے۔ مسلم لیگ، پی پی پی اور تحریک انصاف ایسی تمام جماعتیں لبرل معاشرہ قائم کرنے کے لیے بیرونی ایجنڈے پر کام کر رہی ہیں لہٰذا یہ از حد ضروری اور اہم ہے کہ ہم نئی سیاسی جماعتیں بنانے کی بجائے پہلے سے موجود جماعت (جمعیت علماء پاکستان) کو موثر اور مضبوط بنا لیں۔ ہر فرد کو اپنے حصے کا کردار ادا کرنا ہے ہمیں لوگوں کی تربیت اور تعلیم پر بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ پچھلے دنوں گولڑہ شریف میں جامی صاحب کی دعوت پر جانا ہوا مجھے حیرت ہے کہ سید ریاض حسین شاہ صاحب نے مسئلہ توہین رسالت، ختم نبوت اور نفاذ نظام مصطفیٰ کے حوالے سے ایک لفظ بھی نہ بولا۔

جس دن غازی ممتاز شہید ہوئے میں مدینہ شریف میں تھا میں اصحاب صفہ کے تھڑے کے رائٹ جانب نوافل ادا کر رہا تھا میں نے دیکھا کہ راحیل شریف اور نواز شریف دونوں وہاں آئے پچاس ساٹھ سعودی سپاہی بھی ان کی حفاظت کے لیے ساتھ تھے ایک عربی نوجوان نے اٹھ کر ان کے خلاف بہت احتجاج کیا نعرے لگائے پولیس والے چپ کرواتے لیکن وہ بہت غصے میں تھا باہر نکلے تو پاکستان زاہرین نے بھی ان کو دیکھ کر غازی صاحب کے حق میں نعرے لگاتے قادری صاحب آپ کے کام، لگن اور محنت سے میں متاثر ہوں اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ ۱۶ جون ۲۰۱۶ء بروز جمعرات نزیل گجرات

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ

معروف کالم نگار، محسن مسلک اہل سنت، حضرت علامہ مولانا خالد محمود صاحب قادری کی خوبصورت تصنیف لطیف ''مسئلہ توہین رسالت ﷺ اور غازی ممتاز شہیدؒ'' چند مقامات سے دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی ماشاءاللہ اپنی مثال آپ ہے۔ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس موضوع پر ایسی کتاب اس سے پہلے دیکھنے میں نہیں آئی۔ اور اس کو پڑھ کر مزید اس موضوع پر پڑھنے کی تشنگی بھی نہیں رہی حضرت غازی صاحب سے محبت کرنے والے ہر عاشق رسول ﷺ کے گھر کو اس کتاب سے مزین ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مصنف کی اس کاوش کو اپنے دربار میں قبول فرمائے اور تمام مسلمانوں کو بالخصوص اس بابرکت کتاب سے استفادہ کرنے کی توفیق سے نوازے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

دعا گو و طالب دعا

علامہ مفتی غلام حسن قادری صاحب

دارالعلوم حزب الاحناف گنج بخش روڈ، لاہور

05-06-2016

تقریظ: صاحبزادہ رضائے مصطفیٰ نقشبندی

ناظم اعلیٰ جامعہ رسولیہ شیر راز یہ رضویہ امیر روڈ بلال گنج، لاہور، خادم تحفظ ناموس رسالت محاذ

رسالت مآب ﷺ کے ساتھ والہانہ محبت ہی ایمان میں حرارت کی علامت ہے ہماری مساجد، مدارس، خانقاہیں، تنظیمات اور تمام تر اسلامی ریاستیں سب کا وقار، آبرو، اور بھرم نسبت مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے ہے اگر جذبہ عشق رسول میں کمی واقع ہوگئی تو پھر تمام کوششیں کاوشیں بے معنی ہیں اگر کسی گورنر، صدر، وزیر کا منصب ناموس رسالت سے ٹکرایا تو پاش پاش ہو جائے گا مغربی دنیا نے یقین سے جان لیا ہے کہ اسلام غلامی رسول ﷺ کی وجہ سے قائم ہے مسلمان جس بھی منصب پر ہے وہ تمام تر تحفظات سے بالاتر ہو کر غلامی مصطفیٰ ﷺ کے رشتے کو نبھاتا ہے یہی وہ جذبہ ہے جو لمحوں میں انسان کو وہاں پہنچا دیتا ہے جہاں برسوں کی عبادت سے پہنچنا ممکن نہیں۔ غازی ممتاز حسین قادری شہیدؒ کسی بہت بڑی درسگاہ کے فاضل، یا کسی بہت بڑی خانقاہ کے صاحبزادے یا عالم دین نہیں تھے انہیں صرف جذبہ عشق رسول ﷺ نے زمین سے اٹھا کر محبوبیت و مقبولیت اور شہرت کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ کسی دنیا دار، سرمایہ دار، یا بڑے سے بڑے منصب والے کو یہ عزت خواب میں بھی نصیب نہیں ہو سکتا غازی صاحب اور ان کے مشن پر چلنے والے لوگ ذہن سازی سے تیار نہیں ہوتے۔ یہ تو خدا کے فیصلے سے منتخب ہوتے ہیں۔ اللہ جس سے چاہے اپنے دین کا کام لے لے۔

تحفظ ناموس رسالت کے حوالے سے ممتاز کالم نگار، صحافی، دانشور مدیر محترم علامہ خالد محمود قادری صاحب نے انتہائی محنت اور عرق ریزی کے ساتھ درپیش موضوع پر زبردست علمی وفکری دستر خوان سجایا ہے معلومات کی ایک کہکشاں پھیلا دی ہے۔ کچھ اپنے اور بیگانوں کے شکوک وشبہات پر تسلی کے ساتھ تجزیہ کیا ہے اور داعیان حق کے لیے ایک راہ عمل تجویز کی ہے۔ جس پر روشنی ہی روشنی موجود ہے۔ مولا کریم فاضل مصنف اور مورخ اہلسنت کی اس کاوش ''مسئلہ توہین رسالت ﷺ اور غازی ممتاز شہیدؒ'' کو قبول فرما کر ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ ''آمین''

6-6-2016

مفتی منیب الرحمٰن کا مدظلہ کا خط اہل سنت کے نام

علمائے کرام، مشائخ عظام و برادران اہلسنت اور دردمندان دین و مسلک!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

اللہ تعالیٰ نے عاشقِ رسول ممتاز حسین قادری شہیدؒ کے مقدر میں شہادت کا اعزاز لکھا ہوا تھا، وہ انہیں تقدیرِ الٰہی وسیلۂ مصطفیٰ ﷺ اور اپنی خوش بختی سے نصیب ہو گیا۔ تقبل اللّٰہ شہادتہ و رفع اللّٰہ درجاتہ فی اعلی علیین و رزقہ فی الجنۃ مرافقۃ اہل سنت کے لیے یہ ایک بہترین موقع تھا کہ ان کی شہادت کو اپنی صفوں کے درمیان اتحاد کا ذریعہ اور ایک Binding Force بناتے۔ لیکن جس طبقے نے تشتت و افتراق کو شعار بنالیا ہو اور پستی کو گلے لگالیا ہو، اُس سے اس طرح کے سنہری مواقع بھی ضائع ہو جاتے ہیں۔ سوشل میڈیا اور ایس ایم ایس وغیرہ دو دھاری تلوار ہے، یہ اس عہد کی ایک ابتلاء اور آفت ہے۔ ہم نے اسے اپنی ہی گردن کاٹنے کے لیے استعمال کرنے کو ترجیح دی۔

ہم نے ممتاز حسین قادری کی شہادت کو پہلے سے اپنی منتشر صفوں کی مزید تقسیم در تقسیم اور تذلیل در تذلیل کا ذریعہ بنایا، ایسا کم نصیب طبقہ شاید ہی کوئی اور ہو۔ ہم نے خود آزاری کی لذت کے نفسیاتی مرض کی بابت تو سنا تھا لیکن تذلیل نفس کا مظہر ہم اپنے ہاتھوں خود ہی بنے۔ اکثر بڑوں نے اپنے جیالوں اور متوالوں کا غیر تربیت یافتہ اور غیر نظریاتی لشکر تیار کر رکھا ہے، وہ اپنی ہی قبر کھودنے میں مصروف ہیں اور اُس پر طرہ یہ کہ اسے اپنی کامیابی گردانتے ہیں۔

اسلام میں سدِ ذرائع کی بڑی اہمیت ہے، جلب منفعت سے ہمیشہ دفع مضرت کو مقدم رکھا گیا ہے اور اس کے اصول قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''مشرکوں کے باطل معبودوں کو برا نہ کہو، مبادا وہ نادانی میں اللہ معبودِ برحق کی شان میں کوئی نازیبا کلمہ کہہ دیں۔'' آپ غور فرمائیں کہ مشرکوں کے باطل معبودوں کو برا کہنے سے اس لیے نہیں روکا گیا کہ وہ قابلِ احترام ہیں، ہرگز نہیں، بلکہ اس لیے روکا گیا ہے کہ مومن کے لیے اللہ عزوجل کے ناموس کی حفاظت مقدم ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ بندہ اپنے ماں باپ کو گالی دے، صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا کوئی ایسا (بدنصیب) بھی ہوگا جو اپنے ماں باپ کو گالی دے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اُس کی صورت یہ ہے کہ وہ دوسرے کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے اور وہ ردِ عمل میں اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے، (مسلم: ۲۵۹)۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوسرے کے ماں باپ کو گالی دینے والا دراصل اپنے ماں باپ کو دی جانے والی گالی کا ذمہ دار ہے۔

لہٰذا میری اپیل ہے کہ اہل سنت کی تقسیم در تقسیم اور تذلیل در تذلیل کا جو نقصان ہو چکا، اس کی تلافی تو عملاً ممکن نہیں ہے لیکن خدارا اس سلسلے کو موقوف کر دیا جائے۔ تمام ذمے دار علمائے کرام، مشائخ عظام، قائدین کرام، خطباء و واعظین کرام سے دردمندانہ اپیل ہے کہ اپنے سوشل میڈیا کے جیالوں کو لگام دیں، شٹ اپ کال دیں اور اس سلسلے کو فی الفور موقوف کریں اور جو منفی مواد سوشل میڈیا پر پوسٹ کیا ہوا ہے، اُسے ختم کرا دیں۔ اسلام میں تمسخر، دوسروں کی عیب جوئی اور طعن و تشنیع، بدگمانی، غیبت، بہتان طرازی، اتہام و الزام اور گالی گلوچ ویسے بھی ممنوع ہے۔ کسی نے دوسرے کے موقف سے اختلاف کرنا ہو تو دلائل کی روشنی میں کرے، یہ اُس کا حق ہے اور اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ان لوگوں میں سے (نہ ہو جاؤ) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور وہ گروہوں میں بٹ گئے، (پھر) ہر گروہ اُسی (تصورِ دین) پر شاداں ہے جو اُس کے پاس ہے۔ (الروم: ۳۲)

لیکن فیصلہ تو حقائق اور نتائج پر ہوتا ہے۔ سو اہل بصیرت پر یہ حقیقت مخفی نہیں ہے کہ اس باہمی آویزش نے اہل سنت و جماعت کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ اگر کسی کے علم میں کوئی فائدہ ہو ہمیں اپنی کم علمی کا اعتراف ہے کہ ہم اس کا ادراک نہیں رکھتے۔



قل اباللہ وایتہ ورسولہ کنتم تستھزءون

...قل اباللہ وایتہ ورسولہ کنتم تستھزءون

لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم

لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم.... سورۃ توبہ آیت ۶۵،۶۶

...(اور اے محبوب!) تم فرماؤ، کیا اللہ اور اُس کی آیتوں اور اُس کے رسول پر ہنستے ہو؟ بہانے نہ بناؤ، تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر...

نماز اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا اور زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ طیبہ ﷺ کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

مولانا ظفر علی خانؒ

منظر رقم

فرمودہ اقبالؒ

مغرب آشنا عظیم فلسفی، مفکر، شاعر، مدبر، حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ فرماتے ہیں کہ

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمانِ غیور
موت کیا شے ہے فقط عالم معنی کا سفر
ان شہیدوں کی دیت اہل کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خون جن کا حرم سے بڑھ کر
آہ! اے مرد مسلماں تجھے کیا یاد نہیں
حرف لا تدع مع اللہ الھا آخر

داخلی اور خارجی دونوں محاذوں پر جغرافیائی اور فکری لحاظ سے تہہ درتہہ استعماری سازشوں کے جال بچھے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کے کوچہ و بازار دھواں دھار ہیں ہر طرف اپنوں کے ہتھیار اپنے کے سینوں میں پیوست ہو رہے ہیں مسلمانوں کی بستیاں اور شہر دھماکوں کی آواز سے گونج رہے ہیں آبادیاں شعلوں کی لپیٹ میں ہیں لاکھوں ہجرت اور دربدری کا دکھ سہہ رہے ہیں ایسے میں اُمت کے دردمند کی آواز آتی ہے ڈھارس بندھاتی ہے اور راستہ دکھاتی ہے

دانی از افرنگ و از کار فرنگ
تا کجا درقید زنار فرنگ
زخم ازو، نشتر ازو، سوزن ازو
ما و جوئے خون و اُمید رفو

ترجمہ: جب تو افرنگ اور فرنگی مکروفریب سے آگاہ ہے تو تو آخر کب تک اس کا

قیدی رہے گا زخم اُس کا، نشتر اس کا اور زخم کو رفو کرنے والی سوئی بھی اُس کی ہے مگر حیرت ہے کہ ہم خون کی بہتی ہوئی ندی میں اپنے زخموں کو رفو کرنے کی اُمید بھی اُسی سے لگائے بیٹھے ہیں۔

اے بندگان خدا آنکھیں کھولو! اور دیکھو کہ استعمار کی پرکاری، فنکاری اور مکاری وعیاری کا کھیل ہمارے اقتدار اعلیٰ کے ملبے پر کھیلا جا رہا ہے مگر افسوس کے ہم اپنے روگ، اپنے دکھ، اپنے مصائب و آلام اور مسائل اور اپنے زخم ایسے طبیبوں کے حوالے کرنے پر بضد ہیں جن کے نشتروں نے ہمارا وجود پہلے ہی زخم زخم کر رکھا ہے۔

قائم ہے ایک روایت دیرینہ ظلم کی
بازو بدل گئے کبھی خنجر بدل گئے

سامراج اس وقت اُمت مسلمہ کا سب سے بڑا دشمن ہے جو سات سمندر پار سے ہمارے نظریات، عقائد، اقدار، حیات، افکار، تہذیب، تمدن، ثقافت اور کلچر پر اثر انداز ہو کر فکری غلامی میں ہمیں مبتلا کیے ہوئے ہے۔ وہ دشمن جاں ہی نہیں دشمن ایماں بھی ہے مسلمانوں کی صفحوں میں سے ہی اُسے ایسے آلہ کار میسر آ چکے ہیں جو استعماری ایجنڈے کی تکمیل کے لیے سرگرم عمل ہیں اسلامی تاریخ، شخصیات، اقدار، مقامات، عقائد، تہذیب اور نظریات اُس کا ہدف ہیں مغرب کے جبر اور مسلط کردہ حکومتوں کی وجہ سے ۲۰ کروڑ انسانوں کا مستقبل شر و فساد کی تصویر بن کر رہ گیا ہے ایسے حالات میں بے یقینی و بزدلی کا مقابلہ علم، تحقیق، حکمت و دانائی، مستقل مزاجی، صبر و عزیمت سے کیا جا سکتا ہے۔

شکوہ ظلمت شب سے تو کہیں بہتر ہے
اپنے حصے کا ہر شخص چراغ جلاتا جائے

درویش کی حکمرانی (فرمودہ اقبالؒ)

وائے ما اے وائے ایں دیرِ کہن
تیغ لا در کف نہ تو داری، نہ من
ترجمہ: افسوس ہے ہم پر، افسوس ہے اس پرانے بتکدے پر
'لا' کی تلوار نہ تیرے پاس ہے نہ میرے
دل زغیر اللہ بہ پرواز اے جواں
ایں جہانِ کہنہ درباز اے جواں
ترجمہ: اے نوجوان! غیر اللہ سے دل ہٹا لے
اے جوان! اس پرانے جہان سے قطع تعلق کر لے
تاکجا بے غیرتِ دیں زیستین
اے مسلماں مردان است ایں زیستن
ترجمہ: کب تک دینی غیرت کے بغیر زندگی بسر کرے گا؟
اے مسلمان! ایسی زندگی تو موت ہے
مردِ حق باز آفریند خویش را
جز بہ نورِ حق نہ بیند خویش را
مرد حق خود کو دوبارہ وجود میں لاتا ہے
وہ اپنے آپ کو صرف حق کے نور سے دیکھتا ہے
بر معیارِ مصطفٰی خود را زند
تا جہانے دیگرے پیدا کند
ترجمہ: پہلے وہ خود کو حضور اکرم ﷺ کے معیار پر پرکھتا ہے
تاکہ وہ ایک نیا جہان وجود میں لے آئے

آہ زاں قومے کہ از پا برفتاد
میر و سلطان زاد و درویشے نزاد

ترجمہ: افسوس اس قوم پر جو پستی کا شکا ہو گئی
اس نے امیر اور سلطان تو پیدا کیے، کوئی درویش پیدا نہ کیا

داستانِ او مپرس از من کہ من
چوں بگویم آنچہ ناید در سخن

ترجمہ: اس قوم کی داستان مجھ سے نہ پوچھ کیونکہ میں
وہ بات کیسے کہہ سکتا ہوں جو بیان میں نہیں آ سکتی

در گلویم گریہ ہا گردد گرہ
ایں قیامت اندرونِ سینہ بہ

ترجمہ: میرے گلے میں گریہ وزاری نے گرہ لگادی ہے
مسلمانوں کی زبوں حالی کا نقشہ میرے سینے میں ہی بہتر ہے

مسلم ایں کشور از خود نا امید
عمرہا شد باخدا مردے ندید

ترجمہ: اس ملک کا مسلمان اپنے آپ سے ناامید ہے
مدتیں گزر گئیں اس نے کوئی باخدا مرد نہیں دیکھا

لاجرم از قوتِ دیں بدظن است
کاروانِ خویش را خود رہزن است

ترجمہ: یقیناً وہ دین کی قوت سے بدظن ہے
وہ خود ہی اپنے قافلے کو لوٹ رہا ہے

کلیاتِ اقبال (فارسی) پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق

ورفعنا لك ذكرك



ان شانئك هوالابتر

Spitting at the moon Falls on the face.

جس کے ذکر کو اللہ نے بلند کر دیا، دنیا کی ساری
خباشتیں مل کر بھی اس کا رتبہ کم نہیں کر سکتیں۔

آیئے! تاریخ کا قرض ادا کریں

کسی کا عشق، کسی کا خیال تھے ہم بھی
گئے دنوں میں بہت باکمال تھے ہم بھی
ہم عکس عکس بکھرتے رہے اسی دھن میں
کہ زندگی میں بے مثال تھے ہم بھی

(غالبؔ)

لاہور بلکہ پنجاب و پاکستان میں مفتی عبدالقیوم ہزاروی مہتمم جامعہ نظامیہ لوہاری گیٹ لاہور، مفتی محمد خان قادری مہتمم جامعہ اسلامیہ ٹھوکر نیاز بیگ نذ دایوب چوک لاہوراور مرحوم ڈاکٹر محمد سرفراز احمد نعیمی شہید، مہتمم جامعہ نعیمیہ گڑھی شاھو لاہور نے مل کر پہلے تحریک دفاع اسلام اور بعد میں تحریک ناموس رسالت محاذ کی بنیاد رکھی۔ ڈاکٹر سرفراز نعیمی شہید کی تہذیب وشائستگی، رکھ رکھاؤ، مہمان نوازی، اخلاق حسنہ اور خدمت کی لگن نے ایک دنیا کو متاثر کیا بھرپور تحریک چلائی بڑے بڑے احتجاج اور اجتماع منظم کیے باطل کو للکارا اور عزم و ہمت کی انوکھی داستان رقم کر کے راہ حق میں جام شہادت نوش کرتے ہوئے ذات اعلیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اُن کے بعد مفتی محمد خان قادری صاحب اس تحریک کے سرپرست اعلیٰ رہے اپنی بساط اور مزاج کے تحت اس تحریک کو کئی لحاظ سے آگے بڑھایا لیکن صحت کی خرابی کی وجہ سے ڈاکٹر سرفراز نعیمی کی شہادت کے بعد ناظم اعلیٰ کا بوجھ جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور کے مہتمم علامہ رضائے مصطفیٰ نقشبندی کو اٹھانا پڑا۔ وہ آج تک اسے نبھار ہے ہیں۔ وہ بہت مخلص دھیمے مزاج کے ٹھنڈے میٹھے عالم دین ہیں ہر دور میں سرگرم کار رہے غازی ممتاز شہیدؒ کے حوالے سے جب تحریک ناموس رسالت ﷺ کے پلیٹ فارم کو موثر کرنے کی ضرورت پیش

آئی تو بھی اپنا کردار ادا کرتے رہے۔ کچھ احباب نے بدمذگی پیدا کی تو بھی پیچھے نہیں ہٹے البتہ دھیمے پڑھ گئے۔ مولانا حافظ خادم حسین رضوی صاحب غازی ممتاز شہید کے حوالے سے ابتداء ہی سے خاصے سرگرم رہے۔ اور تحریک کے سرپرست اعلیٰ ٹھہرے راقم عاجز مولانا خادم حسین رضوی صاحب کو تب سے جانتا ہے جب شیخ الحدیث مولانا محمد رشید نقشبندیؒ صاحب جامعہ نظامیہ اندرون لوہاری گیٹ میں مسند ارشاد پر متمکن ہو کر حدیث پڑھا رہے تھے۔ مولانا حافظ خادم حسین رضوی بجاطور پر مخلص، باحیا اور مہمان نواز ہیں تب یہ حضرت شیخ الحدیث کے خدمت گزاروں میں سرفہرست تھے صرف ونحو کی کلاس پڑھاتے تھے مجلّہ احوال وآثار کے قاری اور میرے مخلص دوست تھے کئی برس قائد اہلسنت مولانا امام شاہ احمد نورانی صدیقیؒ کی محبت کا روگ پالتے رہے میری تجویز پر فدایان ختم نبوت کے رکن رکین بنے پھر جہادی سرگرمیاں آغاز ہوئیں تو کچھ عرصہ حرکۃ انقلاب اسلامی کے معاون وموید رہے پھر اچانک لشکر اسلام نامی تنظیم کے ساتھ وابستہ ہو گئے۔ شروع سے جذباتی اور ایگر سیو طبیعت کے حامل رہے ہیں صوفی محمد ایاز خان نیازی مرحوم بانی تحریک فدایان ختم نبوت وصال فرما گئے تو تنظیم کئی حصوں میں بکھر گئی ایک دھڑے کے یہ سربراہ ٹھہرے کسی طرح وسائل ان کے پاس آ گئے معاونین کا ایک حلقہ میسر آ گیا سالانہ ختم نبوت کانفرنسیں ایوان اقبال میں منعقد ہونے لگیں تو ان کے تعارف کا حلقہ وسیع ہوتا چلا گیا غازی ممتاز شہیدؒ کے کیس کے عوامی وکیل بننا بھی انہیں نصیب ہوا۔ تو اپنی بساط سے بڑھ کر محنت عزم، ولولہ، بہادری وسرفروشی ان کا آموختہ ٹھہرا۔ اللہ نے ان کو خدمت پر مامور فرما دیا عوام میں ناموس رسالت ﷺ کی تحریک کو بھرپور انداز سے متعارف کرایا۔ قدم قدم مشکلات کو خاطر میں لائے بغیر آگے بڑھتے رہے اور آج ایک نڈر، بے باک، دوٹوک خطیب کی حیثیت سے ڈنکے کی چوٹ پر اپنا موقف پیش کرتے ہوئے منبرومحراب کا حق ادا کر رہے ہیں غازی شہید کے جنازے اور چہلم کی تقریبات اور دھرنا شو کے دوران اسٹیج مولانا حافظ خادم رضوی کے کنٹرول میں رہا

دھرنے کے یہ تین دن بڑے سخت اور کٹھن تھے یہ ساتھیوں اور کارکنوں سمیت ڈٹے رہے البتہ ان کے انداز گفتگو پر لوگوں نے انگلیاں اٹھائیں۔

نہ لہرائے کیوں کر ہوائے جنوں
کہ ہے شورش افزایہ ساون کی رت
(انشاؔ)

لاہور شہر میں بھکھی کی خاک سے اٹھنے والی ایک چنگاری مدتوں سے ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی کے روپ میں سلگ رہی ہے موصوف بہت صفات کے حامل اور بھرپور شخصیت وفکر اور کردار وعزم کے حامل ہیں۔ صراط مستقیم کے نام سے ایک مذہب تنظیم آرگنائز کر رکھی ہے فکر مستقیم کے نام سے ان کا ارگن بھی ماہ بہ ماہ طلوع ہوتا ہے درس وتدریس اور تقریر وتحریر ان کا حوالہ ہے نوجوانوں اور شاگردوں کا ایک حلقہ ان کے حالہ محبت سے منسلک ہے برے بڑے دینی اجتماعات لاہور میں انعقاد پذیر کر چکے ہیں فکری ونظریاتی لحاظ سے قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کے مخلصین میں شمار ہوتے ہیں۔

غازی ممتاز شہیدؒ کے حوالے سے تحریک ناموس رسالت میں اہم ترین کردار کے حامل رہے۔ ان کے افکار کی تپش نے محبتوں کے کئی دبستان آباد کیے درجنوں مقدمات، ضلع بندیوں کے باوجود شہر شہر دعوت حق کے ابلاغ کا فریضہ انجام دے رہے ہیں کچھ عرصہ سے حافظ خادم حسین رضوی اور ڈاکٹر اشرف آصف جلالی موصوف دونوں ایک ساتھ محو پرواز ہیں دونوں کے مزاج، مشاغل، حلقے اور طریقے الگ الگ ہیں لیکن خدا کی شان کہ ملکر باہم ایک ساتھ، قدم سے قدم ملا کر غازی شہید کا کیس لڑا گرفتاریاں دھمکیاں اور پابندیاں برداشت کیں دھبے نہیں جھکے نہیں بلکہ سفر ہر حال میں جاری رکھا۔ تحریک ناموس رسالت کا ایک معتبر حوالہ پیر محمد افضل قادری بن خواجہ محمد اسلم بن خواجہ نیک عالمؒ ممتاز علماء اور داعیان حق

میں شامل ہیں تحریک تحفظ ناموس رسالت اور غازی ممتاز حسین شہیدؒ کے سارے کیس کے دوران بہت فعال اور متحرک رہے ہیں۔ گجرات سے متصل جی ٹی روڈ پر واقع بستی نیک آباد المعروف مراڑیاں شریف میں جہاں ان کی سرپرستی میں طلبہ اور طالبات کے مدارس چل رہے ہیں مئی ۲۰۱۶ء میں غالباً ۵ مئی اور ۱۹ مئی کو راقم الحروف کی دو ملاقاتیں ہوئی ہیں غازی ممتاز شہیدؒ کے حوالے سے اول روز سے پیر صاحب جس طرح فعال اور سرگرم رہے پھر کیس کے دوران علماء کو نہ صرف بیدار کیا بلکہ خود بھی سابق مقتول گورنر سلمان تاثیر کے خلاف فتویٰ دیا غازی صاحب کی پیشیوں پر حاضر ہوتے رہے مختلف ریلیاں، کانفرنسیں اور دھرنا تحریک میں بیمار ہونے کے باوجود کردار ادا کیا پوری جرأت اور عزم واستقلال کے ساتھ استعماری قوتوں اور ان کے حواریوں کو للکارا۔ ضلع گجرات میں آپ کے دم قدم سے تحریک ناموس رسالت قریہ قریہ گاؤں گاؤں پھیل گئی کئی پرچے ہوئے، پابندیاں لگیں، صحت کی خرابی آڑے آئی لیکن محبت رسول علیہ السلام کی حرارت نے ان کو آمادہ پیکار رکھا دھرنا تحریک کے دوران بے ہوش ہو گئے بیمار ہونے کے باوجود آخر لمحے تک ڈٹے رہے ان کے کردار پر قومی اخبارات شاہد وعادل ہیں گزشتہ ماہ پیر محمد افضل قادری، ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی، مولانا حافظ خادم حسین رضوی، مولانا مفتی محمد خان قادری، ڈاکٹر راغب حسین نعیمی صاحب سے پے در پے ملاقاتیں رہیں تو مجھے تعجب ہوا کہ بظاہر کندھے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں لیکن ذہنی فاصلے بہت زیادہ ہیں۔ گستاخ گورنر کے قتل کے بعد سب علماء جلوس کی صورت میں غازی ممتاز شہیدؒ کے گھر مبارکباد دینے گئے اس کے بعد کیس کا مسئلہ درپیش آیا تو مفتی محمد خان قادری صاحب نے اپنے رفقاء سے مشورہ کے بعد سید حسین الدین شاہ مہتمم جامعہ رضویہ سٹیلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی سے ٹیلی فون پر مشاورت کے لیے رابطہ کیا تو شاہ صاحب نے دوٹوک کہا اس کیس کے لیے وکلاء کی فیس ادا کرنا بہت مشکل ہے کون کرے گا۔ اس کے بعد

جسٹس میاں نذیر اختر سابق چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ سے رابطہ کیا گیا تو آپ نے فی سبیل اللہ کیس لڑنے کا عندیہ دیا۔ اس پورے کیس کے دوران کوئی روپیہ پیسہ کسی سے نہیں لیا۔ اللہ ان کو اس کی جزاء دے البتہ قانونی اور شرعی مسائل میں مفتی محمد خاں قادری سے مشاورت کرتے رہے ان سالوں میں کئی مقامات آئے لیکن یہ مستقل مزاجی سے کھڑے رہے یہ سب لوگ مخلص ہیں لیکن وسیع تر مشاورت نہ ہونے کی وجہ سے منظم جنگ نہ لڑی جا سکی نتیجہ یہ کہ قوت بھی منتشر اور کمزور رہی یکجہتی نہ آپائی جوش کے ساتھ ہوش نہ تھا ہر کوئی تحفظات کا شکار ہو گیا حالانکہ اس صورت حال سے امت کی اصلاح وتعمیر کا کوئی ہمہ گیر سنگ میل تلاش کیا جا سکتا تھا۔ مگر افسوس ہم ایسا نہ کر سکے بڑے بڑے اجتماعات کا نشہ ہمیں تنہا کرتا چلا گیا اور اب لہجے، رویئے اور اسلوب بدل گئے اب دانائی اور بردباری سے خالی اقدامات سب کے لیے زیر بحث موضوع ہے۔

اللہ کریم ہمیں حکمت ودانائی عطا فرمائے اور کسی ڈھنگ سے اجتماعیت حاصل ہو عوام کا اعتماد اور اُمید، حوصلہ اور عزم کے مرحلے میں داخل ہو کر نئی صورت گری کا باعث ہو اتحاد و اتفاق سب سے بڑی دولت ہے اور اس کو پالینا سب سے بڑی کامیابی ہے اور اسے برقرار رکھنا سب سے بڑی نیکی ہے اور یہ نیکی ہی شر کو شکست سے دوچار کر سکتی ہے۔ اہل دل کو چاہیے شدت شوق سے اس گوہر مراد کو پانے کے لیے مستعد ہوں اور اپنی بگڑی بنانے کی فکر کریں۔

تو اپنی تقدیر خود اپنے قلم سے لکھ
خالی رکھی ہے خامہ حق نے تیری جبیں

(اقبالؒ)

مخلص: خالد محمود قادری

مدیر: ماہنامہ احوال و آثار لاہور

ہفتہ ۵ رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ ۱۱ جون ۲۰۱۶ء

عزم ویقین کے روشن کردار راہی

غازی ممتاز حسین قادری شہیدؒ کے تمام احوال پر اگر ایک طاہرانہ نظر ڈالی جائے تو جون ۲۰۰۹ء سے لیکر یکم مارچ ۲۰۱۶ء تک ہزاروں لاکھوں افراد نے کردار ادا کیا ان میں بعض علماء کا کردار خاصا نمایاں اور مسلسل رہا مثلاً اس کیس کو بنیاد فراہم کرنے والے علامہ مولانا محمد حنیف قریشی قادری بانی شباب اسلامی، علامہ سید حسین الدین صاحب، پیر سید ضیاء الحق شاہ سلطان پوری، صاحبزادہ سید عنایت الحق شاہ، ڈاکٹر ظفر اقبال جلالی، پیر سید ظہیر الحسن چشتی، علامہ غفران احمد سیالوی، ملک دلپذیر اعوان وغیرہ تھے جبکہ عوامی سطح پر اس مسئلے کو اٹھانے میں مفتی منیب الرحمٰن، پیر نقیب الرحمٰن عیدگاہ راولپنڈی، مولانا حافظ خادم حسین رضوی، علامہ محمد اشرف آصف جلالی، سید مصطفیٰ اشرف رضوی، علامہ رضائے مصطفیٰ نقشبندی، علامہ پیر محمد افضل قادری، صاحبزادہ سید نوید الحسن مشہدی، علامہ محمد اصغر نورانی، علامہ سید مظفر حسین شاہ، علامہ حافظ خان محمد قادری علامہ عبدالحمید چشتی، علامہ منیر احمد یوسفی، قاری محمد علی نقشبندی، علامہ مفتی غلام حسن قادری، مفتی دارلعلوم حزب الاحناف بالخصوص ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر الوری صدر جمعیت علماء پاکستان ''نورانی گروپ'' کی بھرپور کوشش سے ملکیر احتجاج ملی یکجہتی کونسل نے منظم کیے۔ اور اس مسئلہ کو عوامی پذیرائی بخشی۔ پیر اعجاز ہاشمی صاحب صدر علماء پاکستان اور صاحبزادہ اویس نورانی سیکرٹری جنرل جمعیت علماء پاکستان، قاری محمد زوار بہادر صدر جمعیت علماء پاکستان پنجاب اور ڈاکٹر جاوید اختر جنزل سیکرٹری جمعیت علماء پاکستان نے بھی بھرپور کردار ادا کیا۔ اس میں صاحبزادہ محمد داؤد رضوی آف گوجرانوالہ، قاضی صاحب محمود اعوان شریف، مولانا خاور حسین نقشبندی آف سیالکوٹ،

پروفیسر محمد اقبال مجددی آف نارووال، مولانا تبسم بشیر اویسی آف نارووال، علامہ عبدالرشید اویسی آف گجرات، صاحبزادہ فضل رسول شاہ آف وہاڑی، مولانا بشیر احمد فردوسی آف حاصل پور وغیرہ کا کردار بہت نمایاں رہا۔ علماء کا تیسرا گروہ سب سے اہم محاذ یعنی قانونی محاذ پر سرگرم رہا ان میں مفتی محمد خان قادری، علامہ خلیل الرحمان قادری، میاں جسٹس نذیر اختر صاحب (ر) چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ، سابق جج (ر) خواجہ محمد شریف، سابق جج نذیر احمد غازی صاحب اور علامہ احمد علی قصوری وغیرہ کی خدمات بے لوث اور ناقابل فراموش ہیں۔

اس کیس کا چوتھا محاذ سیاسی ہے اس پر پیر امین الحسنات وفاقی وزیر مذہبی امور، صاجبزادہ محمد اویس نورانی صدیقی، صاجبزادہ نور الحق قادری، ایم این اے اور حاجی محمد رفیق قادری نے نمایاں کردار ادا کیا۔ بعض علماء مثلاً ڈاکٹر محمد شفیق امینی، میاں ولید احمد نقشبندی شرقپور شریف، صاجبزادہ میاں تنویر احمد نقشبندی، صاجبزادہ احمد میاں نقشبندی آف ملتان، حاجبزادہ حامد رضا نقشبندی آف سیالکوٹ، حاجبزادہ حامد رضا قادری رضوی آف فیصل آباد، حاجبزادہ فیض رسول آف فیصل آباد، ثروت اعجاز قادری آف کراچی، مجاہد عبدالرسول آف لاہور، حاجبزادہ اکرام اللہ نقشبندی، حاجبزادہ ضیاء اللہ رضوی، مولانا نظام الدین قادری، مولانا ذکا اللہ رضوی، میاں انیس الرحمٰن آف نوکھر، حاجبزادہ وسیم الحسن نقوی، حاجبزادہ سید فدا حسین شاہ حافظ آبادی، حاجبزادہ غلام رسول اویسی علی پور چٹھہ، حاجبزادہ علامہ سید عرفان مشہدی موسوی، مولانا اصغر علی چشتی، مولانا محمد اشرف سیال، حاجبزادہ محمد اجمل چشتی، علامہ قاضی مظفر اقبال رضوی آف لاہو، علامہ ڈاکٹر راغب حسین نعیمی، مولانا محمد نواز جلالی، پروفیسر محمد اشفاق جلالی، مولانا محمد اکبر نقشبندی، حاجبزادہ محمد حسن آف بارو شریف ضلع لیہ، علامہ حافظ محمد الیاس جلالی، مولانا اختر علی نورانی آف کھاریاں علامہ فاروق احمد بندیالوی آف تھون سرائے عالمگیر، علامہ غلام [illegible] چشتی، حافظ غلام حسین سیالوی آف

لالہ موسیٰ، قاری نذیر احمد نقشبندی آف جہلم، قاری محمد یعقوب داتار آف جہلم، مولانا مفتی کمال الدین آف کوٹلہ ارب علی خاں، علامہ قاری محمد عظیم مجددی آف کلاسکے، حاجزادہ سید محمد حسن آف لدھے والا چیمہ علاوہ ازیں مولانا محمد حنیف چشتی آف راہ والی، مولانا عبدالرحمٰن جامی آف گھگڑ، مولانا نذیر احمد چشتی آف گوجرانوالہ نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ بہت سے نام اور کردار ایسے اور بھی ہیں جو سر دست حافظہ خیال میں نہیں۔ جس نے جو بھی کردار ادا کیا اللہ اس کا اجر عطا فرمانے والے ہیں اس خدمت کو بارگاہ الٰہی میں قبولیت نصیب ہو تو یہی کافی ہے۔ سب لوگوں نے مالی قربانی دی بہت سے لوگوں نے مقدمات، مشکلات برداشت کی۔ گرفتاریاں ہوئیں اور ابھی تک مقدمات کے سلسلے میں تاریخیں بگھت رہے ہیں چونکہ ہمارے ہاں کوئی منظم اور مستقل کام نظریاتی مقاصد کے لیے ہوتا نہیں سب جذباتی اور حادثاتی کام ہیں۔لہٰذا ظرف بھی چھوٹے ہیں برداشت، تحمل، بردباری اور اجتماعیت نہیں ہے۔ ایثار وقربانی کا داعیہ پیدا ہونا ازبس ضروری ہے سب برابر ہیں اپنے اپنے حالات تھے جس نے جو کیا خدا کی رضا کے لیے کیا ہم کسی کو غدار، کافر، ایجنسیوں کا تنخواہ دار کہہ کر اور لعنت ملامت کر کے کوئی خدمت نہیں کر رہے اہلسنت کو وسیع تر مقاصد کے لیے بھر پور ایجنڈے پر اتحاد ضروری ہے ورنہ...... ورنہ...... بے بسی، ضعیفی، اور کمزوری ہمارا مقدر ٹھہرے گا سب کو ساتھ لے کر چلنا سیکھیں عہدہ ومنصب سے زیادہ اہداف پر توجہ رکھیں۔ انسانوں کا احترام کرنا سیکھیں ہر جگہ بداخلاقی اور یاوہ گوئی کا فائدہ نہیں۔ کردار چھوٹا اور القاب بڑے یہ بات کچھ ہضم ہونے والی نہیں؟ اللہ کریم ہم سب کو بامقصد اور اجتماعی مقاصد کے لیے جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

عذابِ دانش حاضر

آگ ہے اولاد ابراہیمؑ ہے نمرود ہے
کیا پھر کسی کو کسی کا امتحاں مقصود ہے

واقعات کی رفتار اس قدر تیز ہے کہ قلم کا قیام ہی ممکن نہیں۔ بہت جی چاہتا ہے کہ کبھی رک کر، کبھی ٹھہر کر خیال کو کسی کھرے بان کی چارپائی پر سونے دوں، پھر ادھ کھلی نیند میں لکھوں کہ شعور و لاشعور میں سنورتی تحریروں میں کسی مبالغے، دھوکے اور بے پناہ ہوش کا امکان نہیں ہوتا اور انسان بے ساختگی میں سچ بولتا ہے، سچ لکھتا ہے اور سچ کی وکالت پر آمادہ پیکار رہتا ہے۔

امریکہ اسلام کو کس شکل میں ڈھالنے کا خواہاں ہے اور کن کن ذرائع، پالیسیوں، کرداروں، اداروں اور سوچ کے دھاروں کے ذریعے اپنے من پسند اسلام کا فروغ دنیا میں چاہتا ہے اس پر کسی سازشی تھیوری یا تجزیہ کی بجائے ہم دوٹوک الفاظ میں کہتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ کا اصل ایجنڈا اور اصل فوکس (Focus) لبرل ازم کو اسلامی دنیا میں مسلط کرنے کے لیے تمام تر ممکنہ طریقوں اور توانائیوں کے ساتھ سرگرم ہے، ہم اپنے قارئین سیاسی و مذہبی راہنماؤں، اساتذہ و دانشوروں، فوج اور سیکیورٹی ایجنسیوں کے اعلیٰ عہدہ داروں، افسران، ذمہ داران، پارلیمنٹ و سینٹ کے ممبران، اور حکمرانوں کے علاوہ میڈیا کے بڑوں سے بھی دردمندانہ گذارش کرتے ہیں کہ استعمار کے اس رویئے، ایجنڈے اور اسلوب کو سنجیدگی سے لیں۔ تاکہ لبرل ازم اور جدت پسندی کے اس بخار کی وجوع کو بھی سمجھا جاسکے جو آج کل کئی دوسرے اسلامی ممالک کے حکمرانوں، سرمایہ داروں، اور انگریزی زدہ نئی نسل اور میڈیا کو بھی چڑھا ہوا ہے۔ جدت پسندی، روشن خیالی اور مغربی کلچر کی نقالی کا دلدادہ یہ طبقہ دراصل فرہنگی تہذیب و ثقافت کے دجل و فریب کا شکار ہے اکثر مسلمان

قائدین کی کوتاہ بینی اور اس کے مضمرات بھی اس کی معاونت کر رہے ہیں۔اگر اُمت کے دردمند افراد مسلمان معاشروں میں پھیلے حالات، ان کی سنگینی اور مضر اثرات کا جائزہ لیں تو چشم کشا اور ہوشربا لمحات سے دوچار ہوں گے۔ ہمارے معاشروں کی صورتحال یہ ہے کہ یہاں سماجی طور پر سب سے کمزور اور بے وقت طبقہ اہل ایمان رہ گئے ہیں۔

عذاب دانش حاضر سے باخبر ہوں میں
اس آگ میں ڈالا گیا ہوں مثل خلیلؑ

یہاں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ، مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور عشق مصطفیٰ ﷺ کے فروغ کی بات کرنے والوں کو مذہبی جنونیت پسندی، بنیاد پرستی اور شدت پسندی کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے حالانکہ اعتدال وتوازن اور صراط مستقیم کا راستہ دکھانے والا یہی طبقہ السواد الاعظم ہے،ہم نت نئے رونما ہونے والے حالات کو جان کر، پڑھ کر حیرت زدہ رہ جاتے ہیں کہ کس طرح ایک پالیسی کے تحت مسلمانوں کو آپس میں لڑا دیا جاتا ہے اور قرآن کو گالی بھی دی جاتی ہے۔تاکہ امریکی ورلڈ آرڈر اور فرہنگ کی مادر پدر آزاد، اخلاق باختہ تہذیب کو یہاں نافذ کر دیا جائے۔جس کے لیے اسلامی تہذیب وتمدن، اخلاق وکردار اور مذہب کا چہرہ مسخ کر کے ان کی روح کو مجروح کرنا ضروری ہے۔اب آپ اپنے اردگرد صرف انگریزی اداروں کے پڑھے ہوئے چہروں کو پہچانیے جو اسلام کی تعلیمات کو اپنے من پسند نظریات اور استعماری خواہش کے تابع دیکھنے پر تلے بیٹھے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو اسلامی احکام، اصول اور عقائد کا مطالعہ کیے بغیر اسلامی سکالر کہلانے پر بضد ہیں یہ نقلی کی بجائے عقلی استدلال کے ساتھ اسلامی آئیڈیالوجی کو پرکھتے ہیں۔ان کے خود وضع کردہ پیمانے بے کار ہیں تبادلہ خیال ایک اچھی چیز ہے لیکن مطالعہ وتحقیق کی روشنی میں اب مغربی وامریکی استعمار اور ماڈرن انڈسٹریل ورلڈ کو ایسی اسلامی دنیا کی ضرورت ہے جو مغربی اصولوں اور

رولز کے کے مطابق چلے۔ طاغوت یہ چاہتا ہے کہ مسلمانوں میں موجود ایسے افراد اور طبقات کی پشت پناہی کی جائے۔ جو مغربی جمہوریت اور جدیدیت کی ہاں میں ہاں ملانے والے ہوں۔ ایسے افراد کو اب کہاں اور کیسے ڈھونڈا جائے۔ یہ وہ سوال ہے کہ جس پر استعماری قوتوں نے مسلمانوں کو چار Categories میں تقسیم کیا۔

(۱) اب ان میں پہلی تقسیم بنیاد پرست یعنی Fundamentalists کی ہے یہ وہ لوگ ہیں جو مغربی جمہوریت اور موجودہ مغربی اقدار اور تہذیب کو ماننے کی بجائے اسلامی اقدار، اسلامی اصولوں، اسلامی اخلاق اور اسلامی نظام کے خواہاں ہیں۔

(۲) اب دوسری قسم قدامت پسند (Traditionalists) مسلمانوں کی ہے جو قدامت پسند معاشرہ چاہتے ہیں کیونکہ وہ جدیدیت اور تعمیر و ترقی و تبدیلی کے بارے میں مشکوک رہتے ہیں۔

(۳) اب تیسری قسم ایسے مسلمانوں کی ہے جنہیں جدت پسند (Modernists) کا نام دیا گیا ہے جو بین الاقوامی جدیدیت (Global modernity) کا حصہ بننا چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں اسلام کو بھی جدید بنانے کے لیے اصلاحات کے قائل ہیں۔

(۴) جبکہ چوتھی قسم ہے سیکولر مسلمانوں کی (Secularists) کی جو اسلامی دنیا میں توقع رکھتے ہیں کہ وہ بھی مغرب کی تقلید میں دین کو ریاست سے علیحدہ کر دیں۔

پہلی قسم کا حوالہ دیتے ہوئے امریکی تھنک ٹینک کا اسٹریٹیجک پیپر لکھتا ہے کہ بنیاد پرست امریکہ اور مغرب کے بارے میں مخالفانہ رویہ رکھتے ہیں انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ (Fundamentalists) دہشتگردی کی بھی حمایت کرتے ہوں امریکی پالیسی پیپرز نے اپنی رپورٹ میں یہ تجویز بھی دی کہ بنیاد پرست مسلمانوں کی حمایت کی کوئی آپشن نہیں۔ قدامت پسند مسلمان اینڈ کارپوریشن کی رپورٹ کے مطابق اگرچہ

مسلمانوں میں اعتدال پسند ہوتے ہیں لیکن ان میں بہت سے لوگ بنیاد پرستوں کے قریب ہیں ان کے مطابق اعتدال پسندوں میں یہ خرابی ہے کہ وہ دل سے جدت پسندی کے کلچر اور مغربی ویلیوز کو تسلیم نہیں کرتے۔ جدت پسند اور سیکولر مسلمانوں کے بارے میں رپورٹ کا کہنا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو مغربی اقدار اور پالیسیوں کے قریب ترین ہیں رینڈ پولیسی رپورٹ کے مطابق یہ دونوں طبقے (Modernists and secularists) مسلمانوں میں کمزور ہیں اور ان کو زیادہ حمائت حاصل ہے اور نہ ہی ان کے پاس وسائل اور موثر انفراسٹکچر موجود ہے۔

پالیسی رپورٹ نے اسلامی دنیا میں مغربی جمہوریت، جدت پسندی، لبرل ازم، سیکولرازم، اور ورلڈ آرڈر کے فروغ اور نفاذ کے لیے کئی تجاویز دیں اور کہا کہ امریکہ اور مغرب کو بڑی احتیاط کے ساتھ یہ فیصلہ کرنا ہے کہ اسلامی ممالک اور معاشروں میں کن افراد کو کون سی قوتیں اور کیسے رجحانات کو مضبوط بنانے میں مدد دیتی ہیں کہ مقررہ اہداف حاصل ہوسکیں۔ ان اہداف کے حصول کے لیے امریکہ و یورپ کو پالیسی دی گئی (تھنک ٹینکس) کہ وہ جدت پسندوں (Modernists) کی حمائت کریں اس طبقہ کے کام کی اشاعت اور ڈسٹربیوشن میں مالی مدد کریں ان کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ عوام الناس اور نوجوانوں کے لیے لکھیں۔ ایسے جدت پسند اور سیکولر نظریات کو اسلامی تعلیمی نظام میں شامل کریں۔ جدت پسندوں کو پبلک پلیٹ فارم مہیا کریں بنیاد پرست اور قدامت پرست مسلمانوں کے برعکس جدت پسندوں کی اسلامی معاملات پر تشریحات، آراء اور فیصلوں کو نقطہ نظر کے طور پر میڈیا، انٹرنیٹ، اسکولوں، کالجوں اور دوسرے ذرائع سے عام کریں۔ لبرل ازم، سیکولرازم اور جدت پسندی کو مسلمان نوجوان کے سامنے متبادل کلچر کے طور پر پیش کریں۔ مسلمان نوجوانوں کو اسلام کے علاوہ دوسرے کلچرز کی تاریخ پڑھائیں سول سوسائٹی کو مضبوط کریں اس کے ساتھ ساتھ اس پالیسی میں امریکہ و یورپ کو بھی یہ تجویز دی کہ قدامت پسندوں کو بنیاد پرستوں کے خلاف سپورٹ

کریں ان دونوں طبقوں کے درمیان اختلافات کو ہوا دیں پوری کوشش کریں کہ بنیاد پرست مسلمان اور قدامت پرست آپس میں اتحاد قائم نہ کرسکیں قدامت پسندوں کی دہشتگردی کے خلاف بیانات کو خوب اجاگر کریں بنیاد پرستوں کو اکیلا کرنے کی کوشش کریں کہ قدامت پسند اور جدت پسند آپس میں تعاون کریں جہاں ممکن ہو قدامت پسندوں کی تربیت کریں تا کہ وہ بنیاد پرستوں کے مقابلہ میں بہتر مکالمہ کرسکیں بنیاد پرستوں کی اسلام کے متعلق سوچ کو چیلنج کریں بنیاد پرست طبقوں کا غیر قانونی گروہوں اور واقعات سے تعلق کو سامنے لائیں عوام کو بتائیں کہ بنیاد پرست حکمرانی کرسکتے ہیں اور نہ اپنے لوگوں کو ترقی دلوا سکتے ہیں بنیاد پرستوں میں موجود شدت پسندوں کی دہشتگردی کو بزدلی سے جوڑیں۔ اس پالیسی میں یہ رپورٹ بھی تجویز کی گئی کہ بنیاد پرستوں کے درمیان آپس کے اختلافات کی حوصلہ افزائی کریں بنیاد پرستوں کو مشترکہ دشمن کے طور پر لیا جائے ریاست اور مذہب کو جدا کیا جائے اور اسے اسلامی طور پر بھی صحیح ثابت کیا جائے اور یہ بھی مسلمانوں کو بتایا جائے کہ اسلام کو ریاست سے جدا کرنے سے ان کا ایمان خطرے میں نہیں پڑے گا بلکہ مزید مضبوط ہوگا۔

اس کے برعکس اسلام کی تاریخ یہ ہے کہ بانی اسلام نے اسلام اور سیاست کو ایک ساتھ رکھا اُن کا ایوان پارلیمنٹ، ایوان سینٹ، ایوان صدارت، ایوان، عدالت مسجد تھی تمام امور مملکت مسجد میں بیٹھ کر آپ ﷺ حل فرماتے۔ اسی لیے تو شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ نے لکھا ہے کہ

جدا ہو دین سیاست سے
تو رہ جاتی ہے چنگیزی

ایک دوسرے مقام پر بڑے کرب کا اظہار کرتے ہوئے اقبال یوں گویا ہوتے ہیں کہ:

تا خلافت کی بنا ہو دنیا میں پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

حقیت یہ ہے کہ عالمی سیاست کا رجحان اسلام دشمن ہے سو ہر طرف اسلام دشمن سیاست کا چلن ہے ایسا کیوں ہے؟ سادا سی وجہ ہے کہ عالمی سیاست کا ایندھن مال ہے جبکہ مال اُمت مسلمہ کا فتنہ ہے مال سرمایہ دارانہ نظام کی بنیاد ہے اشترا کیت کا بنیادی مسئلہ بھی مال ہے۔ جبکہ اسلام کی سب سے بڑی طاقت آسمانی ہدایت اور روحانی طور پر مضبوطی پر قائم ہے اسلام ایک مصنفانہ، عادلانہ اور فلاحی معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ سو سیاست اور مال کا گٹھ جوڑ اسلام کا دشمن ہے یہ دشمن فطری ہے اختیاری ہے یہ محض کتابی یا نظریاتی موضوع نہیں، زمین پر رائج ایک حقیقت ہے سیاست کی ہر پیش رفت مال کی محتاج ہے اور مال پر صیہونی ٹولے کی گرفت ہے یوں سیاست کا رجحان اسلام دشمن ہے بھارت، برطانیہ، اور امریکہ واسرائیل کی سیاست بدترین مظاہر ہیں نریندر مودی مسلمان دشمن ہندوسیاست کی علامت ہے نسل پرست ڈونلڈ ٹرمپ امریکہ میں مسلمان دشمن سیاست کا ترجمان ہے حسد کی آگ میں جلتا ہوا نیتن یا ہو اسرائیل کی سیاست میں یہودی سیاست کا ترجمان ہے اس طرح بنیاد پرست برطانوی شاہی خاندان کی ملکہ اسلام دشمنی کی علامت ہے یہاں موضوع دنیا میں سامراجی طاغوتی مسلمان دشمن سیاست ہے کیونکہ یہی عالمی سیاسی رجحان کے رہنما اور پالیسی ساز حکمران ہیں۔

ری پبلکن صدارتی اُمیدوار ڈونلڈ ٹرمپ ایک مناسب نمونہ ہے جو غالباً امریکہ کا آئندہ صدر بھی ہوسکتا ہے این این آئی کو تازہ انٹرویو میں ڈونلڈ ٹرمپ نے کہا کہ ''اسلام ہم سے نفرت کرتا ہے'' دراصل ڈونلڈ ٹرمپ کا یہ بیان انتخابی مہم کے دوران اسلام دشمن بیانیہ کا لب لباب ہے سوال یہ نہیں کہ اسلام یا مسلمان امریکہ سے نفرت کرتے ہیں یا نہیں، سوال تو یہ ہے کہ اس سوال سے ڈونلڈ ٹرمپ کی انتخابی مہم کا اسلام سے کیا تعلق بنتا ہے۔؟

ظاہر ہے ری پبلکن اُمیدوار صدارت ڈونلڈ ٹرمپ کے اس بیان کا امریکہ کی سیاست سے گہرا تعلق ہے یہ تعلق امریکہ یا امریکیوں کی فلاح سے متعلق ہرگز نہیں ہے بلکہ

اس کا براہ راست تعلق سیاست میں سرمایہ داری سے ہے یہ سرمایہ داری دونوں طرح کی ہے ایک وہ جو امریکہ کا صدر بننے کے لیے لازم ہے دوسری وہ عالمی سرمایہ داری جس پر ڈونلڈ ٹرمپ کی بزنس ایمپائر، ہیلری کلنٹن کے امریکہ اور عالمی معاشی نظام کا انحصار ہے یہ انحصار اسلام دشمن سیاست اور جنگ سے مشروط ہے اس مشروط حالت سے ڈونلڈ ٹرمپ، ہیلری کلنٹن اور دنیا کے کوئی بھی قابل ذکر سیاست دان مکمل طور پر آزاد نہیں۔

اس رجحان کے سبب ڈونلڈ ٹرمپ انتخابی مہم کے دوران امریکی حکومت سے مساجد کی نگرانی کا مطالبہ کر چکا ہے اور امریکی مسلمانوں کا ڈیٹا بنانے کا ارادہ ظاہر کر چکا ہے اور مسلمانوں کے امریکہ میں داخلے پر پابندی کی بات کر چکا ہے ڈونلڈ ٹرمپ نے کہا ہے کہ دین اسلام اور مسلمانوں میں فرق کرنا بہت مشکل ہے جنگ صرف شدت پسند اسلام سے ہے جو جاری رہے گی۔ یہی رجحان ہے جس کی وجہ سے ڈیموکریٹس کہتے ہیں کہ ڈونلڈ ٹرمپ کے بیانات خطرناک ہیں یہ امریکہ کا مستقبل خطرے میں ڈال سکتے ہیں سب مسلمان ایسے نہیں جیسے ڈونلڈ ٹرمپ کہتے ہیں اکثر مسلمان بہت امن پسند ہیں جہاد فی الاسلام کے علمبردار ہیں توہین رسالت پر بے قابو ضرور ہوتے ہیں اسلام کے سیاسی کردار کے حامی ہیں لیکن جہاں رہتے ہیں وہاں کے قانون اور قوائد وضوابط کے بھی ماننے والے ہیں ڈونلڈ ٹرمپ بے سبب مسلمانوں سے خوفزدہ ہیں اور ان کا بھیانک روپ بنا کر دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں مسلمان قوم کی اکثریت متوازن اور پرامن ہے استعمار کے علمبردار طاغوتی ذہنیت کے حامل دانشور اسلام اور مسلمانوں کا تشخص مسخ کر کے دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں مسلمانوں کی تاریخ کو مسخ کرتے ہیں مسلمانوں کے عقائد اور کردار کو مسخ کرتے ہیں مسلمان معاشروں سے اُن کا اجتماعی کردار چھین لینا چاہتے ہیں ہیں یہی کچھ برطانیہ، اسرائیل اور بھارت مختلف کرداروں میں مختلف جغرافیوں، مختلف مذہبی و معاشرتی

ماحول و پس منظر میں ہر قابل ذکر سیاست کا حصہ ہے بھارت میں نریندر مودی کی سیاست کا کامیاب رجحان اسلام دشمن سرمایہ داری کا مرہون منت ہے مشرق وسطیٰ میں بادشاہت، آمریت اور جمہوریت بلاواسطہ اور بالواسطہ طور پر عالمی سیاسی رجحان کی تابع ہے مسلمان ملکوں کے قوانین اور نصاب میں جتنا انتشار ہے وہ مقامی سیاست کے عالمی مفادات کے سبب ہی ہے مسلم دنیا کی سیاست میں جتنا بھی اسلام دشمن رجحان ہے وہ عالمی معاشی نظام سے وابستہ مفادات کے سبب ہے یہاں علماء، مدارس اور اسلامی سیاست کو استعماری نمائندے بار بار ہدف تنقید بنا رہے ہیں۔ پاکستان میں ملک ممتاز قادری کی شہادت اور حقوق نسواں بل درپیش صورتحال کی دو واضح مثالیں ہیں اب علاج کیا ہو؟ عالمی معاشی نظام سے اسلام دشمن رجحان کو کس طرح ختم کیا جائے؟ قرآن حکیم سودی معاشی نظام کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہے سو مسلمانوں کو بھی یہ اعلان جنگ کرنا ہوگا۔ کیونکہ مسلمان معاشروں سے سود خوری، شراب نوشی، زنا کاری کا خاتمہ استعمار کی تباہی کا باعث ہوگا یہود و نصاریٰ اور ہنود کی معیشت انہی پر کھڑی ہے۔ یہی اعلان جنگ اسلام دشمن سیاست کے رجحان کا سدباب ہوگا۔ یہ اعلان ہی ہر محاذ حق و باطل کے درمیان لکیر کو واضح کرتا چلا جائے گا۔ زنا کاری، شراب نوشی، سودی کاروبار پر پابندی ہی دراصل استعمار کے خاتمے کا باعث ہے۔

اس کے بعد کانا پھوسیاں ختم ہو جائیں گی سفارتی، تجارتی، سیاسی اور فکری منافقین بے نقاب ہو جائیں گے کوئی ابہام، کوئی الجھاؤ باقی نہ رہے گا مذکورہ اعلان عملاً ہر باطل کی کلی کھول دے گا۔ انشاءاللہ

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاس بان عقل بھی
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

(علامہ اقبالؒ)

ناموس رسالت ﷺ کے لیے جان ہے حاضر

اولاد کا دولت کا ہر اک مان ہے حاضر — جینے کا بھم ہر کوئی سامان ہے حاضر
جو شان میسر ہے وہ ہر شان ہے حاضر — حق نے جو کیا ہم پہ وہ احسان ہے حاضر
ناموس رسالت کے لیے جان ہے حاضر

ناموس رسالت کی حفاظت ہے عبادت — ناموس رسالت کی وکالت ہے عبادت
ناموس رسالت کی اشاعت ہے عبادت — اس کام کو ہر صاحب ایمان ہے حاضر
ناموس رسالت کے لیے جان ہے حاضر

ناموس رسالت سے عقیدت میں بھلا ہے — ناموس رسالت ہی سے دیں پھولا پھلا ہے
ایمان کی ناموس رسالت ہی بنا ہے — یہ عشق کا، وجدان کا، فرمان ہے حاضر
ناموس رسالت کے لیے جان ہے حاضر

ناموس رسالت کے تحفظ کا یہ قانون — ترمیم نہیں اس میں رواء بدلے نہ مضمون
کب کوئی ہے اس باب میں جو ٹھہرا ہو ماذون — منکر کے لیے موت کا سامان ہے حاضر
ناموس رسالت کے لیے جان ہے حاضر

ناموس رسالت سے کرے جو بھی بغاوت — بدگوئے نبوت کی کرے جو بھی اعانت
مومن کے لیے اس سے مناسب ہے عداوت — سر کوبی شاتم کو مسلمان ہے حاضر
ناموس رسالت کے لیے جان ہے حاضر

ناموس رسالت پہ کریں بات لفنگے — آداب سے بے بہرہ، جہاں بر کے تلنگے
کپڑے جو پہن کر بھی نظر آتے ہیں ننگے — ان سب کے لیے درہ ایمان ہے حاضر
ناموس رسالت کے لیے جان ہے حاضر

گستاخ نبوت کو نہیں ہو گی معافی   اس جرم کی ہو سکتی نہیں کوئی تلافی
مر کر بھی سزا پائے گا وہ کافی و شافی   جو کوئی بھی اس قسم کا شیطان ہے حاضر
ناموس رسالت کے لیے جان ہے حاضر

توہین رسالت کی سزا قتل بھلی ہے   ملعون کرے اس پہ فقط رائے زنی ہے
اس ضمن میں کب چھوٹ کسی کو بھی ملی ہے   چاہو جو حوالہ تو یہ قرآن ہے حاضر
ناموس رسالت کے لیے جان ہے حاضر

توہین عدالت کا جنہیں پاس بہت ہے   توہین مقنّنہ کا بھی احساس بہت ہے
ایمان کا لاحق جنہیں افلاس بہت ہے   اُن سب کے لیے شرم کا سامان ہے حاضر
ناموس رسالت کے لیے جان ہے حاضر

مسلمان بے رشدی ہو کہ تاثیر سے خالی   بد گوئے نبوت ہو کہ بدگویوں کا والی
گستاخوں کا جو کوئی بنے آلی موالی   رئیسوں کے لیے پر کوئی ترکھان ہے حاضر
ناموس رسالت کے لیے جان ہے حاضر

ہو عاصمہ بے پیر کہ شیطان کی شیری[1]   ملت کے مقاصد سے نظر جنہوں نے پھیری
اغیار کی پروردہ یہ تیری ہیں نہ میری   اسلام ہے ان جیسوں کے بطلان کو حاضر
ناموس رسالت کے لیے جان ہے حاضر

ممتاز ہوئے دہر میں عشاق نبی کے   حق دار ہوئے حق سے وہ اعزاز جلی کے
مہجور، سزاوار ہیں ہر ایک خوشی کے   ان ہی کے لیے خلد کا پیمان ہے حاضر
ناموس رسالت کے لیے جان ہے حاضر

از: سید عارف محمود مہجور رضوی، گجرات

---

[1] عاصمہ جہانگیر اور شیریں رحمٰن چونکہ مقتول گورنر تاثیر کی ہم خیال تھیں اس لیے شاعر نے ان کی طرف شعر میں اشارہ کیا ہے۔

باب دوم

پروانہ شمع رسالت ﷺ کا تعارف

قدم راہ محبت میں نہ رکھ میرؔ
کہ سر جاتا ہے گام اولین میں

کشتہ عشق مصطفےٰ ﷺ، اسیر خستہ جاں، فدائے ناموس رسالت، غلام رسول ﷺ، غازی اسلام محترم ملک محمد ممتاز حسین قادری رضوی عطاری شہیدؒ مقبول بارگاہ رسالت مآب ﷺ ہیں آپ کی زندگی اور بعد از شہادت کے متعدد محیر العقول احوال و حالات و واقعات اور مشاہدات اس پر شاہد و عادل ہیں۔

شرف انسانی کے جملہ محاسن میں اقبالؒ نے دو محاسن کا بڑے تواتر سے اپنی اردو اور فارسی شاعری میں ذکر کیا ہے میری مراد علم اور عشق ہے اقبالؒ نے عشق کو علم پر ترجیع دی ہے عشق کو سراپا حضور اور علم کو سراپا غیاب ٹھرایا ہے علم کو صرف شک پیدا کرنے والا اور اندازوں اور تخمینوں میں الجھانے والی خوبی قرار دیا ہے دیکھئے وہ کہہ رہے ہیں۔

علم نے مجھ سے کہا "عشق ہے دیوانہ پن"
عشق نے مجھ سے کہا "علم ہے تخمین وظن"
بندہ تخمین وظن! کرم کتابی نہ بن
عشق سراپا حضور، علم سراپا غیاب

اقبالؒ صرف اسی پر بس نہیں کرتے ،اس نظم میں آگے چل کر عشق کو جو مقام بلند وہ دیتے ہیں اس کو دیکھئے۔

عشق کے ہیں معجزات سلطنت و فقر و دیں
عشق کے ادنیٰ غلام، صاحب تاج و نگیں
عشق مکان و مکیں، عشق زماں و زمیں
عشق ہے ام یقیں اور یقین فتح باب

اقبالؒ نے چونکہ اپنی غلام قوم کو علم و عشق دونوں سے فیض یاب ہونے کا پیغام دینا تھا اس لیے دونوں کا تذکرہ اس انداز سے کیا ہے کہ معلوم ہو سکے کہ کس کو کس پر سبقت حاصل ہے اور کیوں ہے اقبال نے اپنی ایک اور نظم میں علم کو ایک چراغ رہگزر بتایا ہے لیکن گھر کے اندر جو ہنگامے بپا ہوتے ہیں ان کا علم چراغ رہگزر کو نہیں ہوتا عقل اور علم منزل کا سراغ ضرور دیتے ہیں منزل کی طرف جانے کی رہنمائی ضرور کرتے ہیں اور منزل کو پانے کا راستہ بھی ضروری بتاتے ہیں لیکن اصل منزل علم و عقل سے نہیں بلکہ یقین و ایمان اور عشق وارفتگی سے سر ہوتی ہے اقبالؒ کو اپنی قوم کی نارسائیوں کا خوب اندازہ تھا اس لیے انہوں نے ان کی نارسائیوں کو سر کرنے کے لیے محض عقل کا سہارا لینے کی تلقین نہیں کی بلکہ شدت شوق کا درس دیا ہے جسے وہ عشق کے نام سے تعبیر کرتے ہیں شدت شوق کا جنون اگر کسی قوم کے سر پر سوار ہو جائے تو وہ اپنی منزلیں غیر معمولی تیزی اور عجلت سے طے کرتی ہے یہی اعزاز عشق نے ہمارے قومی ہیرو پیارے، راج دلارے غازی ملک ممتاز حسین قادری شہید کو عطا فرمایا ہے۔

محبت کی ایک علامت اطاعت ہے جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے وہ اس کا ہر حکم مانتا ہے اس لحاظ سے حضور کا محب وہ شخص ہوگا جو آپ کا فرمانبردار ہو اور یہی ایمان کا حقیقی معیار ہے امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز تو اس سے اگے کی بات کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

دولت درد اور متاع عشق کوئی معمولی چیز نہیں کہ جس کی حفاظت سے ہم غافل ہو جائیں اس سے محرومی کا تلخ ذائقہ ہم دنیاداروں سے پوچھیں جن کے پاس سب کچھ ہے مگر اپنا آپ نہیں بچا۔ دل رہ گیا ہے مگر دھڑکن کا نام نہیں، آنکھیں سلامت ہیں مگر نور سے خالی ہیں اور وجود باقی ہے مگر گرمی احساس سے محروم آیئے! اپنی اس کمٹمنٹ کو حقیقت بنادیں

اک عشق مصطفےٰ ہے اگر ہو سکے نصیب
ورنہ دھرا ہی کیا ہے جہاں خراب میں

اس لیے کہ

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزا ناز دوا اٹھائے کیوں

امام احمد رضا خان کہتے ہیں کہ

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

واللہ اپنے حال پر رحم کرو

دیکھنا سرکار کا انکار نہ ہونے پائے
ایسی توحید تو شیطان بنا دیتی ہے

پیدائش اور خاندان

موصوف شہید ناموس رسالت غازی ملک محمد ممتاز حسین قادری رضوی عطاری شہید رحمہ اللہ یکم جنوری ۱۹۸۵ء کو راولپنڈی کے مضافات میں واقع اٹھال نامی گاؤں میں

پیدا ہوئے یہ گاؤں کافی بڑا ہے اور علاقہ میں بہت حد تک پھیلا ہوا ہے مرحوم کے والد محترم کا نام نامی اسم گرامی حاجی ملک محمد بشیر اعوان بعمر ستر (۷۰) پچھتر (۷۵) سال، سابق سی ڈی اے اسلام آباد کے ملازم ہیں ان کے دادا ملک خاں محمد اعوان مرحوم تھے۔ ننھیال، ددھیال ان کے دونوں اس گاؤں میں پچھلے پچاس ساٹھ سال سے آباد چلے آرہے ہیں یہ قطب شاہی ملک اعوان کی گوت سے تعلق رکھتے ہیں جاب، محنت مزدوری کر کے پیٹ پالتے مذہبی و شریف گھرانہ ہے دیہاتی طرز بود و باش ہے حاجی ملک محمد بشیر اعوان کے گھر کا ایڈریس مکان نمبر BV 501 غازی سٹریٹ مسلم ٹاون راولپنڈی بارہ کہوہ سے سمبلی ڈیم روڈ پر یہ گاؤں اٹھال شریف واقع ہے پیرودھائی سے یا فیض آباد اڈے سے گاڑی پر صادق آباد کے لیے روانہ ہوں گاڑی والے سے غازی سڑیٹ کا پوچھیں تو آپ غازی شہید ممتاز حسین قادری رحمہ اللہ کے گھر پہنچ جائیں گے۔ (انشاءاللہ)

یہ خاندان ڈیڑھ کنال کی ایک حویلی میں رہتا ہے اس میں تین بڑے گھرانے آباد ہیں ایک گھر میں ممتاز کے تایا ابو اور ان کی اولادیں آباد ہیں اور دوسرے گھرانے میں چچا اور ان کی اولادیں آباد ہیں۔ اس حویلی میں کل ملا کر ۲۷ افراد رہتے ہیں جبکہ ملک ممتاز قادری صاحب کا گھرانہ ۴ بہنوں اور ۶ بھائیوں پر مشتمل ہے بھائیوں کی ترتیب اور تعارف کچھ یوں ہے۔

(۱) ملک نصیر اعوان

(۲) ملک دلپذیر اعوان

(۳) ملک عابد اعوان

(۴) ملک عامر اعوان

(۵) ملک فضل اعوان

(۶) ملک محمد ممتاز حسین قادری شہیدؒ

ملک ممتاز اور کچھ واقعات

ملک ممتاز قادری شہیدؒ کی پیدائش سے دو سال پہلے ایک رات اُن کے والد گرامی ملک محمد بشیر اعوان مدظلہ العالی نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ گھر کے ایک کونے میں ایک نورانی چہرہ سے مزین باریش بزرگ نماز پڑھ رہے ہیں ملک صاحب نے تعجب انگیز ماحول میں درپیش صورتحال کا مشاہدہ کیا اور ذہن میں سوال اٹھا کہ گھر کا دروازہ بند ہونے کے باوجود یہ بزرگ کمرے میں کیسے تشریف فرما ہوئے؟

اس دوران وہ بزرگ اٹھے اور کمرے سے باہر جاتے ہوئے کہا کہ بشیر صاحب! جہاں ہم نے نماز پڑھی ہے وہاں اللہ کا ایک ولی اور عاشق رسول ﷺ پیدا ہوگا جو ناموس رسالت ماب ﷺ پر مثل پروانہ نثار ہوکر اپنی جد کا نام دنیا میں روشن کر جائے گا۔ (انشاء اللہ)

اُس کی ایک للکار سے چار سو کفر کے ایوانوں میں زلزلہ طاری ہو جائے گا اور پاکستان کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کو استحکام ودوام نصیب ہوگا۔

چنانچہ دو سال بعد گھر کے اس گوشہ میں شہید ناموس رسالت ملک ممتاز قادریؒ کی ولادت ہوئی۔

غازی ملک ممتاز حسین قادری شہیدؒ کے والد گرامی نے ایک سوال کے جواب ارشاد فرماتے ہوئے بتایا کہ

"میرے روزگار کا تعلق تعمیرات سے رہا ہے میں نے تمام زندگی اسی کام سے زرق حلال کمایا۔ پہلے خود مستری کا کام طویل عرصہ تک کیا پھر ٹھیکیداری بھی کرتا رہا۔ میری اپنی گلی کے کئی مکان میرے ہاتھ کے بنے ہوئے ہیں سی ایم ایچ راولپنڈی کا آپریشن تھیٹر بھی میرے ہاتھ کا بنا ہوا ہے۔ ۱۹۸۷ء میں میں بحرین چلا گیا۔ بحرین سے جب میں واپس

آیا تو راولپنڈی میں ایک عجیب واقع رونما ہوا۔ ویسے تو ہمارا آبائی علاقہ اسلام آباد ہی ہے جو موجودہ سیکٹر ۳ ون کی جگہ پر واقع تھا اور ہمارے دادادادی کی قبریں اب بھی سابق سینٹر اور مسلم لیگ (ن) کے مرکزی رہنما ظفر علی شاہ کے گھر کے قریب واقع ہیں پچھلے پانچ چھ عشروں سے راولپنڈی کے مضافات میں واقع گاؤں اٹھال میں ہمارے سابقہ گاؤں والے مقیم چلے آرہے ہیں میں چھٹی کے دوران وہاں ایک فاتحہ خوانی کے لیے گیا تھا۔ رات کو بہت دیر سے گھر واپس لوٹا پیدل گھر آتے ہوئے تقریبا ایک کلومیٹر کے فاصلے پر ویرانے سے گذر رہا تھا تو راستے میں سوتے ہوئے ایک شخص کی موجودگی کا مجھے احساس ہوا۔ میں نے اس شخص کو جگانے اور اٹھانے کی بہت کوشش کی تا کہ اس سے پوچھ سکوں کہ یہ شخص یہاں جنگل میں کیوں سو رہا ہے؟ لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ چند منٹ کی کوشش کے بعد میں نے یہ محسوس کیا کہ یہ بے جان ہے یا کوئی شخص مردہ پڑا ہے میں نے خیال کیا کہ اب کوئی شخص اگر اچانک آجائے تو اسے مارنے یا قتل کرنے کا الزام مجھ پر آجائے گا۔؟ اس صورتحال میں نے گھر کا راستہ لینے کا ارادہ کیا میں نے چند قدم ہی اٹھائے تو اچانک مجھے ان کی حرکت محسوس ہوئی اور اُس شخص نے اچانک پلٹ کر مجھے کہا۔ ”کہ کیا ڈر گئے ہو؟“

میں ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ ڈرا تو نہیں ہوں لیکن یہ سوال ضرور کروں گا کہ آپ اس ویرانے میں کیوں سو رہے ہو؟ آؤ اور چلو میرے ساتھ میں تمہیں اپنے گھر لیے چلتا ہوں چلو وہاں چل کر تم کو کھانا بھی کھلاتا ہوں۔ اس دوران موصوف نے مجھ سے پوچھا۔ تم کیا کھلاؤ گے؟

میں نے جواب دیا کہ جو دال ساگ پکا ہوگا خود بھی کھاؤں گا اور تمہیں بھی کھلاؤں گا۔ اس دوران وہ عجیب وغریب، گول مٹول اور بھاری برکم شخص اٹھ کھڑا ہوا اور گویا ہوا کہ۔

”ہاں! تمہارے گھر کے فلاں کمرے میں ایک شیڈ پر تمہارے لیے دال اور روٹی پڑی ہوئی

ہے۔"میں ان کی اس بات پر بہت حیران ہوا اور تعجب سے اُس کی طرف دیکھنے لگا میں نے جانا کہ وہ کوئی اللہ والا یا ولی یا قلندر ہے۔

الحمدللہ! ان دنوں میں بہت صحت مند اور ایک بھرپور شخص تھا میں نے ان کو اپنے بازوں میں اٹھالیا اور راستے میں دو ایک جگہ رکنے کے بعد انہیں آخر گھر لے آیا۔

آ کر معلوم کیا تو واقعتاً گھر میں روٹی اور دال پکی تھی اور ایک ہی روٹی، دال رکھی تھی جو میں نے اس درویش خدا کو پیش کر دی۔ انہوں نے اب اس کے چار ٹکڑے کیے ایک خود کھایا، ایک مجھے کھلایا اور دو ٹکڑے مجھے دیئے کہ میں اپنے والدین کو کھلا دوں اب جب انہوں نے واپس روانگی کا ارادہ ظاہر کیا تو میں نے مزید رکنے کے لیے عرض کیا تو جواباً ارشاد فرمایا کہ۔"ابھی مجھے بہت سفر کرنا ہے مجھے کشمیر سے ہوتے ہوئے دہلی پہنچنا ہے اور دہلی سے واپسی پر لاہور داتا صاحب کے دربار شریف پر بھی حاضری دینا ہے۔"

اب وہ مردِ درویش، خدا مست قلندر جاتے ہوئے کہہ گیا کہ"میں تمہیں ایک خاص تحفے اور مسرت کی خوشخبری سناتا ہوں جو تمہیں کچھ عرصے بعد نصیب ہوگی۔"

میں دم بخود حیران و پریشان ان کی باتوں پر غور کرتا رہا اور رات دو بجے تک جاگتا رہا تقریباً ڈیڑھ سال مزید گزر گیا تو ایک دن اچانک مجھے یاد آیا کہ اس بزرگ کی دال روٹی والی بات تو درست ثابت ہوئی تھی لیکن دوسری بات کی حقیقت کیا ہے؟ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایسے حالات و آثار رونما ہوتے رہے کہ بہت کچھ واضح ہوتا گیا۔

ملک محمد بشیر اعوان صاحب اپنے بیٹے ملک ممتاز قادریؒ کے تناظر میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ

۸ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ یکم جنوری ۱۹۸۵ء بروز منگل جب ممتاز حسین پیدا ہوا تو تب میں گھر پر ہی تھا اس سے پہلے میری دیگر اولاد بھی پیدا ہوئی جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے

ہیں وہ کہتے ہیں کہ ممتاز حسین کی پیدائش پر مجھے اس قدر قلبی و ذہنی سکون ملا کہ مجھے ان سے محبت دن بدن بڑھتی چلی گئی۔

انہوں نے بتایا کہ ملک ممتاز بچپن میں بالکل بھی شرارتی نہیں تھا میرے دوسرے بچوں کے برعکس یہ ایک منفرد بچہ تھا جس نے کبھی کوئی مطالبہ نہیں کیا کوئی فرمائش نہیں کی۔ وہ اپنی ماں سے جتنا قریب تھا بے تکلف تھا اتنا ہی میرے قریب اور بے تکلف تھا بعض اوقات وہ اپنی عمر سے زیادہ اور بڑی باتیں کرتا تھا میں اس کے حوالے سے حیرت زدہ ہو کر سوچتا تھا کہ بالآخر کیا ہوگا؟ بعض اوقات کسی مسئلے پر کوئی مشاورت یا کوئی بات ہو رہی ہوتی تو درمیان میں ممتاز حسین بھی کچھ نہ کچھ ضرور کہتا تھا اور آخر ہوتا وہی تھا جو وہ کہتا تھا۔

بچپن اور تعلیم

ممتاز حسین جب پانچ چھ سال کا ہوا تو اسے حصول تعلیم کی خاطر محلے کے سکول میں داخل کروایا گیا تھا تعلیم میں وہ اچھا تھا اس کی تعلیم کے دوران یا سکول میں کسی شرارت کے بارے میں کبھی کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی لہٰذا ہم نے کبھی انہیں ڈانٹا ہی نہیں جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میں نے ممتاز حسین کو کبھی زندگی میں نہیں ڈانٹا اور نہ انہوں نے بھی مجھ سے کسی بات میں اختلاف کیا ہے۔

اُن کے والد گرامی قدر بیان کرتے ہیں کہ ممتاز تیسری یا چوتھی جماعت میں تھا تو نعت خوانی کرنے لگا ڈاکٹر محمد نعیم صاحب (ہمارے مہربان اور بہت ہی عاشق رسول شخصیت تھے) کے گھر سالانہ محفل نعت کی تقریب منعقد ہوتی۔ جہاں ممتاز ہر سال شریک ہوتا اور نعت کا نذرانہ پیش کرتا تھا۔ ہم نے میٹرک کے بعد ممتاز حسین کو سویڈش کالج کے شعبۂ ریڈیو انجینئرنگ کے ڈپلومے کے حصول کے لیے داخل کرا دیا۔

تین چار ماہ گذرے تھے کہ ایک دن نظریں جھکائے میرے پاس آیا اور درخواست گذار ہوتے ہوئے عرض کیا کہ ابو جی مجھے کالج جاتے اتنا عرصہ گزر گیا لیکن مجھے اس ڈپلومے کی الف ب کا احوال بھی معلوم نہیں ہوا۔ اگر آپ اجازت دیں تو پولیس میں بھرتیاں آئی ہیں میں درخواست دیدوں؟

معاً بعد میں نے اجازت دیدی لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اب سرکاری ملازمتیں بغیر شفارش کے نہیں ملتیں۔

اس کا جواب یہ تھا کہ آپ اجازت تو دیدیں۔ میں نے کہا کہ بیٹا ٹھیک ہے اس کے تین چار ماہ بعد اس کا لیٹر آ گیا۔ سا... اس نے خو...ہی کیا۔ ممتاز حسین دوڑ، تحریری ٹیسٹ اور جسمانی فٹنس میں اول آ گیا تھا لہٰذا اسے خصوصی اسلواڈ میں ٹریننگ ...ے لیے بھیج دیا گیا ۲۰۰۸ء میں اسے جو ابتدائی تنخواہ ملی بائیس ہزار روپے سے کچھ زائد تھی چائے، سگریٹ نسوار یا ہوٹلنگ کا اس کوئی شوق نہ تھا، یہاں تک کہ فلم تو دور کی بات ہے گھر میں دیگر افراد اگر ڈرامہ دیکھ رہے ہیں تو وہ اسے فضول اور بے کار کہہ کر کسی دوسری جگہ بیٹھ جاتا۔ ڈیوٹی کے بعد اس کا زیادہ تر وقت گھر، مسجد یا کسی محفل میلاد میں گزرتا۔ میلاد اور نعت خوانی کی محفلوں کی اسے بہت دعوتیں ملتی تھیں اور ہر ممکن حد تک وہ ان میں شریک بھی ہوتا تھا۔ وہ اپنے دیگر تمام بھائیوں کا کام بھی بہت شوق سے کرتا تھا۔

شادی خانہ آبادی

سروس ملنے کے ڈیڑھ دو سال بعد اس کی شادی خانہ آبادی کی تاریخ فائنل ہوئی تو اس نے مجھے عرض کیا کہ۔ ''ابو جی! اس موقع پر میری بھی دو شرائط ہیں'' میں نے کہا بتائیں؟ تو اس نے عرض کیا کہ دلہن کا شادی کے دن کا جو... اس ہوگا اور دوسرا یہ کہ کسی طرح کا

گانا بجانا یا فضول رسمیں ہمارے گھر میں ہر گز نہیں ہوں گی بلکہ اس دن گھر میں صرف محفلِ میلاد ہو گی''میں نے یہ شرائط تسلیم کرلیں کچھ عزیزوں نے مخالفت بھی کی۔لیکن ہم نے گھر کی چھت پر محفل میلاد بڑے چاؤ اور اہتمام کے ساتھ انعقاد پذیر کی (فالحمد اللہ علی ذالک) یہاں ضمناً یہ بھی عرض کرتے چلیں کہ

سادگی کا درس

راولپنڈی (آئی این پی) گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قاتل ممتاز حسین قادری نے سالی کی شادی پر جیل سے اپنے پیغام میں کہا ہے کہ''شادی میں کسی قسم کی فضول رسمیں ادا نہ کی جائیں بلکہ سنت نبوی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے سادگی سے شادی کا فریضہ پورا کیا جائے۔(روزنامہ نوائے وقت ۲۲/اپریل ۲۰۱۲ء)

سرراہے کا تبصرہ

سالی کی شادی پر گورنر پنجاب کے قاتل ممتاز قادری نے پیغام بھیجا کہ''سادگی اختیار کی جائے''ممتاز قادری جیل کی کال کوٹھری میں بھی اپنا امتیاز برقرار رکھے ہوئے ہے۔ اورانہوں نے سالی کی شادی پر شرعی حکم جاری کر دیا ہے ممتاز قادری نے جو کرنا تھا وہ کر دکھایا اور اب سلاخوں کے پیچھے مزید ثواب کما رہے ہیں یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسے سب سمجھتے اور محسوس کرتے ہیں اس لیے ہم اپنے ریمارکس محفوظ رکھتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ سالی پھولوں کی ڈالی، کی ڈولی سادگی سے شرعی حدود میں اُٹھے۔

ممتاز قادری نے آج تک اپنی رہائی کے لیے کوئی کوشش کی ہے نہ مطالبہ، اس کا مطلب صاف ہے کہ وہ جیل میں اپنے کام سے متعلق کس قدر آسودہ ہے عافیت میں ہے

اور کس قدر ذہنی سکون کے ساتھ بھی ہیں۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کے اطمینان اور آسودگی کی دراصل وجہ کیا ہے؟ یہ تو ممتاز قادری جانے یا روح گورنر اور خدا جانے ہم تو اس موقع پر بس اتنا کہہ سکتے ہیں:

جانو نہ جانو ہم تو بس اتنا جانے ہیں کہ تمہیں اپنا جانے ہیں

بہر حال حق تو یہ ہے کہ ہر وقت ہر مسلمان کلمہ گو کو چاہیے کہ حضور ﷺ کی یاد میں لگا رہے اور سید الکونین ﷺ کے حضور درود وسلام کے نزرانے اور گجرے پیش کرتے رہنا چاہیے کہ اس کا قرآن حکیم میں اللہ نے حکم دیا ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت ۲۳/اپریل ۲۰۱۲ء)

واسطے جن کے بنے دو جہاں
اُن کے ہاں تھیں سیدھی سادی شادیاں
شہزادی سید کونین کی
بے سواری ہی علی کے گھر گئیں

(از: دیوان سالک۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمیؒ)

رزق حلال کو ترجیح

ملک حاجی بشیر احمد اعوان والد گرامی قدر نے مزید بتایا کہ ممتاز حسین قادریؒ نے ہمیشہ رزق حلال کو ترجیع دی اس کی سروس کے ابتدائی دنوں کی بات ہے کہ اس کی ڈیوٹی راولپنڈی میں کسی وی آئی پی کے ساتھ تھی پولیس لائن میں جب تمام اہلکار گئے تو انہیں کھانا دیا گیا سب نے کھالیا لیکن اس نے نہیں کھایا۔ اس کے اعلیٰ آفسر کے پاس طلبی ہوئی کہ دیگر سکیورٹی اہلکاروں کے ساتھ ملکر کھانا کیوں نہیں کھایا؟ تو اس نے جواب عرض کیا کہ ''سر!

میری ملازمت کی شرائط میں مجھے کھانا فراہم کرنے کی ذمہ داری حکومت کے ذمہ نہیں ہے میں گھر سے اپنا دوپہر کا کھانا ساتھ لاتا ہوں اور بوقت ضرورت کھالیتا ہوں''۔

اس جواب پر اسے جانے کی اجازت دیدی گئی۔ وہ تو ویسے بھی بہت کم کھاتا تھا اُسے سبزی دال وغیرہ پسند تھی لیکن میں نے نہیں سنا کہ اس نے کبھی کھانے کے بارے میں گھر میں کچھ کوئی فرمائش کی ہو۔ اکثر ضرورت مندوں کی خدمت کرتا رہتا وہ بچپن ہی سے نمازی تھا تلاوت قرآن پاک اور نعت رسول مقبول ﷺ اکثر خوش الحانی سے اور پوری قوت سے پڑھتا تھا۔

بچپن میں دو تین بار گھر کی دوسری منزل سے نیچے گرا لیکن اللہ نے اسے محفوظ رکھا۔

آسیہ ملعونہ کا ارتکاب اہانت رسول (ﷺ)

یہ ۱۴ جون ۲۰۰۹ء کا روز تھا جب ننکانہ شہر ضلع شیخوپورہ صوبہ پنجاب سے ۱۶ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع گاؤں ''اٹاں والی'' چک نمبر ۳ میں ایک عیسائی عورت آسیہ ملعونہ نے اپنے خبث باطن کا مظاہرہ مسلمان خواتین سے جھگڑے کے دوران نبی اکرم ﷺ اور نعوذ باللہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے متعلق انتہائی نازیبا الفاظ کہتے ہوئے کیا اور یوں وہ شاتمان رسول ﷺ کی فہرست میں شامل ہوگئی۔ وہ چونکہ توہین رسالت مآب ﷺ کی مرتکب ہوئی تھی لہٰذا یہ بات ڈھکی چھپی کیسے رہ سکتی تھی جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک میں پھیل گئی۔ جھگڑے کا پس منظر یہ تھا کہ معلونہ آسیہ دیگر خواتین کے ساتھ فالسہ کے باغات میں کام کرتی تھی۔ ۱۴ جون کو کھانے کے وقفے کے دوران آسیہ نے عافیہ اور عاصمہ کے گلاس میں پانی پیا۔ ان دونوں بہنوں نے اس حرکت کو پسند نہ کیا اور گلاس کی بجائے اب انہوں نے پیالی میں پانی پیا۔

اس بات پر ملعونہ آسیہ نے نہ صرف بُرا منایا بلکہ اشتعال میں آ کر بکواس کرنے لگی اُن کے درمیان تکرار ہوئی اور بحث شروع ہوگئی پاک و ناپاک کی۔ جس کا انجام بد آسیہ ملعونہ کی طرف سے توہین رسالت کے ارتکاب پر ہوا۔ اب اس دلخراش اور خوفناک واقعہ کی گواہ دونوں بہنوں عافیہ اور عاصمہ کے علاوہ متعلقہ گاؤں کی وہاں کام کرنے والی دیگر خواتین بھی تھیں۔

مرکزی گواہ عافیہ کے بقول ''ہم قرآن پاک اٹھا کر بھی یہی کہیں گی کہ یہ الفاظ............اس (ملعونہ آسیہ) نے کہے ہیں یہ گواہی غلط نہیں ہے''۔

اب باغ کے مالک زمیندار کے بیٹے محمد افضل کے بقول: میں نے خود عاصیہ سے جب پوچھا تو اُس نے اعتراف کیا کہ اُس نے نبی کریم ﷺ اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی توہین کی ہے''۔

جب مذکورہ دونوں بہنوں نے گاؤں کے پیش امام کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو انہوں نے حلفیہ تصدیق حاصل کرنے کے بعد آسیہ کو بلایا۔ بقول امام صاحب! آسیہ ملعونہ سے ہم نے پوچھا کہ کیا واقعی تم نے یہ جسارت آمیز توہین آمیز باتیں کی ہیں؟ تو اُس نے کہا۔ ''ہاں! میں نے کی ہیں میں معافی مانگتی ہوں، مجھ سے غلطی ہوئی ہے''۔

اس واقعہ کے پانچویں روز ۱۹ جون ۲۰۰۹ء کو گاؤں کی پنچائت نے فیصلہ کیا کہ چونکہ ملعونہ خود توہین رسالت کے ارتکاب کا اعتراف کرتی ہے اور توہین رسالت خود ایک ایسا جرم ہے جس کی روئے زمین کا کوئی مسلمان معافی نہیں دے سکتا۔ لہٰذا یہ بہت ضروری ہے کہ اس ملعونہ کو قانون کے سپرد کر دیا جائے اور قانون ہی اس بارے میں فیصلہ کرے۔

چنانچہ معززین پنچایت نے ۱۹ جون ۲۰۰۹ء کو ہی ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر ننکانہ صاحب سے ملکر ملعونہ آسیہ کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعہ C 295 کے تحت مقدمہ

نمبر ۳۲۶/۰۹ درج کرایا گیا جس کے نتیجہ میں اُس روز آسیہ ملعونہ گرفتار ہوئی اور حوالہ زنداں ہو گئی ننکانہ صاحب ایس پی تعینات نہ ہونے کی وجہ سے اس کیس کی تفتیش Sp انویسٹی گیشن شیخوپورہ سید محمد امین بخاری نے تقریباً تین ماہ جاری رکھی۔ Sp انویسٹی گیشن کے بقول: میں نے اس مقدمہ کی ۱۰۰ فی صد شفافیت سے غیر جانبدارانہ ہو کر تحقیق مکمل کی ہے میں نے مدعی اور ملزمہ دونوں پارٹیوں کا موقف سنا، گواہوں کے بیانات قلم بند کیے اور اپنی آزادانہ تفتیش میں آسیہ کو توہین رسالت کے جرم کا مرتکب پایا۔ لہٰذا اب میں نے آسیہ کے ملزم ثابت ہونے پر چالان مکمل کر کے ۱۴ دسمبر ۲۰۰۹ء کو عدالت کے سپرد کیا۔

جسٹس محمد نوید اقبال ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ننکانہ صاحب کی عدالت میں یہ کیس تقریباً ۱۴ ماہ تک چلتا رہا۔ استغاثہ کی طرف سے ذوالفقار ایڈووکیٹ اور ملزمہ کی طرف سے رائے اجمل ایڈووکیٹ پیش ہوتے رہے۔

وکیل استغاثہ کی طرف سے سات گواہان نے عدالت میں اپنے بیانات قلم بند کروائے جبکہ فالسہ کے باغ کے مالک نے عدالت کے طلب کرنے پر اپنی شہادت قلمبند کروائی۔

۱۴ ماہ کی مسلسل سماعت کے بعد کیس کی فائل مکمل ہوئی تو عدالت نے ۸ نومبر ۲۰۱۰ء کو آسیہ ملعونہ کو توہین رسالت کا مرتکب قرار دے کر ایک لاکھ روپے جرمانہ اور ''موت'' کی سزا سنائی۔ اس سزا کے خلاف آسیہ ملعونہ کے شوہر سابق فوجی ''عاشق مسیح'' نے ہائی کورٹ میں اپیل کر دی۔

شاتم رسول۔ گورنر تاثیر کی سرگرمی

یہاں تک تو آسیہ ملعونہ کا کیس ملکی قانون کے مطابق صحیح سمت میں آگے بڑھ رہا

تھا کہ یک دم فرہنگی دستر خوان کے زلہ ربا، ننگ قوم، ننگ وطن اور ننگ دین مادر پدر آزاد، بے لگام، ولد الحرام نام نہاد گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے استعمار اور صلیبی ایجنڈا کی تکمیل کے لیے حق نمک ادا کرتے ہوئے ''شیطان تاثیر'' بننے کی ٹھان لی۔

۲۰ نومبر ۲۰۱۰ء کو گورنر پنجاب ملکی آئین کی وائیلیشن کرتے ہوئے، قانون شریعت کا مذاق اڑاتے ہوئے اپنی بیوی، اپنی بیٹی، این جی اوز کے نمائندوں اور میڈیا کی ٹیم ظفر موج لیے ہوئے ملعونہ آسیہ کو بے گناہ، مظلوم، مقہور اور بے بس ثابت کرنے نیز رہائی دلانے کوٹ لکھپت جیل پہنچ گیا اور اس ملعونہ کو یقین دلاتا رہا کہ میری تمام تر ہمدردیاں تمہارے ساتھ ہیں اور میں تمہیں صدر پاکستان سے معافی دلاؤں گا اس پر بس نہیں کی بلکہ اب آسیہ ملعونہ کو بغل میں بٹھائے سامراجی گماشتوں کو خوش کرنے کے چکر میں نام نہاد گورنر خود ہرزہ سرائی کرنے لگے اور اتنے بے باک ہوئے کہ خود توہین رسالت کرتے ہوئے ارتداد کے راستے پر چل نکلے اناللہ وانا الیہ راجعون اور اب پھنس گئے۔

گورنر صاحب نے سب سے پہلا اعلان تو یہ کیا کہ ''انہوں نے اس واقعہ کی تحقیق کروائی بلکہ آسیہ بے گناہ ہے ایسا کوئی واقعہ پیش ہی نہیں ہوا۔ میں خود صدر کے پاس جا کر اس کی رہائی کی درخواست کروں گا۔'' جب اتنا کچھ کہنے کے باوجود بھی مذکورہ گورنر کا کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوا تو معاً بعد ہی اُس نے قرآن وسنت اور قانون توہین رسالت کو ہدف تنقید بناتے ہوئے کہا کہ قرآن وسنت سے ثابت ملکی قانون میں موجود گستاخ رسول کی سزا ''موت'' یہ ایک کالا قانون'' ہے۔

گورنر ایک قدم اور آگے بڑھا اور اُس نے کہا کہ

''ان کو سزا سنائی گئی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ ایک بہت سخت اور ظالم سزا ہے''

اب دیکھئے! نرم سے نرم الفاظ میں بھی کیا گستاخی رسول کے ضمن میں مجرموں کے

لیے قرآن وسنت کے مطابق مقرر کردہ سزائے موت کو ''ظالمانہ سزا'' کہنے والا کیا خود ارتداد کا راستہ اختیار کر کے توہین رسالت کا مرتکب نہیں ہو رہا ہے؟

اب حق تو یہ ہے کہ کوئی روسیہ، گناہ گار امتی بھی ملعونہ عاصیہ مسیح کی ہرزہ سرائی پر نہ تو خاموش رہ سکتا ہے اور نہ قرآن وسنت سے ثابت شدہ حکم (گستاخ رسول کی سزا موت) کے متعلق کسی قسم کی کوئی یاوہ گوئی کر سکتا ہے لیکن گورنر پنجاب نے اقتدار واختیار کے نشے میں مست ہو کر نا صرف گستاخ رسول ملعونہ کی حمایت کی بلکہ قران وسنت کی مخالفت کرتے ہوئے اللہ ورسول سے بھی ٹکر لی اور کروڑوں مسلمانوں کے دلوں کو زخمی کر دیا۔

دراصل مغربی تہذیب کے دلدادہ اس قماش کے یہ لوگ چاہتے ہیں کہ توہین رسالت کے مرتکب شیطانیت کو کھلی آزادی ہو آزادی اظہار اور رواداری کے نام پر پھولوں کے ہار پہنا کر ان کو کھلا چھوڑ دیا جائے پھر وہ جس طرف منہ مارنا چاہیں انہیں بلا روک ٹوک اس کی اجازت دیدی جائے۔ حکومت کے کسی اہم منصب پر فائز ایسے فاتر العقل کے انتہائی دلآزار، غیر ذمہ دارانہ، غیر انسانی، غیر شائستہ بیان کو جس میں قانون واقدار اور اخلاق و مذہب کی دھجیاں اڑادی گئی ہوں کے متعلق غالب شاعر نے کہا تھا کہ

اے کاش تیری ماں تجھے نہ جنتیں

اسلام کی صف میں جا کھڑے ہوئے تھے تو اگلے ہی روز ۲۱ نومبر کو فکری پیشوا ''پوپ بنی ڈکٹ'' نے پوپوں کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کسی مزدور کے لیے خود اپیل کی کہ ''میں مسیحیوں اور خصوصاً آسیہ اور اُس کے خاندان کے ساتھ روحانی قربت کا اظہار کرتا ہوں۔ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ آسیہ کو جلد از جلد رہا کیا جائے''۔ (ماخوذ)

گستاخ گورنر کے اس طرز عمل کے خلاف رد عمل کے طور پر ملک بھر کے علماء اہلسنت وجماعت نے صدائے احتجاج بلند کی اور گورنر سے توبہ تائب ہونے کے لیے مطالبہ

کیا تو انانیت میں غرق گستاخ گورنر نے انہیں (نعوذ باللہ) جوتے کی نوک پر رکھنے کا اعلان کرتے ہوئے ایک اور گستاخی کا ارتکاب کیا۔

گستاخ ملعونہ آسیہ کی سزا معاف کرانے کا اعلان سابق گورنر پنجاب کی طرف سے۔ یہ واقعہ تمام غلامان رسول ﷺ کے لیے ایک سانحہ فاجعہ سے کم نہ تھا ہم چاہتے ہیں کہ اگر ہمارے اوپر مسلط شدہ حکمران اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم ہم غلاموں کو اذیت دینے کے لیے ہمارے آقا و مولا رسالت پناہ ﷺ کو گالیاں دینے والے گستاخان رسول کو اشیر باد دے کر حالات نہ بگاڑیں علماء اکرام نے اس کے ردعمل کے طور پر کراچی سے لیکر لاہور اور اسلام آباد سے پشاور تک احتجاج شروع کیا علماء کو گرفتار کیا جانے لگا جیل کی رونقیں بڑھ گئیں اور علماء پر تشدد کیا اور انہیں سب وشتم کا نشانہ بنایا جاتا رہا۔

انصاف کا تقاضا تو یہ تھا اور ہونا بھی یہ چاہیے تھا کہ جیسے ہی گورنر نے تعزیرات پاکستان (P.P.C پاکستان پینل کوڈ) میں موجود گستاخ رسول کی سزا ''موت'' کے حوالے سے آرٹیکل ۲۹۵ کے سیکشن C کے متعلق کفریہ اور نازیبا ترین گفتگو کی تھی تو اس وقت صدر پاکستان ایکشن لیتے ہوئے آئین کی وائلیشن کرنے اور کروڑوں انسانوں کے ایمان و عقیدہ کا مذاق اڑانے نیز دنیا کی مقدس ترین ہستی رسالت مآب ﷺ کے گستاخوں کے سپورٹ کرنے کے جرم میں عہدہ سے برخواست کر دیتے اور گورنر شپ سے فارغ کر کے ان کو عدالت میں پیش کیا جاتا۔ گورنر کو اس کے فرسودہ خیالات پر قدغن لگتی، مقدمہ چلتا اور اسے لگام دی جاتی۔ گورنر تو مختلف ٹی وی چینلوں پر بار بار شعلہ وشرر سے لبریز گفتگو کا ارتکاب کر رہا تھا اور یہ سلسلہ کئی ہفتے چلتا رہا۔ ملک میں گورنر کے اس رویئے کی وجہ سے اشتعال کی فضا پیدا ہو رہی تھی نفرت بڑھ رہی تھی بلکہ خود حکمرانوں پر ایک سوالیہ نشان اٹھ رہا تھا؟

ایسے میں اگر صدر پاکستان کو یہ اخلاقی جرات نصیب نہ ہوئی تو آزاد عدلیہ کے

دعوی دار چیف جسٹس آف پاکستان (چوہدری افتخار) ہی گورنر کی اس ہرزہ سرائی پر سوموٹو ایکشن لے لیتے یا اتنا ہی کہہ دیتے کہ گورنر کا طرز عمل خلاف قانون ہے۔

ہائے افسوس! یہاں تمام اصحاب اقتدار و اختیار کے ضمیر سوئے رہے وہ ملک جہاں چیف جسٹس صاحب VIP مومنٹ کی وجہ سے رکشے میں پیدا ہونے والے بچے کی پیدائش پر تو سوموٹو ایکشن لے لیتے ہیں چینی کی قیمت بڑھ جانے پر اسے مفاد عامہ کے خلاف سمجھتے ہوئے ایکشن لے لیتے ہیں لیکن

مالک ارکاب امم، تاجدار عرب و عجم، راحت قلب و جاں، وجہ تسکین انس و جاں ﷺ کی ناموس کی حفاظت کی خاطر، تعزیرات پاکستان میں موجود قانون تحفظ ناموس رسالت C-295 کے خلاف ایک صوبے کے گستاخ اور ناعاقبت اندیش گورنر کی ہرزہ سرائی۔ جراءت و جسارت اور ببانگ دہل میڈیا پر نشر ہونے والی بدبودار گفتگو پر ایکشن نہیں لیتے! اس ستم ظریفی اور بے جواز خاموشی پر بہرحال سوالیہ نشان اٹھتے رہے؟

ہم عدلیہ کے باضمیر معزز جج صاحبان سے پوچھتے ہیں کہ کیا ناموس رسالت کا تحفظ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مسلم معاشرے میں مفاد عامہ کا مسئلہ نہیں ہے؟ کیا جج صاحبان اتنا بھی شعور نہیں رکھتے کہ بازار میں چینی دستیاب نہ ہو تو وقت گزر سکتا ہے لیکن ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کا پہرہ دیئے بغیر ایمان بچتا ہے نہ انسان بچتا ہے؟

یہاں خدا کے دشمنوں کی دیدہ دلیری اتنی بڑھ گئی ہے کہ وہ اہانت رسول ﷺ کے جرم اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتے ہوئے آزاد ہیں معاشرتی امن و امان کو تہہ و بالا ہونے سے بچانے کے لیے بھی ملکوں اور معاشروں میں سخت سے سخت تادیب پر مبنی قوانین وضع کیے گئے ہیں لیکن یہ پاکستان کیسا ملک ہے؟ جہاں قانون کی حکمرانی نہیں بلکہ ہر کوئی آزادی اظہار کی آڑ میں کفریات کا ارتکاب کرتا پھر رہا ہے اور اب ان کی جسارت یہاں تک بڑھ گئی

ہے کہ وہ بانی اسلام، فرستادہ حق، ستودہ صفات، داعی اعظم، خیر المرسلین حضرت محمد ﷺ کی تحقیر واستہزاء اور توہین وتوقیر پر اترنے والوں کو تحفظ فراہم کرنے پر اتر آئے ہیں ایسے ناپاک اور غلیظ ترین کافروں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا اور ان کے سر کو تن سے جدا کر دینا ان کے جوڑ جوڑ پر ضرب لگانا اور ان کے پور پور کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے قیمہ بنا کر کتوں کے آگے ڈال دیں یہی فطرت کا تقاضا ہے انسانیت کا وقار ہے حضور ﷺ کی ناموس کے تحفظ کے لیے دنیا کی بڑی سے بڑی قیمت چکا دینا از حد اہم ہے کیونکہ

محمد ﷺ کی محبت کا رشتہ سب رشتوں سے اعلیٰ ہے
یہ رشتہ قانون کے سب رشتوں سے بالا ہے
محمد ﷺ متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر، مال وجان، اولاد سے پیارا

یہی کچھ نہیں بلکہ

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

ہم جانتے ہیں کہ صلیبی مسلمانوں کو زچ کرنے کے لیے اذیت ناک اور ایمان سوز حربے اور ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے دل و دماغ بے قراریوں اور بے چینیوں میں بدل گئے ہیں اضطرار و اضطراب ایسے موقعوں کا لازمہ ہوتا ہے ناموس رسالت مآب ﷺ پر نثار ہونے کی آرزو اور تمنا ہر مسلمان کلمہ گو اپنے دل میں لیے پھرتا ہے بقول مولانا ظفر علی خانؒ

نماز اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

سچ تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت اہل ایمان کے جسموں میں خون اور روح کی طرح دوڑتی ہے ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر نثار ہوں ہمارا سب کچھ تن، من، دھن، مال و جائیداد و عزت و آبرو، حال و استقبال آپ کے نام پر قربان ہم تو صرف یہ پوچھتے ہیں کہ اے معزز جج صاحبان آپ سب نے آئین کے تحفظ کا حلف اٹھایا اب جب آپ حلف اٹھانے والوں کے سامنے آئین کو تار تار کیا جا رہا تھا اس وقت آپ کہاں تھے؟ خاموش کیوں تھے؟

اسلام میں حاکم وقت اور ایک عام شخص برابر انسانی و معاشرتی حقوق رکھتے ہیں اب اسلام کے نام پر حاصل کیے گئے اس ملک میں خلاف اسلام سرگرمیوں پر قانون کیوں حرکت میں نہیں آتا؟ کیا یہ قانون خلاف اسلام نہیں ہے کہ صدر مملکت وزیر اعظم اور گورنر و وزیر اعلیٰ جس وقت تک اپنے عہدوں پر براجمان ہیں انہیں کسی عدالت میں طلب نہیں کیا جا سکتا۔ کیوں؟

اب اس قانون کو مدنظر رکھتے ہوئے صدر، وزیر اعظم، گورنر اور وزیر اعلیٰ کی نبیوں، فرشتوں، ملک و قوم اور اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی یا بغاوت کی صورت میں عوام کس عدالت میں شکایت لے کر جائیں؟

نیز کسی قانون کے تحت اپنے لیے انصاف مانگیں؟
عدالتیں صدر اور گورنروں کو طلب نہیں کر سکتیں؟ کیوں؟
لیکن کسی بھی خلاف قانون مسئلے میں اپنی قانونی رائے تو دے سکتے ہیں؟
لیکن اہانت رسول ﷺ کی مرتکب ملعونہ آسیہ کے کیس میں ایسا بھی نہیں ہوا۔

اب رہ سہہ کر ایک ہی راستہ بچتا ہے کہ مظلوم خود ظالم سے حساب لے۔ ملعونہ عاصیہ کیس کے تناظر میں گورنر کے خلاف قانون گستاخانہ ریمارکس کی وجہ سے وہ خود شریعت اسلامیہ کے باغی، غدار، یہود و نصاریٰ کے طرفدار اور قوم کا مجرم بن گئے تھے۔

اب ملکی قانون میں اس عہدے پر براجمان مجرموں کو آئینی تحفظ حاصل ہے تو ناموس رسالت کے پروانے، چوکیداروں، غلاموں اور جانثاروں کے لیے یہی ایک راستہ ملکی قانون چھوڑتا ہے کہ وہ خود اس مجرم کو کیف کردار تک پہنچائیں۔

ہماری جان و مال ۔ عزت و آبرو
ہمارے مادر و پدر ، بردار و پسر
ہمارے عزیز و اقارب
ملک و ملت بلکہ دو جہاں

نبی رحمت ﷺ کی ناموس کی حفاظت کے لیے نثار کے جا سکتے ہیں تاریخ یہ بتاتی ہے کہ خلافت عثمانیہ کے خلاف جب ہنود و یہود سازشی کردار ادا کر کے توڑنے کے لیے سرگرم تھے تو مسلمانان ہند کا وفد یورپ جانے پر آمادہ پیکار تھا تا کہ خلافت بچانے کے لیے ملکہ برطانیہ کو درخوست دی جائے تو اقبالؒ کی غیرت ایمانی نے اسے گوارا نہ کیا وہ پکار اٹھے

اگر ملک ہاتھوں سے جاتا ہے جائے
تو احکام حق سے نہ کر بے وفائی
نہیں تجھ کو تاریخ سے آگہی کیا؟
خلافت کی کرنے لگا تو گدائی!
خریدیں نہ ہم جس کو اپنے لہو سے
مسلماں کے لیے ہے ننگ وہ پادشاہی!

مرا از شکستن عار ناید
کہ از دیگراں خواستن مومیائی

(از: بانگ دراء)

یہی بات یہاں پیش نظر ہے اگر ہمارا قانون ہماری عدلیہ ناموس رسالت ﷺ کے تقدس کی حفاظت کے ذمہ دار نہیں تو یہ بیچارہ مسلمان کدھر جائے کہ کیا یہ احکام حق سے بے وفائی بانی اسلام کے دشمنوں سے آپ کی ناموس بچانے کے لیے بھیک مانگے۔

نہیں ہرگز نہیں، غیرت ایمانی اور عشق ومحبت وادب کا تقاضا یہی ہے کہ عزت رسول ﷺ کی طرف میلی نگاہوں سے دیکھنے والوں کی آنکھیں نوچ لیں اور ان کے پشت پناہوں کو کیف کردار تک پہچانے کے لیے خون کے سمندر عبور کرنے پڑیں تو یہ سودا مہنگا نہیں ہوگا۔(انشاءاللہ)

یہاں اصل کام یہ ہے کہ علماء قومی غیرت کا مظاہرہ کریں متحد ہوں عوام میں تحریک پیدا کریں الیکشن لڑیں اور قومی اسمبلی میں اُس کے سینٹ پر اپنی اکثریت سے قبضہ کر لیں تاکہ قوانین میں حالات کے تقاضے کے مطابق ترمیم کی جا سکے اور عدالتوں کو پابند کیا جائے کہ وہ اس سلسلے میں کوئی رعایت نہ دیں بلکہ ایسے مقدمات میں حکومت خود وکیل ہو۔

اُمت پر بے بسی کے یہ لمحات گزر چکے ہیں جب شاتمین رسول حضور ﷺ کی عزت وآبرو پر حملے کر رہے تھے تو ہمارا گورنر ان کے ساتھ کھڑا تھا اُن کو اس ایمان سوز جسارت پر حوصلہ دے رہا تھا اور لاکھوں کروڑوں اہل ایمان کے دل ودماغ پر بجلیاں گرا رہا تھا۔ تو ایسے میں پہلے تو یوں لگا کہ

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے
یہ مسلماں نہیں، خاک کا ڈھیر ہے

(اقبالؒ)

ایسے میں اچانک خاک وطن کی راکھ کے ڈھیر سے ایمان و یقین، عزم و عمل کی چنگاری سلگی اور ہر طرف شمع نبوت کے پروانے اس آرزو میں اپنی کچھاروں سے نکل پڑے کہ پاکستان کی فضائیں زہر آلود کرنے والے ذلیل و رزیل اور ناپاک ونجس وجود سے کائنات کو پاک کر دیا جائے اسے اپنے جوتے کی نوک تلے مسل دیا جائے اور دنیا کے کمینے اور ذلیل انسانوں کو تحفظ دینے والے دنیاوی قانون کی دفعات کی دھجیاں اڑا دی جائیں۔

پڑا فلک کو دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے راکھ نہ کردوں تو داغ نام نہیں

راہ محبت کے کئی راہی، لشکر عشق کے کئی سپاہی، شاتموں، دجالوں، خاطیوں، کاذبوں اور ان کے ناپاک وجود کو ختم کرنے کی جدو جہد کو ہی حاصل زندگی، حیات ابدی اور سرمایہ کائنات خیال کرتے، دل میں یہ آرزو اور تمنا لیے ہوئے تھے یہ سعادت اور ابدی فخر انہیں حاصل ہو سب کی زبان پر اُن دنوں ایک ہی نغمہ تھا کہ

فنافی اللہ میں بقا باللہ کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اُسے جینا نہیں آتا

اسی مضمون کو دوسرے لفظوں میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

عزت ملت بیضا کی حفاظت کے لیے
دوش پر لاکھوں سر ہوں تو کٹاتے جاؤ

اس دوران آگ پر تیل ڈالنے کے لیے سلمان تاثیر نے مزید براں قرآن و سنت کی روشنی میں بننے والے قانون تحفظ ناموس رسالت (295-C) کو کالا قانون'' کہہ ڈالا اور ٹوئٹر (Twitter) پر اپنے آخری پیغام میں کہا:

''مجھ پر توہین رسالت قانون کے سلسلے میں دائیں بازو کی قوتوں کے سامنے جھکنے

کے لیے شدید دباؤ ہے تاہم اگر میں اس موقف پر آخری شخص بھی رہ گیا تب بھی ایسا نہیں کروں گا میں ایسے لوگوں کو جوتے کی نوک پر رکھتا ہوں"۔

آگے ایک قدم مزید اٹھایئے صرف یہی نہیں سلمان تاثیر کو ختم نبوت کے منکر قادیانیوں سے اس قدر ہمدردی تھی کہ اس سلسلہ میں اس کی بیٹی شہر بانو نے ایک ہندوستانی صحافی کو انٹرویو دیتے ہوئے بیان دیا: کہ "میرے والد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے سخت خلاف تھے" (بحوالہ جنگ ۱۱ جنوری ۲۰۱۱ء لاہور)

سلمان تاثیر مختلف مواقع پر اس سے قبل بھی بحیثیت گورنر قادیانی ارتداد خانوں میں جا کر شرعی و آئینی طور پر کافر قرار پائے گئے قادیانیوں کی تعزیت کرنا اور ان کے لیے نام نہاد دعائے مغفرت بھی کرتا رہا تھا حالانکہ اس پر پوری اُمت کا اجماع ہے کہ جو شخص بھی کسی قادیانی کو مسلمان سمجھے یا کسی بھی قادیانی کو مسلم سمجھتے ہوئے اس کے لیے دعائے مغفرت کرے وہ کافر ہے۔

گورنر سلمان تاثیر کی طرف سے ملعونہ آسیہ کی سزا معاف کرانے کا اعلان عاشق ر ول مقبول ملک ممتاز قادری کے لیے بھی کم سانحہ نہ تھا اہل ایمان اس صورتحال پر شدید پریشا ن نظر آنے لگے عاشقان رسول ﷺ نے احتجاج کا راستہ اختیار کیا تو اُن پر گرفتار ں، اُن پر تشدد اور لبرل و سیکولر قوتوں کی طرف سے گورنر سلمان تاثیر کی حمایت کے واقعات ے غازی صاحب کو بہت مایوس اور افسردہ کر دیا۔

اس کے بعد ممتاز صاحب نے گھر بار والوں سے ملنا قدرے کم کر دیا اور اکثر رات کو دیر سے گھر آ ے، حالانکہ وہ ڈیوٹی کرنے کے بعد سیدھے گھر تشریف لاتے تھے اُن کے بڑے بھائی ملک دلپذیر اپنی تحریر میں خود لکھتے ہیں کہ میرے بار بار استفسار پر وہ مسکرا کر اس سوال کا جواب ٹال دیتے۔ ایک بار پھر میرے اصرار پر صرف اتنا کہا کہ

بیٹے اور بیوی پر عدم توجہ

''دلپذیر بھائی ایک بہت بڑا آدمی توہین رسالت کر رہا ہے علماء حضرات فتوے دے رہے ہیں غلامان مصطفیٰ بے چین اور سخت اذیت میں مبتلا ہیں ریلیاں اور جلوس ہو رہے ہیں میں سخت تکلیف میں مبتلا ہوں مجھ سے کچھ کھایا یا پیا نہیں جا رہا گھر بار اور دوستوں میں دل نہیں لگ رہا محمد علی (بیٹے) پر بھی توجہ نہیں دے پا رہا ہوں اسے یرقان ہو گیا ہے آپ اسے کل ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ مجھ میں ہمت نہیں کہ اسے ڈاکٹر کے پاس لے جاؤں''

میں نے محسوس کیا غازی ممتاز صاحب شدید اذیت سے اپنے دانت پیس رہے تھے غم وفکر اور پریشانی سے شدید نڈھال لگتے تھے۔

محمد علی آنے والے دنوں میں شدید بیمار ہو گیا لیکن ممتاز صاحب اپنے اکلوتے بیٹے پر توجہ دینے کی بجائے کسی اور کے غم میں مبتلا ہو گئے تھے مجھے نہیں پتہ تھا کہ وہ سلمان تاثیر گستاخ کی وجہ سے پریشان ہیں۔

میں نے ۱۰، ۱۵ دن مسلسل ڈاکٹر کو چیک کروانے اور دوائیاں دلوانے کے بعد محمد علی کو کچھ بہتر پایا تو ممتاز صاحب سے کہا کہ محمد علی تو کچھ بہتر ہو گیا ہے۔ اس کا یرقان ختم ہو گیا ہے لیکن تمہاری بیوی بیمار ہو گئی ہے مہربانی فرمائیں اس پر توجہ دیں۔ لیکن ممتاز صاحب نے میری بات سنی ان سنی کر دی۔ گھریلو معاملات سے غازی صاحب کی مسلسل بے توجہی کی وجہ سے میں ان سے ناراض ہو گیا۔

۳۰۔۱۲۔۲۰۱۰ء کو صبح تقریباً ۱۰ بجے غازی ممتاز صاحب نے اپنا موٹر سائیکل ۱۲۵ ہونڈا نمبر ۸۴۰۴ لے کر جب گھر سے نکلے تو انہوں نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے میں یہ سوچ کر کہ چھوٹے بھائی ہیں پریشان ہیں اور پھر آج ناراضگی کو تین دن ہونے والے ہیں

چلو بات کر کے دیکھتے ہیں۔

میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا۔ میں نے کہا آپ سے ایک کام ہے بولے حکم؟ میں نے کہا میری دکان کا کچھ سامان لانا ہے لا دیں گے؟ ''بولے جی ہاں''۔ جب وہ سامان لے آئے تو میں نے کہا۔ ''ایک کام اور ہے کرآئیں گے''؟ ''جی ہاں'' جب وہ کام بھی کرآئے تو میں نے کہا کہ یہ بجلی وغیرہ کے بل ہیں جمع کرا آئیں گے تھوڑی دیر سوچا پھر بولے دے کرآتا ہوں۔ میں جان بوجھ کر تنگ کر رہا تھا اس اللہ کے ولی کے ماتھے پر سلوٹ بھی نہ آئی جب تیسری بار واپس آئے تو میں نے کہا کہ آپ کے کپڑے بہت گندے ہو گئے ہیں اور آپ نے کہیں جانا بھی ہے تبدیل کرلیں۔ بولے: نہیں دلپذیر بھائی، ٹھیک ہیں۔ میں ایک ضروری کام کے لیے جانا چاہتا ہوں اگر اجازت ہو تو؟''

بعد میں پتہ چلا کہ وہ مختلف وکلاء حضرات اور پولیس آفیسر سے یہ پوچھنے گئے تھے کہ گورنر کے خلاف کوئی ایف آئی آر کیوں درج نہیں کرا رہا؟ میرے علم کے مطابق غازی صاحب نے چند علماء اور مفتیان کرام سے بھی رابطہ کیا تھا کہ گستاخ رسول کی سزا کیا ہے۔؟

جب انہیں پتہ چلا کہ صدر پاکستان اور گورنر کے خلاف قانون کے مطابق کسی بھی کیس کی رپورٹ درج نہیں ہوتی تو وہ سخت مایوس اور پریشان ہو گئے تھے۔ بولے

''یہ کیسا قانون ہے اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرات کے کنارے مرنے والے کتے کی موت کو بھی اپنی کوتاہی گردانتے اور یہ حکمران اگر سرکار دو عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کریں تو ان کے خلاف کوئی رپورٹ نہیں درج کی جاتی۔''

اس دوران غازی صاحب نے اپنی جسمانی اور ظاہری حالت بہت خراب کر لی تھی لباس پر توجہ نہیں، کھانے پینے کا ہوش نہیں، رات بھر جاگتے رہتے، اپنے ایک ماہ کے بیٹے کی کوئی خبر نہیں بیمار بیوی پر کوئی توجہ نہیں ہر وقت افراتفری اور بے چینی کا شکار نظر آتے

انتہائی بے چین اور مضطرب نظر آتے جیسے کوئی بالا د ہو گیا ہو جیسے کوئی کھو گیا ہو جیسے سب کچھ چھن گیا ہو جیسے کوئی لٹ گیا ہو میں بتا نہیں سکتا کہ غازی ممتاز صاحب کی حالت دیکھ کر میں خود پریشان ہو گیا۔ کہ رات بھر میں چین سے نہ سو سکتا تھا کیونکہ نہ کچھ وہ بتاتے تھے اور نہ کچھ نظر آتا تھا کہ ماجرا کیا ہے؟

۳۱۔۱۲۔۱۲۱۰ء کو جب صبح تقریباً ۱۰ بجے میری ان پر نظر پڑی تو میں حیران و پریشان ہو گیا میں نے بار بار اپنی آنکھیں ملیں لیکن پھر بھی یقین نہ آیا کہ یہ غازی ممتاز صاحب ہی ہیں کیونکہ ۳۱۔۱۲۔۲۰۱۰ء کی صبح کو وہ بہت ہشاش بشاش نظر آرہے تھے سر کے بال کاٹے اور بنے ہوئے تھے داڑھی شریف کا خط بڑے خوبصورت انداز میں بنا ہوا تھا صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے تھے آنکھوں میں سرمہ ڈالا ہوا تھا سر پر نیا عمامہ سجایا ہوا تھا غرض کہ بہت ہی خوبصورت مسکراہٹ چہرے پر سجائے چاق و چوبند اور کمانڈو نظر آرہے تھے۔ جی ہاں چاک و چوبند کمانڈو! جب میں نے روک کر وجہ پوچھی تو پتہ چلا کہ گھر کے ساتھ ملحقہ پلاٹ میں ناموس رسالت ﷺ کے حوالے سے آج شام ایک کانفرنس کا اہتمام ہے اور کانفرنس کے شرکاء کے حوالے سے اور پروگرام کے حوالے سے غازی ممتاز صاحب کو زیادہ ذمہ داریاں سونپی گئی تھیں جس کی وجہ سے وہ بہت خوش اور مسرور نظر آرہے تھے۔

ہمارے علاقے بلکہ شہر راولپنڈی کے اکثر میلاد مبارک کے پروگراموں میں غازی ممتاز صاحب کو مدعو کیا جاتا تھا کیونکہ وہ بہت اچھے نعت خواں اور انتہائی ملنسار اور ذمہ دار سمجھے جاتے تھے۔

انعام پانے کی تیاریاں

۳۱۔۱۲۔۲۰۱۰ء شام ۴ بجے کے قریب میں دروازے کے قریب کھڑا تھا کہ دور سے غازی صاحب ممتاز آتے نظر آئے وہ بہت تیز تیز چلتے آرہے تھے میرے قریب پہنچے تو میں نے پوچھا کہ ممتاز صاحب سنائیں انتظامات ہورہے ہیں؟ بولے:

''جی ہاں دلپذیر بھائی! میں دودھ لینے گیا ہوا تھا کیونکہ مقررین کے لیے دودھ تیار کر کے رکھنا ہے وہ تقریر کے دوران دودھ نوش فرمانا پسند کرتے ہیں اور یہ سعادت میں حاصل کرنا چاہتا ہوں یہ دودھ گھر والوں کو دینے جارہا ہوں کہ بعد نماز عشاء تیار چاہیے۔''

یہ فرما کر غازی صاحب گھر کے اندر تشریف لے گئے اور میں دروازے پر کھڑا ان کے نصیبوں پر رشک کرنے لگا کہ علماء حضرات سے محبت، عقیدت اور خدمت یہ سب نصیب والوں کو ہی حاصل ہوتی ہے۔

نماز مغرب کے بعد ایک بار پھر غازی ممتاز صاحب سے ملاقات ہوئی تو میں ایک بار پھر حیران رہ گیا ممتاز صاحب نے آج کے پروگرام کے حوالے سے جو لباس زیب تن کیا تھا اس سے پہلے میں نے انہیں کبھی اتنے خوبصورت لباس میں نہ دیکھا تھا غازی ممتاز صاحب نے صاف ستھرے سفید نئے کپڑے پہنے ہوئے تھے سر پر خوبصورت کالا عمامہ شریف تھا اور اہم بات یہ کہ لباس کے اوپر کالے تلے والا گون پہن رکھا تھا جو اس سے پہلے انہوں نے کبھی نہ پہنا تھا جو ان پر بہت زیادہ سج رہا تھا میں ان کا رنگ وروپ دیکھ کر رشک کر رہا تھا خاص طور پر زندگی میں اس سے پہلے ممتاز صاحب نے کبھی گاؤن نہیں پہنا تھا لمبے قد، چوڑے سینے کی وجہ سے سفید کپڑوں پر، کالا گاؤن، گولڈن تلے کے کام کے ساتھ اس پر خوب سج رہا تھا۔ اور سب سے عجب بات اس دن یعنی کہ ۳۱۔۱۲۔۲۰۱۰ء کو ان کے چہرہ کا رنگ وروپ تھا چہرہ ملائم، دھلا دھلا سا، گرد وغبار سے پاک وشفاف، معصوم، سا، ایسا روپ

تھا کہ جس طرح انسان بے اختیار کسی چھوٹے پیارے، معصوم بچے کو دیکھ کر چوم لیتا ہے ان کو دیکھ کر بھی جی چاہ رہا تھا کہ ان کے چہرے کی طرف دیکھتا ہی رہوں یا پھر چومتا ہی رہوں اور پھر اس بات کی تصدیق انٹرنیٹ پر ان کی نعت رسول مقبول پڑھتے ہوئے دیکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جو انہوں نے شام یعنی ۳۱-۱۲-۲۰۱۰ء کو ناموس رسالت کانفرنس کے پروگرام میں انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھی۔

جو لوگ میرے ان خیالات کو پرکھنا اور جانچنا چاہتے ہیں خدارا انٹرنیٹ پر شباب اسلامی[1] کے تحت ہونے والی ناموس رسالت کانفرنس کی ویڈیو میں ممتاز صاحب کو نعت رسول ﷺ پڑھتے ہوئے دیکھیں کہ اس عاشق رسول کا چہرہ کیسا بھلا لگ رہا ہے۔؟

۳۱-۱۲-۲۰۱۰ء کو بعد از نماز عشاء جب پروگرام شروع ہوا تو سب سے پہلے نعت رسول مقبول ﷺ کے لیے غازی ممتاز صاحب کو دعوت دی گئی اور پھر جب وہ صادق عاشق رسول سٹیج پر نمودار ہوا تو میں ایک بار پھر چکرا گیا۔ کیونکہ میں نے محسوس کیا کہ نہ صرف چہرے کا رنگ وروپ بلکہ چال اور ڈھال اور اٹھنے بیٹھنے کے انداز میں بھی کچھ عجیب سماں تھا ایسے جیسے پھولوں پر کوئی تتلی اڑتی پھرتی ہو۔ میں حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے یہ حسن کہاں سے اور کیونکر آیا لیکن مجھے کیا پتہ تھا کہ اوپر آسمانوں پر ممتاز کی تقدیر میں کیا کچھ لکھا جاچکا ہے اور نہ صرف غازی ممتاز صاحب کی تقدیر میں بلکہ تمام عاشقان مصطفےٰ ﷺ کی تقدیر میں ممتاز لکھا جارہا تھا۔

میں سمجھتا ہوں کہ آسمانوں پر کیے گئے ایک ممتاز فیصلے کے آثار اور اثرات کا نزول ان پر ہو رہا تھا جس سے ہم سب سمیت خود ممتاز صاحب بھی بے خبر تھے۔

---

[1] یہ تنظیم مفتی محمد حنیف قریشی قادری کی ہے مفتی صاحب اہلسنت کے بے باک، ایمان وعشق کے حامل خطیب ہیں انہی کی تقریر سے متاثر ہو کر غازی ممتازؒ نے گورنر کو قتل کا عزم کیا۔ از قلم، خالد محمود قادری

میں یہاں ایک اہم واقعہ درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں گورنر سلمان تاثیر کے قتل کے کوئی دس روز بعد میں اپنے گھر کے باہر کھڑا تھا کہ ایک باپردہ خاتون جن کی عمر تقریباً پچاس (۵۰) سال کے قریب ہوگئی میرے پاس آئی اور مجھ سے بولی:

پہلا خواب

''بیٹا! آپ قادری کے کیا لگتے ہیں میں نے کہا جی ماں جی میں ان کا بھائی ہوں بیٹا میں آپ سے کوئی بات کرنا چاہتی ہوں آپ میرے ساتھ میرے گھر تک جا سکتے ہیں؟''

میں ان کے ساتھ چل پڑا انہوں نے مجھ سے کہا:

بیٹا! میں نے تقریباً ایک ماہ پہلے خواب دیکھا دیکھتی ہوں کہ میں حاجی چوک کے پاس کھڑی ہوں یہ چوک ہمارے گھر سے تقریباً ۱۰ فرلانگ دور ہوگا۔ تو آسمان سے چار بڑی فوجی ٹائپ کی گاڑیاں اترتی ہیں اور مشرق و مغرب، شمال و جنوب کی سمت کھڑی ہو جاتی ہیں ان میں کچھ فوجی لوگ بیٹھے ہوتے ہیں پھر کیا دیکھتی ہوں کہ ایک اور بڑی گاڑی جو بہت اور خوبصورت ہوتی ہے آسمان سے اترتی ہے اور ان چاروں گاڑیوں کے درمیان میں کھڑی ہو جاتی ہے میں پوچھتی ہوں کہ یہ کون لوگ ہیں جو آسمان سے آرہے ہیں تو مجھے ایک شخص بتاتا ہے کہ ماں جی آپ کو پتہ نہیں یہ درمیانی گاڑی نبی کریم الرؤف الرحیم ﷺ کی ہے اور باقی کی چار گاڑیاں خادموں کی ہیں میں پوچھتی ہوں کہ پھر مجھے سرکار دو عالم کو دیکھنے دیں لیکن وہ آدمی مجھے روک دیتا ہے اور کہتا ہے ماں جی! آپ کو پتہ نہیں نبی پاک ﷺ یہاں کیوں تشریف لائے ہیں میں پوچھتی ہوں؟

بیٹا! بتاؤ تو وہ شخص کہتا ہے کہ ''ماں جی! یہاں ایک بہت بڑا واقعہ ہونے والا ہے اس لیے نبی کریم ﷺ تشریف لائے ہیں اور اس شخص کے ہاتھ کا اشارہ بیٹا آپ کے گھر کی

طرف ہی ہوتا ہے۔''

یوں جب ۰۹۔۱۔۲۰۱۱ کو شام ۰۴:۱۱ چار بج کر گیارہ منٹ پر ٹی وی پر خبر چلی کہ ممتاز قادری نامی عاشق رسول ﷺ نے گستاخ رسول سلمان تاثیر کو قتل کر دیا۔ تو میں سمجھ گئی کہ نبی پاک ﷺ نے جس بڑے واقعہ کا ذکر کیا تھا ہو نہ ہو یہی واقعہ تھا۔

دوسرا خواب

اس خاتون محترمہ نے جو کہ سلطان العارفین سلطان حق باہو رحمۃ اللہ علیہ کے نسب سے تھیں مجھے ایک اور خواب بتایا کہ

''بیٹا! میں آنکھوں سے معذور ہو چکی تھی میرے بینائی ختم ہو چکی تھی میں روز دعائیں کرتی۔ اے اللہ! اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے مجھ پر رحم فرما اور مجھے اتنی بینائی عطا فرما کہ میں اکیلی اور بوڑھی عورت اپنے لیے کھانا وغیرہ بنا سکوں یا بازار سے ضروری چیزیں لا سکوں'' (نوٹ اس خاتون محترمہ کے خاوند فوت ہو چکے تھے اور ایک ہی بیٹا تھا جو اپنی اہلیہ کے ساتھ مگران سے تقریباً ۵۰ کلومیٹر دور رہتا تھا)

بیٹا! ممتاز قادری کے واقعہ سے کچھ عرصہ پہلے میں ایک رات خواب دیکھتی ہوں کہ نبی پاک ﷺ تشریف لاتے ہیں اور مجھے فرماتے ہیں کہ ''کیا مسئلہ ہے میں عرض کرتی ہوں یا رسول اللہ ﷺ میری بینائی ختم ہو گئی ہے میں تلاوت قرآن کریم نہیں کر سکتی۔ نبی کریم ﷺ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرتے ہیں برف کے دو ٹکڑے آتے ہیں اور نبی پاک ﷺ کے ہاتھوں میں گرتے ہیں نبی کریم ﷺ برف کے یہ سفید ٹکڑے مجھے عنایت فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہیں اپنی آنکھوں پر رکھو۔ میں اپنی آنکھوں پر رکھ لیتی ہوں صبح جب میری آنکھ کھلی تو میں فرحت و خوشی سے دیوانی ہو گئی کیونکہ مجھے بہت

صاف نظر آ رہا تھا میں اس خوشی میں دیوانی ہو رہی تھی اچانک تقریباً ۳ گھنٹوں کے بعد میری نظر پھر واپس چلی گئی۔

میں پریشانی کی حالت میں بازار نکل پڑی کہ کچھ سودا سلف لے کر آؤں کہ میں ایک گاڑی سے جا ٹکراتی ہوں ڈرائیور جو کہ عورت ہوتی ہے مجھے غصے سے کہتی ہے کہ مائی کیا اندھی ہو اتنی بڑی گاڑی تمہیں نظر نہیں آ رہی۔ میں نے جواب دیا بیٹا میں تو واقعتاً اندھی ہوں یہ سن کر وہ لڑکی گاڑی سے نیچے اتر آتی ہے اور مجھے گھر تک چھوڑ جاتی ہے راستہ میں وہ بتاتی ہے کہ ماں جی میں آنکھوں کی ڈاکٹر ہوں میں جلد آپ کا مفت آپریشن کروں گی۔

کچھ دنوں بعد وہ میرے گھر آتی ہے کہ مجھے آنکھوں کے ایک بڑے ہسپتال میں لے جاتی ہے، لیکن ڈاکٹر میرا معائنہ کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ مائی شوگر اور ہارٹ کی مریض ہے اگر آپریشن کیا جائے تو مر جائے گی وہ لیڈی ڈاکٹر مجھے ایک اور ہسپتال لے جاتی ہے وہاں کے ڈاکٹر بھی یہی کچھ کہتے ہیں لیڈی ڈاکٹر بہت زیادہ اصرار کرتی ہے لیکن آنکھوں کا بڑا ڈاکٹر آپریشن سے انکار کر دیتا ہے۔

جب مجھے پتہ چلتا ہے کہ ڈاکٹر آپریشن سے انکاری ہیں تو میں اس لیڈی ڈاکٹر سے کہتی ہوں کہ مجھے بڑے ڈاکٹر سے ملواؤ میں خود بات کروں گی میں بڑے ڈاکٹر کو اپنا رات کا خواب اور آنکھوں کی بینائی کے واپس آنے کا ماجرا سناتی ہوں ڈاکٹر خواب کے متعلق حلفاً تین بار اقرار لیتا ہے میں اقرار کرتی ہوں۔

اب ڈاکٹر آپریشن پر راضی ہو جاتا ہے آپریشن کے بعد جب میری آنکھوں کی پٹی کھولی جاتی ہے تو خدا گواہ ہے کہ میری بینائی ایک بار پر لوٹ آتی ہے آج بھی میں تلاوت قرآن کریم کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کا لاکھ

لاکھ شکر ادا کرتی ہوں۔

خاتون کا تیسرا خواب جو بہت اہم ہے

بیٹا ۴-۱-۲۰۱۱ء کے واقعہ سے کوئی ۶ ماہ پہلے میں خواب دیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ میرے گھر تشریف لاتے ہیں اور آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''فضہ چلو میرے ساتھ، میں سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ ایک کھلے میدان میں پہنچ جاتی ہوں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ سامنے جو اونچا پہاڑ ہے اس پر ایک شخص کھڑا ہے یہ ہمیں بہت اذیت دیتا ہے یہ گستاخ ہے، ہم اپنے دوست کو بلا رہے ہیں اور وہ اس کو مار دے گا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لاتے ہیں آپ ﷺ ان کے ہاتھ میں تلوار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ آدھے گھنٹے کے اندر اندر اس پہاڑ کو کاٹ دو تاکہ یہ گستاخ نیچے گر کر مر جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تلوار سے اس پہاڑ کو کاٹتے ہیں اور وہ گستاخ منہ کے بل گر جاتا ہے میری آنکھ کھل جاتی ہے''۔

خاتون اپنی بات کا تسلسل جاری رکھتے ہوئے مزید فرماتی ہیں۔

''بیٹا! جب ۹-۱-۲۰۱۱ء کو ٹی وی پر قادری بیٹے کی تصویر دیکھی تو قادری بیٹے کی تصویر اور نبی پاک ﷺ کے دوست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شکل میں کچھ زیادہ فرق نہیں تھا، میں روز چھت پر چڑھ کر دائیں بائیں گلی محلّہ میں قادری بیٹے کی تصویر میں دیکھتی ہوں مگر آپ ﷺ کے دوست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اس بیٹے قادری کی تصویر اور شکل میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں''۔

یہ خواب سن کر میری ٹانگیں کانپنا شروع ہو گئیں جسم سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی اور میرا دوست شیخ عبدالستار جو کہ تقریباً ۶۰ برس کے ہیں اور زندہ جاوید ہیں حیات

ہیں دھڑام سے زمین پر گر جاتے ہیں۔

خاتون نے یہ تینوں خواب ایک ہی وقت میں سنائے جب ہمارے حواس ٹھیک ہوئے تو ہم لڑکھڑاتے ہوئے ایک دوسرے کا سہارا لیتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے اور پھر گھر پہنچ کر اگلے دن تک کوئی ہوش نہ رہا۔

کراچی کے بزرگ کا خواب

کراچی کے بزرگ کا خواب ۰۳-۰۱-۲۰۱۱ء نماز عصر کے بعد رو رو کر دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ ہمارے گناہوں کوکوتاہیوں کو کمزوریوں کو معاف فرما۔ اے اللہ گستاخان رسول کے خلاف ہماری دست غیب سے مدد فرما بزرگوں کا کہنا ہے کہ رات جب میں سویا تو دیکھتا ہوں کہ:

''پیران پیر حضور غوث الاعظم دستگیر اُڑتے ہوئے آرہے ہیں اور ان کے کندھوں پر ایک بچہ سوار ہے جیسے جیسے پیران پیر قریب آتے جارہے ہیں بچہ بڑا ہوتا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ غوث اعظم میرے اوپر سے اڑتے ہوئے جب گذرتے ہیں تو میں نے کندھوں پر بیٹھے ہوئے نوجوان کو بغور دیکھا۔''

جب صبح میری آنکھ کھلی تو ایسے عجیب وغریب خواب کے متعلق سوچتا رہا لیکن کچھ سمجھ میں نہ آیا ۴ جنوری ۲۰۱۱ء نماز عصر کے وقت میں مصلےٰ پر بیٹھا اور اللہ تعالیٰ سے گستاخ رسول کے خلاف مدد کے لیے التجائیں کر رہا تھا کہ اچانک گھر میں شور بلند ہوا میں نے جب وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ ممتاز قادری نامی نوجوان نے گورنر گستاخ رسول کو قتل کر دیا ہے نا قابل بیان حیرت وخوشی سے سرشار جب ٹی وی روم میں پہنچا تو ٹی وی پر نظر پڑتے ہی چکرا کر زمین پر گر گیا کیونکہ ٹی وی پر جسے قاتل کہا جا رہا تھا اسے تو میں نے رات حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر سوار دیکھا تھا یہ خواب بزرگ نے لاہور

ہائی کورٹ کے ایک جج (ر) کو سنایا اور انہوں نے اپنے ایک دوست حاضر سروس کرنل صاحب کو اور جب کہ کرنل صاحب نے کراچی ہی کے اپنے ایک دوست محمد حنیف میمن کو سنایا اور وہی میمن صاحب مجھے (دلپذیر اعوان کو) ایک دن اڈیالہ جیل کے باہر پیشی پر ملے اور رو رو کر تمام واقعہ مجھے بیان کیا اور مجھ سے درخواست کی کہ میں غازی صاحب کے تمام اہل خانہ کی اپنے گھر میں دعوت کرنا چاہتا ہوں۔ خدارا ہ میری دعوت قبول فرمالیں۔

اور پھر میں نے اپنے والد گرامی قدر کی مرضی سے، رضا مندی سے محمد حنیف میمن صاحب کی دعوت قبول کر لی۔ حنیف میمن صاحب راولپنڈی شہر میں موجود ہیں اور اس تحریر کے وقت وہ میرے پاس موجود ہیں ان کے بیٹے کا نام راشد میمن ہے جو کہ اس ساری گفتگو اور واقعہ کے گواہ بھی ہیں۔

سوئے مقتل روانگی

ڈر موت دا مول ناں عاشقاں نوں
کجھ اپنا ذوق تے شان میاں
وارث، اے دنیا ساری دغا باز ہے جی
رکھ رب دی طرف دھیان میاں

۹۔۱۔۲۰۱۱ء بوقت صبح ۸ بجے میں اپنے گھر کے صدر دروازے پر کھڑا تھا کہ غازی صاحب گھر سے باہر نکلے وہ بہت تیزی میں تھے موٹر سائیکل باہر گلی میں کھڑا کیا اور پھر تیزی سے گھر کے اندر داخل ہو گئے، کمانڈو وردی پہنے ہوئے تھے۔ چہرہ سفید، رنگت

تھے۔ چال میں کمانڈوز والی تیزی اور حرکت تھی جسم کا ایک ایک اعضا شدید اضطراب اور بے چینی کا واضح اظہار نظر آ رہا تھا پاؤں بہت زور سے زمین پر رکھ کر چل رہے تھے۔ بازو کھلے اور حرکت کرتے نظر آ رہے تھے۔ (جبکہ میرا خیال تھا کہ وہ ۳۱۔۱۲۔۲۰۱۰ء سے کچھ نہ کھانے پینے اور خاموش رہنے کی وجہ سے لاغر نظر آنے چاہیے تھے) ایسا لگ رہا تھا کہ ان کے اعضاء ان کی مرضی سے حرکت نہیں کر رہے تھے یوں لگتا تھا کہ کوئی اور انہیں چلا رہا ہے اور کوئی اور انہیں اڑا رہا ہے ان کی یہ کیفیت دیکھ کر میں خاموش نہ رہ سکا اور جب وہ گھر سے باہر نکل رہے تھے تو میں نے روک لیا اور پوچھا کہ ممتاز صاحب خیریت ہے آج بہت جلدی میں ہیں؟ کیا کوئی VIP کال آ گئی ہے بولے ہاں! دلپذیر بھائی VIP نہیں بلکہ VVIP کال ہے میں نے دفتر ذرا جلدی پہنچنا ہے میں نے جب گھر واپس جا کر گھر والوں سے پوچھا تو پتہ چلا کہ آج رات انہوں نے مدنی چینل بھی نہیں دیکھا اور منہ پھیر کر بیٹھے رہے اب پتہ نہیں وہ رات روتے رہے یا جاگتے رہے اور ناشتہ کیے بغیر نکل گئے۔ میں تیزی سے واپس نکلا لیکن مجھے دیر ہو چکی تھی۔ وہ ہوا میں اڑتے ہوئے موٹر سائیکل پر جا رہے تھے۔

میں بھی کچھ پریشان ہو کر اپنی ہارڈ ویئر کی دکان کھولنے اور اس کی صفائی کرنے میں مصروف ہو گیا جو کہ گھر سے ملحقہ ہی ہے۔ دس بجے تک تو میں صفائی ستھرائی میں مصروف رہا لیکن جب صفائی وغیرہ سے فارغ ہوا تو مجھے ایک بار پھر خیال آ گیا کہ ممتاز صاحب ناشتہ کے بغیر ڈیوٹی پر چلے گئے ہیں اس پریشانی میں میں دکان بند کر کے جلدی گھر چلا گیا اور دو ماہ کے شہزادے کو نعت سنانے لگا کہ اور پھر اس کے کان میں اذان دینے کے بعد اسے واپس اس کی ماں کے پاس چھوڑ کر گھر سونے کے لیے چلا گیا (اذان اس لیے دی کہ مجھے گھر والوں نے بتایا کہ ممتاز صاحب نے گذشتہ تین چار دنوں سے

محمد علی کے کان میں اذان نہیں دی وجہ یہ تھی کہ ممتاز صاحب ایک روٹین کے تحت ڈیوٹی پر جانے سے پہلے اور واپسی پر وردی اتارنے سے پہلے محمد علی کو ایک دونعت رسول مقبول ﷺ سناتے اور پھر آخر میں محمد علی کے کان میں اذان دیتے۔ اس کے بعد وردی اتارتے کھانا کھاتے اور آرام کرتے تھے۔ ہمیں کیا پتہ تھا کہ وہ ایک عظیم الشان مشن پر کام کررہے تھے کہ جہاں کے لیے حکم ہے کہ (جب تک آپ ﷺ تمہیں اپنے جان مال اوراولاد سے زیادہ عزیز نہ ہوں تم مومن نہیں ہو گے)

تقریباً ۹:۳۰ بجے میں شور کی آواز سن کر اوپر والے پورشن سے نیچے آیا تو دیکھا کہ ہمارے گھر میں کافی عورتیں اور مرد اکٹھے ہورہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ مرد مجاہد نے اسلام کا پرچم بلند کر دیا ہے۔ انہوں نے ناموس رسالت ﷺ پر اپنی جان قربان کر دی ہے حضور ﷺ پر اپنی جوانی لٹادی ہے

یہ بازی عشق کی بازی ہے جو چاہے لگالے ڈر کیسا
جیت گئے تو کیا کہنے اگر ہارے بھی تو بازی مات نہیں

گستاخ گورنر کا قتل

ٹیلی ویژن پر ممتاز صاحب کی ہنستی مسکراتی تصویر نظر آرہی تھی اور وہ کہہ رہے تھے کہ گستاخ رسول کی سزا موت ہے اس وقت تک ہمیں نہیں معلوم کہ ممتاز صاحب زندہ ہیں یا انہیں شہید کر دیا گیا ہے؟

کچھ لوگ ہمیں مبارکباد دے رہے تھے اور ہمارے کچھ عزیز واقارب ہمیں تسلیاں دے رہے تھے میں فوراً والد صاحب کے پاس گیا اور جب میں نے ان کا چہرہ تمتماتے ہوئے دیکھا تو میری جان میں جان آ گئی کیونکہ مجھے ان کی بہت فکر تھی۔ کیونکہ ہم

۱۱ (گیارہ) بہن بھائی ہیں اور ممتاز صاحب سب سے چھوٹے ہیں اور ان کا نمبر گیارواں ہے اس لیے وہ والد صاحب کی کفالت میں تھے اور ان کے ساتھ ہی رہتے تھے۔ جب کہ ہم باقی بھائی الگ الگ رہتے ہیں۔

ہم ڈیڑھ کنال کی ایک حویلی میں رہتے ہیں جس میں تین بڑے گھر ہیں یعنی ایک میرے تایا ابو اور ان کی اولادیں دوسرے میرے چچا اور ان کی اولادیں جبکہ اس حویلی میں کل ملا کر ۲ ۷ افراد رہتے ہیں۔

ہم سب بہت پریشانی کے عالم میں تھے کہ میں نے اپنے اردگرد ایک ٹھنڈی میٹھی ہوا کی لہر محسوس کی۔ اور پھر یوں لگنے لگا کہ جیسے یہ ہوا کی لہر دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں اور اوپر سے نیچے چل رہی ہو اور پھر جب چند لمحوں کے بعد میں نے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا تو میں کچھ پریشان ہو گیا آسمان سرخ ہو رہا تھا اور جب میں نے کچھ فاصلے اور غور سے دیکھا کہ آسمان کی یہ رنگت صرف ہماری حویلی کے اوپر ہے جبکہ باقی آسمان جیسا تھا ویسا ہی ہے تو میں ایک عجیب گومگو کی کیفیت کا شکار ہو گیا۔

لیکن تقریباً ۵ بجے شام میں نے محسوس کیا کہ جیسے آسمان پر ایک سایہ سا ہو گیا ہو کوئی رنگین سی چھتری تن گئی ہو اور ہمیں ہر آفت سے محفوظ کر دیا گیا ہو۔ ایک اور بات جو نہ صرف میں نے بلکہ تمام بہن بھائیوں نے محسوس کی اور پھر اس کا اظہار بھی کیا کہ سب کو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے کوئی سب سے مہربان سائے ہمارے دائیں بائیں پھر رہے ہوں۔ ہماری حفاظت کر رہے ہوں۔ ان سایوں کا ہمارے آس پاس مسلسل حرکت کرنا ہمارے حوصلوں کو دو چند کر رہا تھا۔ وہ سائے جب بھی ہمارے قریب ہو کر گذرتے ہمیں ایک بہت

اور بھائیوں اور بہنوں وغیرہ سے کیا تو سب کا یہی حال تھا جو میرا تھا یعنی کہ مضبوط ہو چکے تھے پریشانی ختم ہو چکی تھی اور ہمیں سب کو یہی محسوس ہو رہا تھا کہ ہم اب اپنی حویلی میں نہیں بلکہ کسی انتہائی مضبوط اور محفوظ قلعے کے مکین ہوں۔ فوراً چائے بنائی گئی اور کھانے پکائے گئے آہستہ آہستہ سب کے چہروں اور منہ پر شکر کے الفاظ آنا شروع ہو گئے۔ ایسی کیفیت اور حال واحوال اس سے پہلے زندگی میں کبھی محسوس نہ ہوا۔

۶ بجے شام دروازے پر دستک ہوئی جب باہر نکلا تو ایک کار اور دو پولیس آفیسر اور دو لیڈی آفیسر کے ساتھ دروازے پر کھڑے تھے مجھ سے پہلے SP نے سلام کیا اور بولا جناب یہ ممتاز قادری صاحب کا گھر ہے میں نے عرض کیا جی ہاں۔ وہ بولے ہم آندر آ سکتے ہیں؟ میں نے پوچھا کتنے لوگ بولا صرف تین پولیس آفیسر مرد اور لیڈیز آفیسرز میں نے اجازت دیدی (کسی کا کتا بھی مر جائے تو پولیس والے دروازے توڑ کر اندر داخل ہوتے ہیں لیکن یہ میرے اللہ اور پیارے آقا ﷺ کا خصوصی کرم تھا کہ پولیس اجازت لیکر اندر داخل ہوئی)

آدھے گھنٹے کی تلاشی میں پولیس نے جو چیز اٹھائی واپس وہاں رکھ دی اور پھر پولیس ہم ۵ بہن بھائیوں (۱) سفیر اعوان (۲) دلپذیر اعوان (۳) عابد اعوان (۴) فضل رزاق اعوان (۵) محمد سجاد اعوان اور والد محترم ملک محمد بشیر کو لے کر روانہ ہو گئے۔ (خدا گواہ ہے کہ ہمارے پیش نظر یہ تھا کہ میدان کربلا میں جا رہے ہیں یا پھر مکہ و مدینہ دونوں جگہیں محترم تھیں جہاں بھی لے جایا جاتا۔ ہمارے حوصلے آسمان کی بلندیوں کو چھو رہے تھے ہمیں

سے ملاقات کرائی ہم جب کمرے میں داخل ہوئے تو غازی صاحب کے دونوں ہاتھ رسیوں سے پیچھے بندھے ہوئے تھے اور دونوں ٹانگیں بھی بندھیں ہوئی تھیں ایک پولیس آفیسر کمرے میں رکھی واحد کرسی پر سر جھکائے۔ بیٹھا تھا ہمیں دیکھتے ہی وہ کرسی سے اُٹھا اور والد صاحب کے پاؤں پڑ گیا اور کہا مجھے معاف کر دیں میں مجبور ہوں ہم تو خود گھبرائے ہوئے تھے۔ ایک ایس پی پولیس آفیسر کا یہ ماجرہ دیکھ کر ہم حیران و پریشان ہو کر رہ گئے اور جب ہم نے نظر اٹھا کر غازی صاحب کی طرف دیکھا تو غازی صاحب زیر لب مسکرا رہے تھے اور پھر غازی صاحب نے آہستہ سے میرے کان میں کہا کہ دلپذیر صاحب یہ نظارہ تو کچھ بھی نہیں تھا غلامان رسول کے قدموں میں تو شاہوں کے تاج الٹے ہیں جب پولیس والے اور دیگر اداروں کے اہلکار ہمیں واپسی کے لیے گاڑی پر بٹھا رہے تھے تو کئی اور اعلیٰ آفسران نے بھی وہی عمل ہمارے ساتھ دہرایا جو ایک ایس پی آفیسر نے کیا تھا یعنی والد صاحب کے پاؤں پکڑے تھے۔

۲۶-۱۱-۲۰۱۱ء

(ماخوذ۔ از کتابچہ ملک دلپذیر اعوان)

﴿ باب سوم ﴾

قومی اخبارات کے کچھ تراشے

روزنامہ نوائے وقت لاہور

جلد 69، شمارہ 218، ہفتہ، 19 ستمبر ... ء، صفحات 12، قیمت 9 روپے

توہین رسالت کیخلاف رمضان کے بعد سروں پر کفن باندھ کر دمادم مست قلندر ہوگا، سنی تحریک

گورنر قبلہ درست کرلیں ورنہ۔۔۔ تحفظ ناموس رسالت محاذ کا یوم احتجاج

کراچی، لاہور (سٹاف رپورٹر، این این آئی) تحفظ ناموس رسالت محاذ کے زیر اہتمام گورنر پنجاب کے توہین رسالت کا قانون ختم کرنے کے حوالے سے بیان کے خلاف یوم احتجاج منایا گیا۔ محاذ کے مرکزی رہنماؤں مفتی محمد خان قادری، قاری خان محمد قادری، رہنما مصطفیٰ نقشبندی، پیر اطہر القادری، راغب حسین نعیمی، نعیم جاوید نوری، محمد علی نقشبندی، قاری مختار احمد، مجاہد عبدالرسول قادری و دیگر نے تحفظ ناموس رسالت محاذ کی کال پر یوم احتجاج کے موقعہ پر خطابات جمعہ میں کہا کہ گورنر پنجاب اپنا قبلہ درست کرلیں ورنہ وہاں سے ہاتھ دھو بیٹھے اور ان کا گریبان ہوگا اور پھر پیپلز پارٹی بھی ان کا دفاع کرنیکے قابل نہیں رہے گی۔ اگر گورنر پنجاب نے توہین رسالت کے مسئلے پر اللہ اور رسول ﷺ کی ذات سے معافی نہ مانگی تو ثابت ہو جائیگا کہ گورنر پنجاب زلزلے کو دعوت دے رہے ہیں، مسلمان کو یہ جرات نہیں ہوسکتی کہ وہ نبی کریم ﷺ کی ذات کے حوالے سے اسطرح کے بیانات دے۔ گورنر کو وفاقی حکومت اگر مسلم لیگ کیخلاف بیانات دینے سے روک سکتی تو پھر نبی کریم ﷺ کی ناموس کے حوالے سے وزیراعظم اور صدر پاکستان کیوں خاموش ہیں۔ وزیراعظم سید ہوتے ہوئے یہ کیسے برداشت کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا اگر گورنر پنجاب نے اپنے بیان سے رجوع نہ کیا تو تحفظ ناموس رسالت محاذ کے عید کے فوری بعد آئندہ کے لائحہ عمل کا اعلان کریگا۔ دریں اثنا سنی تحریک کے سربراہ ثروت اعجاز قادری نے کراچی میں ایک (باقی صفحہ 5 نمبر 7)

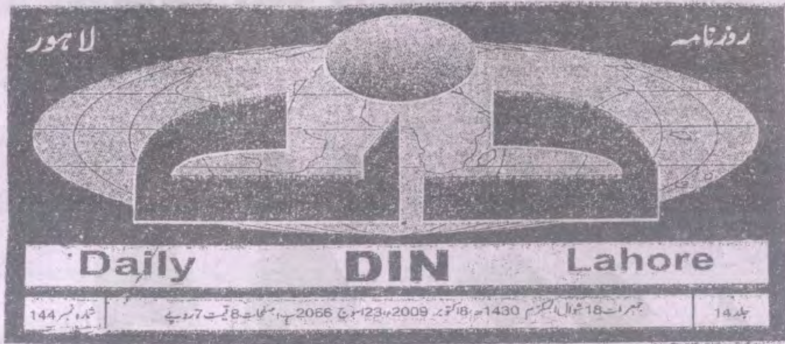
افطار ڈنر سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ توہین رسالت کیخلاف کارکن سروں پر کفن باندھ کر تحریک کا آغاز کرینگے۔ رمضان کے بعد سنی تحریک سروں پر کفن باندھ کر دمادم مست قلندر کریگی۔ بعدازاں سنی تحریک علماء بورڈ کے ڈپٹی کنوینر علامہ خضر الاسلام نے نیوز کانفرنس میں مطالبہ کیا کہ سپریم کورٹ گورنر پنجاب کی جانب سے توہین رسالت کے قوانین کے خاتمے کے بیان کا ازخود نوٹس لے۔

73ء کے آئین کو مانتے ہیں، توہین رسالت سے متعلق ترمیم ضیاء دور میں آئی جس پر کوئی سیاسی جماعت متفق نہیں

کرائے کے علماء نے قائداعظم کو کافراعظم کہا، ان سے نہیں ڈرتا: تاثیر

لاہور (خصوصی رپورٹر) گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے کہا ہے کہ ہم 73ء کے آئین کو مانتے ہیں جس پر تمام سیاسی جماعتیں متفق ہیں جبکہ توہین رسالت سے متعلق ترمیم جنرل ضیاء الحق کے دور میں آئی تھی جس پر کوئی سیاسی جماعت متفق نہیں ہے، کرائے کے علماء نے تو قائداعظم کو کافراعظم کہہ دیا تھا اور شہید بھٹو پر فتوے لگائے تھے، میں ان سے نہیں ڈرتا۔ وہ گزشتہ روز پیپلز پارٹی پنجاب کے سیکرٹری اطلاعات ڈاکٹر فخر الدین چودھری کی طرف سے دیئے جانے والے افطار ڈنر سے خطاب اور میڈیا کے ساتھ بات چیت کررہے تھے۔ اس موقعہ پر سمیع اللہ خان اور چودھری اصغر نے بھی خطاب کیا۔ گورنر پنجاب نے کہا کہ یہ (علماء) تو ایسے لوگ ہیں جنہوں نے جنرل یحییٰ خان کے آئین پر ٹھپے لگا کر اسے بھی اسلامی قرار دے دیا تھا، توہین رسالت کے قانون کے بارے میں جو رائے میں نے دی ہے وہ میری ذاتی رائے ہے اور رہے گی، اقلیتوں کا تحفظ کرنا ہمارا فرض ہے، اب جو علماء بول رہے ہیں وہ تب کیوں نہیں بولے جب ایک بے چارہ عیسائی مر رہا تھا۔ اس سے قبل تقریب سے خطاب کرتے ہوئے گورنر پنجاب نے کہا کہ سوچنے کی بات ہے کہ صدر زرداری کی ذات پر حملے کیوں ہو رہے ہیں کیونکہ جو لوگ ایسا کر رہے ہیں وہی لوگ جب چیئرمین بھٹو عوام کو ساتھ لے کر نکلے تھے تو تب بیان پر بھی ذاتی حملے کرتے تھے اور ان کی کردارکشی کی جاتی تھی کیونکہ ان لوگوں کو بھٹو کا خوف تھا۔ اسی طرح پر چونکہ صدر زرداری ملک میں (باقی صفحہ 5 نمبر 8)

جمہوریت کی سلامتی ہیں تو یہ لوگ ان کو نشانہ بنا رہے ہیں مگر ان کا ہر حملہ ناکام ہوا ہے اور ناکام رہے گا۔ انہوں نے


روزنامہ
لاہور
Daily DIN Lahore
جلد 14 | جمعرات 18 شوال المکرم 1430ھ، 8 اکتوبر 2009ء، 23 اسوج 2066 بک، صفحات 8 قیمت 7 روپے | شمارہ نمبر 144



لاہور، نائب تنظیم اہلسنت کے عہدیداران تھانہ سول لائن میں گورنر پنجاب کیخلاف مقدمہ کے اندراج کی درخواست دے رہے ہیں

گورنر پنجاب کیخلاف توہین رسالت قانون سے متعلق بیان پر مقدمہ درج کرنیکی درخواست

تنظیم اہلسنت کی درخواست میں کہا گیا ہے گورنر نے کہا تھا وہ توہین رسالت قانون کو نہیں مانتے اسے ختم کر دینا چاہیے

گورنر کے اس بیان سے ہمارے جذبات مجروح ہوئے ہیں، پولیس نے ایف آئی آر درج کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے، پیر افضل قادری

لاہور (بیت نیوز) لاہور میں تنظیم اہلسنت نے گورنر پنجاب کی جانب سے توہین رسالت قانون ختم کرنے کے بیان پر تھانہ سول لائن میں مقدمہ درج کرنے کی درخواست دائر کر دی ہے جبکہ پولیس حکام نے انہیں گورنر کے خلاف قانونی کارروائی کی یقین دہانی کروائی ہے۔ تھانہ سول لائن میں تنظیم اہلسنت کے رہنماؤں کی جانب سے دائر کردہ درخواست میں کہا گیا ہے کہ گورنر پنجاب نے 17 اور 19 ستمبر 2009 کو کہا تھا کہ وہ توہین

بقیہ نمبر10 صفحہ6 پر

رسالت قانون کو نہیں مانتے اور یہ قانون ختم کر دینا چاہیے۔ تنظیم اہل سنت کے رہنماؤں نے کہا کہ گورنر پنجاب کے بیان سے انکے جذبات مجروح ہوئے ہیں اس لئے انکے خلاف 295 سی اور 295 اے کے تحت مقدمہ درج کیا جائے۔ اس موقع پر تنظیم اہلسنت کے امیر پیر افضل قادری نے میڈیا کو بتایا کہ پولیس نے گورنر کے خلاف [illegible] آئی آر درج کرنے کی یقین دہانی کرائی ہے۔ انہوں [illegible] گورنر کے خلاف مقدمہ درج نہ کیا گیا تو 28 [illegible] ملک گیر تحریک چلائی جائے گی۔

THE DAILY JANG RAWALPINDI

روزنامہ جنگ راولپنڈی

بانی..... میر خلیل الرحمٰن

جلد 53 جمعرات یکم صفر 1432ھ 6 جنوری 2011ء 23 پوہ 2067ب نمبر 06

آسیہ بی بی کیس پر سلمان تاثیر کے موقف نے مذہبی حلقوں میں نفرت پیدا کی

مسیحی خاتون سے ملاقات، معافی کی درخواست کی وصولی اور قانون کو کالا قرار دینا قتل کا سبب بنا

گورنر نے اپنے خلاف منفی تاثر کو یہ کہہ کر ختم کرنے کی کوشش بھی کی کہ وہ قانون کے خاتمے کے حامی نہیں ہیں

اسلام آباد (عثمان منظور) آسیہ بی بی کیس کے منظر عام پر آنے کے بعد گزشتہ ڈیڑھ ماہ کے واقعات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ گورنر سلمان تاثیر کا ناموس رسالت قانون پر موقف اور مذہبی حلقوں کی مخالفت نے مقتول گورنر کے بارے میں مذہبی حلقوں میں نفرت کی لہر پیدا کر دی تھی۔ مختلف موقعوں پر گورنر نے یہ کہہ کر اس تاثر کو ختم کرنے کی کوشش کی وہ صرف آمر ضیاء الحق کا متعارف

باقی صفحہ 6 نمبر 36

36 نفرت کی لہر

کردہ ناموس رسالت قانون میں تبدیلی چاہتے ہیں اور اس قانون کو ختم کرنے کے حق میں نہیں ہیں۔

ذیل میں ان واقعات کی مختصر فہرست دی جاتی ہے جو گورنر تاثیر کے قتل کا سبب بنے۔

11 نومبر 2010ء کو جب ننکانہ صاحب کی سیشن عدالت نے ایک مسیحی خاتون آسیہ بی بی کو سزائے موت دی تو مقتول گورنر سلمان تاثیر پہلی مرتبہ 20 نومبر کو سامنے آئے اور آسیہ سے ملاقات کرنے شیخوپورہ جیل پہنچ گئے وہاں انہوں نے تحفظ ناموس رسالت قانون کو کالا قانون قرار دیا اور جیل میں آسیہ بی بی سے معافی کی درخواست وصول کی اور علی الاعلان وعدہ کیا کہ یہ باضابطہ طور پر صدر مملکت آصف علی زرداری کو بھجوائی جائے گی جن کو آسیہ بی بی کو معاف کرنے کا قانونی اور آئینی اختیار حاصل ہے کیونکہ وہ غریب، بے گناہ اور ناخواندہ عورت ہے۔

اسی روز سلمان تاثیر نے کہا کہ چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ خواجہ شریف کو چاہئے کہ وہ مسیحی خاتون کو سزائے موت دینے کا از خود نوٹس لیں۔

ایک اخبار نے سلمان تاثیر کا بیان شائع کیا کہ ”لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کو فوری طور پر از خود نوٹس لینا چاہئے اور آسیہ کو سزائے موت دینے میں اس دباؤ کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہئے جس نے جج کو یہ فیصلہ کرنے پر مجبور کیا ہے“۔ انہوں نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت قانون آمر ضیاء الحق کے آمرانہ دور میں بنایا گیا اور مذکورہ قانون نے انتہا پسندی اور اسلام اور دیگر مذاہب کے درمیان جھگڑے پیدا کئے اور اور آئین اور اسلام نے اقلیتوں کے تحفظ پر زور دیا ہے۔

23 نومبر 2010ء کو سلمان تاثیر نے ایک ٹی وی انٹرویو میں کہا کہ ضیاء الحق کے کالے قانون کی وجہ سے پوری دنیا میں ملک کو ہدف تنقید بنایا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آسیہ بی بی بے گناہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے آسیہ بی بی کی معافی کی درخواست ارسال کر دی ہے اور صدر نے وعدہ کیا ہے کہ آسیہ کو پھانسی نہیں دی جائے گی۔

اسی روز عالمی تنظیم اہلسنت نے فتویٰ جاری کیا کہ سلمان تاثیر نے تحفظ ناموس رسالت قانون کو کالا قانون قرار دیا ہے اس لئے اب وہ مسلمان نہیں رہے ہیں۔ انہوں نے چیف جسٹس سے نوٹس لینے اور تاثیر کو عہدے سے ہٹانے کے لئے زور دیا۔ پیر افضل قادری نے دھمکی دی کہ یہاں بہت سے غازی علم دین شہید موجود ہیں اس لئے حکمرانوں کو قوم کے جذبات کا خیال رکھنا چاہئے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ وزیراعظم یا صدر کو آسیہ بی بی کو معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

اسی روز (23 نومبر) مجلس تحفظ ختم نبوت نے کہا کہ جو کوئی گستاخ رسول کو معاف کرے گا وہ مسلمان نہیں رہے گا۔ گورنر کو بم دھماکے کی دھمکی ملی اور ان کی سکیورٹی بڑھا دی گئی۔

24 نومبر کو تحفظ ناموس رسالت محاذ نے آسیہ کو بچانے کے لئے سلمان تاثیر کے اقدام کے خلاف ملک بھر میں مظاہرے کئے۔ تحریک حرمت رسول کے رہنما قاری شیخ یعقوب نے سلمان تاثیر اور آسیہ بی بی کے لئے موت کی سزا کا مطالبہ کیا۔ بین الاقوامی ہم آہنگی کی قومی امن کمیٹی کے رکن خلیق رضا قادری نے کہا کہ جو گستاخ کی مدد کرے گا وہ بھی اس کا ذمہ دار ہوگا۔

مفتی مصطفیٰ اشرف رضوی، مولانا غلام حسین قادری، مولانا علیم اللہ خان، مفتی نعیم اختر قادری، مفتی آصف رضا قادری، قاری منظور حسین گوندل، مفتی سرور علی ہاشمی، مفتی محمد علی قادری، مفتی محمد خان

اور علامہ مفتی اشفاق حسین سمیت لاہور کے بہت سے علماء نے فتوے جاری کئے کہ آسیہ بی بی کی مدد کرنے اور تحفظ ناموس رسالت قانون کو کالا قانون کہنے پر سلمان تاثیر مسلمان نہیں رہے۔ فتوے میں یہ کہا گیا کہ سلمان تاثیر کا نکاح بھی باطل اور فاسد ہو گیا ہے۔

اسی روز پی پی پنجاب کے سیکرٹری اطلاعات فرخ الدین چوہدری نے کہا کہ گورنر کے خلاف جاری ہونے والے فتوؤں کی کوئی اہمیت نہیں ہے کیونکہ یہ فتوے جاری کرنے والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے قائداعظم اور بھٹو کے خلاف فتوے جاری کئے تھے۔

25 نومبر کو گورنر سلمان تاثیر نے کہا کہ میں آسیہ بی بی سے انسانی بنیادوں پر ملنے گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ناموس رسالت قانون انسان کا بنایا ہوا کوئی خدائی قانون نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کی آسیہ بی بی سے ملاقات کو سیاسی رنگ دیا جا رہا ہے۔ تاثیر نے وضاحت کی کہ کوئی مسلمان گستاخی رسول کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ انہوں نے کہا کہ شریعت نے اہم معاملہ قانون پر نظر ثانی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ”آپ تو پنجاب کے وزیر قانون رانا ثناء اللہ، عمران خان، نیلوفر بختیار، شیری رحمٰن اور دیگر نے بھی قانون میں تبدیلی کی بات کی ہے“۔

اسی روز مذہبی جماعتوں کے کارکنوں نے گستاخی رسول کی ملزمہ کو ممکنہ طور پر معاف کرنے اور رہا کرنے کے خلاف لاہور میں مظاہرہ کیا۔ مقررین نے گورنر سلمان تاثیر کو آسیہ بی بی کی رہائی کی مہم چلانے پر غدار قرار دیا۔

29 نومبر کو گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ایک غریب، ناخواندہ اور بے بس مسیحی عورت کی مدد کرنے پر میرے خلاف فتوے جاری کئے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام نے ہم آہنگی اور امن کی تبلیغ کی ہے۔

30 دسمبر کو گورنر نے قائد جناح میڈیکل یونیورسٹی میں کانووکیشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ان جیسے ملاں کسی کو اسلام سے خارج نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا کہ ”میں اللہ کو جواب دہ ہوں ملاؤں کو نہیں“۔

3 دسمبر کو اپنے خلاف منفی پروپیگنڈہ کا تاثر ختم کرنے کے لئے گورنر سلمان تاثیر نے وضاحت کی کہ وہ ناموس رسالت قانون کی ایک یا دو شقوں پر نظر ثانی کے حامی ہیں اور قانون کو ختم کرنے کا مطالبہ نہیں کیا۔

انہوں نے کہا کہ ”یہ قطعی طور پر اطلاق نہیں ہے میرے خیالات کی توثیق ایاز میر، رانا ثناء اللہ، شیری رحمٰن اور عمران خان نے بھی کی ہے“۔

7 دسمبر کو تحفظ مجلس شریعہ کے عہدیداروں نے کہا کہ آسیہ بی بی سے ملاقات کر کے گورنر پنجاب نے نہ صرف توہین رسالت کی ہے گستاخی کی ہے۔

انہوں نے حکمرانوں کو خبردار کیا کہ وہ مذکورہ قانون میں ترمیم نہ کریں اور صدر سے بھی مطالبہ کیا کہ آسیہ کو معاف نہ کریں اور کیس کو عدالت کو کرنے دیں۔

4 جنوری 2011ء کو تاثیر کو ناموس رسالت قانون میں تبدیلی کا مطالبہ کرنے پر جان لینے کے لئے ایک سیکیورٹی گارڈ نے قتل کر دیا۔

NAWA-I-WAQT
LAHORE
نوائے وقت
بانی حمید نظامی مرحوم — ایڈیٹر مجید نظامی — لاہور
لاہور/کراچی/راولپنڈی/اسلام آباد اور ملتان سے بیک وقت شائع ہوتا ہے

جلد	ہفتہ 10 صفر المظفر 1432ھ، 15 جنوری 2011ء، یکم ماگھ 2067ب	صفحات	جسٹرڈ نمبر پی ایل	شمارہ
70	فون نمبرز 54-36367551-36302050 قیمت 10 روپے UAN 111-222-007	12	101	294

QUIT POP YOUR RELIGIOUS TERRORIS
SUNNI ITEHAD COUNCIL

سنی اتحاد کونسل تحریک ناموس رسالت سمیت دیگر دینی جماعتوں کے ارکان فیصل آباد/لاہور میں پوپ بینی ڈکٹ اور امریکی پادری کیخلاف احتجاجی مظاہرے کر رہے ہیں

پوپ کے بیان، امریکی پادری کی دریدہ دہنی کیخلاف دینی جماعتوں کے ملک گیر مظاہرے

احتجاج کی کال سنی اتحاد کونسل، تحریک ناموس رسالت، تحریک حرمت رسول اور دیگر جماعتوں نے دی تھی، مساجد میں مذمتی قراردادیں منظور، پوپ اور امریکی پادری کے پتلے نذر آتش، لاہور میں درجنوں مقامات

فیصل آباد میں سنی تحریک کی بڑی ریلی، سرگودھا، اوکاڑہ اور دیگر شہروں میں بھی مظاہروں میں عوام کا زبردست جوش و خروش، پوپ نے بیان دے کر بڑا پاپ کیا ہے، عالم اسلام سے معافی مانگے

فیصل آباد، سرگودھا، اوکاڑہ، لاہور (نمائندگان خصوصی + خصوصی نامہ نگار) پوپ بینی ڈکٹ کے بیان اور امریکی پادری کی دریدہ دہنی کیخلاف سنی اتحاد کونسل، تحریک ناموس رسالت، تحریک حرمت رسول، جماعت اسلامی سمیت دیگر جماعتوں نے ملک بھر میں مظاہرے کئے اور ریلیاں نکالیں جس میں ہزاروں افراد شریک ہوئے اور پوپ اور امریکی پادری کے پتلے جلائے اور شدید نعرے بازی کی۔ صفحہ 11 بقیہ نمبر 31

بقیہ 31 | دینی جماعتیں/مظاہرے

گئی۔ مساجد میں علماء نے مذمتی قراردادیں منظور کیں جن میں شہریوں اور علماء نے حرمت رسول، قرآن پر کٹ مرنے کا عزم ظاہر کیا۔ تفصیلات کے مطابق سنی اتحاد کونسل کی اپیل پر سنی تحریک کے زیر اہتمام دفتر سے ناصر نقشبندی کی قیادت میں احتجاجی ریلی نکالی گئی۔ احتجاجی ریلی کے شرکاء نے احتجاجی بینرز اور پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے۔ مظاہرین نے غازی ممتاز قادری کے ساتھ بھرپور اظہار یکجہتی کرتے ہوئے اس کے حق میں زبردست نعرے بازی کی۔ [illegible]

بائیکاٹ پوپ تہذیبوں کے [illegible]

قانون ناموس رسالت کے متعلق پوپ کی ہرزہ سرائی کیخلاف احتجاجی ریلی میں پیر افضل قادری، ڈاکٹر اشرف آصف جلالی [illegible]

[illegible]

گرفتاری کے بعد کاٹی گئی ایف آئی آر

غازی صاحب کی گرفتاری کے بعد آپ پر کاٹی گئی ایف آئی آر

ادھر تھانہ کوہسار میں سلمان تاثیر کے بیٹے شہریار تاثیر کی مدعیت میں مقدمہ کی ایف آئی آر درج ہوئی، جس کا نمبر ۶ ہے۔

FIR کا متن

ابتدائی اطلاع رپورٹ نسبت جرم قابل دست اندازی پولیس رپورٹ شدہ زیر دفعہ ۱۵۴ مجموعہ ضابطہ فوجداری

تھانہ کوہسار............ ضلع اسلام آباد مورخہ ۴۔۱۔۲۰۱۱ء ساڑھے چار بجے

استغاثہ مرتبہ و مرسلہ حاکم خان

کوہسار مارکیٹ پارکنگ سیکٹر F-6/3 بفاصلہ ۲ کلومیٹر بجانب شمالی مشرق از تھانہ

حسب آمد استغاثہ مقدمہ درج رجسٹرڈ ہوا۔

بخدمت جناب ایس ایچ او صاحب تھانہ کوہسار اسلام آباد میں شہریار علی تاثیر ولد سلمان تاثیر ہوئے مجھے اطلاع موصول ہوئی کہ مورخہ ۴ جنوری ۲۰۱۱ء تقریباً ۴:۱۵ بجے سہ پہر میرے والد سلمان تاثیر گورنر صاحب جب ایک ریسٹورنٹ کوہسار مارکیٹ اسلام آباد سے کھانا کھا کر باہر نکل کر جا رہے تھے تو ان کے ایک سرکاری محافظ ملک ممتاز قادری ایلیٹ فورس نے ان پر اپنے سرکاری اسلحہ سے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جس کے نتیجے میں وہ شدید مضروب ہو گئے ان کو عملہ پولیس اور ملازمین نے پولی کلینک اسلام آباد پہنچایا۔ جہاں پر ڈاکٹروں نے ان کی وفات کی تصدیق کر دی۔ وجہ عناد یہ ہے کہ میرے والد کا اہم قومی امور پر مخصوص نقطہ نظر تھا جس کی وجہ سے مختلف مذہبی اور سیاسی گروہ ان کے خلاف شدید

مخاصمانہ پروپیگنڈہ کررہے تھے اوران کوقتل کرنے کی دھمکیاں بھی دی جارہی تھیں میرے والد کو ملزم مذکور بالا نے سیاسی اور مذہبی گروہوں کے ایما اور انگیخت معاونت و سازش سے........ پرقتل کردیا ہے دعویدار ہوں کاروائی کی جائے۔

درخواست گذار شہریار علی تاثیر ولد سلمان تاثیر ۴۔۱۔۲۰۱۱ء کاروائی پولیس سائل نے تحریری درخواست برموقع اس وقت پیش کی جب میں بمع محمد ارشد ASI قمر زمان SI صفدر شاہین ASI تنویر احمد ASI اور دیگر ملازمان اطلاع وقوعہ پا کر برموقع پہنچے نعش ازاں مقتول سلمان تاثیر کا فرد صورت حال مرتب کر کے تکمیل کاروائی کی ضابطہ زیر حفاظت زیر نگرانی محمد ارشد SI محمد زمان SI برائے پوسٹ مارٹم پولی کلینک ہسپتال بھجوائی جارہی ہے تحریر مضمون درخواست وحالات واقعات سے سردست صورت جرم ۳۰۲/۱۰۹ ت پ 7ATA پائی جا کر میری درخواست بشکل استغاثہ بغرض اندراج کر کے نمبر مقدمہ سے آگاہی بخشی جاوے۔ میں موقع پر مصروف تفتیش ہوں۔

دستخط بحروف انگریزی حاکم خان انسپکٹر SHO تھانہ کوہسار اسلام آباد از موقع کوہسار مارکیٹ سیکٹر ۶/۳ بوقت ۵:۱۰ بجے شام مورخہ ۴۔۱۔۲۰۱۱ء از تھانہ

حسب آمد استغاثہ رپورٹ ابتدائی .... مجرم مذکورہ مرتب ہوئی بعد تکمیل ریکارڈ نقول FIR جابجا مجاز افسران کو بذریعہ سپیشل رپورٹ مرسل ہوں گی اصل استغاثہ مع نقل FIR بدست آرندہ کنسٹیبل عقب فرسند SHO صاحب بمراد تفتیش ارسال ہے۔

افتخار علی (ASI) محرر تھانہ کوہسار

۴۔۱۔۲۰۱۱ء اسلام آباد

زیر دفع ۱۶۴ قلمبند کیا جاتا ہے۔

دستخط و نشان انگوٹھا ممتاز قادری صاحب

دستخط مہر جج صاحب ۱۰۔۱۔۲۰۱۱ء بیان ازاں ملک محمد ممتاز قادری ولد ملک محمد بشیر قوم اعوان کانسٹیبل نمبر ۶۹۹۰ مقدمہ نمبر ۰۶ مورخہ ۴۔۱۔۲۰۱۱ بجرم ۱۰۹۱۳۰۲ ات پ ATA-7 تھانہ کوہسار اسلام آباد سکنہ مکان نمبر BV-501 مسلم ٹاون، راولپنڈی

بیان حلفی

میں مورخہ ۱۔۱۔۱۹۸۵ء کو راولپنڈی (صادق آباد) میں پیدا ہوا۔ میں میٹرک پاس ہوں اور پولیس میں (پنجاب کانسٹیبلری روات) ۲۰۰۲ء میں بھرتی ہوا۔ اس کے بعد مختلف جگہوں پر ڈیوٹی کی۔ ۲۰۰۵ء میں کچھ دنوں کے لیے سپیشل برانچ میں رہا۔ اس کے بعد ۲۰۰۷ء۔ ۲۰۰۸ء میں ایلیٹ سکول لاہور میں کورس کیا اس کے بعد مختلف جگہوں پر سیکورٹی ڈیوٹی بشمول VIP سیکورٹی سرانجام دی۔

۳۱۔۱۲۔۲۰۱۰ء کو تحفظ ناموس رسالت اور شان اہل بیت کانفرنس کے عنوان کے تحت میرے گھر کے پاس مسلم ٹاون میں اجتماع ہوا۔ اس اجتماع کا پس منظر ملک میں جاری قانون ناموس رسالت میں مجوزہ ترمیم اور بعض افراد جن میں بالخصوص صدر آصف علی زرداری اور گورنر پنجاب سلمان تاثیر کی طرف سے مجوزہ ترمیم و بیانات وطرز عمل تھا۔ میرا تعلق ویسے بھی دعوت اسلامی نامی تنظیم سے ہے۔ جو کہ تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تنظیم تحریک ہے جس کے سربراہ مولانا الیاس عطار قادری صاحب ہیں ۳۱۔۱۲۔۲۰۱۰ء کو ہونے والے جلسے میں انتہائی پر اثر اور جذباتی تقاریر عشق رسول (علیہ السلام) پر کی گئیں۔ بالخصوص سید امتیاز میمن شاہ کاظمی اور علامہ محمد حنیف قریشی قادری کی تقریر جذبات............ عشق رسول (علیہ السلام) میں ڈوب کر انتہا تھی۔

بیان کے دوران مفتی محمد حنیف قریشی قادری صاحب عشق رسول (علیہ السلام) میں

آپے سے باہر ہو گئے اور اُن کا عمامہ گر گیا۔ اور اجتماع پر رقت آمیز مناظر چھا گئے اور سب رونے لگ گئے میں بھی جذبات اور عشق رسول (ﷺ) میں رونے لگا۔ غازی علم دین شہید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے عشق رسول ﷺ کے واقعات بیان کیے تو عشق رسول (ﷺ) کو سن کر اور شدت جذبات سے میرا دل بھی رو پڑا۔

میں نے گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو واجب القتل جانتے ہوئے عشق رسول (ﷺ) کے جذبات کو دل میں پیدا ہوتے ہوئے محسوس کر لیا۔ اس وقت ارادہ کیا کہ سلمان تاثیر کو ضرور گستاخی شان رسول (ﷺ) کی وجہ سے قتل کروں گا کیونکہ اس نے ناموس رسالت ﷺ کے قانون کو ”کالا قانون“ کہا تھا اور گستاخ رسول ﷺ آسیہ بی بی کی حمایت و معاونت کر رہا تھا گورنر سلمان تاثیر کے ساتھ میں اس سے قبل تقریباً ۴۔۵ مرتبہ ESCORT ڈیوٹی کر چکا ہوں۔

۱۔۱۔۲۰۱۱ء اور ۲۔۱۔۲۰۱۱ء کو میری ڈیوٹی DHO راولپنڈی پر ڈیوٹی کی۔ ۴۔۱۔۲۰۱۱ء کو صبح آفس (ایلیٹ) پہنچا اور چٹھہ یعنی ڈیوٹی آرڈر دیکھے تو میری ڈیوٹی 6th Road پر لگی ہوئی تھی جبکہ میرے کچھ ساتھیوں کی ڈیوٹی گورنر پنجاب کے ساتھ اسلام آباد میں لگی ہوئی تھی میرے دل میں فوراً خیال آیا کہ آج موقع مل سکتا ہے میں نے اس وقت محرر سے بات کی کہ مجھے گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے ساتھ Escort Duty کے ساتھ بھیج دو تا کہ اسلام آباد گھوم پھر لوں۔

محرر عمر فاروق نے ہماری بات مان لی چونکہ جن ملازمین کی گورنر پنجاب کے ساتھ ڈیوٹی لگی تھی ان میں دو لیٹ ہو گئے تھے ویسے بھی میں پہلے گورنر کے ساتھ ڈیوٹی کرتا رہا تھا اور دیگر VIP ڈیوٹی جیسے CM پنجاب کے ساتھ ڈیوٹی کرنے جاتا رہتا تھا ڈیوٹی میں نام آنے کے بعد میں نے ایلیٹ کی کوٹ سے SMG حاصل کی بمع دو عدد میگزین جس

میں ہر ایک میں 30 گولیاں تھیں جب باقی لوگ اسلحہ لینے میں مصروف تھے اور گاڑی ڈیزل کے لیے گئی ہوئی تھی تو موقع دیکھ کر چیمبر لوڈ کر لیا۔ پھر راستے میں اسلام آباد آتے ہوئے میں نے ایک چٹ لکھ کر اپنے پرس میں ڈالی جس پر ''گستاخ رسول ﷺ کی سزا موت ہے اے کاش اللہ و رسول (ﷺ) مجھے اس مقصد کے لیے قبول فرمالیں (آمین)'' تحریر کیا۔ پونے ۱۰ بجے صبح ہم گورنر کے گھر F-6/3 میں پہنچے اور پہلے سے موجود شفت کو بدلی کیا۔ پھر تقریباً آدھے پونے گھنٹے کے بعد گورنر اپنی گاڑی میں بیٹھ کر مختلف جگہوں پر گئے جن میں قمر زمان کائرہ سے بھی ملے اس دوران خیال آیا کہ اس کو ماردوں ویسے مجھے کچھ کنفرم نہیں تھا کہ کس سے ملنے گیا ہے؟

مگر میں اس وقت اس لیے نہیں مار سکا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ گورنر کس کی گاڑی میں کس جگہ موجود ہے اور گاڑیاں بلٹ پروف بھی ہوتی ہیں لہٰذا موقع کا انتظار کرنا بہتر سمجھا۔ اس دوران گن کو میں نے سیفٹی لاک پر رکھا تا کہ کوئی حادثہ یا فائر نہ ہو۔

دوپہر کو تقریباً ۳:۳۰ بجے واپس گورنر کو گھر F-6/3 پہنچنے کے بعد ہم اپنی Escort گاڑی میں ہوا بھروانے کے لیے قریب پٹرول پمپ پر پہنچ گئے واپسی پر ندیم آصف ASI نے گاڑی کو کوہسار مارکیٹ آنے کا پیغام دیا اور ہم کوہسار مارکیٹ آ گئے۔

کوہسار مارکیٹ پہنچ کر گورنر کے نکلنے کا انتظار کرنے لگے جب گورنر اپنے دوست کے ساتھ نکلا تو تقریباً ۴ بج چکے تھے۔ میں نے دل میں سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ موقع دیا ہے سب ایلیٹ کے لڑکے گاڑیوں میں بیٹھ کر الرٹ ہو گئے۔ میں آہستہ آہستہ گورنر کے آپریٹر ندیم آصف جو کہ گورنر کے کافی قریب الرٹ کھڑا تھا کی طرف بڑھا اور دل میں سوچا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ مجھے دیکھ لے اور کہے کہ تم گاڑی میں باقی گارڈز کے ساتھ بیٹھ جاؤ اور ڈیوٹی کرو ادھر کیا کر رہے ہو؟

یہ بھی خدشتہ تھا کہ کہیں میری گاڑی میں موجود ڈرائیور اور لڑکے مجھے آتے دیکھ کر واپس آنے کے لیے آواز نہ دے دیں مگر پھر دل میں سوچا کہ اللہ تعالیٰ مدد کرے گا لہٰذا میں بالکل قریب پہنچ گیا تو ندیم آصف نے مجھے دیکھا تھا مگر اس وقت سب کا دھیان گورنر کی طرف تھا اور گورنر بالکل قریب آچکا تھا میں نے بھی ساتھ چلنا شروع کر دیا۔ مزید یہ کہ جب گورنر سڑک پر آیا تو میرا اور اس کا فاصلہ زیادہ سے زیادہ ۴۔۵ فٹ تھا اور میں بالکل اس کی پشت پر تھا خیال آیا کہ اس کے سامنے سے جا کر ماردوں، پھر سوچا کہ تمام گارڈز مجھ پر حملہ آور ہو جائیں گے مرنے کا تو خوف نہ تھا مگر خدشہ تھا کہ نشانہ ٹھیک نہ لگے اور کہیں وہ بچ نہ جائے۔ لہٰذا فوراً فیصلہ کیا کہ اس کو پیچھے سے ہی ماروں گا کیونکہ SMG پہلے سے ہی برسٹ پر تھی لہٰذا میں نے ٹریگر دبا دیا اور پورا برسٹ تین سے چار سیکنڈ میں گورنر پر فائر کر دیا۔ اس کے بعد سناٹا چھا گیا اور ندیم آصف ASI نے مجھ پر اپنا ریوالور پسٹل تان لیا اور باقی گارڈز بھی میرے اردگرد کھڑے ہو گئے میں نے اپنی گن ہوا میں کھڑی کر دی اور آپریٹر ندیم آصف ASI سے کہا کہ رائفل لے لو اور میں بھاگ نہیں رہا فائر مت کرو۔ میری تو تم لوگوں سے کوئی دشمنی نہیں ہے اتنے میں باقی ایلیٹ کے جوانوں نے مجھے زمین پر لٹا دیا اور ایک نے میرے پیٹ پر پاؤں رکھ دیا اور باقیوں نے میرے تسمے نکال کر ہاتھ پاؤں باندھ دیئے اور الٹا باندھ کر لٹا دیا اور بعد میں مجھے اسلام آباد پولیس کے حوالے کر دیا۔ میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ اسلام آباد پولیس نے میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا ہے اور کوئی بے عزتی یا تشدد نہ کیا ہے میں نے جو کچھ بھی کیا اپنے جذبے کے تحت کیا اور اس بارے میں نہ تو کوئی ہمراز بنایا اور نہ ہی کوئی اور شامل ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک (ﷺ) میری قربانی کو قبول فرمائیں مجھے کوئی افسوس نہ ہے بلکہ میں بہت خوش ہوں کہ اب گستاخ رسول

پاک (ﷺ) کافی عرصہ اپنے مزموم عزائم سے باز رہیں گے۔

میری نظر میں سلمان تاثیر گورنر گستاخ رسول تھا اور واجب القتل تھا میری معمول کی ڈیوٹی میں، میں نے ایسے لوگوں کے ساتھ بھی ڈیوٹی کی ہے جس پر توہین رسالت کے الزامات ومقدمات تھے مگر میں نے یہ سوچا کہ کیا پتہ کہ یہ الزام غلط ہو اور ان میں سے کچھ کو روزہ کی حالت میں دیکھا اور اپنے آپ کو روزہ دار کہتے ہوئے پایا۔ اس لیے کبھی بھی ان کو قتل کرنا درست نہ سمجھا ویسے جب تک کسی اہم شخصیت جو کہ گستاخ ہو، کو اگر نہ مارا جائے تو مسئلہ کا حل نہیں ہو سکتا اس لیے سلمان تاثیر کو قتل کر کے میں نے اپنا فرض پورا کیا ہے زندگی اور موت تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور موت تو ایک دن ویسے بھی آنی ہے تو پھر ناموس رسالت پر جان قربان ہو جائے تو کیا کہنا سن کر پڑھ کر درست تسلیم کیا۔

دستخط ونشان انگوٹھا ممتاز قادری صاحب

دستخط ومہر جج صاحب

سرٹیفکیٹ ۱۰۔۱۔۲۰۱۱ء تصدیق کی جاتی ہے کہ بیان بالا ملک محمد ممتاز قادری مقدمہ نمبر ۰۶/۱۱ مورخہ ۴۔۱۔۲۰۱۱ء بجرم ۳۰۲/۱۰۹ ت پ ATA-7 کو تھانہ کوہسار اسلام آباد بغیر کسی دباؤ یا خوف اور لالچ، دھمکی کے زیر دفع ۱۶۴ بطور ملزم قلمبند کر رہا ہے بیان لکھنے سے قبل بیان کنندہ کو باور کر دیا گیا ہے کہ از روئے قانون کے وہ بیان دینے کا پابند نہ ہے اور بیان کو بھی عدالت میں بطور ثبوت، شہادت استعمال ہو سکتا ہے مختلف استفسارات سے اطمینان کیا گیا ہے کہ مذکورہ نے بیان بلا جبر واکراہ اپنی آزاد مرضی سے دیا ہے بیان علیحدگی میں تحریر کیا گیا ہے۔

تحریر کرنے سے قبل سوچنے کا مناسب وقت دیا گیا ہے جس طرح بیان کنندہ نے بیان قلمبند کروایا، لفظ بہ لفظ تحریر ہوا۔ لکھنے کے بعد بیان کنندہ کو پڑھ کر سنایا گیا جس نے سن کر راست تسلیم کیا اور اپنے دستخط اور نشان وانگوٹھا ثبت کر دیا۔

بیان کنندہ کی شناخت حاکم خان انسپکٹر SHO تھانہ کوہسار نے کی ہے۔

جملہ کاروائی ۱۳ صفحات پر مشتمل ہے جو میری دستخطی ہے اور مہر عدالت ثبت ہے۔

بیان کی تصدیق اور نقل ایک عدد تفتیش حاکم خان کے حوالے کی گئی اصل ھذا بخدمت جناب ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج اسلام آباد مرسل ہوئی۔ دستخط و مہر جج صاحب

پاکستانی علماء کا فتویٰ

1۔ کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سابقہ گورنر پنجاب سلمان تاثیر جو خود کو مسلمان کہلواتا تھا اس نے قانون تحفظ ناموس رسالت ﷺ کو انسانوں کا بنایا ہوا قانون قرار دیا اور اس کا استہزا کرتے ہوئے اسے کالا قانون بھی قرار دیا:

(روزنامہ نوائے وقت 23 نومبر 2010ء صفحہ ۱)

پھر اس قانون کے تحت مجاز عدالت سے سزا پانے والی ایک مجرمہ آسیہ مسیح کی سزا کے بارے میں یہ کلمات کہے کہ اسے دی جانے والی سزائے موت ایک سخت اور بڑی ظالمانہ سزا ہے اور قائداعظم محمد علی جناح کے پاکستان میں ایسا قانون نہیں تھا اور نہ اس قسم کی ظالمانہ سزا ہو سکتی تھی۔

(دیکھیں: Asia Bibi Press Conference,http://
(www.salmaantaseer.com/main.aspx

اس سے قبل اس نے واضح طور پر یہ اعلان کیا تھا کہ ملک مولویوں نے ٹھیکہ پر نہیں لیا ہوا، جو ہر بات پر شور مچاتے ہیں۔ 1973 کے آئین پر قوم متفق ہے اور یہی آئین جمہوریت کی بقا ہے۔ ناموس رسالت ﷺ کے قانون کو جلد ختم کر دیا جائے گا اور میں اپنے اس مؤقف پر قائم ہوں۔

(روزنامہ جناح، ہفتہ 19 ستمبر 2009ء)

اس نے اپنے اس موقف کا اعادہ اس وقت بھی کیا جب ایک نجی ٹی وی سماء کی ایک اینکر نے اس سے گفتگو کرتے ہوئے سوال کیا کہ Blasphemy Law یعنی قانون توہین رسالت ﷺ بھی تو پارلیمنٹ نے منظور کیا تھا۔ اس نے جواباً یہ کہا کہ ہاں تو اب نئی اسمبلی آئی ہے 18 ویں ترمیم بھی اسمبلی نے پاس کی ہے جو قانون پہلے سمجھتے تھے ٹھیک نہیں ہے ان میں ترمیم لانے میں کون سا بڑا کام ہے اس پر بیٹھ کر نظر ثانی کریں۔

(دیکھیں: Youtube: Salman Taseer on Blasphemy Law)

لہٰذا اس قانون کو کالا قانون قرار دینا اور اس کے خاتمے کے در پے ہو جانا اور اعلانیہ و بتکرار اس قانون کے خلاف ہرزہ سرائی کرنا اور تنقیص و تخفیف کرنا کیا از روئے شرع توہین رسالت ﷺ کے زمرے میں نہیں آتا؟ جبکہ اس طرز عمل کا صرف ایک ہی مقصد نظر آتا ہے کہ اہانت رسول کے مجرموں کو اس جرم کے ارتکاب پر شہ دی جائے اور حضور ﷺ کی ناموس کے معاملے کو ایک کھیل تماشہ بنا دیا جائے۔

اسی طرح سلمان تاثیر کا توہین رسالت ﷺ کی ایک ایسی مجرمہ کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنا جسے مذکورہ قانون کے تحت ملک کی مجاز عدالت طویل ٹرائل کے بعد سزائے موت کا حکم دے چکی ہو جبکہ ٹرائل سے قبل ایف آئی آر کے اندراج کے وقت اس معاملہ کی چھان بین اور تفتیش قواعد کے مطابق ضلعی سطح کے ایک پولیس آفیسر نے کی ہو۔ جس کے روبرو اس مجرمہ نے اعتراف جرم بھی کیا ہو اور اس کے ہم مذہب مذہبی رہنماؤں نے بھی اسے مجرمہ قرار دیا ہو۔ ایسی مجرمہ کے ساتھ ہمدردی کے لیے اس کا اپنے خاندان کے لوگوں کے ساتھ اسے جیل میں جا کر ملنا، اسے سزا سے بچانے

کی یقین دہانی کرانا، میڈیا کے لوگوں کو یہ کہہ کر مدعو کرنا کہ آج میں بہت بڑا دھما کا کرنے جارہا ہوں اور پھر اس خاتون کو ساتھ بٹھا کر جیل ہی میں پریس کانفرنس کرنا اور قانون تحفظ ناموس رسالت ﷺ کو کالا قانون قرار دینا کیا اس کے گستاخ رسول ﷺ ہونے پر کاملاً دلالت نہیں کرتا اور کیا ایسا شخص از روئے شرع مباح الدم نہیں ہو جاتا؟

اس کی طرف سے قانون تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے تحت ملنے والی سزائے موت کو ظالمانہ اور سخت سزا قرار دینا اور اس قانون کو ختم کروانے کا اعلان کرنا از روئے شرع کیسا فعل ہے؟ جبکہ یہ قانون کتاب وسنت کی صریح نصوص پر مبنی ہے اور وفاقی شرعی عدالت اسے کتاب وسنت کے عین مطابق قرار دیکر اسے بطور حد نافذ کرنے کا فیصلہ دے چکی ہے اور اسی فیصلہ کی رو سے یہ قانون ملک کا رائج اور نافذ العمل قانون ہے اور اس کے تحت ملنے والی سزا کو کتاب وسنت کی موافقت میں اسی قانون کی رو سے حد کا درجہ بھی دیا گیا ہے اس کی طرف سے حدود الٰہی کو ظالمانہ سزا قرار دینا کیا کتاب وسنت اور حدود الٰہی کے انکار کے مترادف نہیں ہے اور کیا از روئے شرع اس کے صریح کفر پر دلالت نہیں کرتا؟ اور ایسے کفر صریح کے مرتکب کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

کیا اس کے درج ذیل اقوال وافعال بھی اسی امر پر دلالت نہیں کرتے کہ وہ صریح کفر کا مرتکب ہوا ہے؟ وہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی آئینی شق کے خلاف تھا۔ اس کی بیٹی شہر بانو تاثیر نے انڈیا کے ایک نجی ٹی وی N.D TV چینل کے پروگرام THE BUCK STOPS HERE میں انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ میرے والد احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی آئینی شق کے خلاف تھے۔

(دیکھیں: 11 Jan 2011 Jang News)

جس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ وہ احمدیوں کو کافر نہیں سمجھتا تھا بلکہ ان کو کافر اور اقلیت قرار دینے والی آئینی دفعہ کو بھی ختم کروانا چاہتا تھا اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کو بھی نہیں مانتا تھا۔ اسی طرح اس کے بیٹے آتش تاثیر نے اپنی کتاب میں اس کی نجی زندگی کے بعض اہم پہلوؤں کو بے نقاب کرتے ہوئے لکھا ہے:

"میرا باپ جو ہر رات شراب (سکاچ) پیا کرتا تھا اس نے کبھی بھی نہ تو روزہ رکھا اور نہ ہی نماز ادا کی حتی کہ وہ خنزیر کھاتا تھا اور ایک دفعہ اس نے بتایا کہ صرف ایک ہی مرتبہ ایسا ہوا وہ بھی جب میں جیل میں تھا اور مجھے پڑھنے کے لیے صرف قرآن ہی دیا گیا تو میں نے اسے پیچھے سے لیکر آگے تک کئی بار پڑھا اور میں نے یہی محسوس کیا کہ اس میں میرے لیے کچھ بھی نہیں تھا"

(دیکھیں:Stranger to History by Aatish Taseer Page No:21-22)

جبکہ اس کے یہ جملے صرف اللہ کی کتاب کی صریح تنقیص و استخفاف ہی کو ظاہر نہیں کرتے بلکہ ان سے اللہ کی کتاب کا انکار بھی لازم آتا ہے۔

2۔ غازی ممتاز حسین قادری نے اس کو از خود اقدام کرتے ہوئے اس لیے قتل کر دیا کہ وہ گستاخ رسول ﷺ اور مباح الدم تھا۔ غازی ممتاز حسین قادری کے پیش نظر اس کے گستاخ رسول ﷺ اور مباح الدم ہونے پر علمائے کرام کے فتوے بھی تھے اور وہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ یہ ایک بااثر شخص ہے اور پنجاب کا آئینی سربراہ ہونے کے ناطے اسے آئین پاکستان کی رو سے یہ استثنیٰ حاصل ہے کہ اس عہدے کی مدت کے دوران اس کے خلاف کوئی فوجداری یا سول مقدمہ درج نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ ممتاز حسین قادری نے اپنی غیرت ایمانی کا تقاضہ سمجھتے ہوئے اسے قتل کر دیا۔

ممتاز حسین قادری کا اس طرح قانون کو ہاتھ میں لے کر ایک شاتم رسول ملحد اور زندیق کو جہنم واصل کرنا از روئے شرع کیسا فعل ہے؟ کیا ممتاز حسین قادری کو اسلام کے قانون قصاص و دیت کے تحت کوئی سزا دی جاسکتی ہے یا تعزیری طور پر بھی وہ از روئے شرع کسی سزا کا مستوجب ہے؟ بینوا و توجروا

سائل

ملک محبوب الرسول قادری
اسلامک میڈیا سنٹر
دربار مارکیٹ لاہور
0300/0321-9429027
E-mail: mahboobqadri787@gmail.com

ضلع بہاولنگر کی تحصیل حاصل پور میں رانا ٹاون میں جامعۃ الفردوس کے بانی و تمم علامہ مولانا حافظ بشیر احمد فردوسی صاحب ہمارے دیرینہ رفیق، مخلص ساتھی، مستقل مزاج مبلغ، انتھک مدرس، مدحب مطالعہ خطیب اور پرعزم داعی ہیں ضلع بہاولنگر میں غازی ممتاز شہیدؒ کی تائید میں تحریک ناموس رسالت کو اپنے علاقے اور ضلع میں منظّم کیا حاصل پور میں ریلی نکالی، جگہ جگہ، قریہ قریہ یہ پیغام پہنچایا ضلع بہاولنگر میں یہ تحریک کے جانباز سپاہی، روح رواں اور ہیرو۔ کے طور پر اُبھر کر مطلع حالات پر رونما ہوئے اور اب تک معرکہ آراء ہیں اللہ کریم ہمت و توفیق مزید عطا فرمائے۔ اور ان کے ذریعے نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کی تحریک کو منظّم فرمائے۔ آمین   از قلم۔ خالد محمو قادری

جواب

منه الصدق و الصواب

1۔ جو واقعات اور شواہد سائل نے سلمان تاثیر کے حوالے سے ہمارے سامنے رکھے ہیں۔ان سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ سابقہ گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے تحفظ ناموس رسالت کے ضامن قانون کو جو کہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی رو سے ملک میں حداً نافذ ہے۔کالا قانون کہہ کر اور اس قانون کے تحت مجاز عدالت سے سزا یافتہ مجرمہ کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کر کے اور اس کی سزا کو ظالمانہ اور سخت سزا کہہ کر پھر اس قانون کو ختم کرانے کے عزم کا اظہار کر کے اور اس سابہ مشرکہ کی سزا کو ہر حال میں معاف کرانے کا اعلان کر کے توہین وتنقیص رسول ﷺ کا ارتکاب کیا۔جس کی بنا پر وہ مباح الدم ہوگیا تھا اور اس کی جان و مال کی حرمت ختم ہوگئی تھی۔اگر چہ ایسے بد بخت کے ساتھ نمٹنے کیلئے ملک میں قانون موجود ہے لیکن چونکہ اسے آئین پاکستان کی رو سے استثنیٰ حاصل تھا اور اس کے خلاف فوج داری مقدمہ قائم نہیں ہوسکتا تھا۔ اس لیے اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی ناممکن ہوگئی۔بعض حضرات نے اتمام حجت کے لیے تھانہ سول لائنز میں مقدمہ درج کرانے کی کوشش بھی کی لیکن مذکورہ دستوری استثنیٰ ان کی راہ میں حائل ہوگیا۔

اندریں صورت حکومت کی ذمہ داری تھی کہ وہ اسے اس کے منصب سے الگ کر دیتی تا کہ اس کے خلاف حسب قانون کارروائی کی جاسکتی لیکن حکومت اس

مسئلے پر خاموش تماشائی بنی رہی۔ جس کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے سلمان تاثیر اپنے باطل مؤقف پر ڈٹا رہا اور شرعی فتووں کا استخفاف بھی کرتا رہا جو کہ فی نفسہ وجوہ کفر میں سے ہے۔ اس نے ملک میں رائج شرعی قانون کے تحت مجاز عدالت کی طرف سے سزا یافتہ مجرمہ کو بے گناہ قرار دے کر اور اس کا معاملہ قانونی حدود کے اندر رہتے ہوئے بالائی عدالتوں میں لے جانے کا راستہ ترک کر کے پوری قوم کو قانون شکنی کا پیغام دیا۔ کتاب وسنت کی تصریحات کی روشنی میں گستاخی رسالتمآب کا مرتکب واجب القتل ہے۔ پوری امت اس کے وجوب قتل پر متفق ہے۔

2۔ اس کے علاوہ اس کا شرعی حد کو ظالمانہ کہنا اور اس کا استہزاء کرنا توہین شریعت ہے جس سے کفر لازم آتا ہے۔ سائل ہی کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق اس کا اپنی بیٹی کی گواہی کی رو سے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی آئینی شق کے مخالف ہونا اور اس آئینی شق کو ختم کرانے کا عزم رکھنا اس کے کفر صریح کی دلیل ہے کیونکہ عقیدۂ ختم نبوت کتاب وسنت کی نصوص اور فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق ضروریات دین میں سے ہے۔ جس کے انکار سے منکر پر صریح کفر لازم آتا ہے اسی طرح اس کا قادیانیوں اور آسیہ مسیح کے کفر وشتم پر راضی ہونا رضا بالکفر ہے۔ کتاب و سنت کی نصوص اور فقہاء کی تصریحات کے مطابق رضا بالکفر کا مرتکب خود بھی کافر ہو جاتا ہے لہذا ان وجوہ کفر کی بنا پر بھی وہ مرتد اور مباح الدم ہو چکا تھا۔ اس سے توبہ کا مطالبہ بھی کیا گیا لیکن وہ اپنے کفر وارتداد پر ڈٹا رہا۔

3۔ غازی ممتاز حسین قادری جو کہ اس کی حفاظت پر مامور تھے انہوں نے مذکورہ بالا حالات میں حضور ﷺ کی ناموس کے اس دشمن کو قتل کر دیا۔ حضور ﷺ کے واضح

ارشادات کے مطابق ایسے شاتم کا خون باطل اور رائیگاں ہے اگر کوئی مسلمان اسے قاضی یا امام سے سبقت لے کر بھی قتل کر دیتا ہے تو اس پر کوئی قصاص یا دیت نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے اس معاملے کو خصوصی اہمیت دی ہے اور اسے ایک استثنائی معاملہ قرار دیا ہے۔ ائمہ اربعہ کے نزدیک بھی مرتد کو ماورائے عدالت قتل کرنے والے مسلمان پر کوئی قصاص یا دیت نہیں ہے۔ لہٰذا دہشت گردی کی عدالت کی طرف سے غازی ممتاز حسین قادری کو ملنے والی سزائے موت کتاب و سنت کی رو سے سراسر غلط ہے کیونکہ اس سزا کے نافذ ہونے کی صورت میں مرتد کے عوض مسلمان کا قتل لازم آئے گا۔ جس کی شریعت اسلامیہ ہرگز اجازت نہیں دیتی۔ غازی ممتاز حسین قادری کے بارے میں دہشت گردی کی عدالت کے جج کے فیصلے سے بھی ہمارے اس مؤقف کی تائید ہوتی ہے جس میں اس نے تسلیم کیا ہے کہ غازی ممتاز حسین قادری نے جو کیا وہ اسلامی لحاظ سے درست ہے یعنی سلمان تاثیر نے توہین رسالت ہی کی تھی اور اس کی سزا بھی یہی ہے تاہم اس نے انہیں دوسرے ملکی قوانین کے تحت سزا دی ہے آپ کے تمام سوالات کا مختصر جواب یہی ہے۔ البتہ ہم نے اس مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر مدلل اور مفصل جواب بھی لکھ دیا ہے۔

۷۸۶/۹۲

AALMI TANZEEM-E-AHL-E-SUNNAT

عالمی تنظیم اہلسنت

★ حزب الاحناف گنج بخش روڈ لاہور ★ مرکزی دفتر: مرکز اہلسنت نیک آباد (مراڑیاں شریف) گجرات ★ حیات النبی آئی ٹن فور اسلام آباد

0300-9622887 گجرات: 053-3521401 ★ لاہور: 0302-4286621 ★ اسلام آباد: 051-4440544 ★ برطانیہ: 0044-113-2485067 ★ امریکہ: 001-2014330057

فیکس: 053-521402 ای میل: Naikabad@gmail.com ویب: Www.ahlesunnat.info میڈیا سیل (ویڈیو کلپ، نیوز اور فوٹوز کے لئے) www.ahlesunnat.info/786

تاریخ 17 اکتوبر 2009ء حوالہ نمبر

گورنر کو ہٹانے کے لیے سول لائن تھانہ میں درخواست

بخدمت جناب ایس ایچ او صاحب تھانہ سول لائن لاہور

جناب عالی گزارش ہے کہ مسمی سلمان تاثیر گورنر پنجاب لاہور نے 17 اور 19 ستمبر 2009ء کو اخبارات میں بیان دیا ہے کہ "قانون توہین رسالت 295/C" کو ختم کر دینا چاہیے اور یہ کہ وہ (سلمان تاثیر) اس قانون کو نہیں مانتے۔

جناب والا! قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں "بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں اُن پر دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور اُن کے لئے رسوائی والا عذاب تیار کر رکھا ہے" (سورہ احزاب: 57)۔ نیز فرمایا "جہاں بھی پائے جائیں پکڑ لئے جائیں اور انہیں قتل کر دیا جائے" (سورہ احزاب: 61)۔ جبکہ حدیث پاک میں حضور ﷺ کے حکم سے حضرت عبداللہ بن ابی عتیق رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں نے گستاخ رسول ابورافع یہودی کو قتل کیا (دیکھئے صحیح بخاری حدیث نمبر 3733)۔ نیز حدیث پاک میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک اور گستاخ رسول ابن خطل کو حالانکہ وہ کعبہ شریف کے پردوں کو پکڑے ہوئے تھا، قتل کرنے کا حکم دیا (دیکھئے صحیح بخاری حدیث نمبر 1715)۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو کوئی نبی کو گالی دے اُسے قتل کر دیا جائے"۔ (مجمع الزوائد جلد نمبر 6، صفحہ نمبر 260)

جناب والا! قانون توہین رسالت 295/C میں گستاخ رسول کے لئے قرآن وسنت میں بیان کردہ یہی سزا تجویز کی گئی ہے لہٰذا سلمان تاثیر مذکور نے قرآن وسنت کی بیان کردہ سزا کو ختم کرنے کا مطالبہ کر کے اور یہ کہہ کے "کہ میں اس قانون کو نہیں مانتا" قرآن وسنت کا انکار کیا ہے لہٰذا یہ توہین رسالت 295/C کا جرم بنتا ہے۔ نیز یہ کہ سلمان تاثیر کے اس بیان سے مسلمانوں کے دینی جذبات شدید مجروح ہوئے ہیں یہ 295/A کا جرم بھی بنتا ہے۔ نیز یہ کہ اس بیان سے شدید مذہبی کشیدگی کی فضا پیدا ہوئی ہے لہٰذا ملزم نے دہشت گردی کا ارتکاب بھی کیا ہے۔

لہٰذا استدعاء ہے کہ ملزم کے خلاف سخت ترین قانونی کاروائی کی جائے۔

عرض

سید مختار اشرف رضوی ولد حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی

سکونت مرکزی دار العلوم حزب الاحناف گنج بخش روڈ لاہور

تشدد کے بعد عشق و محبت سے لبریز انکشافات

افسران کے سوالات غازی صاحب کے جوابات :۔

دوران تفتیش افسران نے غازی صاحب سے تین سوالات کئے :

سوال نمبر۱:۔ یہ کام کس کے کہنے پر کیا؟

جواب:۔ میں نے الحمدللہ! یہ کام اللہ اور اس کے رسول ﷺ، حضرت جرائیل علیہ السلام نیک بندوں اور تمام فرشتوں کے کہنے پر کیا۔

سوال نمبر۲:۔ آپ کے ساتھ کون کون شامل تھا؟

جواب:۔ غازی صاحب نے جواب دیا اس کام میں میری مدد اللہ رب العزت حضور نبی کریم حضرت جرائیل اور تمام نیک بندوں اللہ کے ولیوں کی حمایت اور مدد حاصل تھی ۔

سوال نمبر۳:۔ آپ نے یہ کام کیوں کیا؟

جواب:۔ غازی صاحب نے جواب دیا قرآن پاک نے مجھے یہ بتایا (القرآن) اے ایمان والوں جب تک تم اپنی جان و مال اولاد اور سب سے محبوب چند بن نبی کریم کی محبت کی خاطر قربان نہ کردو تمھارا ایمان مکمل نہیں ہوتے میرا ایمان مجھے پکارتا تھا غازیان اسلام، غازی عبدالقیوم، غازی علم الدین کی روحیں مجھے جھنجوڑتی تھیں میں نے اپنے ایمان کے تقاضے کے مطابق مرتد سلمان تاثیر کو واصل جہنم کیا۔

سوال نمبر۴:۔ دوبارہ یہ کام کروگے؟

جواب:۔ غازی صاحب نے کہا مجھے دوبارہ موقع ملا تو ضرور کروں گا اگر کوئی اور کتا یہ

گستاخی دوہرانے کا سوچے گا تو میں یہ کام کروں گا دس سے بارہ تفتیش افسران تھے جو مجھ سے سوال کرتے تھے میں یہ ہی جواب دیتا تھا تفتیشی افسران کے کاندھے لٹک اور چہرے اتر جاتے جوان کے سنئیر افسر تھے وہ ان کو کہتے ہمیں جواب چاہیئے آپ جس طرح کا تشدد کر سکتے ہیں غازی صاحب پر۔ جو تفتیشی افسر تھے وہ سوالات لکھ کر لاتے پھر میں جواب دیتا وہ بھی تحریری طور پر لکھ کر لے جاتے تھے۔ غازی صاحب کی جسمانی و روحانی کیفیت ایسی ہوتی تھی کہ تفتیشی افسر غازی صاحب کے پرنور چہروں کو دیکھ کر بے بس ہو جاتے اور انکی ٹانگیں مفلوج ہو جاتیں اور وہ غازی صاحب کے سامنے اپنے آپ کو بے بس پاتے۔

غازی صاحب پر تشدد؟

غیر مسلم تفتیشی افسران کا قبول اسلام:۔

ریمانڈ چار دن کا تھا یہ بات آخری دن کی ہے تمام تفتیشی افسران نے معذرت کر لی کہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے ہم نے تشدد بھی کر لیا تھا سنئیر افسران کو کہتے تھے کہ ہم غازی صاحب سے تفتیش کیلئے جاتے ہیں تو ہم غازی صاحب کے پُر نور چہرے کو دیکھتے ہیں اور جب وہ جواب دیتے ہیں تو ان کے چہرے سے نور جھلکتا ہے اور وہ جب جواب دیتے ہیں تو وہ پُر عزم حالت میں نظر آتے ہیں اور ہم اپنے آپکو ان کے سامنے بے بس اور مفلوج پاتے ہیں وہ ایک ایسی پُر وقار شخصیت کے مالک تھے کہ پاکستان کی ایجنسی اور انکے افسران (ایس پی اور اے ایس پی) نے ان

پر تشدد کرنے سے انکار کر دیا تفتیشی افسران نے جب انکار کر دیا تو سینئر افسران نے لاہور سے دو عیسائی اور دو ہندو بلائے جن کا تعلق پولیس انویسٹی گیشن سے تھا جن کو غازی صاحب پر تشدد کرنے کیلئے بلایا گیا تھا جو پہلے تفتیشی افسران تھے وہ کہتے جب ہم غازی صاحب سے تفتیش یا ان پر تشدد کرنے کا سوچ کر جاتے تو جب ہم غازی صاحب کے کمرے میں داخل ہوتے تو ہمارا جسم کندھوں سے نیچے مفلوج ہو جاتا اور ہم بے بس ہو جاتے اس کے بعد جو لاہور سے دو عیسائی اور دو ہندو پولیس افسر بلائے تھے جب وہ غازی صاحب سے تفتیش کرتے اور دوران تشدد انتہائی پریشان حالت میں غازی صاحب سے کہتے آپ کو تکلیف یا زرا سا بھی درد نہیں ہوتا غازی صاحب نے کہا کہ میں اپنے آقا علیہ کو دیکھتا ہوں جن کی ناموس رسالت کے خاطر یہ کام کیا تھا یہ سن کر افسران حیران ہوتے اور حضور علیہ کی سیرت مبارکہ پر تفصیلی طور پر بتایا آپ انکے عشق میں اتنے ڈوب چکے ہیں جسکی وجہ سے آپ پر تشدد کا اثر نہیں ہوتا ۔ چوتھے دن اُن میں سے دو غیر مسلم افسران نے غازی صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور دیگر اعلیٰ حکام کو یہ خبر ملی تو انہوں نے کہا کہ غازی صاحب کو فوراً جوڈیشنل بھیج دیا جائے ۔

غازی صاحب پر تشدد :۔

غیر ملکی ٹیم کا تشدد :۔

باہر سے ایک ٹیم بلائی گئی جو چھ سات لوگوں پر مشتمل تھی اور انہوں نے

غازی صاحب پر تشدد کی انتہا کر دی ایک ڈریل نما مشین تھی جس کے آگے آری نما بلیڈ لگا ہوا تھا جس سے آپ کی گردن میں سوراخ کیا جس سے خون نکلا اور دیوار پر جا لگا اور اسی طرح جسم پر مختلف مقامات پر سوراخ کیئے اور پیٹ میں ناف کے قریب سات سوراخ کئے اور اسی طرح مختلف طریقوں سے ظالمانہ تشدد کرتے رہے اور ظلم و تشدد کی کوئی انتہا نہ چھوڑی ۔

غازی صاحب نے کہا ایک دفعہ انگوٹھے کے راستے سے میرے حلق سے جان نکالی جا رہی ہے بس اسی حالت میں اپنے آپ کو بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے پایا میں وہاں ہر چیز کو دیکھ رہا ہوں اور محسوس کر رہا ہوں اور اسی آشناء میں تفتیشی افسران ایسے ہی ڈریل سے مجھے بار بار ٹارچر کرتے رہے مجھے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے کیڑی یا مکھی جسم پر چل رہی ہو میں اپنے آپ کو گنبد خضراء کے سائے تلے محسوس کرتا رہا اور تفتیشی افسران انتہائی حیرانگی کی حالت میں آپس میں باتیں کرتے رہے اور میں مسکرا رہا تھا اور میں وہاں جا رہا تھا جہاں جانے کیلئے ہر عاشق رسول ﷺ تڑپتا ہے جب وہ اپنا تشدد مکمل کر چکے اور انتہائی غصے کی حالت میں جذبات کیساتھ کھڑے تھے باہر نکلے اور کچھ دیر بعد ایک ڈاکٹر کی ٹیم آئی اور انہوں نے میرا معائنہ کیا پولیس افسران نے کہا یہ آدمی تشدد کی وجہ سے دماغی توازن کھو چکا ہے ڈاکٹرز کے معائنے کے بعد ہم نے اپنے چودہ سالہ تجربہ میں آج تک کسی شخص کی دل کی دھڑکن پُرسکون نہیں دیکھی جتنی غازی صاحب کی دیکھی اور کوئی یہ کہے کہ غازی صاحب

یڈیشنل سیشن جج پرویز کا انصاف کا بہیمانہ قتل اور بیرونِ ملک فرار۔!

جس دن اگلی سماعت مقرر ہوئی تھی صبح ہم لوگ گھر سے تقریباً ساڑھے سات، آٹھ بجے کے قریب نکلے تھے اور ساڑھے آٹھ، نو بجے پہنچ جاتے تھے تو ابھی میں گھر میں سو رہا تھا تقریباً چھ، ساڑھے چھ بجے کے قریب مجھے اڈیالہ جیل سے نوائے وقت کے ایک پرانے اور تجربہ کار نمائندہ ہیں (اُن کا نام بھی لے لیتا ہوں) سلطان سکندر، اُن کا مجھے فون آیا۔ میں نے فون اُٹھایا تو وہ رو رہے تھے کہنے لگے بہت ظلم ہوگیا، بہت بڑا ظلم ہوگیا۔ میں سمجھا اُن کے گھر میں کوئی حادثہ ہوگیا ہے، کوئی موت ہوگئی ہے تو وہ پریشان ہیں۔ میں نے کہا جناب ایسا کیا مسئلہ ہوگیا ہے؟؟؟ کہنے لگے آپ کے بھائی کو جج نے دوبار سزائے موت سنادی ہے اور چلا گیا ہے۔ میں نے کہا جناب کیا بات کر رہے ہیں ابھی تو ساڑھے چھ بجے رہے ہیں عدالت دس بجے شروع ہوتی ہے ابھی تو ڈھائی تین گھنٹے باقی ہیں۔ کہنے لگے نہیں نہیں نہیں میں آپ کو سچ کہہ رہا ہوں، میں اس وقت اڈیالہ جیل کے دروازے کے باہر کھڑا ہوں اور جج بکتر بند گاڑی میں بیٹھ کر سیکیورٹی کے حصار میں روانہ ہوگیا ہے۔ میں نے اُنہیں کہا حضرت آپ خواب دیکھ رہے ہیں ایسا ممکن نہیں ہے ساڑھے چھ بجے پاکستان میں کیا بلکہ دنیا میں کہاں پر ایسی عدالت لگی ہے۔

ٹرائل کورٹ کے جج پرویز کی دروغ گوئی۔۔۔!

غلامانِ رسول ﷺ کے سامنے میں یہ بات لانا لازمی چاہتا ہوں دوران سماعت جب ہم ٹرائل کورٹ کے ایڈیشنل سیشن جج پریز کے ملاقات کیلئے گئے ہمارے ساتھ 30 سے زائد وکلاء اور بار کے صدر جواد انجم بھی تھے ہمارے وکلاء نے جج پرویز سے کہا کہ ہمیں پتہ چلا ہے کہ آپ اگلی سماعت پر غازی صاحب کے کیس کا فیصلہ سنانے والے ہیں تو اس پر جج پرویز نے کہا کہ نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے ابھی تو ممتاز قادری کے وکلاء نے دلائل دینے ہیں پھر گورنر کے وکیل سیف الملوک نے جراء کرنی ہے پھر سیف الملوک نے دلائل دینے ہیں پھر ممتاز قادری صاحب کے وکلاء نے جراء کرنی ہے اس کی بعد ان کی طرف سے ایک پٹیشن بھی آرہی ہے کہ یہ دہشت گری کی دفع ختم کی جائے ابھی تو کیس کافی عرصہ چلے گا جب فیصلے کا وقت قریب آئے گا تو میں آپ کو سماعت کے وقت موجود رہنے کی استدعا قبول کرلوں گا پھر بھلے آپ اپنے وکلاء اور ممتاز قادری سے اظہار یکجہتی کیلئے 30-25 نہیں بھلے جتنے مرضی آجائیے گا لیکن ابھی رہنے دیں جج پرویز کی گفتگو سے وکلاء مطمئن ہو واپس چلے گئے مگر افسوس اج جج نے ہمیں عام عوام کے ساتھ ساتھ وکلاء کو بھی دھوکا دیا اور اگلی ہیسماعت پر جو غالباً 3 دن بعد تھی اسی سماعت پر بغیر دلائل سنے جراء کا وقت دینے بلکہ عدالت کا وقت شروع ہونے سے قبل ہی ہمارے وکلاء کی غیر موجودگی میں غازی صاحب کو سزائے موت کا فیصلہ سنا کر تیزی سے پچھلے راستے بھاگ گیا۔

وکیل گستاخ کا عبرت ناک انجام۔

جیسا کہ امت مسلمہ کو پتہ ہے کہ جس شخص کا جنازہ پڑھانے والا کوئی نہ ہو یہاں تک کہ گورنر ہاؤس کے امام نے بھی جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا ہو تو اس بد بخت کا وکیل بننا کون گوارہ کرے گا۔ پاکستان بھر کے وکلا سے رابطہ کیا گیا بڑی بڑی پیشکشیں کی گئیں میں سلام پیش کرتا ہوں پاکستان کے وکلاء کو کسی نے بھی اس گستاخ رسول کا کیس لڑنے کی حامی نہیں بھری جہاں تک میرے علم میں ہے ایک سرکاری ادارے کے ریٹائرڈ افسر جو کہ کہیں اس نے ایل ایل بی کی جالی یا اصلی ڈگری لے رکھی تھی اس کو کہیں پچھلی تاریخوں میں ریٹائرڈ ہونے سے قبل دورانیاں بڑھا کرا سے 10 کروڑ کی لالچ دے کر اور پورے خاندان کا تحفظ اور پورے خاندان کو امریکا کے ویزے کی لالچ دے کر ایک بد بخت کو شیطان تاثیر کا وکیل بنا کر کھڑا کیا گیا جس کا نام سیف الملوک تھا تقریباً 4-3 ساعت کے بعد ایسا ہوا کے ہم کمرہ عدالت میں موجود تھے جج صاحب اور ہمارے وکلاء اور غازی صاحب بھی موجود تھے اس دوران ایک بدحواس شخص تیزی سے کمرے عدالت میں داخل ہوا تو ہم سب لوگ حیران ہو گئے کہ یہ کون بدحواس شخص ہے حالانکہ کمرہ عدلات میں بڑی سیکورٹی ہوتی ہے جب وہاں پر ملازمین نے اسے پکڑا تو اس نے کہا میں سیف الملوک ہوں آپ لوگوں نے مجھے پہچانا نہیں؟ اور سب نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا اس کی شرٹ کے بٹن کھلے ہوئے تھے اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اس کے پاؤں میں جوتے نہیں تھے جوتوں کے بجائے عام گھر میں پہننے والی سلیپر تھی اس کا چہرہ سرخ لال اور چہرے پر دانے تھے اور وہ اپنی ٹانگوں اور پورے جسم پر خارش کر رہا تھا اور جج صاحب سے کہنے

لگا جناب میری طبعیت خراب ہوگئی ہے میرے جسم پر دانے نکلے ہیں اور آپ مہربانی کر کے سماعت آج ملتوی کریں ہم سب ہم سب اس کو دیکھ کر حیران اور پریشان تھے۔

کہ یہ بدبخت 15 سے 20 دن پہلے تو ٹھیک ٹھاک تھا اس کی حالت یہ کیا ہوگئی ہے اس کو دیکھ کر کتا بھی اس بدتر نظر نہیں آتا جج بھی حیران تھا ہم اور ہمارے وکلا بھی حیران تھے۔ ہمارے وکلاء نے کہا جج صاحب کیس کو ہفتہ وار جس طرح چل رہا ہے اس کو اس طرح ہی چلایا جائے پر اس بدبخت کا شدید اسرار تھا اور جج صاحب کو فریق مخالف کی قانونا بات سنی پڑھتی ہے تو جج صاحب نے کہا کہ ہفتہ وار کے بجائے سماعت 15 دن کی رکھ لیتے ہیں اور 15 دن کے بعد سماعت کر لیں گے۔۔ پر بدبخت وکیل چیخنے لگا اور کہا نہیں نہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ کیس اب کم از کم 3 ماہ کی تاریخ پر چلایا جائے جس پر ہمارے وکلاء نے شدید احتجاج کیا اور کہا کیوں اس کو 3 ماہ کی تاریخ پر چلایا جائے خیر اتفاق رائے سے 15 دن کی سماعت پر فیصلہ طے ہوا بعد از ان گستاخ رسول ﷺ شیطان تاثیر کا وکیل کسی بھی تاریخ میں پیش نہیں ہوا اور ہمیں بتایا گیا کہ وہ بیمار ہے اس کی حالت بہت زیادہ خراب ہے اس اس کے جسم پر دانے اور پیپ نکلتا ہے اور وہ چیختا ہے اور پورا گھر اس سے بیزار ہے اور میں بتانا چاہتا ہوں امت مسلمہ کو یہ شوائد ہیں اور یہ سرکار ﷺ کا غازی ممتاز حسین قادری شہید سے محبت کا ایک انداز ہے اور یہ مت مسلمہ کیلئے سبق ہے کے جو بھی سرکار ﷺ کا گستاخ کا حمائتی ہو وہ اگر آسیہ معلونہ کا حمائتی شیطان تاثیر ہو یا اس شیطان تاثیر کا حمائتی سیف الملوک ہو ان شاء اللہ ان شیطانوں کا یہی عبرت ناک انجام ہوگا۔

یہ مجھے بتائیں، کیا بات کر رہے ہیں لیکن اُن کا پُر زور اصرار تھا اور وہ روئے جا رہے تھے۔ میں نے اُن کی بات پر توجہ نہیں دی، میں اُن کی بات پر توجہ تب دیتا کہ اگر ان کی بات میں کوئی ذرا سی بھی حقیقت ہوتی یا میں نے سنا ہوتا کہ کوئی ایسا ظلم ہوا ہے انصاف کا ایسا ناحق خون ہوا ہے ایسا عدالتی بہیمانہ قتل ہوا ہے پھر تو میں ان کی بات پر توجہ دیتا۔ میں نے فون بند کیا اور دوبارہ لیٹ گیا تقریباً دس منٹ بعد مجھے دوبارہ ایک اور صحافی کا فون آیا اُنہوں نے بھی وہی الفاظ دہرائے کہ اس طرح جج نے غازی صاحب کو دوبار سزائے موت سنا کر بکتر بند گاڑی میں بیٹھ کر سیکیورٹی حصار میں روانہ ہو گیا۔ میرے کان کھڑے ہو گئے میں نے کہا یہ دو ذمہ دار ایک بڑے اخبار سے منسلک لوگ فون کر کے مجھے کہہ رہے ہیں کہ ہم عدالت کے باہر کھڑے ہو کر یہ بات کر رہے ہیں، اڈیالہ جیل کے باہر دروازے پر کھڑے ہو کر یہ بات کر رہے ہیں ۔ میں نے اس کا نوٹس لیا اور سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فوری اُٹھا، میں نے کچھ دوستوں سے رابطہ کیا جو اڈیالہ جیل کے قریب رہتے تھے اُن کو میں نے بولا دس پندرہ منٹ میں کنفرم کر کے بتائیں تو اُن دوستوں نے پندرہ منٹ بعد مجھے کنفرم کر کے بتایا کہ یہ بات درست ہے، اندر جیل انتظامیہ سے ہمیں پتہ لگا ہے کہ غازی صاحب فجر کی نماز پڑھ کر آرام کر رہے تھے تو اُنہیں جج کے سامنے پیش کیا گیا، جج نے فوری صورت کے ساتھ ایک لکھا لکھایا فیصلہ جو کہ یقیناً اس ملک کے دین کے دشمنوں نے اُس جج کو تھمایا تھا۔

اُس نے وہ پڑھ کر سنایا اور سنا کر وہ جج چلا گیا۔ تصدیق ہونے کے بعد میں نے فوری طور پر والد صاحب کو اطلاع دی، بھائیوں کو، علمائے کرام کو، مشائخ عظام کو، عاشقانِ رسول کو اطلاع دی اور جب ہم اڈیالہ جیل پہنچے تو وہاں پر ہزاروں کی تعداد میں غلامانِ رسول احتجاج کر رہے تھے اس بات پر اور غم وغصہ کا اظہار کر رہے تھے۔ وہاں پر مجھے بتایا گیا صحافیوں کی طرف سے دیگر سرکاری لوگوں کی طرف سے کہ جج نے یہ بہیمانہ فیصلہ بلکہ عدالتی قتل کرنے کے بعد وہ مجرم راولپنڈی اڈیالہ سے سیدھا اسلام آباد ائیر پورٹ جہاں پر اُس کی فیملی موجود تھی وہاں سے وہ فرار ہو کر اپنی منزلِ مقصود پر روانہ ہو چکا ہے۔

غازی ممتاز کی ذاتی ڈائری

اسیر ناموس رسالت ﷺ غازم ممتاز حسین قادری کی یادداشتوں کے اقتباسات اڈیالہ جیل راولپنڈی سے۔

(۱) جب میں ۷ سال کا تھا تو دعوت اسلامی کے بچوں، نوجوانوں اور بوڑھوں کو سفید کپڑے پہنے اور سر پر سبز عمامہ شریف سجائے دیکھتا تو مجھے یوں لگتا کہ یہ لوگ آسمان سے اُترے کوئی نورانی مخلوق یا پھر فرشتے ہیں جو اتنے ٹھنڈے ٹھنڈے میٹھے میٹھے لہجے میں بات کرتے ہیں کہ نہ وقت کا زیاں ہوتا ہے اور نہ ہی وقت کا گماں ہوتا ہے۔

(۲) اور پھر جب ۸ سال کی عمر میں، میں نے بھی سفید کپڑے سلوا کر اور سر پر سبز عمامہ سجا کر محفلوں میں شرکت کرنا شروع کی تو میں اپنے آپ کو بھی اسی مخلوق کا ایک فرد تصور کرنے لگا اور پھر میرے دل و دماغ میں عشق مصطفےٰ ﷺ کے نغمے گونجنے شروع ہو گئے۔

(۳) دس (۱۰) سال کی عمر میں جو نعت رسول مقبول ﷺ اک بار سن لیتا وہ مجھے زبانی یاد ہو جاتی جبکہ سکول کا انگریزی سبق مجھے دس (۱۰) دس (۱۰) دن بھی یاد نہیں ہوتا تھا۔

(۴) سبق یاد نہ ہونے کی صورت میں میں سکول میں اساتذہ کو انگریزی نظم کی بجائے نعت رسول مقبول ﷺ سنا دیتا تو ہر سزا سے بچ جاتا۔ ہوم ورک نہ کرنے کی صورت میں بھی اگر نعت رسول ﷺ سنا دیتا تو اساتذہ کی ہر سزا سے بچ جاتا تھا۔

(۵) اساتذہ کی اس شفقت نے مری مزید حوصلہ افزائی فرمائی اور میرے دل میں

نعت گوئی کا مزید جذبہ اور شوق پیدا کیا۔

(٦) پندرہ (١٥) یا سولہ (١٦) سال کی عمر میں جب امیر دعوت اسلامی قبلہ پیر محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوا تو ماں باپ کا بہت ادب کرتا کوئی چھوٹا ہو یا بڑا ہمیشہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرتا۔

(٧) فیضان مدینہ کراچی جانے کی بہت خواہش تھی لیکن مالی حالات نے سفر کرنے کی اجازت نہ دی۔ لیکن فیضان مدینہ جانے کی خواہش نے اڈیالہ جیل میں پہنچا کر انوار مدینہ سے سرفراز فرما دیا۔

(٨) یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ دن بہت جلد آنے والا ہے جب نیل کے ساحل سے اٹھنے والی دعوت اسلامی کی یہ صدائے حق کاشغر کے پہاڑوں، میدانوں کو چیرتی ہوئیں، کوہ قاف کے پہاڑوں اور روئے زمین میں رہنے والے ہر جن و انس کو اسلام کا شیدائی بنا دے گی۔

(٩) نعتیں پڑھنے سے سینہ پانی کی طرح نرم اور گہرا اور دل درخت کی طرح ہرا بھرا اور دماغ آسمان کی طرح وسیع اور شفاف ہو جاتا ہے۔

(١٠) عشق مصطفیٰ ﷺ، غم مصطفیٰ ﷺ، شوق مصطفیٰ ﷺ درد مصطفیٰ ﷺ، چاہت مصطفیٰ ﷺ اس میں معراج انسانیت ہے۔

(١١) اگر میں دنیا کا سب سے پہلا یا سب سے بڑا عجائب گھر بناتا تو اس میں سب سے پہلے قرآن مجید فرقان حمید کو سجاتا کیونکہ یہ عرش عظیم کے مالک کا روئے زمین والوں کے لیے عظیم اور حسین ترین تحفہ مبارک ہے جسے دل سے پیار ہے اس کا بیڑا پار ہے۔

(١٢) پیر و مرشد کی نظر کرم اور اثر انگریز دعاؤں کی بدولت جیل کی کوٹھری جس کا سائز

8x6 ہے اکثر ایک وسیع باغیچہ میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اور دور دور تک پھول دار اور پھل دار درخت ہی نظر آتے ہیں آسمان بھی نظر آتا ہے چشمے بھی نظر آتے ہیں اور پہاڑ اور پرندے بھی سب کچھ نظر آتا ہے اور مل بھی جاتا ہے۔

(۱۳) جیل کی دیواروں کو اکثر ٹوٹا ہوا یعنی شگاف زدہ دیکھتا ہوں اور جیل کی سلاخیں اکثر ہوا یا پانی کی لہروں کی طرح راستہ دیتی رہتی ہیں۔

(۱۴) وہ تمام عاشقان مصطفیٰ ﷺ ستاروں کی طرح حرف بہ حرف نظر آتے ہیں جو ناموس رسالت ﷺ کی خاطر اور میری رہائی کے لیے قربانیاں دے رہے ہیں۔

(۱۵) یہاں مجھ گہنگار پر آقا ﷺ کے بے شمار کرم ہیں تھوڑا ہوش وحواس گنوا دیتا ہے قلم ہاتھ سے گر جاتا ہے اور ایک بار پھر جودوکرم کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔

(۱۶) میں بہت زیادہ خوش ہوں۔ آپ سب بھی چلے آؤ اکٹھے مدینے چلتے ہیں۔

(۱۷) اگر تختہ دار پر لٹکا دیا جاؤں تو میری وصیت ہے کہ مجھے غسل دعوت اسلامی کے میٹھے میٹھے پیارے اسلامی بھائی دیں۔

(۱۸) میرے جنازے کو میرے گھر والے اور اسلامی بھائی کندھا دینے میں پیش پیش ہوں۔

(۱۹) میری قبر زمین کے برابر ہو اور میرے قد کے برابر ہو۔

(۲۰) اگر ہو سکے تو جنت البقیع عرب شریف یا پھر جہاں والد گرامی اور زوجہ محترمہ کی خواہش ہو دفن کیا جائے۔

(۲۱) بیٹے محمد علی قادری عطاری کو حافظ قرآن اور پھر باعمل عالم بنایا جائے۔ دین تعلیم کے لیے دعوت اسلامی کے مرکز مدرسۃ المدینہ اور جامعۃ المدینہ کراچی میں داخل کروایا جائے۔

(۲۲) نماز جنازہ قبلہ پیرومرشد محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ یا پھر قبلہ پیر حسین الدین شاہ صاحب پڑھائیں۔

(۲۳) اپنے آپ کو اکثر جیل سے باہر اپنے اہل خانہ اور اسلامی بھائیوں کی محفل میں شریک دیکھتا ہوں۔

(۲۴) جیل انتظامیہ کا رویہ میرے ساتھ اچھا ہے کسی سے کوئی شکایت نہیں۔ اللہ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

(۲۵) روزنامہ اوصاف اور روزنامہ نوائے وقت کے مالکان اور تمام کارکنان سے دل بہت مطمئن اور خوش ہے اللہ تعالیٰ انہیں مزید اسلام کا شیدائی اور پاکستان کا خیر خواہ اور حقیقی پاسدار بنائے۔ (آمین ثم آمین)

(۲۶) تمام بچوں، بوڑھوں، مردوں، عورتوں سے التماس ہے کہ مدنی چینل دیکھتے رہیں اس میں اصلاح اور برکت کے بہت سے پروگرام ہیں جن سے آپ کی دنیا و آخرت بہتر ہو جائے گی۔

(۲۷) ہمیشہ باوضو رہیں۔

نوٹ: یہ تحریر غازی ممتاز شہیدؒ نے اپنے والدین سے ملاقات کے دوران عطا فرمائی۔

ملک ممتاز حسین قادری کا

مولانا خادم حسین رضوی کے نام خط

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

ازطرف۔ غازی ممتاز حسین قادری اڈیالہ جیل راولپنڈی ۱۸۔۱۔۲۰۱۶ء

عرشِ اولیٰ سے بھی اعلیٰ میرے نبی کا روضہ

ہے ہر جگہ سے بھی اعلیٰ میرے نبی کا روضہ

جناب محترم قبلہ حضرت استاذ گرامی القدر علامہ مولانا حافظ خادم حسین رضوی

السلام علیکم! اللہ کریم آپ کو سلامت رکھے اور اللہ کریم آپ کو ہمیشہ اپنی حفاظت میں فرمائیں۔ آمین

یہ جو مارچ آپ کی محنتوں اور کاوشوں سے یارسول اللہ ﷺ مارچ کامیاب ہوا۔ اس کی مبارک باد آپ قبول فرمائیں اور جوان ظالم حکمرانوں نے آپ کو جیل میں رکھا اور آپ نے قید و بند کی صوبتیں برداشت کیں اللہ کریم آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ کے لیے استقامت اور جرأت نصیب فرمائے۔

صبح و شام عزوجل اور اللہ کریم کے پیارے حبیب ﷺ سے میری یہی دعا ہے کہ اللہ آپ کو کامیابیاں نصیب فرمائے اور میں ہمیشہ آپ کو کامیاب و کامران دیکھتا رہوں۔

تمام علماء اکرام اور اسیران عظام کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ علامہ خادم حسین رضوی صاحب اور ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب کے ساتھ ہر قسم کا تعاون جانی، مالی اور جسمانی اور روحانی فرمانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اللہ اجر عظیم عطا فرمائے۔ میری طرف سے آپ کو بہت بہت استقامت اور جرأت دکھانے پر مبارکباد۔

آپ اپنے آپ کو اکیلا نہ سمجھیں میری ہر سانس، ہر قدم آپ کے ساتھ ہے اللہ کریم اس جہاد عظیم میں تحفظ ناموس رسالت میں آپ کو فتح کا تاج پہنائے۔ آمین

آپ کے تمام گھر والوں اور بچوں اور اہل خانہ کو مجھ گنہگار کا سلام عقیدت

والسلام

اسیران اڈیالہ جیل

غازی ملک ممتاز حسین قادری

باب چہارم

ماہرین قانون کے انٹرویوز

جسٹس (ر) میاں نذیر اختر کا انٹرویو

جسٹس (ر) میاں نذیر اختر ایک عشرے سے زیادہ عرصہ تک لاہور ہائی کورٹ کے جج رہے اس سے پہلے پچیس سال تک وکالت سے وابستہ رہنے کے ساتھ ساتھ سولہ سال تک قانون کے استاد کے طور پر یونیورسٹی لاء کالج میں پڑھاتے رہے ملک کے بڑے نامور وکلاء اور جج حضرات ان کے شاگرد رہ چکے ہیں جسٹس (ر) میاں نذیر اختر دو سال پنجاب بیت المال کے امین رہنے کے علاوہ تین سال تک اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن بھی رہے ہیں ممتاز قادری کیس میں پہلے دن سے بطور وکیل منسلک ہیں ممتاز قادری کیس کے حوالے سے ان سے کی گئی گفتگو نذر قارئین ہے۔

سوال: جسٹس صاحب! ممتاز قادری کیس کے حوالے سے عمومی تاثر یہ بنا ہے کہ یہ قانون کی بالادستی کا معاملہ ہے اعلیٰ عدالت میں ایک عشرے سے زیادہ عرصے تک رہنے اور طویل مدت قانون کی تعلیم دینے کے باوجود آپ بھی اس کیس میں پیش ہوئے جبکہ سابق چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ خواجہ محمد شریف نے بھی وکیل صفائی بننا قبول کرلیا، کیوں؟

جواب: میری رائے اس تاثر کے خلاف ہے جو میڈیا کے ذریعے بنایا گیا ہے میری رائے میں اگر ملک میں واقعی قانون کی بالادستی ہوتی، تو ممتاز قادری آج جیل میں ہوتا نہ اسے عدالتوں سے سزا ملتی بلکہ وہ بری ہو چکا ہوتا۔ قانون کی حکمرانی کی بات کرنے والوں کو یہ سمجھ ہی نہیں ہے کہ پاکستانی قانون میں اسلامی قانون بدرجہ اولیٰ شامل ہے افسوس کی بات یہ

ہے کہ اس بات کو درست طور پر سمجھا ہی نہیں گیا۔ عدالت میں جب ہم سے یہ سوال کیا گیا تو میں نے عرض کیا تھا کہ تمام جرائم کی بنیاد قانون کو ہاتھ میں لینا ہوتا ہے ہر جرم کی بنیاد یہی چیز بنتی ہے لیکن اس کے باوجود ہر طرح کے جرائم میں ملوث ملزمان کو کم از کم سزا دینے کی کوشش کی جاتی ہے یا انہیں بری کر دیا جاتا ہے کسی کیس میں اس انداز فکر کی بنیاد پر فیصلہ کم ہی ہوتا ہے کہ یہ قانون کی بالادستی کا معاملہ ہے عدالت کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ جہاں سے بھی ملزم کو ریلیف مل سکتا ہے اسے دیا جائے لیکن اس خاص مقدمے میں یہ معاملہ بالکل الٹا نظر آیا۔ اگر بطور ایک قانون دان میری رائے آپ جاننا چاہیں تو میں تو یہ کہوں گا کہ پاکستان کے قوانین کے مطابق سلمان تاثیر کو قتل کرنے کا قانونی اور شرعی جواز موجود تھا۔

سوال: وہ کیسے؟

جواب: قتل کے حوالے سے موجودہ واقعہ کو اسلامی قانون قصاص دیت کی صورت میں ڈھالا گیا ہے یہ دفعہ تعزیرات پاکستان کے باب سولہ میں موجود ہے اس میں دفعہ ۳۳۸ الیف۔ت۔پ میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ اس باب کے تحت تمام مقدمات میں قانون کے اطلاق اور اس کی تعبیر کے حوالے سے عدالتیں لازمی طور پر اسلامی قانون سے راہنمائی حاصل کریں گی یعنی قرآن وسنت کے احکامات کے مطابق پاکستانی عدالتیں فیصلے کریں گی۔

سوال: برصغیر کی تاریخ میں ایسے کیس کی ایک مثال غازی علم دین کی بھی تو ہے آپ ان دونوں مقدمات میں کیا مماثلث اور فرق دیکھتے ہیں؟

جواب: غازی علم دین شہید کے حوالے سے کیس کا فیصلہ برطانوی قانون کے تحت غیر مسلم ججوں نے دیا تھا جبکہ ممتاز قادری کیس کا فیصلہ پاکستان میں رائج اسلامی قانون کے تحت مسلمان ججوں نے کرنا تھا تو توقع تھی کہ ہمارے محترم جج صاحبان ملک میں نافذ العمل اسلامی قوانین اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فیصلہ کریں گے۔ کیونکہ اسلام میں شاتم

رسول کو ختم کر دینا جائز ہے میں نے عدالت کے سامنے اس مفہوم کی کم وبیش (15) پندرہ احادیث پیش کیں ان میں سے پہلی یہ تھی کہ ''جو کوئی تعزیر میں حد کی مثل سزا دے وہ ظالموں میں سے ہے'' جج صاحبان نے جب یہ حدیث سنی تو مجھے کہا کہ:

''آپ ہمیں ظالم قرار دے رہے ہیں؟''

میں نے کہا کہ یہ حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں میں ان میں تبدیلی نہیں کر سکتا ہوں لیکن بعدازاں جب عدالت نے فیصلہ لکھا تو اس حدیث یا کسی دوسری پیش کردہ حدیث کا فیصلے میں ذکر تک نہیں کیا۔

سوال: یعنی احادیث کو اس مقدمے میں دو مرتبہ نظر انداز کیا گیا؟

جواب: جی ہاں! عملی طور پر ایسا ہی کیا گیا، جب قرآن وسنت سے حوالے عدالت کے سامنے پیش کیے گئے تو کہا گیا کہ یہ معاملہ وفاقی شرعی عدالت یا اسلامی نظریاتی کونسل کا ہے یہ بات فیصلے کے پیرا نمبر دو میں لکھی گئی ہے میری رائے میں یہ نقطہ نظر قانوناً درست نہیں ہے کیونکہ وفاقی شرعی عدالت اور اسلامی نظریاتی کونسل میں وہ معاملات لے جائے جاتے ہیں جن میں سے کسی میں موجودہ قانون کو اس بنا پر چیلنج کیا گیا ہو کہ وہ اسلامی تعلیمات سے متصادم ہے، جن قوانین کو پہلے سے اسلامی سانچے میں ڈھالا جا چکا ہے ان کے اطلاق اور تعبیر وتشریح کا حق ملک کی ہر متعلقہ عدالت کو حاصل ہے یہ حق ٹرائل کورٹ سے لے کر سپریم کورٹ تک ہر عدالت کا ہے مجھے یقین ہے کہ اگر یہی کیس سپریم کورٹ کے کسی دوسرے بنچ کے سامنے لایا گیا تو اس سے مختلف اور درست فیصلہ سامنے آ سکتا ہے۔

سوال: پاکستان میں قتل کے مقدمات ہر روز زیر سماعت ہوتے ہیں آپ کے خیال میں قتل کے مقدمات میں عام طور پر جو عدالتی اپروچ بروئے کار ہوتی ہے کیا وہ اس مقدمے میں نہیں تھی؟

جواب: ایک قانونی اور عدالتی اصطلاح ہے "فیورٹ چائلڈ" میں اس کا ترجمہ طفل پسندیدہ کے طور پر کرتا ہوں اس کی روح یہ ہے کہ جرم سے نفرت تو جائز ہے جرم کرنے والے سے نفرت مناسب نہیں، اس وجہ سے کسی بھی مقدمے کو ملزم سے نفرت، تعصب اور بغض کی بنیاد پر آگے نہیں بڑھایا جاتا۔ اگر کہیں ایسا کیا جائے تو اس پر شور ہوتا ہے تنقید کی جاتی ہے کہ یہ عدالتی طریقے سے ہٹی ہوئی حرکت ہے واقعہ یہ ہے کہ عدالت میں ملزم کو یہ تسلی دی جاتی ہے کہ اس کے ساتھ زیادتی نہیں ہونے دی جائے گی اس سارے عمل کو مبنی برانصاف اور انسان دوستی پر محمول کیا جاتا ہے یہ بھی عام عدالتی روایت ہے کہ جب کسی مقدمے میں موجود حقیقت کے دو مفاہیم نکلتے ہوں تو جو تعبیر یا مفہوم ملزم کے حق میں جاتا ہو، اسی کو اختیار کیا جاتا ہے لیکن ممتاز قادری کے مقدمے میں پاکستان کی پینٹھ (۶۵) سالہ عدالتی تاریخ اور روایت کے برعکس جو انداز اختیار کیا گیا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عدالت کو ہر وہ بات زیادہ اپیل کرتی تھی جو استغاثے کے حق میں جاتی ہو قانونی اور عدالتی مشاہدے اور تجربے میں اس طرح کی مثال اس سے پہلے کبھی سننے یا دیکھنے میں نہیں آئی۔

عدالت نے اس کیس میں استغاثہ کو اپنے "فیورٹ چائلڈ" کے طور پر رکھا۔ اگر میرے اس نکتہ نظر پر کسی کو شبہ ہو تو وہ عدالتی فیصلے اور اس کیس کی پروسیڈنگ کے ریکارڈ پر نظر ڈال لے۔ ممتاز قادری کے خلاف سامنے آنے والا فیصلہ صاف طور پر "پروپراسیکیوشن" فیصلہ ہے اس طرح کے فیصلے کی پہلے شاید کوئی نظیر نہیں ہو۔

سوال: اس مقدمے میں گواہوں کی تعداد کیا رہی اور انہیں پیش کرنے کا معاملہ کیسا رہا؟

جواب: ہر مسلمہ ضرورت ہوتی ہے کہ استغاثہ اپنے مقدمے کو ہر قسم کے شک و شبے سے بالاتر ثابت کرے۔ استغاثہ کا فرض ہوتا ہے کہ وہ گواہوں خصوصاً عینی شاہدین کو پیش کرے لیکن اس مقدمے میں عجیب بات ہوئی کہ ایک طرف ایلیٹ فورس کے انتیس

(۲۹) گواہوں کو پیش نہیں کیا گیا اور دوسری طرف سلمان تاثیر کے دوست وقاص شیخ، جوان کے ساتھ کھانا کھانے کے لیے ہوٹل گئے تھے اور آخری وقت تک ساتھ رہے کو بھی بطور گواہ پیش نہیں کیا گیا۔اس کے باوجود فیصلہ ممتاز قادری کے خلاف آ گیا ہے واضح رہے کہ وقاص شیخ کو استغاثہ کی طرف سے پیش کئے گئے۔

ابتدائی نقشے میں سلمان تاثیر کو گولی لگتے وقت صرف پانچ فٹ کے فاصلے پر پوائنٹ نمبر تین پر دکھایا گیا تھا۔(روزنامہ امت۔کراچی)

ملک وحید انجم ایڈووکیٹ

سوال: جمعرات کو انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت نمبر ایک کے جج نے گورنر پنجاب کے قتل کے الزام میں گرفتار ایلیٹ فورس کے کمانڈو ممتاز قادری کو پانچ روزہ جسمانی ریمانڈ پر بھیجنے کا حکم دیا ہے اور یہ کہا جا رہا ہے کہ آپ نے اور آپ کی بار نے عدالت کو اسلام آباد منتقل نہیں ہونے دیا؟

جواب: پہلی بات تو یہ کہ اس ملک کا ایک آئین اور قانون ہے وکلا کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ قانون کے مطابق، عدالتوں کی معاونت کریں۔ٹیررازم ایکٹ ۱۹۹۷ء دہشت گردی کے انسداد کا قانون ہے اس کی پرویژن ۱۵ کی ذیلی شق ۲ کے تحت صوبائی و وفاقی حکومتوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی مقدمے کو کسی عام جگہ سے کسی دوسری جگہ منتقل کریں یہاں پر لفظ مقدمہ (ٹرائل) استعمال کیا گیا ہے اور ریمانڈ یا ضمانت کی درخواست کا کوئی ذکر نہیں ہے لہٰذا کوئی بھی ایسا حکم نامہ جو مقدمے سے ہٹ کر ہوگا وہ غیر قانونی ہوگا یہی وجہ ہے کہ ہم نے عدالت کو یہ درخواست دی ہے کہ جناب عالی چیف کمشنر اسلام آباد نے عدالت کی منتقلی کا جو حکم نامہ جاری کیا ہے وہ غیر قانونی ہے اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے یہ حکم نامہ بنیادی قانون کی

خلاف ورزی ہے اس پر عدالت نے ہماری درخواست کو منظور کر لیا اور پولیس کو حکم دیا کہ اِس عدالت میں ممتاز قادری کو پیش کیا جائے۔

لہٰذا یہ کہنا کہ ہم نے عدالت کو روکا، یہ صرف پروپیگنڈا ہے،ہم نے عدالت کا کوئی گھیراؤ نہیں کیا۔ اس معاملے کی نوعیت ہی ایسی ہے کہ اس میں سب کو دلچسپی ہے لہٰذا گھیراؤ کی بات بالکل جھوٹ ہے۔

سوال: قتل کے مقدمے کو ایک سازش قرار دیا جا رہا ہے اور سیاسی رنگ دینے کی کوشش کی جا رہی ہے؟

جواب: مخالفین اسے سیاسی رنگ دینے کی کوشش اس لیے کر رہے ہیں کہ لوگوں کو گمراہ کر سکیں وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ سلمان تاثیر کو ناموس رسالت کے قانون کو برا بھلا کہنے اور توہین رسالت ﷺ کی وجہ سے قتل نہیں کیا گیا ہے ہر حکومت کے اپنے مقاصد ہوتے ہیں اور وہ ان مقاصد کو پورا کرنا چاہتی ہے لہٰذا ہم ان کو اس مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے اصل مسئلہ تحفظ ناموس رسالت ﷺ کا ہے۔

سوال: عدالت میں پانچ سو وکلاء کا وکالت نامہ پیش کیا گیا ہے کیا عدالت ان تمام وکلاء کو بحث کا موقع دینے کی پابند ہے یا پھر چند ایک کو موقع دے گی؟

جواب: ہر ملزم کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنے مقدمے کے لیے جتنے چاہے وکیل کر سکتا ہے لیکن بحث صرف ایک وکیل کر سکتا ہے یا پھر عدالت جس وکیل سے بات کرنا چاہے تو اسے اجازت دے۔

سوال: کیا ملک ممتاز قادری نے شکایت کی ہے کہ ان پر دوران حراست تشدد کیا گیا ہے پولیس ریمانڈ کے دوران مجرم سے کیسا سلوک کرنے کی پابند ہے؟

جواب: انہیں سونے نہیں دیا گیا الیکٹرک شاک لگائے گئے کھانا نہیں کھانے دیا گیا جبکہ

ریمانڈ صرف پوچھ گچھ کے لیے ہوتا ہے یہ انتہائی ظلم ہے کہ پولیس اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کر کے تشدد شروع کر دیتی ہے سونے نہیں دیتی، کھانا نہیں کھانے دیتی، مار پیٹ کرتی ہے بجلی کا شاک لگانے کی سزا کے بارے میں تو میں نے پہلی مرتبہ سنا ہے گوانتاناموبے میں قیدیوں کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے کہ انہیں بجلی کے جھٹکے دیئے جاتے ہیں وہی سلوک پاکستان کی جیل میں ممتاز قادری کے ساتھ ہو رہا ہے پولیس بالکل بھی ایسا نہیں کر سکتی اور یہ تعزیرات پاکستان کے تحت سنگین جرم ہے۔

سوال: ممتاز قادری کے مقدمے کو ضلعی عدالت سے لے کر آپ کہاں تک لے جا سکتے ہیں؟

جواب: الحمدللہ! میں سپریم کورٹ آف پاکستان کا وکیل ہوں اور میری مہارت قتل کے مقدمات میں ہے میں ان ملزمان کی وکالت کرتا ہوں جن پر ایسے الزامات ہوتے ہیں انتہائی ہائی پروفائل قتل کیسیز بھی میں نے لڑے ہیں بے نظیر قتل کیس میں میں سعود عزیز کا وکیل ہوں اسی طرح جو ایرانی مرڈر ہوا تھا اس میں، میں ملزمان کا وکیل تھا یہ بھی ہائی پروفائل مرڈر کیس تھا ان شاء اللہ میں سپریم کورٹ تک جاؤں گا۔

سوال: ممتاز قادری نے عدالت میں یہ بیان دیا ہے کہ مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے لیکن کیا انہوں نے وکلاء کے وکالت نامے پر دستخط کیے ہیں؟

جواب: الحمدللہ! انہوں نے نہ صرف وکالت نامے پر دستخط کیے ہیں اور مجھے وکیل مقرر کیا ہے جب عدالت میں، میں نے یہ درخواست کی کہ مجھے وقت دیا جائے کہ مجھے اپنے موکل سے بات کرنی ہے تو پھر مجھے جج صاحب نے ۲۰ منٹ دیئے اور میں نے تنہائی میں ان سے بات کی۔

سوال: انہوں نے اپنی گفتگو میں کیا بتایا؟

جواب: جو باتیں، میں میڈیا کو بتا سکتا تھا بتا دیں باقی باتیں ایک وکیل کے پاس، اس کے موکل کی امانت ہیں، ممتاز قادری مجھے پہلے سے جانتے ہیں میں اسی شہر میں رہتا ہوں وہ پولیس میں رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ میں کس درجے کا وکیل ہوں انہیں مجھ پر اعتماد ہے انہوں نے اس پر بڑی خوشی کا اظہار کیا کہ جب میں نے انہیں یہ بتایا کہ بار ایسوسی ایشن نے مجھے ان کے مقدمے کے دفاع کے لیے نامزد کیا ہے۔

سوال: قید میں کیا بیت رہی ہے؟

جواب: عاشق رسول ﷺ کے لیے یہ تشدد، کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہوتا جنہیں اللہ تعالیٰ کی ذات، اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہو، ان کے لیے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے وہ انتہائی بلند حوصلے والے شخص ہیں ہر وقت درود پاک کا ورد کرتے رہتے ہیں عدالت میں بھی وہ درود پاک کا ورد کرتے رہتے ہیں ان کے چہرے پر ایک خاص قسم کا نور ہے آپ میری بات پر یقین کریں کہ جب ممتاز قادری عدالت میں آنے لگے تو ایک خاص قسم کی خوشبو عدالت میں پھیل گئی یہ خوشبو نہ صرف میں نے محسوس کی بلکہ میرے ساتھ جو دوسرے وکلا تھے انہوں نے بھی اسے محسوس کیا ہے۔

ایک بہت اہم بات یہ کہ حضرت قائداعظمؒ نے غازی علم الدین شہید کی وکالت کی تھی اور انہوں نے بھی ایک ہندو کو توہین رسالت پر قتل کیا تھا لہٰذا اگر کوئی یہ کہے کہ اپنے مسلمان بھائی کا یا کسی بھی ملزم کا دفاع کرنا غلط ہے تو اس سے پہلے انہیں قائداعظم کے بارے میں بھی لوگوں کو بتانا پڑے گا کہ انہوں نے بھی غلط کیا تھا ہمارے پاس اس ملک کے بانی کی نظیر موجود ہے جس کی ہم تقلید کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ ہم کامیاب ہوں گے۔

سوال: آپ نے ممتاز قادری کا وکیل بننے کا فیصلہ کیوں کیا؟

جواب: میں نے یہ شرف حاصل کیا ہے کہ میں ملک ممتاز حسین قادری کا وکیل بنوں میں خود عاشق رسول ہوں میری.......... اور میرے ساتھی وکلا کی خواہش تھی کہ راولپنڈی بار ممتاز قادری کا مقدمہ لڑے۔ بطور صدر راولپنڈی بار ایسوسی ایشن یہ میرا اخلاقی اور مذہبی فریضہ ہے جو میں انجام دینے جا رہا ہوں مجھے اس پر فخر ہے۔

جاوید سلیم شورش ایڈووکیٹ

(تحفظ ناموس رسالت لائرز فورم)

سوال: ممتاز قادری نے یہ اعتراف کرلیا ہے کہ انہوں نے گورنر پنجاب کو قتل کیا ہے جبکہ آپ نے ان کا مقدمہ لڑنے کا فیصلہ کیا ہے تو کس حد تک امکان ہے کہ ممتاز قادری کو پھانسی کی سزا نہیں ہوگی؟

جواب: ملک ممتاز حسین قادری کے حوالے سے جو تفصیلات اخبارات میں آئی ہیں ان کا ایسا کوئی بیان ابھی تک عدالت میں نہیں ہے جس کی بنیاد پر سزا کا تعین کیا جا سکے اگر عدالت کے باہر کوئی شخص اعتراف جرم کرتا ہے تو اسے اقبال جرم تصور نہیں کیا جاتا۔ تاوقتیکہ وہ کسی مجسٹریٹ کے سامنے اپنے جرم کا اعتراف کرے اور باقاعدہ بیان ریکارڈ کروائے تو پھر یہ تصور کیا جائے گا کہ اس نے اقبال جرم کیا ہے دوسری بات یہ ہے کہ جو واقعہ پیش آیا ہے اگر ہم اس کے محرکات کا جائزہ لیں تو سلمان تاثیر گورنر پنجاب کے ایک ذمہ دار عہدے پر فائز تھے میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اس طرح کے بیانات نہیں دینے چاہیے تھے کیونکہ ذمہ دار شخصیت کی گفتگو سے بھی ذمہ داری عیاں ہونی چاہیے ۲۹۵۔سی کے قانون کے تحت نبی اکرم ﷺ کی توہین کرنے والے کی سزا ''سزائے موت'' ہے

اور اس قانون کو پارلیمنٹ نے باقاعدہ منظور کیا ہے۔ یہ قانون اس وقت ملک میں نافذ العمل ہے۔

اب اگر کوئی اس قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے اور توہین رسالت کا مرتکب ہوتا ہے۔ تو وہ خود گورنر ہو یا صدر مملکت یا کوئی عام آدمی، وہ اس سزا کا مستوجب ہوگا گورنر صاحب نے اس پر بیانات دیئے جو اخبارات اور ٹی وی پر آئے انہوں نے اسے کالا قانون قرار دیا انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ ایک ظالمانہ قانون ہے ان کا یہ عمل پاکستان پینل کوڈ کی دفعہ ۲۹۵۔سی کی خلف ورزی ہے جرم کا ارتکاب ہے ان کے خلاف ان بیانات پر قانونی کاروائی ہونی چاہیے تھی جو نہیں کی گئی اس کے نتیجے میں ممتاز حسین قادری نے اسے اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہوئے اور انہیں توہین رسالت کا مرتکب اور گستاخ رسول سمجھتے ہوئے یہ اقدام کیا۔ اس پر ان کو وہی سزا نہیں دی جا سکتی جو ۳۰۲ کے تحت عام حالات میں دی جاتی ہے اگر قتل اضطراری حالت میں فوری اشتعال کی کیفیت میں یا مذہبی جوش وجذبے کے تحت ہو تو ایسی کیفیت میں سزا میں تخفیف ہوتی ہے میرا خیال ہے کہ قادری صاحب کو ۳۰۲ کے تحت سزا نہیں سنائی جا سکتی۔

سوال: ممتاز قادری کو کتنی سزا مل سکتی ہے؟

جواب: یہ فیصلہ تو قانون کے اندر جو رعایت اس کے لیے ہے جو تحفظات اسے حاصل ہیں ان کے تحت ہم اس کا دفاع کرنے کی کوشش کرتے ہیں دیگر عام مقدمات کی طرح جو قانونی تحفظات اسے حاصل ہیں ان کے تحت ہم ممتاز قادری کا دفاع کریں گے لیکن اصل فیصلہ ان ججوں کو کرنا ہے جو اس مقدمے کی سماعت کریں گے وکیل کا کام تو مقدمہ لڑنا ہوتا ہے ہم ان شاء اللہ بھرپور طریقے سے ان کا مقدمہ لڑیں گے۔

سوال: جمعرات کو انہیں دہشت گردی کی عدالت میں لے جایا گیا: جبکہ وکلاء کا دعویٰ ہے کہ یہ واقعہ دہشت گردی نہیں ہے؟

جواب: ہمارا یہ دعویٰ اس لیے ہے کہ ۱۹۹۷ء ایکٹ جو دہشت گردی سے متعلق ہے اس کے مطابق اگر کوئی شخص بم دھماکہ کرتا ہے اور اجتماعی طور پر ایسا عمل کرتا ہے جس سے بڑے علاقے میں خوف پھیلے تو وہ دہشت گردی ہے لیکن ممتاز قادری کے عمل میں زیادہ سے زیادہ ۳۰۲ کی دفعہ کا اطلاق ہو سکتا ہے دہشت گردی کے معاملات اس واقع میں نہیں پائے جاتے کہ ان پر اس ایکٹ کا اطلاق ہو اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ جب بھی متعلقہ عدالت میں ممتاز قادری کو پیش کیا گیا تو جج کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اس معاملے کو دہشت گردی نہ قرار دے۔

سوال: اسلام آباد بار نے ممتاز قادری کا مقدمہ لڑنے کا فیصلہ کیسے کیا؟

جواب: اسلام آباد کے تحفظ ناموس رسالت لائرز ونگ نے بدھ کو ایک قرارداد منظور کی جس پر ۲۰۰ وکلاء کے دستخط تھے ان کا کہنا تھا کہ ملک ممتاز حسین قادری نے ایک نیک مقصد کے لیے قربانی دی ہے اس وجہ سے ہم اسے مفت قانونی امداد فراہم کریں گے بحیثیت مسلمان ہم پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لیے جو کچھ کر سکتے ہیں وہ خدمات پیش کریں دوسری جانب یہ بات بھی ریکارڈ پر ہے کہ گورنر پنجاب سلمان تاثیر ملعونہ آسیہ سے ملنے گئے اور انہوں نے یہ بیان دیا کہ توہین رسالت کا جو قانون ہے وہ ''کالا قانون'' ہے اور ظالمانہ قانون کو تبدیل کرانے کے لیے میں پوری کوشش کروں گا اس پر ان کے خلاف اسلام اباد میں با قاعدہ قرارداد منظور ہوئی جس میں سلمان تاثیر کے بیان کی مذمت کی گئی اور اسلام آباد بار میں سلمان تاثیر عاصمہ جہانگیر اور شیری رحمٰن کے داخلے پر پابندی لگا دی گئی، جواب تک جاری ہے ان بیانات کو بار نے بھی توہین رسالت قرار دیا تھا کیونکہ یہ ہمارے بھی ایمان کے بنیادی تقاضے میں شامل ہے۔

سید واجد گیلانی ایڈووکیٹ

(صدر اسلام آباد بار)

سوال: آپ کے بار کے وکلاء نے یہ فیصلہ کیوں کیا کہ وہ ممتاز قادری کا مقدمہ مفت لڑیں گے؟

جواب: کل جب گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو قتل کرنے والے ملک ممتاز قادری اسلام اباد کی عدالت میں آئے تو وکلاء نے اس کا مقدمہ لڑنے کا فیصلہ کیا۔ یہ قتل بھی گورنر پنجاب کے اس بیان پر ہوا جو انہوں نے توہین رسالت کی سزا پانے والی آسیہ کے سامنے دیا۔ جس حساس عہدے پر وہ بیٹھے تھے انہیں اس نزاکت کا خیال رکھنا چاہیے تھا۔ سلمان تاثیر کا علم اس معاملے میں اگر کم تھا تو ان کو چاہیے تھا کہ وہ اس بارے میں علماء سے پوچھتے کہ مجھے کیا بیان دینا چاہیے، مشاورت اسی لیے ہوتی ہے انہیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے تا کہ اس مسئلے پر لوگوں کے جذبات مجروح نہ کیے جائیں گے گورنر پنجاب نے ایسا متنازعہ بیان دیا اور پھر اس پر ڈٹے رہے گورنر پنجاب کے بیانات سے پھیلنے والے اشتعال کے سبب ہی ان کے گارڈ نے انہیں قتل کر دیا۔ ملک ممتاز قادری کو اب یہ قانونی حق حاصل ہے کہ وہ اپنا وکیل مقرر کریں۔ وکلاء اپنی مفت خدمات بھی انہیں دیتے رہے ہیں وہ ماضی میں بھی ایسا کرتے رہے ہیں اور بطور مسلمان ہم یہ اپنا ایک فریضہ سمجھتے ہیں۔

سوال: کیا ممتاز قادری پر دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمہ چلانا درست ہوگا؟

جواب: 780-A کی دفعہ وہاں لگتی ہے جہاں خوف وہراس پھیل جائے۔ اگر کوئی عام قتل ہوتا تو اس پر 780-A کی دفعہ وہاں لگتی ہے جہاں خوو ہراس پھیل جائے اگر کوئی عام قتل ہوتا

ؤ اس پر 70- کا اطلاق نہ ہوتا۔

A-780 ملک ممتاز قادری پر اس دلیل کے تحت رکھا گیا ہے کہ اس نئے گورنر پنجاب کو قتل کیا ہے جس سے پورے ملک میں دہشت پھیل گئی ہے لیکن ایف آئی آر کے مطابق A-780 کا اس معاملے پر اطلاق نہیں ہوتا۔ یہ میرا نکتہ نظر ہے بصورت دیگر الت اس ضمن میں بہتر فیصلہ کرے گی کہ دہشت گردی کی شق لگائی جائے یا نہیں۔ ہمیں یہ املہ عدالت پر چھوڑ دینا چاہیے۔ (ماخوذ)

رادر اکبر ملک دلپذیر اعوان کی ایمان افروز گفتگو

سوال: آپ سلمان تاثیر کے قتل کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟ کیونکہ اس وقت مختلف قیاس رائیاں ہو رہی ہیں کچھ لوگ اس قتل کو مذہبی رنگ دے رہے ہیں جب کہ کچھ اسے سیاسی قتل اردے رہے ہیں کیا آپ اس حقیقت سے پردہ اٹھانا چاہیں گے؟

جواب: حقیقت یہ ہے کہ میرے بھائی کا نہ کسی سیاسی جماعت سے تعلق تھا اور نہ ہی کسی مذہبی ماعت سے لہٰذا یہ قتل نہ تو سیاسی ہے اور نہ کسی جماعت یا پارٹی کا۔ بلکہ یہ قتل ممتاز قادری کا انفرادی فعل، ایمانی عمل اور عاشقانہ رویہ ہے اس کے پیچھے کسی جماعت یا تنظیم کا ہاتھ نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کام کے لیے اللہ نے میرے بھائی کا انتخاب کیا ہے، ہم چھ بھائی اور چار بہنیں ہیں اور اللہ معاف کرے ہم باقی سب دنیادار زیادہ ہیں اور دین دار کم۔ جبکہ ملک ممتاز قادری سرکاری ملازم ہونے کے باوجود دین دار زیادہ تھا۔

سوال: کیا ممتاز قادری کا کسی بزرگ سے اسلامی تعلق بھی رہا ہے؟

جواب: کسی بزرگ سے باضابطہ تو تعلق نہیں تھا البتہ بزرگان دین کے ساتھ عقیدت و محبت ہم سب بہن بھائیوں سے زیادہ رکھتا تھا میلاد شریف کا اہتمام باقاعدہ کرتا اور

بزرگوں کے مزارات پر حاضری دیتا تھا۔

سوال: آپ کو اپنے بھائی کے اس فعل پر کوئی ندامت یا پریشانی ہے؟

جواب: ہرگز نہیں۔ ہمیں تو اس بات پر فخر ہے کہ ہمارے بھائی نے یہ کارنامہ انجام دے کر حضور ﷺ کا سچا عاشق ہونے کا ثبوت دیا۔

سوال: حکومت یا کسی اور پارٹی کے کارکنان کی طرف سے کیا آپ کو کوئی دھمکی وغیرہ ملی ہے؟

جواب: پی پی پی کی طرف سے ہمیں کسی قسم کی کوئی دھمکی وغیرہ موصول نہیں ہوئی اور نہ ہی ہمیں اس طرح کی اُمید ہے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ پیپلز پارٹی والے بھی مسلمان ہیں البتہ حکومتی سطح پر شروع میں ہمیں گرفتار کیا گیا تھا پوچھ گچھ کے بعد ہمیں چھوڑ دیا گیا۔ ہمارے ایک بھائی تا حال گرفتار ہیں اس کا نام ملک نصیر ہے یہ بھی ایلیٹ فورس کا ملازم ہے، ہمیں اُمید ہے کہ پوچھ گچھ کے بعد اسے بھی رہا کر دیا جائے گا۔

سوال: کیا کسی مذہبی یا سیاسی جماعت نے باضابطہ آپ کی حمایت کا اعلان کیا ہے اور آپ کے ساتھ تعاون کا یقین دلایا ہے؟

جواب: جی ہاں! جماعت اہلسنت نے باقاعدہ ہماری ہر طرح حمایت کا اعلان کیا ہے۔ اور سب سے پہلے انہوں نے آ کر ہماری حوصلہ افزائی کی یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے گھرانے کا خرچہ کیس کا خرچہ اور ممتاز قادری کے بچے کی تعلیم و تربیت کا خرچہ کا ذمہ اٹھایا ہے اس کے علاوہ بے شمار لوگ دینی وسیاسی جماعتوں کے ہماری حمائت کر رہے ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس مسئلے میں جو بھی ہمارے ساتھ تعاون کرے گا اس کی اپنی آخرت سنور ے گی۔

سوال: مظفر گڑھ کے سابق تحصیل ناظم (ملک عباد ڈوگر) نے ملک ممتاز قادری کے لیے جس انعام کا اعلان کیا ہے ان کی طرف سے آپ کو کوئی پیغام ملا ہے؟

جواب: ہم سے کسی نے کوئی رابطہ نہیں کیا۔ نہ ہی ہمیں اس طرح کا کوئی لالچ ہے کیونکہ ہمارے بھائی نے یہ کام اس لیے نہیں کیا کہ اسے بعد میں دنیا کمانے کا ذریعہ بنائیں گے؟

سوال: آپ عدالت سے کس قسم کے فیصلے کی توقع رکھتے ہیں؟ آپ کے خیال میں عدالت آپ کے بھائی کو بری کر دے گی یا اسے سزا سنائی جائے گی؟

جواب: ہمیں اُمید ہے کہ عدالت اس مسئلے پر ہمارے بھائی کے ساتھ انصاف کرے گی عدالت سے بڑھ کر ہمیں اللہ کی ذات پر بھروسہ ہے کہ وہ ہماری ضرور مدد کرے گا۔

سوال: آپ اپنے مسلمان بھائیوں کو کوئی پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: ہمارا پیغام اپنے کلمہ گو بھائیوں کے لیے یہ ہے کہ ہم بھوکے رہ سکتے ہیں پیاس برداشت کر سکتے ہیں گیس، بجلی، پانی اور دوسری بنیادی انسانی ضروریات کے بغیر زندہ رہ سکتے ہیں لیکن ایمان اور عشق رسول ﷺ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ ایمان اور عشق رسول ﷺ ہی ایک مسلمان کا اصل سرمایہ ہے تمام مسلمان اپنے دل میں ایسا ہی جذبہ پیدا کریں تاکہ یہ سرمایہ ہمیں ہر چیز سے زیادہ عزیز ہو جائے۔

(بحوالہ ضرب مومن (۲۲ تا ۲۸) جنوری ۲۰۱۱ء)

غازی کی کہانی۔ چچا کی زبانی

۶ مارچ بروز اتوار کی صبح شدید بارش میں بھیگتے ہوئے جب میں غازی ممتاز شہیدؒ کے گھر پہنچا تو وہاں گھر کے سامنے ہی پراپرٹی آفس میں ممتاز شہید کے والد گرامی آنے والے مہمانوں کے ساتھ تشریف فرما تھے۔

لوگ مسلسل واقعے کے ضمن میں حکومت کے خلاف شدید غم و غصے اور نفرت کا اظہار کر رہے تھے اور اس بات کا اظہار کر رہے تھے کہ جس طرح افغانستان میں طالبان نے

تحریک کا آغاز کر کے حکومت وقت کے مظالم کا خاتمہ کرتے ہوئے اسلامی نظام کا نفاذ کیا تھا پاکستان کے اندر بھی اسی طرح ہونا چاہیے اور مسلمانوں کو بیدار ہونا چاہیے۔

اس دوران غازی ممتاز قادری کے والد صاحب فرمانے لگے

''غازی شہید نے آخری پیغام جو دیا تھا عام مسلمانوں اور علماء کرام کے لیے وہ یہ تھا کہ

آپ لوگ میری فکر نہ کریں مجھے اگر کچھ ہوا تو میرے بعد ان شاء اللہ دوسرے سب سارے غازی ممتاز پیدا ہو جائیں گے۔

اسی اثناء میں دیگر مہمانوں کی آمد کے باعث میں وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور غازی شہید کے والد سے اجازت چاہی انہوں نے انتہائی شفقت اور محبت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے رخصت کیا۔

باہر نکل کر غازی شہید کے چچا سے جو ملاقات ہوئی اور اُن سے غازی شہید کے بارے میں گفتگو کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ گفتگو بھی ہدیہ ناظرین ہے۔

سوال: غازی صاحب کی تعلیم کے بارے میں بتائیں؟

جواب: عصری تعلیم میٹرک تک حاصل کی اور دینی تعلیم باقائدہ کسی مدرسے سے حاصل نہ کرنے کے باوجود بھی دینی معاملات میں کافی گہری نظر رکھتے تھے۔

سوال: غازی صاحب کی عمر کیا تھی؟

جواب: تقریباً اٹھائیس سال کے قریب قریب تھے۔

سوال: غازی صاحب کے بھائیوں اور بہنوں کے بارے میں بتائیں؟

جواب غازی صاحب کے علاوہ اُن کے پانچ بھائی اور چار بہنیں ہیں غازی صاحب سب سے چھوٹے اور لاڈلے تھے شادی بھی غازی صاحب کی سب سے آخر میں ہوئی ہے۔

سوال: غازی صاحب کے سسرال کے بارے میں بتائیں؟

جواب: غازی صاحب کا سسرال اٹھال، بارہ کہو کے علاقے سے تعلق رکھتا ہے اُن کے سسر کا نام راجہ نفیس ہے اور غازی صاحب کے مزار کے قریب ہی ان کا گھر واقع ہے۔

سوال: غازی صاحب کی شادی سے متعلق کچھ بتائیں؟

جواب: میری غازی صاحب کے ساتھ چونکہ کافی بے تکلفی اور دوستانہ تعلق تھا اس لیے ایک مرتبہ غازی صاحب نے مجھ سے کہا کہ اب میری عمر شادی والی ہوگئی ہے لیکن ابھی تک آپ لوگوں نے کوئی توجہ نہیں دی۔ کل خدانخواستہ کوئی مجھے اغواء کر کے لے گیا تو آپ لوگ کہیں گے کہ ممتاز کسی لڑکی کے ساتھ چلا گیا ہے اس بات سے غازی صاحب کی زندہ دلی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ شادی کے لیے میری تین شرطیں ہیں

☆ میری مہندی کے موقع پر محفل نعت ہوگی۔

☆ شادی کے دوران گانے بجانے کا کوئی سلسلہ نہیں ہوگا۔

☆ بارات کے دوران درودوسلام کا ورد کرتے ہوئے بارات چلے گی۔

میں نے کہا کہ بیٹا یہ سب کیسے ہوسکتا ہے؟ کیونکہ ہمارے خاندان میں تو عام دنیا داروں والا رواج ہے لیکن انہوں نے کہا کہ اگر میری خوشی عزیز ہے تو آپ کو یہ سب کرنا ہوگا میں نے کہا کہ بیٹا میں تمہارے والد سے بات کروں گا چنانچہ پھر غازی صاحب کی شادی اسی طرح ہوئی۔ جو دین کی سمجھ رکھنے والے لوگ تھے انہوں نے تو خوشی کا اظہار کیا لیکن دوسرے لوگوں نے مختلف باتیں بنائیں۔

سوال: غازی صاحب کے مزاج کے بارے میں کچھ بتائیں؟

جواب: غازی صاحب نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھتے تھے اور اس وجہ سے انہوں نے بہت کچھ حاصل کیا تھا۔

☆ وہ محافل نعت میں شرکت کرتے اور وہاں نعتیں پڑھتے تھے۔

☆ سنت نبوی، عمامہ کا اہتمام کرتے تھے جس پر لوگ انہیں طعنے دیتے تھے لیکن وہ کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

☆ جھوٹ سے انہیں شدید نفرت تھی جب وکلاء نے یہ کہا کہ آپ بس یہ بیان دیدیں کہ میں نے یہ عمل جذبات میں کیا ہے تو ہم آپ کو بچالیں گے تو انہوں نے کہا کہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ میں اس وقت غیر حاضر دماغ تھا اور میں نے بلا سوچے سمجھے یہ عمل کیا ہے۔ حالانکہ میں نے تو سوچ سمجھ کر یہ کیا ہے گستاخ کو جہنم پہنچانا میری ذمہ داری تھی اور میں نے اپنی ذمہ داری کو پورا کیا ہے۔

☆ وہ زندہ دل آدمی تھے اور لوگوں کو خوش رکھتے تھے اُن کا ''موٹو'' یہ تھا کہ ''کسی کا دل نہ دکھے''

☆ اکثر اُن کی جیب میں ٹافیاں وغیرہ پڑی رہتی تھیں جو وہ بچوں کو خوش کرنے کے لیے انہیں دیتے رہتے تھے بچوں کو گود میں اٹھاتے اور انہیں نعتیں سناتے۔ وہ رہتے بھی مشترکہ خاندانی نظام میں تھے۔

الغرض وہ ایک متوسط زندگی گذارنے والے بہت بڑے انسان تھے۔

سوال: غازی صاحب کی اولاد کے بارے میں بتائیں۔

جواب: اُن کا ایک پانچ سالہ بیٹا ہے ''محمد علی رضا'' اور وہ آج کل دینی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔

سوال: آپ کے خیال میں واقعہ کی وجوہات کیا ہیں؟

جواب: وہ عاشق صادق تھے اس لیے اللہ پاک نے انہیں چنا ہے اور اللہ پاک نے اُن کے مقدر میں یہ سعادت لکھ دی تھی۔ چنانچہ بڑے بڑے مشائخ آتے ہیں اور آ کر ہمارے

روازے کو چومتے ہیں اور کہتے ہیں کہ غازی ہم سے بہت آگے نکل گیا ہے۔

سوال: کچھ اپنے بارے میں بتائیں؟

جواب: میرا نام حاجی ضمیر احمد ہےاور میں عرصہ چھبیس سال تک سعودی عرب میں مقیم رہا ہوں۔

ماخوذ

(کتابچہ غازی ممتاز حسین قادریؒ)

لبیک یارسول اللہ ﷺ

پیغام عزیمت

ملک محمد بشیر اعوان

(والد گرامی قدر غازی صاحبؒ)

بسم اللہ الرحیم الرحیم......نعمدہ ونصلی ونسلم علی رسول الکریم الصلوٰۃ والسلام علیک یا سید الانبیاء والمرسلین لبیک یا رسول اللہ

تمام علماء کرام!

پیران عظام! اور احباب جو یہاں مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں میں انہیں عید میلاد النبی ﷺ کی مبارکباد پیش کرتا ہوں غازی صاحب پرسوں جمعرات کو جب ملاقات ہوئی تو انہوں نے بھی یہ پیغام دیا ہے کہ آپ جب جائیں گے تو سب کو میری طرف سے عید مبارک کہہ دیں۔

الحمدللہ! غازی صاحب بالکل خریت سے ہیں اور اُن کی صحت بھی ٹھیک ہے ہر جمعرات کو ہماری اُن سے ملاقات ہوتی ہے اُن کا وہی ۴ جنوری والا حوصلہ، استقامت اور جرأت

ہے اللہ ورسول کے فضل وکرم سے ان شاء اللہ ہماری قوم کبھی بھی نہیں ڈگمگائے گی میرے چھ بچے ہیں اُن میں سے ایک ناموس رسالت ﷺ کی خاطر جیل میں ہے باقی پانچ کی بھی ناموس رسالت ﷺ کے لیے جب ضرورت پڑی تو وہ بھی حاضر ہیں اور میں خود بھی حاضر ہوں۔

آج راولپنڈی میں بھی بہت بڑی ریلی تھی جس میں تقریباً ۸۰۰ سو سے ہزار افراد تھے ہم تقریباً ۲ بجے اڈیالہ جیل پہنچے۔ غازی صاحب نے جو عمل کیا تھا وہ ۴ بج کر امنٹ ۱۱ سیکنڈ پر تھا اس نسبت سے اڈیالہ جیل کے باہر بھی پروگرام تقریباً ۴ بجے تک جاری رہا۔ غازی صاحب نے اندر جیل سے پیغام بھیجا کہا کہ مجھے ایک ہزار مرتبہ بھی سزائے موت ہو تو اس کا کوئی غم یا پروا نہیں۔ جو گستاخ رسول ہیں میں انہیں پیغام دیتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ میں جلد باہر آؤں گا اور جو بھی گستاخ ہو گا اُسے نہیں چھوڑوں گا غازی صاحب کے جیل میں جو معاملات ہیں اگر وہ بیان کیے جائیں تو کافی وقت لگے گا تقریباً ۳ مرتبہ نبی کریم ﷺ کی آپ کو زیارت ہو چکی ہے فجر اور عشاء دو (۲) نمازوں کی غازی صاحب امامت خود کرواتے ہیں جیل انتظامیہ کی طرف سے ہمیں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہے وہ غازی صاحب کا ہر طرح سے خیال رکھتے ہیں اور دو (۲) خدمت گار بھی غازی صاحب کو ملے ہوئے ہیں۔

غازی صاحب کے ساتھ آپ سب کی جو محبتیں اور اظہار یکجہتی ہے یہ سب میرے نبی ﷺ کی نسبتیں ہیں اللہ تعالیٰ آپ سب کو بھی غازی بنائے اور ہر عاشق رسول کے گھر میں غازی پیدا ہو۔

میں پہلے دن سے ہر سانس، ہر وقت، ہر نماز میں دعا کرتا رہتا ہوں اور غازی صاحب بھی دعا کرتے ہیں وہ شعر دعا اور نعت دونوں ہے کہ

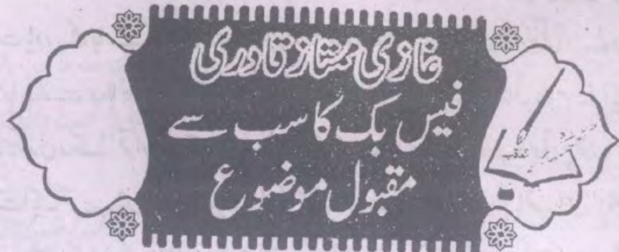
یارسول اللہ تیرے چاہنے والوں کی خیر

سب غلاموں کا بھلا ہو سب کریں طیبہ کی سیر

جناب امیر مفتی حافظ خادم حسین رضوی صاحب کا جو پیار ہمارے ساتھ ہے میں آپ کو کیا بتاؤں؟ شروع دن سے آج تک ہمارے ساتھ رابطہ رکھے ہوے ہیں اور ۴ جنوری کے ۲۔۳ دن بعد ہمارے گھر بھی اظہار یکجہتی کے لیے گئے تھے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

میں دعا کرتا ہوں اور غازی صاحب بھی دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کا ملہ عطا فرمائے ان کا سایہ سب پر قائم ودائم فرمائے اور عمر خضری عطا فرمائے ہمارے ساتھ یہ جو اظہار یکجہتی کرتے ہیں جو محبت کرتے ہیں جو معاملات کرتے ہیں ہم ہر وقت دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر وثواب عطا فرمائے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ روز محشر میں نبی کریم ﷺ کا منبر شریف جب لگے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ غازی صاحب اور ہم سب بھی وہاں ہوں گے اللہ تعالیٰ ہم سب کی حاضری قبول ومنظور فرمائے۔ آمین



شاتم رسول عاصیہ کی حمایت کی پاداش میں اپنے ہی محافظ ملک ممتاز حسین قادری کے ہاتھوں گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کے بعد ممتاز قادری کے حوالے سے فیس بک سمیت ٹویٹرز اور سوشل نیٹ ورکنگ سائیٹس پر جاری مباحثوں میں ان افراد کا پلہ بھاری دکھائی دیتا ہے جو ملک ممتاز قادری کی حمایت کرر ہے ہیں۔

فیس بک پر ملک ممتاز قادری کی حمایت میں کئی پیجز سامنے آئے ہیں اور اس وقت جب کہ ان سطور کو قلم بند کیا جا رہا ہے۔ اس وقت بھی معروف سوشل نیٹ ورکنگ سائیٹ ''فیس بک'' پر Understanding Mumtaz Qadri کے نام سے ایک صفحہ کھلا ہوا ہے جس پر ممتاز قادری کی وہ نعت بھی موجود ہے جس کے بارے میں پاکستانی تفتیشی اداروں نے دعویٰ کیا ہے کہ ملک ممتاز قادری نے روشن خیال گورنر کو قتل کرنے سے کچھ روز پہلے اس محفل نعت میں نا صرف شرکت کی تھی بلکہ اس محفل نعت میں ملک ممتاز قادری نے عمدہ آواز اور وجد کے انداز میں نعت رسول مبارک پڑھنے کا اعزاز حاصل کیا تھا' جب کہ اسی صفحے پر اس نعت کا لنک بھی دیا گیا ہے جو ملک ممتاز قادری نے سلمان تاثیر کو قتل کرنے کے بعد پولیس حراست میں پڑھی تھی۔

یہاں یہ بات انتہائی حیران کن ہے کہ اس سے پہلے ملک ممتاز قادری کے نام سے بننے والے صفحات کو ویب سائٹ کی انتظامیہ اس لئے غائب کر رہی ہے کہ اس لنک پر آنے والے مسلمانوں نے گورنر کو قتل کرنے والے ملک ممتاز قادری کو درست قرار دیا تھا اور اس کے حامیوں کی تعداد مسلسل بڑھ رہی تھی۔ اس کے بعد خاموشی کے ساتھ فیس بک کی انتظامیہ نے ملک ممتاز قادری کے نام سے بنائے جانے والے اکاؤنٹ کو بند کر دیا تھا جب کہ اس لنک پر جانے والوں کو مسلسل مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ یہاں یہ دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ اس وقت فیس بک پر موجود
www.facebook.com/pages//:http/1412725492622581Understanding
Muhmtaz qadri- پر وزٹ کیا جا سکتا ہے اور آن لائن ہونے والوں کو ملک ممتاز قادری کی مدح میں بیانات ٹائپ کرتے دیکھا اور ان پیغامات کو پڑھا جا سکتا ہے۔ اس صفحے پر آن لائن ہونے والوں نے ملک ممتاز قادری کے حق میں کافی

باتیں لکھی ہیں۔ان میں ایک خاتون نے نظم بھی اپ لوڈ کی ہے جس کو قارئین کی جانب سے بڑی پذیرائی مل رہی ہے۔

یہاں یہ بات یادر کھے جانے کے لائق ہے کہ توہین رسالت کے جرم میں سلمان تاثیر کو قتل کرنے والے ملک ممتاز قادری کے حوالے سے برطانوی اخبار ٹیلی گراف کا کہنا ہے کہ اس کو اسی وقت پاکستانی حکام نے ایک شکایت پر''انتہاء پسند اور سیکورٹی رسک'' قرار دیا تھا جب وہ ایک اہم شخصیت کے ساتھ سیکورٹی ڈیوٹی پر تھا۔اس شخصیت نے رات کے وقت ایک تقریب میں اس قدر شراب پی لی تھی کہ اس سے چلا بھی نہیں جارہا تھا۔اس''اہم شخصیت'' کو اس حالت میں دیکھنے کے بعد ملک ممتاز قادری ناراض ہو گیا تھا اور اس نے اس شخصیت کی حرکت اور شراب نوشی پر بات کی تھی جس کے بعد ملک ممتاز قادری کو''سیکورٹی رسک''اور''انتہا پسند'' قرار دے دیا گیا تھا لیکن اس کو وی آئی پی ڈیوٹیز پر بحال رکھا گیا تھا۔

''ٹیلی گراف'' نے اس امر پر قلق کا اظہار کیا ہے کہ روشن خیال گورنر پنجاب سلمان تاثیر کی موت کے فوری بعد ان کے قاتل ملک ممتاز قادری کا فیس بک پر فین کلب بھی قائم ہو گیا اور فوری طور پر دو ہزار (2000) سے زائد افراد نے اس کی مدح سرائی کی اور اس کو ہیرو قرار دے دیا' جب کہ عوامی پنڈتوں اور مذہبی رہنماؤں نے کھل کر کہا کہ وہ (سلمان تاثیر) اپنے کئے کا خود ذمہ دار تھا۔

اخبار کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کے تمام مسالک مشترکہ طور پر سلمان تاثیر کے خلاف ہیں اور علماء اہلسنت نے فتویٰ دیا ہے کہ سلمان تاثیر توہین رسالت کے مرتکب ہوئے لہٰذا اُن کی نماز جنازہ ادا کرنا درست نہیں۔

ادھر دوسری جانب عالمی میڈیا میں ابھی تک اس ضمن میں تبصروں اور تجزیوں پر مبنی رپورٹس شائع کی جارہی ہیں جن میں اس بات کا رونا بھی رویا جارہا ہے کہ پاکستان کی نوجوان نسل میں انتہا پسندی پھیل رہی ہے۔دوسری جانب اس ضمن میں فیس بک اور دیگر سوشل نیٹ ورکنگ سائیٹس پر اپ لوڈ کئے جانے والے پیغامات اور دیے جانے والے کمنٹس میں بنیادی فرق دلائل کا ہے۔اگر چہ دونوں اطراف سے نازیبا انداز بھی اختیار کیا جارہا ہے لیکن سلمان تاثیر کے حامی گالیاں تو دے رہے ہیں مگر ساتھ ہی اپنی شناخت بھی چھپار ہے ہیں۔

برطانوی اخبار''ٹیلی گراف'' کی ایک تازہ رپورٹ میں بھی روشن خیال گورنر پنجاب،سلمان تاثیر کی ہلاکت کے واقعے کے حوالے سے پاکستانی روشن خیالوں اور حقوق انسانی کے راہنماؤں کی جانب سے اٹھائے جانے والے معاملات اور کیے جانے والے تحفظات کو اجاگر کیا گیا ہے۔برطانوی اخبار کا کہنا تھا کہ پاکستان میں روشن خیالوں میں سلمان تاثیر کے ہولناک قتل کے بعد خوف وہراس کی بھی کیفیت پائی جاتی ہے۔واضح رہے کہ سلمان تاثیر کو

ان کے محافظ ملک ممتاز قادری نے ستائیس گولیاں ماردی تھیں جس کے بعد ان کی لاش کی تصاویر میڈیا کو جاری نہیں کی گئیں۔

برطانوی جریدے نے اس ضمن میں ایک قدم آگے بڑھ کر روشن خیال خواتین کے ساتھ '' کچھ بھی ہو جانے'' کے خوف کو اجاگر کیا ہے۔ جریدے کا دعویٰ ہے کہ سلمان تاثیر کی موت پر احتجاج کرنے والی خواتین کو ''انتہاء پسندوں'' کی جانب سے عزت لوٹنے کی دھمکیاں بھی دی جارہی ہیں۔

ٹیلی گراف نے لکھا ہے کہ افسوس اس بات کا ہے کہ سلمان تاثیر کو ہلاک کرنے والے ملک ممتاز قادری کی مدح سرائی کی جارہی ہے' اس کو ہیرو بنایا جارہا ہے اور اس پر عدالت میں پیشی کے موقع پر پھولوں کے ہار ڈالے جارہے ہیں۔ برطانوی جریدے کا کہنا ہے کہ روشن خیال اور پاکستانی سیکولر حضرات اس بات پر پریشان ہیں کہ ملک ممتاز کو اس قدر پذیرائی مل رہی ہے اور دوسری جانب قتل ہونے والے سلمان تاثیر کی بھد اڑائی جارہی ہے اور اس کو توہین رسالت کا مرتکب قرار دیا جارہا ہے۔ برطانوی جریدے کا یہ بھی کہنا ہے کہ پاکستان میں موجود لبرلز اس وقت خاموش ہیں اور اس کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ کوئی ''نیا شہید'' نہیں بننا چاہیے۔

بھارتی خاتون صحافی ''تلوین سنگھ'' سے مقتول سلمان تاثیر کے بیٹے آتش تاثیر، جو اس وقت دہلی میں موجود ہیں' نے بھی اپنے ''پاپا جی'' کی موت پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔

''ٹیلی گراف'' میں اپنے ایک مضمون میں ''شری آتش تاثیر'' نے اس امر پر حیرت اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آتا کہ آخر وہ ایسا کیوں کر سکتے ہیں؟ ''ٹیلی گراف'' کا کہنا ہے کہ وہ جنوبی امریکہ سے کچھ روز پہلے ہی وطن (بھارت) پہنچے تھے کہ ایئر پورٹ پر ان کو اخبارات کی شہہ سرخیوں پر اطلاع ملی کہ ان کے والد ''سلمان تاثیر'' کو اڑا دیا گیا ہے۔

''آتش سلمان تاثیر'' کا مزید لکھنا تھا کہ اپنی عمر کا پچیسواں سال مکمل کرنے والے ایک لڑکے (ملک ممتاز قادری) نے میرے والد پر گولیاں برسا دیں' گو کہ میرے والد ہمیشہ سیکورٹی والوں کو غچہ دیتے تھے' لیکن اس بار اُن کی سیکورٹی پر مامور فرد نے ان کو مار ڈالا۔

آتش تاثیر کا کہنا تھا کہ وہ ایک بھارتی ماں کے بیٹے ہیں جس سے ان کے والد سلمان تاثیر کے ایک سال تک ''تعلقات'' رہے۔ جس وقت وہ بچے تھے تب سلمان تاثیر بے نظیر بھٹو کے ساتھ مل کر جدوجہد کر رہے تھے' اسی لئے وہ اپنے باپ کو پہچان نہ سکے۔

آتش نے لکھا ہے کہ وہ بلوغت اختیار کرنے کے بعد اکیس سال کی عمر میں اپنے والد سلمان تاثیر سے اس وقت ملا جب وہ ان کو ڈھونڈنے لاہور پہنچا۔ میرے ان کے تعلقات پُرامید لیکن بے ڈھب تھے۔ میں بعدازاں ان کی جواں سال بیوی اور بچوں کے ساتھ وقتاً فوقتاً ملتا رہا اور فیملی ہالی ڈیز (خاندانی چھٹیوں) پر بھی میرا لاہور جانا ہوتا تھا۔

بھارتی صحافی خاتون سے سلمان کے تعلقات کے حوالے سے آتش تاثیر کا ماننا ہے کہ والد اور میرے درمیان کشیدگی اور کدورت قائم تھی۔ وہ ہمیشہ مجھ پر واضح کرتے تھے کہ وہ کبھی بھی ایک بھارتی بیوی اور آدھے بھارتی اور آدھے پاکستانی بچے کے ساتھ پاکستانی سیاست میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ آتش تاثیر کا مزید کہنا ہے کہ ان کے اور ان کے والد کے درمیان ایک نئی خلیج اس وقت پیدا ہوئی جب لندن میں دھماکے کیے گئے۔ اس موقع پر میں نے برطانوی جریدے ''پراس پیکٹس'' میں ایک مضمون لکھا تھا جس میں میں نے بصد اصرار کہا کہ لندن دھماکوں میں پاکستان کی نئی جواں ہونے والی نسل ملوث ہے جو انتہا پسند خیالات کی حامل اور دہشت گردوں سے رابطے رکھتی ہے۔

اس مضمون کو دیکھ کر میرے والد سلمان تاثیر نے مجھ پر اظہار ناراضی کیا اور اس بارے میں تحریری طور پر مجھ کو سخت سست سنائیں اور اس مضمون کے مندرجات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس مضمون کی اشاعت پر میرے والد نے مجھ پر تنقید کی اور کہا کہ تم نے ''تاثیر'' نام کو بٹہ لگا دیا اور اس خاندان پر کالک مل دی ہے۔ آتش تاثیر نے لکھا ہے کہ ہزاروں لوگ بلاگز اور نیٹ ورکنگ سائیٹس پر قاتل کی مدح سرائی میں مصروف ہیں، مولویوں نے میرے والد کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا۔ ہزاروں افراد قاتل کی عدالت میں آمد کے موقع پر نعرہ ہائے تحسین لگا رہے تھے، پھولوں کی پتیاں نچھاور اور گلہائے عقیدت چڑھائے جا رہے تھے۔ مساجد میں جمعے کے خطبات میں میرے والد کی مذمت کی جا رہی ہے، ڈھائی ہزار وکلاء اس کا مقدمہ مفت میں لڑنے پر آمادہ ہیں۔ یہ سب کیا ہے اور کس چیز کی عکاسی کرتا ہے؟ (آتش صاحب! آپ پریشان نہ ہوں یہ صرف اور صرف ایمانی جذبات کا ہلکا سا اظہار اور عشق رسول ﷺ کی عکاسی ہے۔ مدیر العاقب)

سلمان تاثیر کے بھارتی بیٹے آتش تاثیر کا کہنا تھا کہ پاکستان جس راہ پر چل نکلا ہے اس سے میں سمجھتا ہوں کہ ایک دن میرے والد کے قاتل ''ملک ممتاز قادری'' کے نام سے کوئی سڑک موسوم کر دی جائے گی۔



غازی کی اپیل خارج اور سزائے موت برقرار

اسلام آباد (نیشنل رپورٹر) سپریم کورٹ نے سابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر قتل کیس کے مجرم ممتاز قادری کی سزائے موت کے خلاف نظر ثانی کی اپیل خارج کر دی ہے جبکہ عدالت نے ممتاز قادری کے وکلاء کی جانب سے لارجر بینچ تشکیل دینے کی استدعا بھی مسترد کر دی ہے دوران سماعت جسٹس آصف سعد کھوسہ نے ریمارکس دیئے کہ ہم نے قانون کے تحت حلف اٹھایا ہے ہم نے کیس کے پہلے روز ہی کہہ دیا تھا کہ یہ حد تعزیرات کا کیس ہے اللہ کے نزدیک قتل بھی ایک بہت بڑا جرم ہے جسٹس آصف سعید کھوسہ کی سربراہی میں تین رکنی بینچ نے نظر ثانی درخواست کی سماعت کی۔ ممتاز قادری کے وکیل میاں نذیر اختر نے کہا کہ ممتاز قادری نے ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت کی ہے اور ہم نے قانونی راستہ اپنایا ہے یہ درست ہے کہ ۲۹۵ سی کی تشریح تو کی جاسکتی ہے مگر اس پر تنقید نہیں کی جاسکتی۔ جب سلمان تاثیر نے جیل کا دورہ کیا تھا تو اس وقت اس نے آسیہ بی بی کے حق میں بھی باتیں کی تھیں عدالت نے کہا کہ اگر مقتول سلمان تاثیر پر توہین رسالت ثابت کریں تو لارجر بینچ کی تشکیل دیں گے۔ تاہم عدالت میں جو ریکارڈ پیش کیا گیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ توہین رسالت ہوئی۔ فاضل وکیل نے کہا کہ ممتاز قادری علماء کی تقاریر سے متاثر ہوا تھا اور اس نے یہ کام کیا تھا۔ جسٹس آصف کھوسہ نے کہا کہ ہم نے اپنی طرف سے ہر چیز کا احاطہ کیا ہے اور کوئی چیز تشنہ نہیں چھوڑی تھی ناموس رسالت قانون کی خلاف ورزی ثابت نہیں ہوئی۔

جسٹس آصف نے مزید کہا کہ انسان عقل کل نہیں۔ قانون پر تنقید کی جاسکتی ہے جید علماء نے آرا دیں ہیں یہ کیس اس میں نہیں آتا۔

ممتاز قادری نے ہر مرحلے پر تسلیم کیا ہے کہ اس نے قتل کیا اور وہ موقع پر گرفتار ہوا۔ عدالت نے ممتاز قادری کو ۲ بار سزائے موت کا فیصلہ برقرار رکھتے ہوئے درخواست خارج کر دی ہے۔ (بحوالہ روزنامہ دنیا گوجرانوالہ، منگل، ۱۵ دسمبر ۲۰۱۵ء)

اسلام آباد (خصوصی خبر نگار) سپریم کورٹ نے سابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قاتل ملک ممتاز قادری کی نظر ثانی کی درخواست خارج کرتے ہوئے ۲ بار سزائے موت کا اپنا فیصلہ برقرار رکھا عدالت نے آبزرویشن دی کہ مقتول کے خلاف توہین رسالت کا الزام ثابت نہیں ہوتا، جسٹس آصف سعید کھوسہ کی سربراہی میں فل بینچ نے لارجر بینچ بنانے کی استدعا بھی مسترد کر دی بینچ کے سربراہ نے ملزم کے وکیل میاں نذیر کے دلائل کے جواب میں کہا توہین رسالت کی صورت میں ہم اسلامی شریعت سے راہنمائی حاصل کرتے تاہم جب وہ ثابت نہیں ہوئی تو باقی سب باتیں بے سود ہیں تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ سی انسان کا بنایا ہوا قانون ہے اور انسان کے بنائے ہوئے قانون میں خامیوں کی نشاندہی توہین مذہب نہیں، میاں نذیر نے موقف اپنایا کہ عدالت نے کیس میں حد اور قصاص کے پہلو کو نظر انداز کیا جبکہ عدالت کا کہنا تھا کہ یہ تعزیر نہیں حد کا مقدمہ ہے۔ میاں نذیر نے کہا کہ ۲۹۵ سی ایک مکمل قانون ہے لیکن اس کی مزید تشریح کی ضرورت ہے توہین رسالت کے معاملے میں علماء کرام کی رائے متفقہ ہے جبکہ بینچ نے کہا کہ اس معاملے میں جید علماء نے ایک دوسرے سے اختلاف کیا۔ عدالت نے تفصیلی سماعت کے بعد قرار دیا کہ نظر ثانی کا کیس نہیں بنتا، اپیل خارج کی جاتی ہے۔

(بحوالہ روزنامہ ایکسپریس گوجرانوالہ، منگل ۱۵ دسمبر ۲۰۱۵ء)

”قانون تحفظ ناموس رسالت کو تبدیلی کے نام پر غیر موثر بنانے کی سازش کی جارہی ہے“

روزنامہ نوائے وقت لاہور (۳) ۳۱ جنوری ۲۰۱۶ء

تمام علماء کا اتفاق ہے، چیئرمین نظریہ کونسل بیان واپس لیں، اشرف جلالی، خادم حسین رضوی ودیگر کی پریس کانفرنس۔

لاہور (سپیشل رپورٹر) تحریک رہائی ممتاز حسین قادری کے قائدین ڈاکٹر محمد اشرف آف جلالی، مولانا حافظ خادم حسین رضوی، پیر سید ظہیر الحسن شاہ، سید مختار اشرف رضوی، محمد شاداب رضا قادری نے قانون تحفظ ناموس رسالت (295.C) کے بارے میں محمد خان شیرانی کے نظر ثانی والے بیان کو مسترد کر دیا ہے۔ لاہور پریس کلب میں ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی نے کہا کہ قانون ناموس رسالت قرآنی اور ایمانی قانون ہے چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل اپنا بیان فوراً واپس لیں۔ 295.C قرآن وسنت کا قانون ہے۔ اس قانون میں تبدیلی کو ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا۔ طریق کار میں تبدیلی کے نام پر پورے قانون کو غیر موثر بنانے کی سازش ہو رہی ہے جسے کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا ہمارا مطالبہ ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی از سر نو میرٹ پر تشکیل کی جائے اور اس میں مسلک کو مدنظر رکھتے ہوئے اُن کے مطابق اراکین کا تعین کیا جائے۔

توہین رسالت قانون پر نظر ثانی کی ضرورت نہیں

مولانا اکبر نقشبندی

روزنامہ نوائے وقت لاہور (۹) لاہور ۳۱ جنوری ۲۰۱۶ء

تمام مسالک کے علماء توہین رسالت قانون پر متفق ہیں، تحفظ کے لیے کسی قربانی

سے دریغ نہیں کریں گے۔

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) سنی اتحاد کونسل کے صوبائی سیکرٹری اطلاعات الحاج مولانا محمد اکبر نقشبندی نے کہا ہے کہ توہین رسالت قانون پر نظر ثانی کی ضرورت نہیں غلط استعمال کو روکنا ہوگا، مولانا شیرانی کا بیان افسوسناک ہے، اسلامی نظریاتی کونسل مکمل طور پر سیاست زدہ ہو چکی ہے، تمام مسالک کے علماء کرام توہین رسالت کے قانون کو بالکل درست سمجھتے ہیں ترمیم کی گنجائش نہیں ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے ڈویژنل صدر الحاج سرفراز احمد تارڑ کی زیر صدارت منعقدہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر مفتی محمد حسین صدیقی، مفتی غلام نبی جماعتی، حافظ محمد منشاء قادری، قاری غلام سرور حیدری، عثمان خان لودھی، قاری امتیاز احمد سلطانی، قاری احسان اللہ رضوی اور دیگر نے خطاب کیا، انہوں نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت کے لیے جانوں کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کریں گے، شان رسول پر پہرہ دینا ہر مسلمان کی اولین ذمہ داری ہے، انہوں نے کہا کہ وفاقی وزیر داخلہ نے قوم کو اپنی حکومت کا اصل چہرہ دکھا دیا، حکمرانوں کے مک مکا کا خمیازہ قوم کو بھگتنا پڑتا ہے، انہوں نے کہا کہ بزدل دہشت گردوں کی دھمکیوں سے سکولوں کو بند کرنا دہشتگردوں کے مشن کی تکمیل کے مترادف ہے، بُرے وقت میں خوفزدہ ہونے کی بجائے حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہوگا۔ تعلیمی اداروں کو سیکیورٹی فراہم کرنا اور عوام کے جان و مال کا تحفظ حکومت کی ذمہ داری ہے، دہشت گردوں کو اخلاقی سپورٹ کرنے والوں کو عبرت کا نشان بنانے کا وقت آ گیا ہے۔

اسلامی تشخص کے خلاف سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے

ناموس رسالت کانفرنس

روزنامہ نوائے وقت لاہور (۲) ۸ فروری ۲۰۱۶ء

نظام مصطفیٰ کا نفاذ مشکلات کا حل ہے: تحفظ ناموس رسالت کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

اسلامی نظریاتی کونسل قانون ناموس رسالت کو چھیڑنے سے باز رہے، پیر عظمت علی، سرفراز تارڑ، پیر فدا حسین ودیگر کا خطاب۔

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف الحاج پیر سید عظمت علی شاہ بخاری نے کہا ہے کہ پاکستان کے اسلامی تشخص کے خلاف سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ تحفظ ناموس رسالت کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ ملک میں نظام مصطفیٰ کا نفاذ کر کے اسے تمام مصائب ومشکلات سے نکالا جا سکتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے جامع مسجد فاروقیہ میں سنی اتحاد کونسل کے زیر اہتمام منعقد تحفظ ناموس رسالت کانفرنس سے خطاب رتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر الحاج سرفراز احمد تارڑ، پیر سید فدا حسین شاہ حافظ آبادی، مولانا محمد اکبر نقشبندی، مفتی محمد حسین صدیقی، مفتی غلام نبی جماعتی، حافظ محمد منشاء قادری، حاجی غلام فرید کیلانی، قاری غلام سرور حیدری، قاری امتیاز احمد سلطانی، قاری احسان اللہ رضوی اور دیگر نے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس پرفتن دور میں محبت واطاعت رسول کے چراغ روشن کیے جائیں۔ حضور نبی کریم کی غلامی عظمتوں ورفعتوں اور دنیا وآخرت میں سرخروئی کا باعث ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکمرانوں نے اسلامی نظریاتی کونسل کے ذریعے طے شدہ معاملات کو متنازعہ بنانے اور قانون ناموس رسالت کو چھیڑنے سے باز رہیں، تحفظ ناموس رسالت قانون میں تبدیلی برداشت نہیں کریں گے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کا تشخص بحال کرنے کے لیے ملک بھر سے جید علماء کرام مفتیان عظام اور اسلامی سکالرز لیے جائیں اور اس میں سیاسی مداخلت بند کی جائے۔ حکومت قادیانیوں کو اہم عہدوں سے فوری ہٹائے۔ قوانین پر سختی سے عملدرآمد کرایا جائے۔ اسلامی نظریاتی کونسل ملک میں سودی نظام اور شریعت سے متصادم قوانین ختم کروانے میں ناکام رہی ہے۔

رحم کی اپیل نہیں کی......ویڈیو آ گئی

غازی ممتاز قادری شہید رحمۃ اللہ علیہ نے صدر مملکت سے رحم کی اپیل نہیں کی تھی انہوں نے صاف الفاظ میں یہ کہا تھا کہ

''میں صدر ممنون حسین سے رحم کی اپیل کو خلاف شریعت سمجھتا ہوں غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے۔ ممتاز قادری شہید کے جیل سے بتائے گئے ایک ویڈیو زکلپ منظر عام پر آیا مجھے اسے خود دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے (من وعن ویڈیو کلپ (ایک منٹ ۳۴ سیکنڈ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلی الک واصحابک یا حبیب اللہ ﷺ

یارسول اللہ تیرے چاہنے والوں کی خیر سب غلاموں کا بھلا ہو، سب کریں طیبہ کی سیر میں ممتاز حسین قادری عطاری ہوں میں نے نہ تو صدر پاکستان کو رحم کی اپیل کی تھی نہ کی ہے نہ کبھی صدر پاکستان سے رحم کی اپیل کروں گا۔ میں اس کو خلاف شریعت سمجھتا ہوں اس معاملے میں میرا وہی موقف ہے جو وکلائے ناموس رسالت کا ہے خصوصاً شیخ خادم حسین رضوی، علامہ ڈاکٹر اشرف آصف جلالی، مفتی محمد حنیف قریشی قادری اور دیگر کا ہے۔

غلامان محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے

یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے پرواہ نہیں کرتے

ہم کو اللہ و نبی کریم ﷺ سے پیار ہے انشاء اللہ دونوں جہاں میں اپنا بیڑا پار ہے.

غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے ممتاز قادری ہر دم تیار ہے اللہ نبی وارث والسلام علیکم

ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بحوالہ روزنامہ اُمت کراچی

۷ مارچ ۲۰۱۶ء بروز پیر

قومی منظر نامہ

محمد ریاض رختر

اسلام ولادینیت کے درمیان کشمکش

از۔ خالد محمود قادری

کس کا ہے جگر، جس پہ یہ بے داد کرو گے
لو ہم تمہیں دل دیتے ہیں کیا یاد کرو گے

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ گذشتہ کئی سال سے ناموس رسالت ﷺ قانون انسداد توہین رسالت ﷺ اور شائر اسلام کی بے حرمتی کے بارے میں موضوعات پاکستان کے تناظر میں خاص طور پر اور عالم اسلام میں عمومی طور پر بہت اہمیت اختیار کر گئے ہیں اور مذہبی دنیا اور اہل یہود و ہنود نے مسلمانوں کو ہدف ملامت بنا رکھا ہے وہ کبھی شیطانی آیات تو کبھی شیطانی خاکے چھاپتے ہیں۔

پاکستانی عدالتوں کے فیصلے، سواد اعظم کے عشق اور حب رسول اور اس کے قرآنی مقام اور احترام کو یہود و نصاریٰ نے اور مغربی طاقتوں نے نہ تو قبول کیا ہے نہ ہی توہین رسالت اور اسلامی شعائر کی بے حرمتی کے واقعات کو درخور اعتنا سمجھ کر ان کے تدارک اور روک تھام کی کوشش کی ہے بلکہ وہ کروڑوں مسلمانوں کی دل آزاری کرنے کا کوئی موقع اور کوئی طریقہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ الطاف حسین حالیؒ نے شاہد خاص انہی لمحات کے

تناظر میں کہا ہو گا کہ

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے

امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

وہ دین جو بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے

آج پردیس میں غریب الاعزبا ہے

اس کڑے وقت میں جبکہ اُمت مسلمہ اور وطن عزیز صلیبی قوتوں کی دسیسہ کاریوں کی بدولت برسوں سے داخلی، سیاسی، معاشی اور لسانی وصوبائی انتشار کا شکار ہے اور حکمرانوں کی نااہلی، بدعنوانی اور عوام دشمنی عروج پر ہے امن وامان کی دیگر گوں صورتحال سنبھلنے میں نہیں آ رہی اور پاکستان واسلام دشمن عناصر خودکش حملوں، آغواء برائے تاوان، لوٹ مار، قتل وغارت گری اور ملک کے طول وعرض میں دہشت گردی، فرقہ وارانہ وارداتوں اور صوبائی عصبیتوں کو پھیلانے میں مصروف ہیں اس سنگین صورتحال میں بعض اوقات ایسے امور جو نہ صرف غیر متنازع اور اجماع اُمت کی حیثیت رکھتے ہیں ان کو متنازع بنانے کی اندرونی و بیرونی سازشیں ہو رہی ہیں جس میں نااہل اور سیکولر ذہن رکھنے والے ہمارے حکمرانوں کی مدد سے اور سیکولر لابی اور مغربی و بیرونی امداد کے بل بوتے پر چلنے والی این جی اوز اور انسانی حقوق کے نام پر چلنے والے رفاعی ادواروں اور خدمت کرنے والے نام نہاد ادارے انتہائی منظم انداز سے اپنے مذموم اسلام دشمن مقاصد کے حصول کے لیے ملک وقوم کو تصادم کی طرف دھکیلتے نظر آ رہے ہیں۔

علمائے حق اہل سنت و جماعت نے سواداعظم کی نمائندگی کرتے ہوئے ہر دور میں جب بھی عالم اسلام سنگین مذہبی، اسلامی شعائر کے بحرانوں اور مسائل سے دوچار ہوا، جہاد فی سبیل اللہ کرتے ہوئے کلمہ حق بلند کیا اور مطلق العنان حکمرانوں اور بادشاہوں کے

سامنے اسلامی اقدار کی بحالی کے لیے صعوبت اور قید و بند کی تکلیفیں برداشت کیں ناموس رسالت ﷺ کے شیدائیوں نے حب رسول ﷺ اور عشق رسول ﷺ سے سرشار ہو کر گستاخان رسول کو واصل جہنم کر کے اپنے سچے مسلمان ہونے کے عملی ثبوت دیئے اور شہادت کے اعلیٰ ترین مناصب پر فائز ہوئے بقول شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمان غیور
موت کیا شے ہے فقط عالم معنی کا سفر
ان شہیدوں کی دیت اہل کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خون جن کا حرم سے بڑھ کر
آہ! اے مرد مسلماں تجھے کیا یاد نہیں
حرف لاتدع مع اللہ الٰھا آخر

علامہ اقبالؒ نے یہ اشعار کراچی کے شہید ناموس رسالت ﷺ غازی عبدالقیوم شہید (۱۹۱۲ء تا ۱۹۳۵ء) کی سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کرانے کے لیے ان کے پاس وائسرائے کی سفارش کے لیے حاضر ہونے والے محمود اسلم شاہ ایڈووکیٹ اور ان کے رفقاء کو سنائے تھے غازی عبدالقیوم کو سامراجی عدالت نے شاتم رسول نتھورام کے قتل کے الزام میں سزائے موت دی تھی اور اپیل بھی مسترد کر دی تھی شاتم رسول ہندوؤں کی مسلمان دشمن شدھی تحریک اور آریہ سماج کا سیکڑی تھا اور ''ہسٹری آف اسلام'' کے نام سے کتاب میں سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان اقدس میں انتہائی دریدہ ذہنی اور گستاخی کا مظاہرہ کیا تھا۔ جس سے برصغیر پاک و ہند میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی تھی برصغیر میں غازی علم الدین شہیدؒ، غازی عبدالرشید شہیدؒ، غازی محمد صدیق شہیدؒ، غازی مرید حسین شہیدؒ۔ غازی میاں محمد شہیدؒ اور غازی عامر عبدالرحمٰن چیمہ شہیدؒ نے سچے عشق رسول ﷺ کا مظاہرہ کرتے ہوئے شاتمین رسول کو ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیا اور خود بھی شہادت حق کے اعلیٰ منصب پر

فائز ہو گئے تحریک ناموس رسالت ﷺ کے حالیہ غازی ملک ممتاز حسین قادری رضوی شہیدؒ نے گستاخ رسول سابق گورنر سلمان تاثیر کو واصل جہنم کرنے سے پہلے اس کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ پر علماء وکلاء سے توہین رسالت کی تصدیق کی تھی۔ اس کے بعد اقدام کیا گیا تھا نیز انہوں نے سزا کے خلاف کوئی اپیل نہیں کی تھی تا کہ شہادت کے اعزاز سے محروم نہ ہو جائیں۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم اللہ کو مانتے تو ہیں لیکن اللہ کی نہیں مانتے اللہ کے احکامات قرآن جو ملک پاکستان اور دوقومی نظریہ کی اساس تھے اور جن پر عمل کے لیے یہ ملک وجود میں آیا تھا اور آئین کو اسلامی رنگ دیا گیا تھا اسلامی تشخص کے حامل آئین اور قرارداد مقاصد کی موجودگی میں پچانویں فی صد مسلمانوں کی آبادی کا ملک ہونے کے باوجود اب تک اپنے قیام کے مقصد کے حصول سے محروم ہے جس کی پاداش میں وہ دولخت بھی ہو چکا ہے۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں شاتمین رسول کے خلاف مسلم معاشرہ اور عام مسلمان کے لیے پیغمبر اسلام ﷺ کی حرمت ایمان کا جزو ہے اور رسول اکرم ﷺ کے دور سے، صحابہ کرام، خلفائے راشدین کے ادوار سے اب تک رسول اکرم ﷺ کی شخصیت کی حرمت کے بارے میں مسلمانوں کے ردعمل کا تسلسل وہی ہے جو ایک عاشق رسول کا ہونا چاہیے منصب رسالت کو نہ ماننے اور توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والوں کو نبی کریم ﷺ کے عہد رسالت سے لے کر آج تک واجب القتل قرار دیا گیا اور قرآن و احادیث میں تکریم رسالت ﷺ اور احترام رسالت ﷺ کی توثیق کی گئی ہے سورۃ توبہ سورہ احزاب، سورہ نجم، سورہ حشر اور سورہ مجادلہ میں پیغمبر اسلام کی مخالفت، توہین تمسخر اڑانے والوں اور ایذا پہنچانے والوں کو شدید عذاب کا مستحق قرار دیا گیا قرآن حکیم میں کئی آیات ہیں جنہیں ماہرین فقہ توہین رسالت کی سزا کی بنیاد قرار دیتے ہیں مستند احادیث کے مطابق حضور نبی کریم ﷺ جب فتح مکہ سے قبل سفر پر روانہ ہوئے تو آپ نے ہدایت فرمائی کہ توہین

رسالت کے مرتکبین اور نبی ﷺ کے بارے میں بے سروپا باتیں پھیلانے والوں اور تمسخر اڑانے والوں کو ہرگز نہیں بخشا جانا چاہیے وہ کعبۃ اللہ کی دیواروں کے ساتھ چمٹے ہوئے پائے جائیں۔ جنگ یمامہ منکرین رسالت کے خلاف پہلا جہاد تھا جس کا حکم حضور رسالت مآب ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں دیا تھا اور جس پر عمل درآمد آپ ﷺ کے وصال کے بعد خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہوا۔ جس میں تقریباً چار ہزار حفاظ کرام شہید ہوئے تھے یہ جہاد حضرت خالد بن ولید کی قیادت میں کیا گیا۔

شاتمین رسول اور اہانت رسول کے مرتکب لوگوں کے خلاف ہر دور میں علماء کرام نے سزائے موت کے فتاویٰ دیئے ہیں اور ان کو واجب القتل قرار دیا ہے غیر منقسم ہندوستان میں علماء ہند نے بھی ان کو واجب القتل قرار دینے کے فتوے دیئے موجودہ دور میں بھی یعنی بیسویں اور اکیسویں صدی میں ملعون رشدی کے خلاف عالم اسلام کے علماء نے فتاویٰ دیئے اس طرح تسلیمہ نسرین اور ارشاد مانجی کے خلاف بھی فتاویٰ دیئے گئے اور پاکستان کے اہم ترین مفتی حضرات نے بھی یہ فتوی دیتے ہوئے گستاخان رسول کو واجب القتل قرار دیا۔

حکومت پاکستان کی منافقت اور مغرب کی کاسہ لیسی نے امت کے دل زخمی کر دیئے ہیں ہمارے مغربی ذہن رکھے والے اور سیکولر لابی کے حامل حکمران مسلمانوں کے قاتل ریمنڈ یوس کو تو امریکہ اور یورپ کی ایماء پر ملک سے فرار کروا دیتے ہیں اور توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والی آسیہ مسیح نامی خاتون کو جسے عدالت کی جانب سے سزائے موت کے حکم کو سنائے پانچ سال سے زاہد کا عرصہ گذر چکا ہے مغربی آقاؤں کے حکم پر فرانس بھیجنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور باخبر ذرائع کا کہنا ہے کہ فرانس کے شہر پیرس میں اس کے لیے ایک فلیٹ بھی آراستہ کر کے تیار رکھا گیا ہے تاکہ پاکستان سے راتوں رات فرار کرا کے اُسے وہاں منتقل کر دیا جائے حال ہی میں حکومت پاکستان نے اپنے وزیر مذہبی امور

کے وزیر کو وہیٹی کن سٹی بھیجا اور انہیں پاکستان کے دورے کی دعوت دی اور خفیہ طور پر یہ پیغام بھی دیا کہ وہ پاکستان کا دورہ جلد کریں تا کہ ملعونہ آسیہ مسیح کو اپنے دورے کی آڑ میں رہائی دلوا کر پیرس روانہ کروائیں۔

جبکہ شہید ناموس رسالت غازی اسلام ممتاز قادری شہید کو بغیر اطلاع کے پھانسی دینے کی اتنی جلدی تھی کہ شہید کے اہل وعیال کو دھوکے سے بلوا کر آخری ملاقات کرائی۔ پھانسی دینے والے جلاد کو دوسرے شہر سے بلوایا گیا جسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ اسے کس کو پھانسی دینا ہے۔ تمام اخبارات اور ٹی وی چینلو کو سرکاری احکامات پرویز رشید وغیرہ نے دیئے کہ ممتاز قادری شہید کے پھانسی کے واقعہ کو کوریج نہ دی جائے شہید کی نماز جنازہ اور تدفین کو نشر نہ کیا جائے۔ جن اداروں نے ان احکامات کی خلاف ورزی کی حکومت پاکستان ان کے اشتہارات بند کر دیئے ہیں۔ اوران کو کروڑوں روپے کا جرمانہ ادا کرنا پڑا۔

افسوس کا مقام ہے کہ وزیر اعظم میاں نواز شریف کے بھائی اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے تمام علماء کرام کو یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ غازی ممتاز قادری کو سزائے موت نہیں دی جائے گی۔ صدر مملکت ممنون حسین نے بھی جن کو یہ اختیارات حاصل ہیں کہ وہ سزائے موت کو معاف کر سکتے ہیں یا عمر قید میں تبدیل کر سکتے ہیں تقریم رسول کو غیر اہم جانتے سزائے موت برقرار رکھی حالانکہ کہا جاتا ہے کہ موصوف اسلامی ذہن رکھتے ہیں اور اسلامی مدرسے سے فارغ التحصیل ہیں۔

عرصہ دراز سے طاغوتی قوتیں مغربی سیکولر لابیاں مسلمان اور اسلام دشمن طاقتیں ہمارے درپے آزار ہیں اسلامی ملکوں کے حکمران اور اسلامی ملکوں کی تنظیم OIC اس ضمن میں انتہائی غیر فعال ہیں وہ سنگین حد تک دینی غفلت کا شکار اور اسلامی حمیت سے عاری ہیں۔

اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ پاکستان کی تمام دینی قوتیں اور اسلامی

جماعتیں متحد ہو کر اپنی داخلی اور عوامی تنظیم میں ہر سطح پر اور دوسری جماعتوں سے ملکر پورے ملک میں تحریک تحفظ ناموس رسالت ﷺ ایسے بھرپور انداز میں شروع کریں کہ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام نفاذ مصطفیٰ کی یاد تازہ ہو کر رہ جائے وران اسلام دشمن اور سیکولر ذہن کے مالک اور مغربی ملکوں کے کاسہ لیس حکمرانوں سے نجات مل جائے اور یہ تحریک اس وقت تک جاری رہنا چاہیے۔ جب تک کہ ان حکمرانوں کے قدم نہ اکھڑ جائیں اور یہ رخصت نہ ہو جائیں ہمیں حضرت محمد ﷺ سے وفاداری نبھانے کا ثبوت دینا ہے کہ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہوگا۔ انشاء اللہ

بقول حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

☆☆☆

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
گر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

☆☆☆

کروں تیرے نام پر جاں فدا
نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا

☆☆☆

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا
کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

فیصلے سے قبل صدر کی سیکیورٹی انتہائی سخت

روزنامہ خبریں لاہور (۶) ۲۳ فروری ۲۰۱۶ء

اسلام آباد (مانیٹرنگ ڈیسک) سابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کے الزام میں گرفتار ممتاز قادری کی سزائے موت کے خلاف رحم کی اپیل کے فیصلے سے قبل صدر ممنون حسین اور اہل خانہ کی سیکیورٹی انتہائی سخت کر دی گئی ہے۔ صدر ممنون حسین کی جانب سے ممتاز قادری کی سزائے موت کے خلاف رحم کی اپیل سے متعلق فیصلے سے قبل ایوان صدر میں صدر اور انکے اہل خانہ کی سیکیورٹی انتہائی سخت کر دی گئی ہے۔ ایک سینئر سیکیورٹی حکام نے بتایا کہ اگر صدر ممنون حسین کی جانب سے ممتاز قادری کی رحم کی اپیل مسترد کر دی گئی تو پورے اسلام آباد کی سیکیورٹی کا جائزہ لیا جائے گا اور اس بات کا بھی قوی امکان ہے کہ وفاقی دارالحکومت میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی جائے۔ صدر ممنون حسین کے سیکرٹری شاہد خان نے اس معاملے پر بیان دینے سے گریز کیا۔ مذہبی جماعتوں کی جانب سے خبردار کیا گیا ہے۔

نوٹ: صاحبزادہ میاں انیس الرحمان سجادہ نشین آستانہ عالیہ نوکر شریف ایک دبنگ شخصیت کے مالک ہیں خانقاہ کی خدمت میں لگے تھے کہ اچانک ناموس رسالت تحریک اور غازی ملک ممتاز حسین قادریؒ کے اشو کی طرف متوجہ ہوئے، زندگی بدل گئی ہر اہم احتجاج، کانفرنس اور پروگرام میں شرکت کرنے لگے غازی مرحوم کے چہلم پر دس ٹیوٹے اپنی جیب سے بھر کر لے گئے ساتھیوں کو دھرنے میں چار روز ٹھہرنا پڑا گاڑیاں بھی وہیں رہیں حضور کے نام پر مرنے کا عزم دل میں پال رکھا ہے عشق رسول ﷺ ان کے انگ انگ سے ظاہر ہوتا ہے بہت مخلص، مہمان نواز، جی دار، دلیر اور خدمت گزار فرد ہیں اللہ ان کی حفاظت فرمائے۔ (خالد محمود قادری)

﴿باب پنجم﴾

شہادت کے بعد خوش نصیب کالم نگار

تاریخ پاکستان کا سب سے بڑا جنازہ

از مہتاب عزیز سینئر صحافی راولپنڈی اسلام آباد

یہ کون سر سے کفن لپیٹے، چلا ہے الفت کے راستے پر
فرشتے حیرت سے تک رہے ہیں یہ کون ذی احترام آیا

سرخیاں

(۱) لیاقت باغ کے ہر اطراف میں تین کلومیٹر تک انسانی سر ہی دکھائی دے رہے تھے۔
(۲) ان میں بوڑھے، بچے اور جوان سبھی شامل تھے۔

ممتاز قادری کی پھانسی کی اتنی جلدی کیوں؟......روزنامہ جنگ لاہور ۴ مارچ ۲۰۱۶ء، از۔ انصار عباسی

کوئی دو ہفتہ قبل میں نے پاکستان کے ایک اعلیٰ حکمران سے ملنے کی درخواست کی۔ ملاقات بھی ہوگئی۔ میرا کوئی ذاتی، صحافتی یا سیاسی ایجنڈا نہیں تھا بلکہ میں تین ایسے مسائل حکمرانوں کے گوش گزار کرنا چاہ رہا تھا جو میری نظر میں بحیثیت مسلمان اور پاکستانی میری ذمہ داری بنتی تھی۔ ان تین معاملات میں اک مسئلہ ممتاز قادری کی پھانسی کے متعلق تھا۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ ممتاز قادری کو اتنی جلدی پھانسی دے دی جائے گی یا کہ حکومت نے اس بارے میں کوئی فیصلہ بھی کرلیا۔ میں نے حکران صاحب سے ممتاز قادری کی پھانسی کی سزا پر عمل درآمد روکنے کی درخواست کرتے ہوئے اپنا موقف (جو میں میڈیا میں پہلے دے چکا) دہرایا کہ سابق گورنر پنجاب کے قتل کی ذمہ داری ریاست پر آتی ہے۔ میں نے کہا کہ میں اس اصول کی مکمل حمایت کرتا ہوں کہ سزا دینا ریاست کا کام ہے اور کسی فرد یا گروہ کو یہ حق حاصل نہیں ہونا چاہیے کہ وہ سزا اور جزا کا فیصلہ کر کے دوسروں کو قتل کرے۔ میرا کہنا تھا کہ سلمان تاثیر نے بحیثیت گورنر پنجاب ایک سزا یافتہ گستاخ کو بے گناہ کہنے کے ساتھ ساتھ قانون ناموس رسالت کو بھی کالا قانون کہہ ڈالا۔ سلمان تاثیر نے

(۳) دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث کا کوئی امتیاز تو تھا ہی نہیں۔ یہاں تو مذہبی اور غیر مذہبی کسی بھی کوئی تخصیص نہیں تھی۔

(۴) کلین شیوڈ ٹائی کورٹ پہنے ہزاروں افراد بھی موجود تھے اور جینز شرٹ میں بالوں اور داڑھی کے عجیب ڈیزائن بنائے کھلنڈر بھی موجود تھے۔

(۵) پولیس کی وردیاں پہنے سینکڑوں اہلکار بھی صفوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔

پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کے آئینی سربراہ ہوتے ہوئے بھی عدالتی فیصلہ کو ماننے سے انکار کرنے کے ساتھ ساتھ ایک ایسے قانون کو کالا قانون کہہ ڈالا جس سے مسلمانوں کا ایمانی اور جذباتی لگاؤ ہے اور جس کے خاتمہ کے لیے مغرب بڑے عرصہ سے کوششوں میں لگا ہوا ہے۔ سلمان تاثیر کے اس بیان نے پاکستان بھر میں ایک اشتعال کی صورت پیدا کر دی۔ ایک طرف احتجاجوں کا سلسلہ چل نکلا تو دوسری طرف سلمان تاثیر ایک کے بعد ایک ٹی وی چینل پر اپنے انٹرویو دیتے رہے۔ لیکن اس سب کے باوجود اس وقت کی وفاقی حکومت نے اس معاملہ میں کوئی مداخلت نہ کی۔ کسی عدالت نے بھی اس معاملہ کو نہیں اٹھایا۔ میری رائے میں اگر اس وقت کی وفاقی حکومت اس تنازع کے نتیجہ میں سلمان تاثیر کو گورنری سے ہٹا دیتی یا انہیں اپنا بیان واپس لینے پر مجبور کرتی تو کوئی ممتاز قادری پیدا نہ ہوتا۔ جب انسداد دہشگردی کی عدالت نے ممتاز قادری کو دو مرتبہ موت کی سزا سنائی تو اس وقت بھی میری یہ رائے تھی کہ عدالت نے اُن عوامل کو نہیں دیکھا جو اس جرم کی وجہ بنے۔ میں نے اپنی ملاقات میں حکمران صاحب سے درخواست کی کہ ممتاز قادری کی سزائے موت پر عملدرآمد کو غیر معینہ مدت کے لیے روک دیا جائے یا اسے عمر قید میں تبدیل کر دیا جائے۔ میں نے حکمرانوں کو یہ بھی گوش گزار کیا کہ یہ کیسا انصاف ہے کہ ممتاز قادری کی سزا کو تو ہمارے عدالتی نظام نے حتمی نتیجہ تک پہنچا دیا لیکن اس گستاخی کے کیس کی اپیل پر فیصلہ ابھی تک التوا کا شکار ہے جو سلمان تاثیر کے قتل کا سبب بنا۔ میرا یہ سوال تھا کہ اگر عدالت کی طرف سے

(۶) وکلاء بھی کالے کوٹوں میں ملبوس موجود تھے۔

(۷) میڈیا کے مکمل بلیک اوٹ کے باوجود درجنوں رپورٹرز، کیمرہ مین اور فوٹو گرافر بغیر کیمروں کے موجود تھے۔ یہاں تک کہ اخبارات اور چینلز کے دفاتر کے اندر کام کرنے والے عملے کی بھی بڑی تعداد موجود تھی۔

بلاشبہ غازی ممتاز قادری شہید کا جنازہ پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا اجتماع تھا۔ ایک بین الاقوامی نشریاتی ادارے کی پاکستان میں ترجمانی کرنے والے دوست نے پوچھا کہ تمہارے خیال میں شرکاء کی تعداد کیا ہوگی۔ عرض کیا کہ سیاسی جماعتوں کے جلسوں میں جتنے افراد کی تعداد کو میڈیا ایک ملین بتایا کرتا ہے، یہ اُن سے کم از کم چھ گنا زیادہ شرکاء ہیں۔

سزا یافتہ گستاخی کے مجرموں کو پھانسی نہیں دی جا سکتی یا اُن کے کیسوں کو التوا میں ہی رکھنا مقصود ہوتا پھر ممتاز قادری کو سزا دینے کی اتنی جلدی کیوں۔ میں نے اپنی ملاقات میں حکمرانوں سے یہ بھی کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ ممتاز قادری کو پھانسی دینے پر مغربی طاقتیں ان سے بہت خوش ہوں گی لیکن کیا وہ کسی سزا یافتہ گستاخ کو بھی پھانسی دے سکتے ہیں۔ مجھے کوئی حوصلہ افزا جواب نہ ملا لیکن میں کم از کم اس لحاظ سے مطمئن ضرور تھا کہ میں نے اپنا فرض پورا کیا۔ میرا سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ یہ کیسا نظام ہے جو ممتاز قادری کو تو پھانسی دینے میں بے چین ہے لیکن عدالتوں کی طرف سے گستاخی کے سزا یافتہ مجرموں کے بارے میں معذرت خواہانہ رویہ رکھتا ہے۔ پھانسی دینی ہے تو پھر گستاخ کو بھی دو۔ لیکن گزشتہ پیر کی صبح صبح خبر سننے کو ملی کہ ممتاز قادری کو نواز شریف حکومت نے خاموشی کے ساتھ پھانسی دے دی حکمرانوں کی تو کوشش تھی کہ اسی خاموشی کے ساتھ ہی کفن دفن بھی کر دیا جائے لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ پھانسی کی خبر نے پاکستان بھر میں غم و غصہ کا ایک فوری عوامی ردعمل ظاہر کیا۔ ٹی وی چینلز جن کو ویسے تو کچھ بھی کرنے کی کھلی چھٹی ہے تو سختی سے روک دیا گیا کہ اس معاملہ میں عوام کو حقیقت سے آگاہ نہیں رکھا۔ اس کے باوجود جنازے میں لاکھوں افراد اُمڈ آئے۔ جنگ اخبار

میں دن بارہ بجے راولپنڈی کے راجہ بازار میں داخل ہوا تو جانا پہچانا منظر بالکل بدلا ہوا تھا۔ سب سے بڑا تجارتی مرکز جہاں دن کے اوقات میں پیدل چلنا بھی دشوار ہوتا ہے اس وقت خالی پڑا تھا۔ تمام لوگ صرف ایک ہی سمت رواں دواں تھے۔ کسی کو راستہ پوچھنے کی حاجت تھی نہ کسی سے منزل کا پتہ پوچھنے کی ضرورت تھی دیسی لبرلز کی دلیلوں جیسی پیچیدہ گلیاں بھی آج صراط مستقیم بنی ہوئی تھیں۔ ہر جانب سے لوگ اُمڈ رہے تھے اور ایک جانب کو رواں ہو جاتے۔ جس طرح بہار کے موسم میں چھوٹی چھوٹی ندیاں اور نالے دریا میں شامل ہو کر آگے کی جانب رواں ہو جاتے ہیں۔

تاریخی فوارہ چوک سے آگے کا منظر واقعی ایک انسانی دریا کا منظر پیش کر رہا تھا۔ باڑہ مارکیٹ کی گلی سے آگے نکل کر جب موتی مسجد تک پہنچے تو انسانی دریا کا پاٹ اس قدر بھر چکا تھا کہ رک رک کر چلنا پڑھ رہا تھا۔

گوالمنڈی چوک پار کرتے ہوئے ایک منظر یہ دیکھا کہ ڈیوٹی پر موجود ایلیٹ فورس اور پولیس کے اہلکار ممتاز قادری کے حق میں نعرے بازی کر رہے ہیں۔ کالی وردی میں ملبوس ایک تنومند جوان باآواز بلند کہہ رہا تھا کہ ممتاز میرا نبیج میٹ تھا، لیکن کیا خبر تھی کہ وہ اتنے نصیبوں والا ہے۔

کے مطابق ممتاز قادری کا جنازہ تاریخی تھا۔ جنازہ میں شرکت کرنے والے مجموعی طور پر پرامن رہے۔ ہاں میڈیا کے کچھ نمائندوں پر ٹی وی چینلز کی طرف سے اس واقع کا بلیک آؤٹ کرنے پر جنازے کے کچھ شرکاء نے تشدد کیا۔ حالانکہ ان بچارے رپورٹرز اور کیمرہ مین کا کیا قصور۔ اس بارے میں اگر کسی سے کوئی احتجاج کرنا بنتا ہے تو وہ یا تو حکومت وپیمرا سے پوچھے یا ٹی وی چینلز کے بڑوں سے۔ بہر حال ممتاز قادری کو سلمان تاثیر کے قتل کے جواب میں پھانسی دے دی گئی۔ ہم

نیشنل آرٹ کونسل کے دروازے تک لوگ صفیں بنائے بیٹھے تھے۔ نئے آنے والے اس سے آگے بیٹھتے جا رہے تھے۔ میں نے صف میں بیٹھنے کے بجائے جائزہ لینے کا فیصلہ کیا۔ کئی برسوں کی رپورٹنگ کی مہارت کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک طرف سے نکل کر مری روڈ کی طرف آ گیا۔ پہلے فیض آباد کی طرف چلنا شروع کیا، صفیں کمیٹی چوک کے انڈر پاس تک موجود تھیں، میں پلٹ کر لیاقت باغ کے سامنے سے ہوتا ہوا صدر کی جانب نکل گیا۔ جنگ بلڈنگ سے آگے مریڈ چوک کے قریب تک صفیں بنی ہوئی تھیں۔

موتی پلازہ کے پیچھے راولپنڈی میں میڈیکل کالج تک بھی صفیں نظر آ رہی تھیں۔

یہاں سے واپسی پر ایک بار پھر کالج روڈ پر مڑ گیا۔ جہاں سیور فوڈ سے آگے کرنل مقبول کے امام باڑے تک صفیں بچھی ہوئی تھیں۔ کہا جا سکتا ہے کہ لیاقت باغ کے ہر اطراف تین کلومیٹر تک انسانی سر ہی دکھائی دے رہے تھے۔ ان میں بوڑھے، بچے اور جوان سبھی شامل تھے۔ دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث کا کوئی امتیاز تو تھا ہی نہیں۔ یہاں تو مذہبی اور غیر مذہبی کی بھی کوئی تخصیص نہیں تھی۔ کلین شیوڈ ٹائی اور کوٹ پہنے ہزاروں افراد بھی موجود تھے اور جینز شرٹ میں بالوں اور داڑھی کے عجیب ڈیزائن بنائے کھلنڈرے بھی موجود تھے۔ پولیس کی وردیاں پہنے سینکڑوں اہلکار بھی صفوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وکلاء بھی کالے کوٹوں میں ملبوس موجود تھے۔ اور تو اور میڈیا کے مکمل بلیک اوٹ

اس معاملہ میں جو رائے مرضی رکھتے ہوں۔ ممتاز قادری کا معاملہ اب میرے اللہ کے سپرد ہے۔ اس نظام سے میرا صرف ایک سوال ہے کہ کیا جس مستعدی کے ساتھ انہوں نے ممتاز قادری کا کیس نبٹایا اسی تیزی سے گستاخی کے مجرموں کو سزا دینے میں کیوں نہیں دکھائی جا رہی۔ یہ انصاف

کے باوجود درجنوں رپورٹرز، کیمرہ مین اور فوٹوگرافر بغیر کیمروں کے موجود تھے۔ یہاں تک کے اخبارات اور چینلو کے دفاتر کے اندر کام کرنے والے عملے کی بھی بڑی تعداد موجود تھی۔

یہ عوام کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہی نہ تھا، یہاں موجود ہر شخص کا سینہ بھی جذبات کا خزینہ تھا۔ ایسے جذبات کہ جو اس سے پہلے ستے نہ دیکھے، بلکہ جن کا گمان تک نہ کیا جا سکتا تھا۔ ممتاز قادری کے حق میں نعرے لگانے والے پولیس اہلکاروں کا تذکرہ تو پہلے کر آیا ہوں۔ لیکن مجمعے میں نون لیگ کا ایک نو منتخب ناظم فٹ پاتھ پر چڑھ کر نواز شریف اور شہباز شریف کے خلاف نعرے لگوا رہا تھا۔

گستاخ رسول ﷺ کی ایک سزا...... سر تن سے جدا، سر تن سے جدا کی صدا ہر سمت سے بلند ہو رہی تھی۔

(تبصرہ ماخوذ۔ فیس بک یکم مارچ ۲۰۱۶ء)

ریمنڈ ڈیوس کے وقت کہاں سو رہا تھا، یہی انصاف آئین کے ساتھ غداری کرنے والوں، مئی ۲۰۱۱ء میں ایبٹ آباد آپریشن میں امریکیوں کی مدد دینے والوں کے معاملہ میں کیوں کہیں نظر نہیں آ رہا۔ کیا ہمارے ہاں کس کو سزا دینی ہے اور کسے سزا یافتہ ہونے کے باوجود مکھن سے بال کی طرح نکالنا ہے کب تک فیصلے غیروں کے اشاروں پر ہی ہوتے رہیں گے؟

با خدا دیوانہ باش و محمد ہوشیار

ارشاد احمد عارف

روزنامہ دنیا گوجرانوالہ، منگل، یکم مارچ ۲۰۱۶ء

سید یوسف سلیم چشتی مرحوم اپنے مضمون "اقبالؒ اور عشق رسول ﷺ" میں رقم طراز ہیں: "مجھے ۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۸ء تک حضرت علامہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملتا رہا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک دن غازی علم الدین شہید کا ذکر چلا تو علامہ اقبالؒ فرط عقیدت سے گلوگیر ہو گئے، آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور کہنے لگے: "اسی گلاں ای کردے رہ گئے تے ترکھاناں دا منڈا بازی لے گیا" (یعنی ہم محض باتیں ہی کرتے رہ گئے مگر ترکھانوں کا لڑکا بازی لے گیا۔)

بات واضح ہو چکی

اوریا مقبول جان

(۴ مارچ ۲۰۱۶ء روزنامہ ایکسپریس گوجرانوالہ)

وہ جن کو زعم تھا کہ ہم رائے عامہ تخلیق کرتے ہیں۔ ہم انہیں۔ آزادی اظہار کا راستہ دکھاتے ہیں۔ ہمیں صحافتی آزادی کسی ڈکٹیٹر نے تحفے میں نہیں دی بلکہ ہم نے مدتوں جدوجہد کر کے یہ آزادی حاصل کی۔ ۲۹ فروری اور یکم مارچ ۲۰۱۶ء کو لوگوں میں ان کے یہ تمام دعوے غلط ثابت ہوئے۔ عوام نے یہ ثابت کر دکھایا کہ تم وہ بزدل اور مصلحت کوش ہجوم ہو جو صرف اپنے نہیں بلکہ اپنے آقاؤں کے مفاد میں لکھتا اور بولتا ہے۔ جس آزادی صحافت اور حرمت قلم کو اپنا آدرش اور مقصد حیات سمجھتے تھے، کوئی اتنی آسانی سے ان سے چھین کے لے جائے گا۔ پورے ملک میں پھیلے لاکھوں صحافیوں میں سے کسی ایک نے بھی صدائے احتجاج بلند نہ کی۔ یہ وہی لوگ تھے جن کے چند پروگراموں پر افتخار چودھری کی بحالی کی تحریک میں پرویز مشرف نے پابندی لگائی تھی تو وہ

مزید لکھتے ہیں ''غازی علم الدینؒ کی شہادت نے تمام مسلمانوں کو متاثر کیا، کچھ حضرات ڈاکٹر محمد قبالؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا کہ آیا علم الدینؒ کی موت شہادت ہے یا نہیں؟ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا، اس کا انحصار نیت پر ہے، اگر یہ حقیقت ذہن میں ہو کہ ناموس رسالتؐ پر حملہ آور کا مقصد پیغمبر علیہ السلام کے وقار کو مجروح اور اس ایمان محکم کو متزلزل کرنا ہے جو اس پیغام رشد و ہدایت پر استوار ہے تو یہ صرف انسانی یا پیغمبرانہ وقار کا قتل نہیں، بلکہ انسانیت کی عزت و وقار کا قتل بن جاتا ہے، اس کوشش یا اقدام کے خلاف ہر مدافعت صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہوتی ہے اور وہی اس کا ٹھیک اجر دینے والا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ کہہ کر رقت آمیز لہجے میں کہا، میں تو یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی شخص میرے پاس آ کر کہے کہ حضور اکرم ﷺ نے میلے کپڑے پہنے ہوئے تھے''۔

تمام اینکر پرسن اپنے پروگرام لیکر اسلام آباد کی ایک سڑک پر آ گئے تھے اور وہاں عوام کے سامنے اپنے پروگرام منعقد کرتے لیکن ان سب کو ان دنوں میں یہ سب کچھ یاد نہ آیا۔ اپنے خوبصورت دفاتر میں بیٹھے اس بات پر بحث کرتے رہے کہ ٹھیک ہوا یا نہیں ہوا۔ لیکن شاید سب لوگ یہی چاہتے تھے۔ ذرا اس پورے قصے کی تاریخ میں جائیں تو آپ کو میڈیا کے بڑے بڑے نام اس داستان سے کھیلتے ہوئے اور اپنا مقصد حاصل کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔ جس دن آسیہ کو توہین رسالت کے جرم میں عدالت سے سزا ہوئی تو اس دن سے لے کر سلمان تاثیر کے واقعے تک آپ تمام ٹی وی چینلز کے پروگرام ملاحظہ کریں۔ آپ کو یہ سب کے سب عدالت، قانون، انصاف اور حکومت کا مذاق اڑاتے نظر آئیں گے۔ مملکت خداداد پاکستان کی وہ این جی اوز جو اس ملک میں موجود مغرب کے سفارت خانوں سے ایک خاص نظریے اور مقصد کی ترویج کے لیے مسلسل مدد حاصل کرتی ہیں، جن کے گروہ کو سول سوسائٹی کا نام دیا جاتا ہے۔ ایسا گمراہ کن نام جیسے اٹھارہ کروڑ لوگوں میں یہ چار یا پانچ سو لوگ ہی سول ہیں جبکہ باقی پوری قوم تو غیر مہذب یا غیر سول ہیں۔ ان

حیات اقبالؒ میں ایک واقعہ مذکور ہے: ''ایک دن علامہ کے گردان کے ارادت مند جمع تھے اور علمی مسائل پر گفتگو ہو رہی تھی۔ اسی اثناء میں کالج کے چند طلبہ بھی آ کر شریک محفل ہوئے۔ دوران گفتگو ایک روشن خیال نوجوان نے حضور اکرم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی ''محمد صاحب'' کہہ کر لیا۔ علامہ غصے سے کانپنے لگے، چہرہ سرخ ہو گیا، فرمایا اس کو میری آنکھوں سے دور کرو، اس نابکار کو میرے آقا ﷺ کا نام لینے کی تمیز بھی نہیں۔ پھر آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ بار بار کہتے، جس قوم کے نوجوانوں کی یہ حالت ہو، اس کا مستقبل کیا ہو گا''۔

یہ اس زمانے کی باتیں ہیں جب ہم انگریز کے غلام تھے، سیاسی طور پر محکوم، معاشی شعبے میں کمزور مگر ہماری قیادت مولانا محمد علی جوہرؒ، علامہ اقبالؒ اور قائداعظمؒ کے پاس تھی۔

پروگراموں میں ان کے کرتا دھرتا لوگ آ کر آسیہ کی سزا، عدالت اور توہین رسالت کے قانون پر بحثیں کرتے رہے۔ ان کے لہجے میں تمسخر بھی تھا اور تحقیر بھی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر پروگرام میں گورنر سلمان تاثیر کو بلاوجہ گھسیٹا گیا۔ میڈیا کو تو اپنا چورن بیچنا تھا۔ ریٹنگ کی دھن میں پاگل ہوئے یہ سب لوگ اسے بار بار دکھاتے اور بار پروگراموں میں اس کے منہ سے ایسے فقرے اگلوانے کی کوشش کرتے جس سے اشتعال پیدا ہو۔ ان کا ایک خاص طریقہ کار ہے۔ پاکستان میں کسی بھی قسم کی کوئی برائی، ظلم زیادتی ہو، انہوں نے بدنام کرنے کے لیے اسلام کا نشانہ ضرور بنانا ہوتا ہے۔ مثلاً کاروکاری سندھی یا بلوچ معاشرہ کی ہزاروں سال پرانی رسم ہے جو اسلام کے آنے سے پہلے سے جاری ہے لیکن جب بھی غیرت کے نام پر کوئی قتل ہوتا ہے یہ سندھی یا بلوچ قوم پرست کو نہیں بلائیں گے بلکہ ایک کمزور سے مولوی کو بلائیں گے اور اس کو گھیر گھار کے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کریں گے کہ سارا قصور مذہبی طبقے کا ہے۔ کس قدر بھونڈی دلیل ہے کہ مولوی منبر پر بیٹھ کر ایسے جرائم کو روکتا کیوں نہیں۔ تم مولوی کی سنتے ہو۔ کیا تم نے تو اسے بچوں کے کان میں اذان دینے نکاح پڑھانے اور جنازے کی دعا کے لیے رکھا ہوا ہے۔ پورے دو ماہ پاکستان کے ٹیلی ویژن چینلز پر ایک ہنگامہ برپا رہا۔ وہ جس نے آئین کے تحفظ کا حلف اٹھایا تھا۔ جس نے کہا تھا کہ ''میں اسلام جو اس پاکستان کا نظریہ اور بنیاد ہے اس کا تحفظ کروں گا۔ جسے اسمبلی کے بنائے ہوئے

وہی قائداعظم جس نے ۱۹۳۹ء میں کہا: ''مسلمانو! میں نے دنیا کو بہت دیکھا۔ دولت، شہرت اور عیش و عشرت کے لطف اُٹھائے، اب میری زندگی کی واحد تمنا یہ ہے کہ مسلمانوں کو آزاد اور سربلند دیکھوں۔ میں چاہتا ہوں کہ جب مروں تو یہ یقین اور اطمینان لے کر مروں کہ میرا ضمیر اور میرا خدا گواہی دے رہا ہو کہ جناح نے اسلام سے خیانت اور غداری نہیں کی...... میرا خدا یہ کہے کہ تم بے شک مسلمان پیدا ہوئے اور کفر کی طاقتوں کے غلبے میں علم اسلام سربلند رکھتے ہوئے مسلمان مرے''۔

اب ہم آزاد ہیں، آزادی بھی ایسی ویسی نہیں۔ اپنی نوعیت کی منفرد آزادی، بقول فیض احمد فیضؔ

ہے اہل دل کے لیے اب یہ نظم بست و کشاد
کہ سنگ و خشت مقید ہیں اور سگ آزاد

قانون اور عدالت کے فیصلوں کا بھی احترام پیدا کرتا تھا۔ ان ٹاک شوز والوں نے اسے گھسیٹ گھسیٹ کر اس سے ایسے الفاظ کہلوائے جو ان قانون اور عدالت کے فیصلے کو مشکوک کرتے تھے۔ پھر ایک دن وہ اپنی جان سے چلا گیا۔ میڈیا تو ایک جانب اس کی اپنی پارٹی میں بھی سناٹا چھا گیا اور اس کے لیڈر منہ چھپاتے پھرتے رہے۔ ایسے میں اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میڈیا کے یہ بڑے بڑے نام ممتاز قادری کے جنازے پر لگائی گئی پابندی کو ناپسند کرتے تھے، اسے آزادی صحافت پر قدغن خیال کرتے تھے، تو یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جس کے حق میں کوئی شواہد موجود نہیں۔ اس لیے کہ یہ لوگ خود بھی اس جنازے کو دکھانا ہی نہیں چاہتے تھے۔ کیسے دکھاتے، جس میڈیا نے گزشتہ پندرہ سالوں میں اسلام اور مسلمانوں کا یہ چہرہ لوگوں کے سامنے پیش کیا ہو کہ یہ شیعہ، سنی، دیوبندی اور بریلوی مسالک میں الجھے ہوئے ہیں۔ یہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ ایسے میں میڈیا کی موت تھی کہ وہ ان لوگوں کو دکھاتا جو ہر مسلک سے تعلق رکھتے تھے، لیکن عشق رسول کی لڑی نے انہیں ایک ساتھ پرو دیا تھا۔ میڈیا کا دوسرا ہتھیار یہ تھا کہ وہ یہ ثابت کرتا پھرے کہ اسلام کے پیروکار تشدد پسند ہوتے ہیں، توڑ پھوڑ کرتے ہیں۔ انہیں یہ سب کیسے گوارا تھا کہ اتنا بڑا ہجوم کہ پاکستان کی تاریخ میں ایسا نہ ہو سکا، اس قدر پرامن رہے، وہ جنازے اس ملک

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں لوٹ مار کی آزادی ہے، قانون شکنی اور آئین شکنی جرم نہیں، قتل وغارت گری کا مرتکب اگر کوئی طاقتور اور دولت مند ہو تو قابل گرفت نہیں۔ کراچی میں جن لوگوں نے پچیس ہزار بے گناہ مار ڈالے، بلدیہ فیکٹری میں تین سو معصوم جل گئے، وہ اب بھی سیاسی میدان میں دندناتے پھرتے ہیں اور قانون کا نام لیتے ہوئے آزاد میڈیا کی زبان پر چھالے پڑتے ہیں جبکہ رسول اکرم ﷺ کی گستاخی کا ارتکاب کرنے والوں سے اوّل تو ریاست تعرض نہیں کرتی، حیلوں بہانوں سے ایف آئی آر کے اندراج سے اعراض برتا جاتا ہے، جہاں کہیں قانون کسی مجرم کو اپنی گرفت میں لے اور کوئی عدالت خوف خدا، خوف خلق اور قانونی تقاضوں کے تحت ناقابل تردید شواہد کی روشنی میں سزا سنا دے تو اس پر عملدرآمد کی نوبت کبھی نہیں آتی اور ریاستی اداروں کی مہربانی سے سزا یافتہ مجرم بیرون ملک چلے جاتے ہیں، وی آئی پی پروٹوکول کے ساتھ۔

میں نزدیکی دور میں ہیں۔ ایک بے نظیر بھٹو کا جنازہ اور سوگ کہ تین دن تک اس ملک میں ہر طرح کا ظلم روا رکھا گیا۔ درجنوں ریلوے اسٹیشنوں کو آگ لگائی گئی۔ ہزاروں گھروں کو لوٹا گیا۔ عصمتیں تک تار تار کی گئیں اور یہ سب میڈیا نے دکھایا اور پھر اس کی کوکھ سے اپنی پسند کا ہیرو آصف زرداری نکالا جس کے "پاکستان کھپے" پر امن قائم ہوا۔ لیکن میڈیا کو یہ داڑھی اور عمامے والے نظر نہ آئے جو کہہ رہے تھے کہ ہم امن کی ضمانت دیتے ہیں اور انہوں نے وہ کر دکھایا۔ لیکن ایسا کچھ لکھنے سے ان کالم نگاروں کے دل پر چھریاں چلتیں، ان اینکر پرسنوں کا دل بیٹھ جاتا جو یہ ثابت کرنے میں اپنی زندگیاں گزار چکے ہیں کہ مسلمان صرف شدت پسند اور دہشت گرد ہوتا ہے۔

دو دن پاکستان میڈیا کے ۸۰ سے زیادہ چینلو کو چار یا پانچ انچ کے موبائل فون پر لگی ہوئی سکرین نے شکست دے دی اور اسی سوشل میڈیا کی فوٹیج نکال کر ٹی وی چینلوں پر چلانے کو مجبور ہیں۔ ماتم کر رہے ہیں کہ ہمارے صحافیوں پر تشدد ہوا۔ کس قدر دوغلا معیار ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو کو پاکستان کی اعلیٰ ترین عدالت نے قاتل کہا اور پھانسی کی سزا سنائی۔ اسے پاکستان کا پورا میڈیا شہید بھی کہتا ہے اور اس کی برسی کو ہر سال براہ راست نشر بھی کرتا ہے۔ ایمل کانسی نے امریکہ میں دو لوگوں کو قتل کیا۔ اسے امریکہ کے حوالے کیا گیا اور ہم نے امریکی اٹارنی جنرل سے یہ فقرہ بھی سنا۔۔

کہنے کو یہاں انسداد توہین رسالتؐ کے لیے ایک قانون موجود ہے، ۲۹۵ سی، مگر آج تک یہ محض نمائشی قانون ہے جسے پاکستان کے خلاف پروپیگنڈے کے لیے ہمیشہ استعمال کیا گیا۔ جذباتی اور غیر متوازن افراد نے ہمیشہ اس صورتحال کا فائدہ اٹھا کر قانون کو ہاتھ میں لیا اور مسائل پیدا کیے۔ ناموس رسالت ﷺ کے حوالے سے غیر محتاط اظہار خیال، بیرون ملک توہین رسالتؐ کے واقعات پر آزادی اظہار رائے کی آڑ میں غیر ذمہ دارانہ بحث و تمحیص اور سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین، ٹیری، جونز اور اس قبیل کے دیگر گستاخان رسولؐ کے خلاف پر امن احتجاج کو انتہا پسندی قرار دینے کی روش نے پاکستان میں حساسیت بڑھا دی ہے اور ہر راسخ العقیدہ مسلمان کو شبہ ہے کہ مغربی استعماری ایجنڈے کے تحت یہاں عشق مصطفیٰ ﷺ کو جرم اور توہین رسالت کو انفرادی حق قرار دینے کی راہ ہموار کی جارہی ہے۔

ممتاز قادری کو اعلیٰ عدالتوں سے سزا ملی تو معاشرے کا ردعمل متوازن رہا۔ اگرچہ ممتاز قادری کے وکلا نے دعویٰ کیا کہ اُن کا موقف توجہ اور تسلی سے سنا گیا نہ مطلوبہ گواہوں کو شہادت کا موقع ملا، تاہم سلمان تاثیر کی حفاظت پر مامور شخص کا قانون ہاتھ میں لینا عوامی سطح پر پسندیدگی حاصل نہ کرسکا، یہ توقع مگر کسی کو بھی نہیں تھی کہ میاں نواز شریف جیسے عبادت گزار

کہ پاکستانی سرمائے کے لیے اپنی ماں کو بھی بیچ دیتے ہیں۔ جس دن اسے سزا دی گئی پرویز مشرف کی آمریت تھی لیکن اس پر پروگرام ہوتے رہے۔ میں خود کوئٹہ میں اس کے جنازے میں موجود تھا۔ اسے لائیو دکھایا جارہا تھا۔ اسامہ بن لادن کی موت کے بعد ٹیلی ویژن چینلوں پر کیا کچھ نہیں کہا گیا۔ ایک مصنوعی خوف پھیلایا گیا کہ پتہ نہیں کیا ہو جائے گا۔ لیکن ان سب کو اندازہ نہیں کہ کچھ جرم ایسے ہوتے ہیں جن کی ایف آئی آر، زمینوں پر نہیں آسمانوں پر درج ہوتی ہے۔ جیسے یہاں اعانت جرم پر سزا سنائی جاتی ہے بلکہ وہ سزا شاہد جرم کرنے والے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ رسول اکرم نے فرمایا۔ اللہ نے جبریل کو ایک بستی پر عذاب مسلط کرنے کے لیے بھیجا جبریل واپس آگئے کہا وہاں ایک ایسا شخص ہے جس نے آپ کی عبادت میں آنکھ جھپکنے جیسی غفلت بھی

اور عشق رسول ﷺ کے دعویدار، گھروں میں میلاد مصطفیٰ ﷺ کی محفلیں سجانے والے وزیراعظم کے دور میں سزائے موت پر عملدرآمد کی نوبت بھی آئے گی اور ریمنڈ ڈیوس جیسے قاتل کو باعزت رہائی کا موقع فراہم کرنے والے حکمران تیزاب کے تالاب میں چھلانگ لگانے کو ترجیح دیں گے۔ بجا کہ قانون کی حکمرانی ہماری قومی ضرورت ہے مگر معاشرے میں سکون اور استحکام کے بھی کچھ تقاضے ہیں۔ جنرل پرویز مشرف نے بھی لال مسجد میں قانون کی حکمرانی کا اہتمام کیا اور اکبر بگٹی کا قتل بھی رٹ آف سٹیٹ قائم کرنے کی سنجیدہ اور شعوری کوشش تھی مگر ملک اور قوم کو حاصل کیا ہوا؟ شتر بے مہار دہشت گردی، خودکش دھماکے اور بلوچستان میں علیحدگی کی تحریک جسے بھارت، برطانیہ اور امریکہ سپورٹ کررہے ہیں۔

ممتاز قادری کے خلاف عدالتی فیصلے کی صورت میں رٹ آف سٹیٹ کا اہتمام ہو گیا تھا۔ کئی دوسرے سزایافتہ افراد جیلوں میں پڑے ہیں، یہ بھی عمر بھر رکھے جا سکتے تھے، یہ حکمت ہوتی، مگر نواز حکومت نے ممتاز قادری کی سزائے موت پر عملدرآمد کا اہتمام کر کے ایک ایسے طبقے کو بھی برگشتہ کیا ہے جو انتہا پسند ہے نہ قانون شکن اور نہ ریاست یا حکومت کے خلاف ہمہ وقت آمادۂ احتجاج، واقعی نواز شریف بم کو لات مارنے کے ماہر ہیں۔ کسی کو عاشقان رسول ﷺ کے قلب و روح کو چھلنی کرنے اور دنیا پر اپنی طاقت کی دھاک بٹھانے والوں کا انجام شاید یاد نہیں رہا۔ یہاں تو معاملہ ذات مصطفیٰ ﷺ کا بھی ہے۔ ع

باخدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار

نہیں برتی۔ اللہ نے فرمایا۔ ''یہ وہ بدبخت ہے جو عابد و زاہد تھا لیکن میرے نام کی غیرت پر اس کے چہرے کا رنگ نہیں بدلتا تھا'' اس کے اوپر پوری بستی الٹ دو۔ مفہوم حدیث)۔ اہل نظر جب کہتے تھے کہ پاکستان اللہ کے غیظ و غضب کا شکار ہونے والا ہے، سیلابوں اور زلزلوں کی آمد ہے۔ سمجھ نہیں آتی تھی کہ کیسے لیکن شاید اب تو بات روشن ہو چکی ہے۔ اللہ ہمیں اپنے عذاب سے محفوظ رکھے اور ہماری موت یقینی ہے تو ہمیں ان لوگوں کی معیت میں اٹھائے جو اللہ کے محبوب ہیں۔

عشق وفا کی سولی پر جھول گیا

سید مبشر الماس

جس دھج سے کوئی مقتل کو گیا، وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے، اس جان کی کوئی بات نہیں

وہ عشق رسول ﷺ میں فرق تھا، لبوں پر درود شریف کا ورد، جس پر سجدے سجے رہتے تھے۔ دل میں اسلام اور بانی اسلام کی محبت کا سمندر موجزن تھا کہ 4 جنوری 2011ء کی سرد شام اُس کی روحانی زندگی کو امر کرگئی۔ محبت رسول ﷺ میں تڑپتی ہوئی ایک آہ ممتاز قادری کے لبوں سے اس طرح نکلی کہ وہ پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر کا سینہ چیر گئی۔ اس روز سلمان تاثیر بحیثیت گورنر پنجاب شیخوپورہ میں قید توہین رسالت کی ملزم آسیہ کی رہائی کا پروانہ لینے گئے تھے۔ لیکن آسیہ جیل خانے کے درودیوار سے کان لگائے سلمان تاثیر کی آہٹ کی منتظر ہی رہی اور وہ راہِ عدم کے مسافر بن کر اپنے نظریات و عقائد کی لحد میں اتر گئے۔ چار جنوری 2011ء کی سہ پہر تک کوئی نہ جانتا تھا کہ ممتاز حسین قادری کون ہے؟ لیکن وقت کا پہیہ اس تیزی سے گھوما کہ ملک ممتاز حسین قادری راتوں رات ہیرو بن گیا۔ جب یہ واقعہ ہوا تو پورا معاشرہ دو حلقوں میں بٹ گیا۔

ایک وہ جو اس واقعہ کو افسوس کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور دوسرا وہ حلقہ جو

توہین رسالت ﷺ کے قانون میں تبدیلی کے سخت مخالف ہیں۔اول الذکر سوچ کے حامی افراد نے سلمان تاثیر کے قتل کے خلاف مظاہرے کئے اور قاتل کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کیا۔وہیں دوسری سوچ کے حامل افراد نے ممتاز حسین قادری کے حق میں اس امر کو طشت از بام کیا کہ انہوں نے غازی علم الدین شہید کے افکار کو دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔

راول پنڈی کے رہائشی میٹرک پاس 31 سالہ ممتاز قادری 1985ء کو پیدا ہوئے۔اُن کے بھائی دل پذیر اعوان کے مطابق وہ انتہائی شریف النفس، باادب اور ملنسار تھے۔ پانچ وقت کے پابند صوم وصلوٰۃ، تمام بھائیوں میں چھوٹے اور سب سے زیادہ دین دار تھے۔ممتاز قادری پنجاب پولیس میں ملازم ہوئے تو ان کی ڈیوٹی گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے حفاظتی دستے میں لگا دی گئی۔گورنر سلمان تاثیر نے توہین رسالت کی ملزم آسیہ کے لئے قانون کو کالا قانون کہا تو ممتاز قادری اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا۔ذرائع کا کہنا ہے کہ ممتاز قادری نے سلمان تاثیر سے استدعا کی کہ حضور اکرم ﷺ کی گستاخی کرنے والی آسیہ بی بی کا ساتھ نہ دیں اور ناموس رسالت ﷺ کے قانون کا احترام کریں تاکہ آئندہ کوئی ایسی گستاخی نہ کر سکے۔لیکن سلمان تاثیر اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔

تب 4 جنوری 2011ء کو ممتاز قادری نے سلمان تاثیر کو 27 گولیاں ماریں اور وہ جان بر نہ ہو سکے۔اس واقعہ کے بعد ممتاز حسین وہاں سے بھاگا نہیں بلکہ خود کو قانون کے حوالے کر دیا اور اقبالِ جرم کرتے ہوئے ہر قسم کی سزا کو قبول کرنے کا عہد کیا۔ممتاز قادری نے عدالت کے روبرو اپنے اعترافی بیان میں کہا کہ اُس نے سلمان تاثیر کو اس لئے قتل کیا گیا۔کہ انہوں نے توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کی حمایت کی تھی۔

اسلام آباد کی انسداد دہشت گردی کی ایک عدالت نے 2011ء میں ممتاز قادری کو دو بار سزائے موت اور جرمانے کی سزا سنائی تھی۔ ممتاز قادری نے اس سزا کے خلاف اسلام آباد ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی تھی۔ جس پر عدالت عالیہ نے انسداد دہشت گردی کی دفعات کے تحت ممتاز قادری کو سنائی گئی سزائے موت کو کالعدم قرار دے دیا تھا، تاہم فوجداری قانون کی دفعہ 302 کے تحت اُس کی سزائے موت کو برقرار رکھا گیا۔ لیکن اسلام آباد ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف جب سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی گئی تو عدالت عظمیٰ نے ممتاز قادری کی اپیل خارج کرتے ہوئے انسداد دہشت گردی کی عدالت کے فیصلے کو بحال کر دیا۔ سپریم کورٹ کے تین رکنی بنچ نے اپنے ریمارکس میں کہا تھا کہ توہین مذہب کے مرتکب کسی شخص کو اگر لوگ ذاتی حیثیت میں سزائیں دینا شروع کر دیں تو اس سے معاشرہ میں انتشار پیدا ہو سکتا ہے۔ عدالت عظمیٰ کے تین رکنی بنچ کے فیصلے کے خلاف ممتاز قادری نے سپریم کورٹ میں نظر ثانی کی بھی درخواست کی لیکن اسے بھی خارج کر دیا گیا جبکہ صدر پاکستان نے بھی ممتاز حسین قادری کی رحم کی اپیل مسترد کر دی تھی۔ چنانچہ گورنر پنجاب سلمان تاثیر کو قتل کرنے کے جرم میں اتوار اور پیر کی درمیانی رات کو انہیں اڈیالہ جیل میں تختہ دار پر لٹکا دیا گیا وہ عشق کی سولی پر جھول گئے اور غازی علم دین شہید کی یادوں کو تازہ کر گئے۔

یہ خبر دنیا بھر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ حکومت نے احتجاج کے پیش نظر راول پنڈی اور اسلام آباد سمیت ملک بھر میں سیکورٹی ہائی الرٹ کر دی۔ پھانسی کے وقت اڈیالہ جیل جانے والے تمام راستوں کو سیل کر دیا گیا تھا اور ان کا جسد خاکی قانونی کارروائی پوری کرنے کے بعد اہل خانہ کے حوالے کر دیا گیا۔

پاکستان کی 70 سالہ تاریخ میں یہ اپنی نوعیت کا انوکھا واقعہ ہے کہ کسی حکومتی عہدیدار کو توہین رسالت کی بنا پر قتل کرنے والے سرکاری اہلکار کو ملکی عدالتوں نے موت

عاشق کا جنازہ بڑی دھوم سے نکلا

سید مبشر الماس

سنٹرل جیل اڈیالہ میں پھانسی کی سزا پانے والے عاشق رسول (ﷺ) ممتاز قادری کی نمازِ جنازہ راولپنڈی کے تاریخی لیاقت باغ میں ادا کی گئی۔ نمازِ جنازہ میں تمام مکاتب فکر کے علماء، سیاسی وسماجی اور مذہبی جماعتوں کے قائدین سمیت لاکھوں افراد نے شرکت کی۔

سلمان تاثیر قتل کیس میں سزائے موت پانے والے ممتاز قادری کی نمازِ جنازہ لاکھوں افراد کی موجودمیں ادا کردی گئی۔ نمازِ جنازہ کے لئے راولپنڈی کا تاریخی لیاقت باغ چھوٹا پڑ گیا۔ لاکھوں کی تعداد میں شرکاء پنڈال کے اندر اور باہر موجود تھے جو درود شریف پڑھتے رہے۔ نمازِ جنازہ میں مختلف سیاسی و مذہبی تنظیموں کے رہنماؤں نے شرکت کی جب کہ ملک بھر سے لوگ قافلوں کی صورت میں راولپنڈی پہنچے۔

پاکستان کے علاوہ خلیجی و یورپی ممالک سے کئی افراد نمازِ جنازہ میں خصوصی طور پر شریک ہوئے۔ ممتاز قادری کے جنازے میں تاحد نگاہ عوام کا جمِ غفیر تھا۔ جنازے میں شرکت کے لئے آنے والے نعرے بازی کرتے رہے جبکہ میڈیا کوریج نہ ہونے پر میڈیا کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا گیا تاہم اس قدر بڑی تعداد میں آنے والے عاشقان مکمل طور

پر پرُامن رہے اور دنیا کو پیغام دے دیا کہ ان سے زیادہ کوئی امن پسند نہیں ہے۔ انہوں نے اگرچہ جذبات کا اظہار نعرہ بازی سے کیا تاہم توڑ پھوڑ نہیں کی اور مکمل طور پر امن قائم رکھتے ہوئے ڈسپلن کے ساتھ ممتاز قادری کے سفر آخرت میں شریک ہوئے۔ ہر لب پر درود شریف تھا اور ہر آنکھ اشکبار تھی۔

ممتاز قادری کی میت کو ایمبولینس کے ذریعے اسلام آباد لے جایا گیا۔ میت کے ہمراہ لوگ پیدل سفر کرتے رہے اور تاحد نگاہ انسانوں کا ایک سمندر نظر آرہا تھا۔ شرکاء کی بڑی تعداد کے باعث منٹوں کا سفر گھنٹوں میں طے ہوا۔ نمازِ جنازہ کے موقع پر سیکورٹی کے سخت انتظامات کئے گئے تھے اور پولیس اور رینجرز کے اہل کاروں کے ساتھ ساتھ نشانہ ورشوٹر اور خصوصی فورس کے اہل کاروں کی بھاری نفری تعینات کی گئی تھی۔

راولپنڈی شہر کی بیشتر سڑکوں سے ٹریفک غائب اور کاروباری مراکز بند رہے۔ ممتاز قادری سے اظہارِ یکجہتی کے لئے راولپنڈی شہر غم اور سوگ کی تصویر بنا رہا۔ شہر کے مختلف علاقوں میں گزشتہ روز سے بند ہونے والی کاروباری مارکیٹیں آج بھی بند رہیں۔ شہر میں عملی طور پر تجارتی اور تعلیمی سرگرمیاں معطل رہیں۔ بیشتر تعلیمی اداروں میں تعطیل رہی جبکہ سرکاری اسکولوں میں حاضری نہ ہونے کے برابر تھی۔

دوسری جانب وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں بھی سیکورٹی کو ہائی الرٹ کیا گیا تھا اور ریڈ زون کو کنٹینرز لگا کر بند کر دیا گیا۔ سیکورٹی فورسز کے چاق و چوبند دستے سیکورٹی کے لئے تعینات کئے گئے تھے۔

دوسری طرف امیر جماعت اسلامی پاکستان سینیٹر سراج الحق کی اپیل پر ممتاز قادری کو پھانسی دیے جانے کے خلاف ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے کئے گئے جبکہ ادھر ضلع باغ میں امیر جماعت اسلامی آزاد کشمیر کی قیادت میں ممتاز قادری کی شہادت پر احتجاجی مظاہرہ کیا گیا اور بعد ازاں غائبانہ نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔

ملک ممتاز حسین قادری کی نمازِ جنازہ راولپنڈی کی تاریخی جلسہ گاہ لیاقت باغ میں ادا کی گئی۔ جسدِ خاکی ان کی رہائش گاہ صادق آباد سے 12 بجے کے قریب صندوق میں رکھ کر ایمبولینس کے ذریعے لیاقت باغ کی طرف لے جایا گیا۔ غازی ممتاز حسین قادری کے گھر سے لے کر لیاقت باغ پہنچنے تک مذہبی جماعتوں کے رضاکاروں نے ایمبولینس کو اپنے حصار میں لئے رکھا۔

ممتاز حسین قادری کے گھر سے ایمبولینس کے روانہ ہونے پر عقیدت مندوں کا ایک سمندر ایمبولینس کے ہمراہ لیاقت باغ کی طرف روانہ ہوا۔ اس موقع پر ایمبولینس میں ممتاز حسین قادری کے والد بشیر اعوان، بھائی دلپذیر اعوان اور عابد ملک موجود تھے۔ ایمبولینس جس طرف سے گزرتی تو عقیدت مندوں کی جانب نعرۂ تکبیر، اللہ اکبر، نعرۂ رسالت، یارسول اللہ ﷺ، نعرۂ حیدری، یا علی کے فلک شگاف نعروں سے عقیدت مندوں کا خون گرمایا جاتا رہا ہے، اسی طرح بڑی تعداد میں عقیدت مندوں کی نگاہیں نم تھیں۔ ہر کوئی ممتاز حسین قادری کی قسمت اور مقدر کو خراجِ تحسین پیش کر رہا تھا۔

صادق آباد سے روانہ ہونے والی ایمبولینس کو لیاقت باغ پہنچنے تک دو گھنٹے کا وقت لگا، جبکہ عقیدت مندوں کا جمِ غفیر لیاقت باغ کے چاروں اطراف اس طرح اُمڈ آیا تھا جس طرف دیکھو تو سر ہی سر نظر آتے تھے۔ اگر مری روڈ کو فیض آباد سے دیکھا جائے تو شمس آباد سے لوگ جوق در جوق لیاقت باغ کی طرف چلے آرہے تھے اور یہ سلسلہ جنازہ پڑھے جانے کی یقینی خبر سننے تک جاری رہا، جبکہ کوہاٹی بازار تک عقیدت مندوں نے صفوں کو ترتیب دیا اور نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔ اسی طرح لیاقت باغ سے صدر کی طرف جایا جائے تو موتی محل سے آگے تک صف بندی کی گئی جبکہ عقیدت مندوں کے لئے کئے جانے والے انتظامات ناکافی نظر آئے۔ لاؤڈ سپیکر کمیٹی چوک سے پہلے تک لگائے گئے تھے جبکہ دوسری جانب سپورٹس کمپلیکس تک عقیدت مندوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ان

انتظامات سے آگے بڑھ چکا تھا۔

عقیدت مندوں کی لیاقت باغ آمد کا سلسلہ رات گئے شروع کر دیا گیا تھا۔ بیرونِ ملک اور ملک کے دور دراز علاقوں سے عقیدت مند لاکھوں کی تعداد میں آئے جہاں غیر متوقع طور پر اتنی بڑی تعداد میں عقیدت مند اور عاشق رسول ﷺ راولپنڈی پہنچے، وہیں پر راولپنڈی کے گرد و نواح کے علاقوں سے آنے والے شہری ٹرانسپورٹ کی سہولیات میسر نہ آنے کی وجہ سے ممتاز قادری کے جنازے میں شریک نہ ہونے پر ندامت اور پچھتاوے کا اظہار کرتے رہے۔

نمازِ جنازہ کی ادائیگی کے لئے بڑی تعداد میں مذہبی، سیاسی، سماجی، سول سوسائٹی کی نمایاں شخصیات نے خصوصی شرکت کی۔ اس موقع پر مفتی اعظم مفتی منیب الرحمن، سربراہ سنی تحریک ثروت اعجاز قادری، ڈاکٹر اشرف آصف جلالی، علامہ حامد سعید کاظمی، پیر سید ریاض حسین شاہ، صاحبزادہ حامد رضا، علامہ خادم حسین رضوی، پیر سعادت علی شاہ سمیت بلاتفریق معاشرے کے ہر مکتبہ فکر کے لوگوں نے جنازے میں شرکت کی۔ نمازِ جنازہ میں شریک افراد یہ دعویٰ کرتے بھی نظر آئے کہ ممتاز حسین قادری کا جنازہ پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ ہے۔

نمازِ جنازہ 3 بج کر 45 منٹ پر ادا کی گئی، جس کی وجہ سے ہزاروں کی تعداد میں افراد آواز نہ پہنچنے کی وجہ سے نمازِ جنازہ سے محروم رہے اور بعض اس وہم میں کہ جنازہ ہو چکا ہے، قبل از وقت ہی واپس ہو گئے، جبکہ نمازِ جنازہ پونے چار بجے ادا کی گئی۔

نمازِ جنازہ کی ادائیگی، نمازِ جنازہ ممتاز حسین قادری کی وصیت کے مطابق پیر سید حسین الدین شاہ نے پڑھائی۔ بعد ازاں تدفین کے لئے جسدِ خاکی کو غازی ممتاز حسین قادری کے آبائی گاؤں اٹھال کی جانب روانہ کر دیا گیا جہاں پر ان کی تدفین کا عمل مکمل

کیا گیا۔ ضلعی انتظامیہ کی جانب سے نمازِ جنازہ کی ادائیگی کے موقع پر سیکورٹی کے لئے فول پروف انتظامات کرنے کا دعویٰ بھی دھرے کا دھرا رہ گیا۔ محرم الحرام کی طرز پر سیکورٹی انتظامات کرنے کا اعلان کیا گیا تھا کہ ممتاز حسین قادری کی رہائش گاہ سے لے کر لیاقت باغ تک صرف اور صرف پیدل افراد کو جامہ تلاشی کے بعد داخلے کی اجازت دی جائے گی، تاہم نمازِ جنازہ سے قبل موٹر سائیکلوں کی بڑی تعداد پیدل افراد کے درمیان ہارن بجاتی اور راستہ مانگتی نظر آئی۔ اسی طرح مری روڈ کے اطراف میں بڑی تعداد میں موٹر سائیکل پارک کر دیئے گئے تھے، تاہم عقیدت مندوں نے جذبہ ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پرُ امن طریقے سے نمازِ جنازہ پڑھی اور بغیر کسی اشتعال انگیزی اور توڑ پھوڑ کے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو گئے۔ (روز نامہ اوصاف، لاہور، 2 مارچ 2016ء)



کی سزا سنائی۔صدرِ پاکستان نے رحم کی اپیل مسترد کر دی اور وہ پھانسی کے پھندے پر جھول گیا۔ایسے میں یہ اشعار بے اختیار لبوں پر مچل جاتے ہیں کہ:

کب یاد میں تیرا ساتھ نہیں، کب ہاتھ میں تیرا ہاتھ نہیں
صد شکر کہ اپنی راتوں میں اب ہجر کی کوئی رات نہیں
مشکل ہیں اگر حالات وہاں، دل بیچ آئیں جاں دے آئیں
دل والو! کوچۂ جاناں میں، کیا ایسے بھی حالات نہیں
جس دھج سے کوئی مقتل کو گیا، وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے، اس جاں کی تو کوئی بات نہیں
میدانِ وفا دربار نہیں، یاں نام ونسب کی پوچھ کہاں؟
عاشق تو کسی کا نام نہیں، کچھ عشق کسی کی ذات نہیں
گر بازی عشق کی بازی ہے، جو چاہو لگا دو ڈر کیا
گر جیت گئے تو کیا کہنا؟ ہارے بھی تو بازی مات نہیں

(روز نامہ اوصاف، لاہور، 2 مارچ 2016ء)



جنازوں کا فیصلہ

طارق اسماعیل ساگر

گذشتہ تین روز سے سوشل میڈیا پر جو ماتم پاکستانی صحافت کا ہو رہا ہے اس پر کسی اور کو شرم آئے یا نہ آئے میں بہرحال شرمندہ ہوں کہ بہرکیف میں بھی اسی کشتی کا سوار ہوں۔ میں اس بحث میں نہیں پڑتا کہ میڈیا کا کردار صحیح ہے یا غلط؟ نہ ہی اس بحث سے کبھی کسی کو کچھ حاصل ہوا ہے۔ البتہ میں یہ ضرور کہوں گا کہ بہرحال کسی صحافی کا ذاتی کردار ضرور اس کے اچھے یا برے ہونے کا تعین کرتا ہے۔ کسی کے ذاتی خیالات، نظریات اور وابستگیاں اگر خلوص نیت سے بھی ہوں قارئین کے نزدیک وہ ضرور متنازع بن جاتی ہیں۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ صحافی کو غیر جانبدار رہنا چاہیئے۔ اس "غیر جانبداری" کی تشریح اتنی بھیانک ہے کہ اس کے تصور ہی سے خوف آتا ہے۔ جن لوگوں نے سائیکلوں سے پیجرو تک کا سفر برق رفتاری سے طے کیا اور کرائے کے کمروں سے اسلام آباد کے محلات اور فارم ہاؤسوں کے مکین بن گئے وہ سب خود کو غیر متعصب، ترقی پسند اور غیر جانبدار کہتے ہیں اور اس "غیر جانبداری" کی قیمت بھی اپنی مرضی کے بینکوں اور اکاؤنٹس میں وصول کرتے ہیں۔ اس لئے وہ غیر جانبدار یا غیر متنازع تو نہیں البتہ طعن و تشنیع کا شکار ضرور رہتے ہیں۔ یہ الگ بات ہر طرح کی تنقید سے کان اور آنکھیں بند

رکھ کر اپنا سفر جاری رکھتے ہیں اور ان کا شمار بہر حال کامیاب لوگوں میں ہوتا ہے۔

غازی ممتاز قادری کی پھانسی کے حوالے سے میڈیا کے کردار کو لعن طعن کرنے والوں کو کم از کم یہ سمجھ ضرور آ گئی ہو گی کہ حکومتی دعووں کے باوجود پاکستان میں میڈیا کتنا آزاد ہے؟ میرے محبت کرنے والے بھی مجھ سے مسلسل تقاضا کر رہے تھے کہ میں اس "لڑائی" کا حصہ بنوں لیکن حکومتی بے حس اور ڈھٹائی نے اس مرتبہ مجھے دنگ کر دیا۔ میرا موضوع غازی ممتاز قادری کی وکالت یا مخالفت نہیں۔ کوئی مسلمان بھلے وہ ایمان کے کمزور ترین درجے میں کیوں نہ ہو اس بات کا تصور ہی نہیں کر سکتا کہ وہ وجہ تخلیق کائنات، مولائے کل، ختم الرسل، سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان میں کسی بھی درجے کی گستاخی کرنے والے معلون کو زندہ رہنے کا حق دے۔ آپ کسی مرزائی دوست سے سوال کریں کہ وہ نبی کریم ﷺ کو آخری نبی مانتا ہے یا نہیں؟ وہ حلف اٹھا کر کہے گا کہ وہ آپ ﷺ کی نبوت اور آخری نبی ہونے پر ایمان رکھتا ہے لیکن اجماع امت ہے کہ مرزائی کافر ہیں اور علمائے کرام نے ثابت کیا ہے کہ آقائے نامدار ﷺ کی نبوت اور شان کو کسی بھی حوالے سے چیلنج کرنا اس پر بحث کرنا، تنقید کرنا ناقابل معافی ہے۔ سلمان تاثیر کی اس ضمن میں آزاد خیالی کا ممکن ہے اس کے ذاتی محافظ سے زیادہ اور کوئی عینی شاہد نہ رہا ہو۔ اس کی غیرت ایمانی نے یہ قبول نہ کیا اور ہم جیسے دنیا داروں کی اصطلاح میں اس نے "جذباتی" ہو کر اپنے مالک کی جان لے لی۔

اس حوالے سے ہمارے لبرل ساتھی جو عذر بھی پیش کریں وہ عذر لنگ ہے۔ ناقابل قبول ہے۔ شان رسالت مآب ﷺ کی کسی بھی سطح، کسی بھی حوالے پر تکذیب ناقابل برداشت ہے اور کوئی غیرت مند مسلمان اس کا فیصلہ ایسی حکومت اور عدالت پر نہیں چھوڑ سکتا جو ہر فیصلے کے لئے مصلحت کا شکار ہو جاتی ہو۔ اس ملک کی تاریخ سیکنڈلز اور مقتولین سے بھری پڑی ہے۔ آپ کو اس حوالے سے درجنوں کمیشن، جے آئی ٹی

رپورٹس تو ملیں گی لیکن عدالتی فیصلہ اور اس پر عمل درآمد کی کوئی مثال پیش کرنے کے لئے بھی نہیں ملے گی۔ حکومت کی یہ نالائقی اور نااہلی کسی بھی شخص کو قانون اپنے ہاتھوں میں لینے پر مجبور کرتی ہے اور وہ اپنی کر گزرتا ہے۔ غازی ممتاز قادری نے بھی یہی کیا۔

حکومت کی عظمت کو سلام کریں چونکہ انہوں نے باقی تمام اہم مقدمات از قسم درجنوں جے آئی ٹیز کی کراچی کے حوالے سے رپورٹیں، بلدیہ کیس، قصور کیس، "را" کے لئے کام کرنے والے دہشت گردوں کے کیس، موجودہ اور گزشتہ حکمرانوں کے کرپشن کے درجنوں کیس جن میں کھربوں روپے کی لوٹ مار کی گئی، کا فیصلہ کر کے ملزموں کو سزا دے تھی۔ سو انہوں نے یہاں بھی انصاف کے تقاضے پورے کرنا ضروری سمجھا اور گورنر سلمان تاثیر کے قاتلوں کے خلاف عدالتی فیصلے کا احترام لازم جانتے ہوئے چوروں اور بزدلوں کی طرح ممتاز قادری کو پھانسی پر لٹکا دیا۔ یہاں تک بھی معاملات نہیں رہے اس کے ساتھ ہی میڈیا کو پابند کر دیا کہ وہ اس حوالے سے مکمل بائیکاٹ کرے نہ جنازہ دکھائے نہ عوامی احتجاج کو ریکارڈ پر لائے نہ کوئی مباحث ہوں۔

سبحان اللہ! یہ ہے وہ دانش مندی اور آپ کے کارِ خاص لوگوں کی کارروائیاں جو ان شاء اللہ جلد ہی آپ کا کہاں بچہ کو لہو کردار کر رہیں گی۔ ہمارے وزیر اعظم کی طبیعت جولائی پر ہو تو یہ بم کو لات ضرور مارتے ہیں اور یہاں بھی آپ نے وہی کچھ کیا؟ لیکن کیوں؟ خود کو لبرل ثابت کرنے کے لئے؟ مغربی دنیا کی خوشنودی کے لئے؟ یا اپنا سافٹ چہرہ نمایاں کرنے کے لئے؟ لیکن واللہ آپ نے اس میں سے کچھ حاصل نہیں کیا۔ میاں صاحب! یہ "لاحاصل" ہے۔ آپ اس کھیل میں بری طرح پٹ گئے۔ آپ نے لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمانوں کے کلیجوں میں خنجر اتار دیا۔ ان کی آنکھیں خون روتی ہیں۔ چند سو این جی او، مغربی دنیا کے تنخواہ دار نام نہاد لبرل یا چند ٹکوں پر ضمیر فروشی کرنے والے میڈیا پرسن۔ ان سب کی تعداد کتنی ہے میاں صاحب! اور یہ کتنے بہادر

ہیں۔کس کی جرأت ہے آپ کے اس "احسن اقدام" کے لئے ایک لفظ بھی کھل کر کہہ سکے؟ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے اس قوم کی ہڈیوں سے گودا نکال لیا ہے لیکن غیرت ایمانی نہیں۔عرفان صدیقی صاحب سے پوچھ لیں۔امام احمد بن حنبل نے اس دور کے حکمرانوں سے کیا کہا تھا۔آپ نے فرمایا۔ہمارے جنازے فیصلہ کریں گے کہ کون سچا تھا اور کون جھوٹا؟ میاں صاحب! غازی ممتاز قادری کے جنازے نے فیصلہ کر دیا۔ہے۔اب منتظر رہئے مکافات عمل کے۔

(روزنامہ جہانِ پاکستان، لاہور)

آج تم ہار گئے، میں جیت گیا

غازی ممتاز قادری کی اہلخانہ سے آخری گفتگو

الوداعی ملاقات: مرزا عبدالقدوس

ممتاز قادری کے اہلخانہ کے مطابق آخری ملاقات میں قادری نے اپنے پانچ سالہ بیٹے کو پیار کیا اور اس سے قرآن پاک کی تلاوت سنی۔ اس کے بعد انتہائی پرسکون انداز میں رشتہ داروں کے سامنے نبی کریم ﷺ کے اوصاف حمیدہ بیان کیے اور انہیں دین کی تعلیمات پر عمل کرنے کی تلقین کی۔ جیل ذرائع کے مطابق ممتاز قادری نعتیہ اشعار ''یا رسول اللہ تیرے چاہنے والوں کی خیر'' پڑھتے ہوئے تختہ دار پر چڑھے۔ ممتاز قادری کے اہلخانہ کے مطابق اتوار اور پیر کی درمیانی شب ساڑھے دس بجے کے بعد ان کے گھر کے سامنے ایک ٹویوٹا ہائی ایس وین آ کر رکی، جس میں موجود سرکاری حکام نے ممتاز قادری کے بھائی ملک دل پذیر کو بلا کر کہا کہ ممتاز قادری کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، آپ، آپ کے والد اور ممتاز قادری کی اہلیہ اپنے بیٹے سمیت ہمارے ساتھ چلیں۔ ملک دل پذیر کے مطابق اُنہوں نے کہا کہ جمعرات کو ہم ان سے ملاقات کر کے آئے ہیں، وہ بالکل ٹھیک تھے پھر اس طرح رات کو اچانک جیل بلانے کا کیا مقصد ہے۔ اس پر آنے والے شخص نے اپنے موبائل سے ملک دلپذیر کی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل سے بات کروائی۔ جنہوں نے کہا کہ واقعتاً ممتاز قادری کی طبیعت ٹھیک نہیں، آپ فوراً آ جائیں۔ ملک دلپذیر کے مطابق انہیں شک ہوا کہ کچھ گڑبڑ ہے۔ تاہم وہ چند اہلخانہ کے ساتھ سرکاری گاڑی میں بیٹھ گئے جبکہ دیگر رشتہ داروں کو ٹیکسیاں کرائے پر لے کر اڈیالہ جیل پہنچنے کی ہدایت کی۔

ملک دلپذیر نے ''امت'' کو بتایا کہ وہ، ممتاز قادری کی اہلیہ اور ان کے پانچ (۵) د

سالہ بیٹے محمد علی رضا قادری سمیت ۱۸؍افراد جیل پہنچ گئے۔ جیل کے اندر ابھی گاڑی سے اترے نہیں تھے کہ سپرنٹنڈنٹ خود آ گئے اور ممتاز قادری کو پھانسی دینے کے فیصلے سے آگاہ کیا۔ ملک دلپذیر کے مطابق انہیں اس کا پہلے سے اندازہ تھا، کیونکہ اگر ممتاز قادری بیمار ہوتے تو انہیں کسی ہسپتال لے جایا جاتا۔ تمام افراد کو جیل کے اندر کمرۂ عدالت میں بٹھا دیا گیا۔ دس منٹ بعد ممتاز قادری کو لایا گیا وہ بالکل ہشاش بشاش تھے۔ انہوں نے مسکرا کر جیل حکام سے درخواست کی کہ میری خواہش ہے کہ یہ آخری ملاقات بھی میرے سیل میں ہی فرشی نشست پر ہو، جہاں ہم پہلے بھی ملتے رہے ہیں۔ حکام نے ان کی درخواست قبول کر لی۔ خاندان کے افراد کے مطابق ممتاز قادری اپنے ڈیتھ وارنٹ پر ان کے پہنچنے سے پہلے ہی دستخط کر چکے تھے اور تحریری وصیت بھی جیل سپرنٹنڈنٹ کے حوالے کر چکے تھے۔ ممتاز قادری کے بھائی ملک دلپذیر نے جیل حکام کی اجازت سے دیگر رشتہ داروں اور ممتاز قادری کے سسرال والوں کو بھی اندر بلوالیا، جو اڈیالہ جیل کے باہر پہنچ چکے تھے۔ آخری ملاقات میں خاندان کے اٹھارہ خواتین و حضرات موجود تھے۔ یہ ملاقات تقریباً ساڑھے تین گھنٹے جاری رہی۔ اس دوران ممتاز قادری ہمیشہ کی طرح دین اسلام کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔ انہوں نے اپنے پانچ سالہ بیٹے محمد علی رضا کو پیار کرتے ہوئے اس سے تلاوت قرآن سنی اور پھر نعت رسول مقبول ''یا رسول اللہ تیرے چاہنے والوں کی خیر'' خوش الحانی سے پڑھی۔ ممتاز قادری کے چچا حاجی سفیر، جو دل کے مریض ہیں، نے ''امت'' سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ''اگر ممتاز قادری سے میری آخری ملاقات نہ ہوتی تو ان کی پھانسی کے صدمے سے شاید میں بھی مر جاتا۔ لیکن ممتاز کا حوصلہ دیکھ کر میرا دل مضبوط ہو گیا اور اب میں اس کی شہادت پر مطمئن ہوں''۔

اہلخانہ کے مطابق چار بجے جیل حکام نے انہیں واپس جانے کا کہا، جس پر ممتاز

قادری نے سب سے فرداً فرداً معانقہ کیا اور آخری سفر کی طرف روانہ ہو گئے۔ لیکن چند قدم چل کر واپس مڑے اور تمام اہلخانہ سے کہا کہ مل کر کھڑے ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا اور مسکراتے ہوئے مڑ کر چلے گئے۔ اہلخانہ کے مطابق اس سے پہلے ممتاز قادری کا اپنے اہلخانہ سے تقریباً سوا گیارہ بجے آمنا سامنا ہوا، تو خوشی کے آنسو بہاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ "آج تم ہار گئے اور میں جیت گیا"۔ میں تو کہتا تھا کہ میں نے جس مقصد کے حصول کے لیے شاتم کو قتل کیا وہ پورا ہونے دو۔ لیکن آپ نے اپیل کی جو مسترد ہو گئی، اب شہادت میرا مقدر ہے"۔

آخری ملاقات کے حوالے سے اہلخانہ کا کہنا تھا کہ تمام افراد کال کوٹھی میں اس طرح بیٹھ گئے کہ ممتاز قادری اور ان کے درمیان آہنی سلاخ تھی۔ ممتاز قادری نے اپنے پانچ سالہ بیٹے محمد علی رضا قادری کو پیار کرتے ہوئے کہا کہ تلاوت سناؤ۔ اس نے تلاوت کلام پاک کی، جس کے بعد ممتاز قادری نے خوش الحانی سے "یارسول اللہ، تیرے چاہنے والوں کی خیر" پڑھی۔ اس دوران فرط جذبات سے ان کی آنکھوں سے آنسو گرتے رہے۔ نعت شریف مکمل کرنے کے بعد انہوں نے دس پندرہ منٹ تک درود پاک کا ورد کیا۔ پھر دین اسلام کی فضلیت اور نبی کریم ﷺ کے اوصاف بیان کرنے لگے انہوں نے اپنے ایک عزیز کی طرف دیکھ کر کہا کہ داڑھی نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ میرے کہنے پر نہ رکھو بلکہ یہ سوچ کر رکھ لو کہ اس عمل سے نبی کریم ﷺ کی خوشنودی حاصل ہو گی۔ اس دوران اہلخانہ خاموشی سے آنسو بہاتے رہے۔ لیکن ممتاز قادری کسی خوف سے بے نیاز تمام رشتہ داروں کو دین اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے کی تلقین کرتے رہے۔ انہوں نے کہا کہ زندگی میں جب بھی کوئی دکھ کی گھڑی آئے تو زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھیں۔ اللہ کریم نبی کریم کی وساطت سے دلی سکون عطا فرمائے گا اور آپ لوگوں کا شمار عاشقانِ رسول میں ہو گا، ممتاز

قادری کو جب بتایا گیا کہ اب ملاقات کا صرف نصف گھنٹہ باقی ہے، تو انہوں نے اپنے والد ملک محمد بشیر اعوان کے پاؤں چھوتے ہوئے کہا کہ ''آپ مجھے معاف کر دیں، میں آپ کی خدمت نہیں کر سکا اور بڑھاپے میں آپ کو چھوڑ کر جا رہا ہوں''۔ اس موقع پر ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے اور ملک بشیر سمیت کچھ رشتہ دار پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ لیکن ممتاز قادری پر سکون رہے۔ ملک بشیر اعوان نے ممتاز قادری کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لے کر چوما اور آنکھوں سے لگانا شروع کر دیا۔ اسی طرح ممتاز قادری نے اپنے سسر راجہ نفیس، چچا ملک ضمیر اور دیگر بزرگوں، خاص طور پر بڑے بھائی ملک دلپذیر اعوان سے معافی طلب کی اور کہا کہ اگر کبھی گستاخی ہوئی ہو تو معاف کر دینا۔ اس موقع پر تمام بھائیوں نے اپنے قابل فخر بھائی کو سلام پیش کیا اور کہا کہ ہمیں تم پر فخر ہے۔ موقع پر موجود اہلخانہ کے مطابق ممتاز قادری نے اپنی اہلیہ کو تسلی دی اور کہا کہ شاید میں تمہارے حق پورے نہیں کر سکا مجھے معاف کر دینا۔ اس دوران پانچ سالہ بیٹے محمد علی نے کہا کہ ''ابو، آج گھر چلیں''۔ اس پر ممتاز قادری نے کہا ''آج میں ضرور گھر آؤں گا، بس ذرا نماز پڑھ لوں، تم اپنی امی کے ساتھ گھر چلو''۔ ملاقات کا وقت ختم ہوا تو ممتاز قادری کھڑے ہو کر تمام افراد سے ملے۔ والد سے کہا کہ ''میں اپنے پیارے نبی کے پاس جا رہا ہوں، آپ افسردہ کیوں ہیں''؟ باپ نے جواب دیا ''میں افسردہ نہیں ہوں، اللہ تعالیٰ تمہاری قربانی قبول کرے، یہ شکر کے آنسو ہیں''۔ ممتاز قادری نے واپس جانے کے لیے چند قدم ہی اٹھائے تھے کہ اچانک واپس مڑے اور کہا کہ آپ سب لوگ ایک ساتھ کھڑے ہوں۔ پھر انہوں نے مسکراتے ہوئے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا اور فاتحانہ انداز سے سیکورٹی اہلکاروں کے پہرے میں تختہ دار کی طرف روانہ ہو گئے۔ اہلخانہ کے مطابق ممتاز قادری کی لاش پون گھنٹے بعد ان کے حوالے کر دی گئی۔ خواتین پہلے ہی گھر چلی گئی تھیں۔ جبکہ مرد حضرات میت کے ساتھ گھر پہنچے۔ پیر کی صبح سات بجے ممتاز

قادری کے جسد خاکی کو غسل دیکر عوام کے دیدار کے لیے رکھ دیا گیا۔ جنازے کا اعلان پیر کی سہ پہر پانچ (۵) بجے کیا گیا تھا۔ لیکن اندرون و بیرون ملک سے لوگوں کی ٹیلی فون کالز پر یہ فیصلہ تبدیل کرنا پڑا۔ شہید کے والد نے ''امت'' کو بتایا کہ ملک کے مختلف شہروں اور بیرون ملک سے لوگوں کے فون آ رہے تھے اور ان کا اصرار تھا کہ وہ جنازے میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ اس لیے جنازہ ایک دن بعد رکھا گیا ہے۔ ممتاز قادری کی میت گھر سے ملحق تین چار کنال کے وسیع پلاٹ میں برف کی سلوں کے درمیان رکھی گئی، جہاں ہزاروں افراد نے لائن میں لگ کر آخری دیدار کیا۔ وقفے وقفے سے خواتین کو بھی دیدار کرایا جاتا رہا۔ محتاط اندازے کے طابق پیر کے روز ایک لاکھ سے زائد افراد نے میت کا دیدار کیا۔ ان کے نورانی چہرے پر سکون اور مسکراہٹ نمایاں تھی۔ میت جس وسیع پلاٹ میں رکھی گئی، وہاں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی، اطراف کی گلیوں میں بھی لوگوں کا بے پناہ رش تھا۔ منتظمین کی طرف سے مسلسل اعلانات کئے جا رہے تھے کہ جو لوگ دیدار کر چکے ہیں وہ آگے تشریف لے جائیں تا کہ دوسرے افراد کو موقعہ مل سکے۔ اہل محلہ کی جانب سے گلیوں میں ٹھنڈے پانی کی سبیلوں کا بندوبست کیا گیا۔ تاہم اس موقع پر کوئی باوردی سیکورٹی اہلکار نظر نہیں آیا۔

ممتاز قادری کے اہل خانہ کے مطابق شہید قادری نے وصیت کی تھی کہ ان کی نماز جنازہ پیر الیاس عطار قادری پڑھائیں۔ وہ اگر ملک میں نہ ہوں یا کسی مجبوری کی وجہ سے نہ آ سکیں تو جامعہ ضیاء العلوم سیٹلائٹ ٹاؤن کے پیر سید حسین الدین شاہ آف راولپنڈی نماز جنازہ پڑھائیں۔

ذرائع کے مطابق لنڈی کوتل، پشاور، اکوڑہ خٹک، مردان، چارسدہ، صوابی ایبٹ آباد اور ڈیرہ اسماعیل خان سے لیکر اٹک اور میانوالی، بھکر، لیہ، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان اور راجن پور سے کراچی تک لوگ پیر کی سہ پہر جنازے کی خبر سن کر پہنچ چکے تھے۔ ان

ہزاروں لاکھوں لوگوں کا واپس جانا اور اگلے روز واپس آنا ممکن نہ تھا۔ اس لیے ہزاروں افراد نے لیاقت باغ میں ہی ڈیرے ڈال لئے تھے۔ مفتی حنیف قریشی جو کراچی سے ہنگامی طور پر راولپنڈی پہنچے تھے۔ نے ''روزنامہ امت'' سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ عاشق رسول ﷺ کا جنازہ بتادے گا کہ سچا عاشق کون ہوتا ہے؛ جبکہ گستاخوں کو جنازہ پڑھانے والا ہی نہیں ملتا۔ (یاد رہے کہ کئی علماء نے گورنر ہاوس کے امام نے بھی سلمان تاثیر کا نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کیا تھا یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا جارہا تھا) مفتی حنیف قریشی قادری نے مزید کہا کہ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا تھا کہ ''ہمارے جنازے بتادیں گے کہ حق پر کون تھا''۔ اس لیے جن کے شعور کی آنکھیں بند ہیں، وہ آج یہ صدر تک اپنی آنکھوں سے حق کو دیکھ لیں۔

ملک ممتاز قادری شہیدؒ کے پچھتر (۷۵) سالہ والد ملک محمد بشیر اعوان بیٹے کی میت سے دس میٹر دور کرسی پر بیٹھے تھے۔ ان کے بڑے بیٹے ملک دلپذیر بھی ساتھ موجود تھے۔ عقیدت مندوں کی جانب سے بیٹے کی شہادت پر معانقہ کر کے مبارکباد دینے کا سلسلہ طویل ہو گیا تو حاضرین نے اصرار کر کے انہیں کرسی پر بٹھا دیا تھا۔ ملک بشیر اعوان نے نمائندہ ''امت'' سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ''ہم اللہ کی رضا پر خوش ہیں۔ مجھے فخر ہے کہ میرے بیٹے کو عشق رسول ﷺ کے جرم میں پھانسی دی گئی اور وہ کسی بھی مرحلے پر نہیں ڈگمگایا۔ ہم نے زبردستی اپیل کی تھی، جس کا شکوہ اس نے ہم سے آخری ملاقات میں بھی کیا۔ کیونکہ اسے شہادت کی تمنا تھی۔ آخری ملاقات میں اس نے ہمیں نئے انداز سے جینے کا حوصلہ دیا ہے، جس پر ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں۔ اللہ تعالیٰ عشق رسول کا جذبہ ان تمام مسلمانوں کے سینے میں بھر دے جو نبی کریم ﷺ کے نام کا کلمہ پڑھتے ہیں''۔ اس موقع پر ممتاز قادری کے بڑے بھائی ملک دلپذیر اعوان نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہم امت کے

کردار کو سراہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کے آپ لوگوں نے دیکھا کہ میڈیا نے صحیح طور پر ہماری وکالت کا حق ادا کیا ہے انہوں نے قرآن کریم کی ایک آیت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ''اللہ تعالیٰ نے جان اور مال گروی رکھے ہیں اور وہ کسی بھی وقت واپس لے سکتا ہے۔ لیکن اگر جان اور مال اللہ کے دین کے لیے کام آ جائے تو اس سے بڑی خوش قسمتی کیا ہوگی''۔

انہوں نے بتایا کہ آج عاشقان رسول ﷺ کے لیے عید کا دن ہے اور ظالموں کے لیے موت ہے۔ ملک دلپذیر نے کہا کہ ہمیشہ سے قادری شہید کا موقف تھا کہ اگر میری جان نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے کام آ جائے تو میں ایسی کروڑوں جانیں قربان کرنے کو تیار ہوں۔ کل رات جب پھانسی کا پھندہ سامنے جھول رہا تھا، تب بھی ان کا یہی موقف تھا، جس سے ہمارے دل بھی مزید مضبوط ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت بلند کرتے وہ پھانسی گھاٹ کی طرف گئے۔ بعد میں ہمیں بتایا گیا کہ پھانسی کا پھندا انہوں نے اپنے ہاتھ سے گلے میں ڈالنے کی خواہش کی تھی جو قانونی مجبوری کی وجہ سے پوری نہ کی جا سکی۔ ملک دلپذیر اعوان نے بتایا کہ سیکورٹی اہلکاروں نے ہمیں مبارکباد دیتے ہوئے کہا ممتاز قادری خوش قسمت ہیں کہ ان کو شہادت بھی سوموار کے دن نصیب ہوئی، جس دن نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تھے۔ ان کے بڑے بھائی ملک سفیر نے کہا کہ نہ قادری شہید کو اور نہ ہمیں کوئی دکھ یا ملال ہے۔ وہ سچے عاشق رسول تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی پیروی کرنے کی ہمت دے۔ ممتاز قادری کی تدفین ان کے سسرال کے قبرستان بھارہ کہو اسلام آباد میں ہوگی۔ خاندانی ذرائع کے مطابق اس خواہش کا اظہار آخری ملاقات کے دوران ان کے سسر راجہ محمد نفیس نے کیا تھا۔ ممتاز قادری شہید اور ان کے والد ملک محمد بشیر اعوان نے ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے اسے منظور کر لیا۔

(بحالہ روزنامہ امت یکم مارچ ۲۰۱۶، کراچی)

میراث

ہارون الرشید

۲ مارچ ۲۰۱۶ء، روزنامہ دنیا

خون کو خون سے نہیں، پانی سے دھویا جاتا ہے۔ نفرت کا علاج محبت ہے، جوابی نفرت نہیں۔ اللہ اس کے رسول ﷺ اور یوم جزا پر ایمان رکھنے والوں کی ذمہ داری زیادہ ہے کہ جذبات کی آگ بھڑکانے سے گریز کریں۔ سرکار کی میراث، علم، دلیل اور خیر خواہی ہے، انتقام نہیں۔

آگ بھڑکانی ہو تو دشواری کوئی نہیں۔ اپنے کارناموں کی دلدل میں حکومت اتر چکی۔ کوئی اگر نوشتۂ دیوار پڑھنا چاہے تو پڑھ لے۔ کراچی کے ہوائی اڈے کا واقعہ آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ عقل سلب کر لی جاتی ہے، حواس کند ہو جاتے ہیں۔ میڈیا نے ہوش مندی کا مظاہرہ کیا، بلکہ ایسی احتیاط جس کی حدود خوف سے جا ملیں۔ اس پر پیمرا کا یہ طعنہ کہ نجی ٹی وی چینلوں نے مبالغہ آمیز منظر دکھائے۔ یہ مبالغہ آمیز کوریج کیا ہوتی ہے؟ کوئی جملہ؟ کوئی پروگرام؟

سارا دن یہ ناچیز ٹی وی دیکھتا اور حیران ہوتا رہا۔ لاہور سے اسلام آباد واپس جانا تھا۔ بار بار دفتر سے رابطہ کرنا پڑا۔ کیا شاہراہیں کھلی ہیں؟ صبح اخبار پڑھا تو تعجب ہوا کہ پیمرا اس پر بھی ناخوش ہے۔ وزیر کا مؤقف تو نشر کیا گیا کہ عدالتی فیصلے پر احتجاج روا نہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کا ردعمل بھی ہوا ہوگا۔ خلق تک یہ ردعمل نہیں پہنچا۔ اس کے باوجود اظہار ناراضی؟

ایک مقصد کے لیے اپنی آزادی اور حق سے دستبردار ہو کر میڈیا نے پختگی کا مظاہر

کیا۔ حکومت سے اختلاف اپنی جگہ۔ احتجاج ایسا نہ چاہیے کہ عدم استحکام پیدا ہو۔ ہوش مندی کا تقاضا یہ تھا کہ پھانسی ملتوی کر دی جاتی۔ فیصلے پر تحفظات تھے۔ ایسے کہ جن کی پشت پر دلیل کی قوت کارفرما تھی۔ امن کی آرزو نے خاموشی کو جواز فراہم کیا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ خلق خدا بے چین نہیں۔ بیقرار ہے اور بے حد۔ حکومت اسے اپنی کامیابی نہ سمجھے۔ کچھ نتائج اسے بھگتنا ہوں گے۔ میرا خیال ہے کہ بہت جلد وگرنہ آئندہ الیکشن کے ہنگام۔ لال مسجد اور اکبر بگٹی کا قتل قاف لیگ کو لے ڈوبا تھا۔ مونس الٰہی تو شاید وزیراعلیٰ نہ بن سکتے مگر پرویز الٰہی وزیراعظم ہوتے، اگر وہ واقعہ نہ ہوا ہوتا۔

عوامی احساسات کا رخ کیا ہے؟ انٹرنیٹ پر دونوں جنازوں کی تصاویر دیکھ لیجیے۔ گورنر سلمان تاثیر کا جنازہ گورنر ہاؤس میں ہوا اور اس طرح کہ شہر عبرت گاہ تھا۔ گورنر ہاؤس کے امام نے جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا۔ داتا صاحب کے خطیب سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے سن کر نہ دیا۔ کوئی اور بھی آمادہ نہ تھا۔ خود پیپلز پارٹی سے وابستہ مولوی صاحبان بھاگ گئے۔ آخر کار سرکاری اہتمام سے قائم علماء و مشائخ کی تنظیم مددگار ہوئی۔ گورنر ہاؤس کے چمن میں زیادہ سے زیادہ ۵۰ افراد جمع ہوئے۔ پہلی قطار میں رحمٰن ملک تھے، خورشید قصوری، پرویز اشرف، یوسف رضا گیلانی اور فاروق ایچ نائیک۔ نماز کے دوران وہ ایک دوسرے کو دیکھتے رہے، خوف زدہ! سرکاری چاردیواری اور پولیس کے باوجود فضا میں ایک ہیلی کاپٹر بھی موجود رہا۔

منگل کو راولپنڈی میں نماز جنازہ اس طرح ہوا کہ تل دھرنے کی جگہ لیاقت باغ میں نہیں تھی۔ رات ہی سے لوگوں نے ڈیرے جما لیے تھے۔ مری روڈ پر حد نظر تک ہجوم تھا۔ ٹھاٹھیں مارتا سمندر۔ یہ ذوق و شوق سے ادا کی جانے والی عبادت تھی، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جوان کی یادوں میں رہے گی۔ جانے والے کا موازنہ غازی علم الدین شہید سے کیا جاتا رہا۔

سلمان تاثیر گستاخی کے مرتکب نہ ہوئے تھے؛ البتہ توہین رسالت کے قانون کو کالا قانون کہا تھا۔ محافظ نے سلمان تاثیر کو قتل کیا تو پولیس کے باقی جوان خاموش کھڑے رہے۔ مقتول کے حق میں کوئی تحریک نہ اٹھی۔ کلمہ خیر کہنے والے بھی کم تھے۔ راولپنڈی کی عدالت میں وکلاء نے گل پاشی کی تو واضح ہو گیا تھا کہ عوامی جذبات کس کے ساتھ ہیں۔

اسلام جذبات کا مذہب نہیں۔ قصاص ہے اور عدل ہے، انتقام اور تخریب نہیں۔ علماء کی ایک قابل ذکر تعداد ادراک نہیں رکھتی کہ قرآنِ کریم اور احادیث رسول ﷺ میں سے انس اور الفت کا پہلو خارج نہیں کیا جا سکتا۔ جو کرتے ہیں، وہ آیات و فرامین کو فقط احکام کے نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں۔ بے سبب نہیں کہ تمام سرزمینوں میں اسلام قبول کرنے والوں نے صوفیا کا انتخاب کیا علماء کا نہیں۔ جو محبت علی بن عثمان ہجویریؒ، خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ، خواجہ نظام الدین اولیاءؒ اور بعد کے زمانوں میں خواجہ مہر علی شاہؒ کو حاصل ہوئی حتیٰ کہ شعراء، سلطان باہو، شاہ حسین، بلھے شاہ، خواجہ غلام فرید اور میاں محمد بخش کو، وہ کسی عالم دین کے حصے میں کیوں نہ آ سکی؟

جی ہاں نرمی، محبت اور خیر خواہی۔ سرکار ﷺ کا شعار یہی تھا۔ اصحاب کے درمیان تشریف فرما تھے کہ آنکھیں بھر آئیں۔ خوف سے آپ کے رفیق کانپ اٹھے کہ شاید گستاخی ہوئی۔ سوال کیا گیا تو ارشاد فرمایا: میں نے ان لوگوں کو یاد کیا جو میرے بعد آئیں گے اور مجھ سے اتنی ہی محبت کریں گے، جتنی تم کرتے ہو، حالانکہ مجھے انہوں نے دیکھا نہ ہو گا۔

برصغیر کے مسلمان کا توشہ عشق رسول ﷺ ہے اور کیوں نہ ہو۔ اللہ نے ہر کہیں ان کا ذکر ایک دائمی صداقت کے طور پر کیا ہے۔ ''سراجاً منیرا''، چمکتا ہوا سورج۔ کتاب میں ہے: ''اللہ اور فرشتے محمد ﷺ پر درود بھیجتے ہیں''۔ بار بار ارشاد یہ ہے: اطیعو اللہ و اطیعو الرسول۔ اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول ﷺ کی۔ فرمایا: مومنوں کے

باب میں (ان کی ہدایت اور نجات کے لیے) آپ ﷺ حریص واقع ہوئے ہیں۔ آنے والی تمام نسلوں کے لیے فکرمند، رحمۃ للعالمین!

الحذر، مذہبی جنونیوں سے الحذر، مگر یہ لبرل فاشٹ؟ امریکہ اور یورپ، سالانہ ایک سوارب روپے ان کی پشت پناہی پہ صرف کرتے ہیں۔ کس لیے؟ آخر کس لیے؟

خون کو خون سے نہیں، پانی سے دھویا جاتا ہے۔ نفرت کا علاج محبت ہے، جوابی نفرت نہیں۔ اللہ، اس کے رسول ﷺ اور یوم جزا پر ایمان رکھنے والوں کی ذمہ داری زیادہ ہے کہ وہ جذبات کی آگ بھڑکانے سے گریز کریں۔ سرکار کی میراث، علم، دلیل، اور خیر خواہی ہے، انتقام نہیں۔

جاتا ہوں میں حضور رسالت پناہ میں

بے نیازیاں: ڈاکٹر محمد اجمل نیازی

۳ مارچ نوائے وقت

صرف ممتاز قادری کے جنازے کی بات کرتا ہوں کہ یہ ایک تاریخ ہے۔ چشم دید گواہوں کی طرح خدا گواہ ہے کئی لوگوں نے کہا کہ ہم نے اتنا بڑا جنازہ نہیں دیکھا۔ علامہ احمد علی قصوری نے کہا کہ میں نے اپنی زندگی میں اتنا بڑا اجتماع نہیں دیکھا۔ مولانا ڈاکٹر راغب نعیمی نے کہا شانہ بشانہ کے محاورے کی سچی تصویر یہاں دیکھی۔ جنازے کی نماز میں رکوع و سجود نہیں ہوتے۔ محسن انسانیت رحمت العالمین رسول کریم حضرت محمد ﷺ کی ابدی اور ازلی ہمہ گیر اور عالمگیر بصیرت کی روحانی اور عالمی نشانیاں ثابت ہوتی رہیں گی۔ ڈاکٹر نعیمی نے بتایا کہ صف بندی کی کوئی کیفیت موجود نہ تھی۔ لوگ شانہ بشانہ تو تھے۔ لوگوں کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ وہ ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے تھے۔ علامہ قصوری صاحب نے کہا کہ مجھے

نشتر پارک کراچی میں میلاد النبی ﷺ کے جلوس میں فائرنگ کے نتیجے میں شہید ہونے والوں کے جنازے کا منظر نہیں بھولتا۔ مگر ممتاز قادری کے جنازے کا حال تو لفظوں میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ ممتاز قادری کا چہلم مینار پاکستان لاہور میں ہوگا۔

خدا کی قسم عشق رسول ﷺ ایٹم بم سے بھی بہت زیادہ طاقتور ہے۔ یہ ایسی حقیقت ہے کہ دنیا والے بھی جانتے ہیں۔ عالم اسلام میں اتنی بے بسی بے حسی، مفاد پرستی اور بے مقصدی پھیلی ہوئی ہے۔ انتشار خلفشار دہشت گردی اور آلودہ گرد غبار کی ایسی فضا ہے کہ کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ اس کے باوجود دنیا والے اور بڑی طاقتیں مسلمانوں سے ڈرتی ہیں پاکستان سے ڈرتی ہیں۔ میری یہ ناقابل تردید رائے ہے کہ بھارت چین سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا پاکستان سے ڈرتا ہے بھارت سمجھتا کے کہ انڈیا کے سامنے ایک ہی سب سے بڑی رکاوٹ ہے اور وہ پاکستان ہے۔

پاکستان ایٹمی طاقت ہے۔ پاک فوج دنیا کی بہترین فوجوں میں سے ایک ہے۔ جب افغانستان سے ایک سپر پاور کو پاک فوج نے نکالا تو ایک بھی امریکی فوجی افغانستان میں نہ تھا۔ فوجی تعاون سے ہمیں انکار نہیں ہے مگر اب بہت سے فوجی ہتھیار اور اسلحہ پاکستان میں بن رہا ہے۔ ایف ۱۶ طیارے پاکستان کو ملتے ہیں تو بھارت کے پیٹ میں مروڑ اٹھنے لگے ہیں۔ ایف ۱۶ چلانے کے لیے جذبہ چاہئے۔ یہ جذبہ کسی عشق کی روایت سے حکایت بنتا ہے۔

رب محمد ﷺ کی قسم کہ میرے اس علاقے کی طرف میرے آقا و مولا رسول کریم ﷺ نے انگشت شہادت کے اشارے سے فرمایا تھا کہ مجھے ادھر سے ٹھنڈی ہوا آتی ہے۔ یہ ٹھنڈی ہوا طوفان بن گئی تو سب کچھ بکھیر دے گی۔ مگر ہمارا عظیم رسول ﷺ اور ہم

غلامان رسول ﷺ دنیا میں نکھارنے کے لیے آئے ہیں۔ طائف میں تمام تر زیادتیوں اور تکلیفوں کے بعد آپ ﷺ نے فرشتوں سے کہا تھا کہ ان پر عذاب نہ توڑو۔ میرے ساتھ انہوں نے جو بدسلوکی کی ہے تو یہ مجھے جانتے نہیں ہیں اس کا مطلب کہ حضور ﷺ کو جاننا بھی ضروری ہے۔ مجھے لگتا ہے اور میں بڑے کرب میں مبتلا ہو کر کہہ رہا ہوں کہ ہم آپ ﷺ کو مانتے ہیں مگر ہم بھی آپ ﷺ کو جانتے نہیں ہیں۔ خدا کی قسم دنیا والے بھی آپ ﷺ کو نہ ماننے والے بھی آپ ﷺ کو جان لیں تو ہم سے بھی بڑھ کر آپ ﷺ کے عاشق ہو جائیں۔ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ اسلامیات پڑھاؤ مگر سیرت رسول ﷺ پڑھاؤ تا کہ ہمارے دلوں میں درد و گداز پیدا ہونے اور قربانی کا جذبہ بڑھتا رہے۔

آج ممتاز قادری کے جنازے کے لیے سوچتے ہوئے میرے دل میں آیا ہے کہ ہمیں عشق رسول ﷺ کے جذبے کو چینلائز کرنا چاہیے۔ اپنی زندگی میں اس جذبے کو تحریک بنایا جائے اور دنیا والوں کو بتایا جائے کہ ہم اصل میں کون ہیں۔

ایک بات اور حوصلہ افزا ہے کہ جنازے کے بعد لاکھوں لوگوں نے ڈسپلن کا بھی عظیم مظاہرہ کیا۔ نعرے بازی تو ہوئی مگر کہیں کوئی شیشہ نہیں ٹوٹا۔ کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی کہیں لوٹ مار نہیں ہوئی۔ ہر طرف امن و امان کی صورتحال رہی۔ امن و امان ایمان کی بدولت آتا ہے۔ ہمیں قدیم و جدید کے تقاضوں کے مطابق زندگی کو گل و گلزار بنا دینا چاہئے۔ اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ بندے کو باخبر ہونا چاہئے اسے اہل خبر بھی ہونا چاہئے لوگوں کو کیسے پتہ چلا اور لاکھوں کی تعداد میں وہ کیسے لیاقت باغ میں پہنچے یہاں لیاقت علی خان اور بے نظیر بھٹو کو شہید کیا گیا تھا۔ لیاقت باغ ہمیشہ کی طرح آج بھی تاریخ ساز جگہ ہے۔

عاشقِ رسول ممتاز حسین قادری شہید کا سفرِ آخرت

مفتی منیب الرحمٰن

روزنامہ دنیا گوجرانوالہ...... ہفتہ ۵ مارچ ۲۰۱۶ء

فیض احمد فیض نے کہا تھا:

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا، وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے، اس جان کی تو کوئی بات نہیں

یہی بات اہلِ عزیمت کے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انداز میں کہی تھی کہ ''ہمارے اور اہل بدعت کے موقف اور مقام کا فرق جنازوں سے واضح ہو جائے گا''۔ منگل یکم مارچ ۲۰۱۶ء کو جنازے نے فیصلہ کردیا کہ پاکستان کی سرزمین پر چشم فلک نے اس سے بڑا جنازہ شاید ہی کبھی دیکھا ہو کئی کلومیٹر پر پھیلے ہوئے نماز جنازہ کے شرکاء کی قطعی تعداد کا صحیح تخمینہ تو دشوار ہوگا، لیکن اگر کسی اجتماع کو ملین قرار دیا جا سکتا ہے تو یہ اجتماع یقیناً دو ڈھائی ملین سے کم نہیں ہوگا، جب کہ سب کو معلوم ہے کہ نماز جنازہ کی صفوں میں فاصلہ نہیں ہوتا انگریزی محاورے کے مطابق لوگ Neck to Neck کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ سب لوگ ملک کے گوشے گوشے سے اپنی قلبی انگیخت، ایمانی تقاضے اور حب رسول کے جذبے سے سرشار ہو کر آئے تھے، ہر ایک سے جیسے بن پڑا بے اختیار چل پڑا اور اس سعادت سے فیض یاب ہوا۔ لوگوں نے ایسے جنازے میں شرکت کو اپنے لیے وسیلہ شفاعت ونجات سمجھا۔

میڈیا کی دوعملی بھی عیاں ہوئی اور پہلی بار پیمرا بھی متحرک نظر آیا۔ ہمارے شہسوارانِ صحافت ہمیشہ دعویٰ کرتے رہتے ہیں کہ ہم تو آئینہ دکھاتے ہیں، جو ہے وہ نظر آتا

ہے، اگر کسی کو برا نظر آئے تو ہمیں کوسنے کے بجائے اُسے اپنا ہی چہرہ نوچ لینا چاہیے۔ ہم کہتے ہیں کہ جو آپ کا دل چاہتا ہے، وہ آپ دکھاتے ہیں، میڈیا سراسر کاروبار ہے، الا ماشاء اللہ، جسے اللہ تعالیٰ استقامت بخشے اور سچ دکھانے، سچ بیان کرنے اور سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کوئی من چلا شخص بجلی کے پول پر چڑ جائے تو اس منظر کو ۲۵ چینل نان سٹاپ لائیو نشر کرتے ہیں، جب کہ ایک عاشق رسول کا جنازہ ہو تو ان کے کیمرے اندھے بن جاتے ہیں، ان کی زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں اور ان کے قلم ٹوٹ جاتے ہیں، کیا یہ انصاف ہے؟

امام احمد حنبلؒ نے اپنے مخالفین کو اہل بدعت سے تعبیر کیا تھا۔ وہ معتزلہ تھے، جو وحی ربانی کو عقل کی سان پر چڑھا کر دین کی من پسند تاویلات کرتے تھے، یہ تاریخ اسلام کے پہلے عقلیت پسند (Rationalist) تھے، آج کل کے لبرل، مادر پدر آزاد، دین بیزار، تجدد پسند اسلامک اسکالرز اور نام نہاد مفکرین انہی کی معنوی اولاد، ان کا جدید ایڈیشن ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے ایمان والو! غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ، یہ تمہیں نقصان پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھیں گے، ان کی دلی آرزو تو یہ ہے کہ تمہیں تکلیف میں مبتلا دیکھیں، بغض تو ان کی باتوں سے عیاں ہو چکا ہے اور جو نفرت وہ اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہیں، وہ اس سے کہیں درجے زیادہ ہے''۔ (آل عمران: ۱۱۸)

عدالت نے قانونی موشگافیوں کا سہارا لیا۔ قانون انسانوں کے لیے ہوتا ہے، انسان قانون کے لیے نہیں ہوتے۔ ہر سانس میں جمہوریت کا راگ الاپنے والے جمہور کے عقائد و نظریات اور جذبات سے کھیل کر لطف اندوز ہوتے ہیں۔ عدالت نے دفاع کے وکلا، جو کہ عدالت عالیہ کے ریٹائرڈ جج تھے، کو پورے طریقے سے سنا ہی نہیں، نہ ہی اُن

کے موقف اور دلائل کو فیصلے کا حصہ بنایا، ایسا لگتا ہے کہ سب کچھ پہلے سے طے تھا۔ یہ بات تو دہرائی جاتی رہی کہ توہین رسالت نہیں کی، قانون کی توہین کی ہے اور اسے کالا قانون کہا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ قانون اگر شریعت کے مطابق ہو اور اس کی توہین کی جائے تو یہی تو شریعت کی توہین ہے، اور اگر قانون شریعت تحفظ ناموس رسالت سے متعلق ہو، تو یہ بالواسطہ توہین رسالت نہیں تو اور کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور جو شخص ہدایت واضح ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرے گا اور اہل ایمان کی (اجماعی) راہ کو چھوڑ کر کسی اور راہ پر چل پڑے گا، ہم اسے اسی کی اختیار کی ہوئی راہ پر پھیر دیں گے اور اسے جہنم میں جھونک دیں گے اور وہ نہایت ہی برا ٹھکانا ہے'' (النساء:۱۵)۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''اللہ تعالیٰ میری امت کو ضلالت پر جمع نہیں فرمائے گا، اللہ تعالیٰ کا دست تائید جماعت کو حاصل ہے، جو شخص امت کی اجماعی راہ سے الگ ہوا وہ جہنم میں گرا''۔ (سنن ترمذی:۱۶۷)

حکومتِ وقت نے شب خون مارا اور رات ایک بجے ممتاز حسین قادری شہید کی سزائے موت کو نافذ کرنے کا فیصلہ کیا۔ کیا کسی دہشت گرد کے ساتھ بھی ایسا سلوک روا رکھا گیا ہے؟ یہ ان حکمرانوں کی بدنصیبی ہے اور انہوں نے اس کا ارتکاب کر کے اپنے زوال کی پہلی اینٹ خود ہی رکھ دی ہے۔ کیا علامہ محمد اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح جب غازی علم الدین شہید کا مقدمہ لڑ رہے تھے، تو وہ ایک قاتل اور دہشت گرد کا مقدمہ لڑ رہے تھے یا عاشق رسول ﷺ کا، کیا وہ جذباتی اور مذہبی جنونی تھے یا انہیں محبت رسول ﷺ کے جذبے نے یہ سعادت بخشی؟ جج نے تو وہاں بھی قانون کی آڑ لی تھی اور انصاف کو قتل کر دیا تھا۔ یہاں میں یہ بات بھی ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف اور ان کے نمائندوں نے بعض علمائے اہلسنت سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ممتاز حسین قادری کو سزائے موت

نہیں دی جائے گی اور ہم اس معاملے کو معرض التواء میں ڈال دیں گے، لیکن اُن کا یہ قول و قرار بھی جھوٹ ثابت ہوا۔ حکمرانوں سے ہمارا سوال ہے کہ اہانتِ رسول اللہ ﷺ پر جن مجرموں کو سزائے موت ہوئی ہے، کیا ان میں جرأت ہے کہ انہیں بھی تختہ دار پر لٹکائیں۔ ایک عاشق رسول کو تو امریکہ واہل مغرب اور ملک کے اندر اُن کے ایجنٹوں کو خوش کرنے کے لیے تختہ دار پر لٹکا دیا، لیکن کیا ان میں ہمت ہے کہ گستاخانِ رسول کو بھی اُن کے عبرت ناک انجام سے دوچار کریں۔ اسی طرح سپریم کورٹ آف پاکستان سے ہر پاکستانی مسلمان کا یہ سوال ہے کہ ہماری نام نہاد آزاد عدلیہ آسیہ مسیح کے کیس کو انجام تک کیوں نہیں پہنچا رہی، اُسے کون سا خوف لاحق ہے اور کس کی خوشنودی مطلوب ہے، تاریخ کا یہ سوال اُن پر قرض ہے اور اُنہیں سوچنا چاہیے کہ تاریخ انہیں کس طبقے میں شمار کرے گی؟ جب توہین عدالت کا ڈراوا بھی ختم ہو جائے گا اور یہ لوگ عوام کے درمیان آئیں گے تو انہیں پتا چلے گا کہ عاشقانِ رسول ﷺ انہیں کس نظر سے دیکھتے ہیں۔

تقریباً ڈھائی ملین کا اجتماع اگر بے قابو ہو جاتا یا بپھر جاتا یا اُن کے جذبات کو مشتعل کیا جاتا تو تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ صورتِ حال کیا رُخ اختیار کرتی اور نہ جانے کتنی جانوں اور املاک کا نقصان ہو جاتا اور شر پسند اس میں گھس کر گھیراؤ جلاؤ اور لوٹ مار کا بازار گرم کر دیتے۔ اکابر اہلسنت نے دین حق اسلام مسلک حق اہل السنۃ والجماعۃ اور پاکستان کے بہترین مفاد میں نہ صرف اپنے جذبات کو قابو میں رکھا بلکہ عوام کو بھی برابر صبر کی تلقین کرتے رہے۔ ہم مسلسل امن وامان کی اپیل کرتے رہے، ہمارے بیانات سوشل میڈیا پر آج بھی موجود ہیں، قومی اور نجی املاک کی حرمتوں کی حفاظت کی تاکید کرتے رہے، ہم اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہیں اور لاکھوں شرکائے جنازہ کے شکر گزار ہیں کہ اُن کے تعاون کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ہمیں امن وامان کے قیام میں سرخرو فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت

اور اس کے حبیب مکرم ﷺ کے وسیلے سے ہم نہایت پرامن طریقے سے جنازے اور تدفین کے مراحل کو انجام تک پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ مختلف مکاتب فکر اور طبقات کے جو عمائدین نماز جنازہ میں شریک ہوئے، ہم اُن سب کے شکر گزار ہیں۔ راولپنڈی کے اہل دل اور اہل ثروت نے اپنی استطاعت کے مطابق شرکاء جنازہ کی خدمت کی اور انہیں سہولتیں فراہم کیں، ہم اُن سب کے بھی شکر گزار ہیں اور یہ اُن کے لیے بھی سعادت کی بات ہے، کیونکہ انہوں نے یہ سب کچھ حضور ﷺ کی محبت میں کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ غازی ممتاز حسین قادری شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے درجات کو اپنی بارگاہ میں بلند فرمائے، رسول اللہ ﷺ کی ناموس کی حفاظت کے لیے جو قربانی انہوں نے پیش کی، اُسے بارگاہِ رسالت میں شرفِ قبولیت نصیب ہو۔ مرحوم کے اعزا و اقربا اور تمام دکھی علماء و مشائخ و عوام اہلسنت اور جملہ اہل اسلام کو صبر جمیل نصیب فرمائے اور اس پر انہیں اجر عطا فرمائے۔

ممتاز قادری کا شمار تو صحابہ کرام اور بعد کے ادوار کی اُن عظیم ہستیوں کی صف میں ہوگا جو ناموس رسالت ﷺ پر قربان ہو کر شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے اور جنہوں نے وقتاً فوقتاً شاتمانِ رسول کو اُن کے عبرت ناک انجام سے دوچار کیا۔

میڈیا نے خود مصیبت مول لی ہے

وسعت اللہ خان

۶ مارچ ۲۰۱۶ء روزنامہ پاکستان لاہور

کراچی اور لاہور میں مشتعل مظاہرین نے نماز جمعہ کے بعد نجی ٹی وی چینل آج نیوز کے دفاتر پر حملہ کیا اور حیدر آباد پریس کلب کا ایک ہزار سے زائد مظاہرین نے محاصرہ

کیا۔ ایکسپریس نیوز چینل کی نشریاتی گاڑی (ڈی ایس این جی) پر بھی حملہ ہوا۔ مذہبی سیاسی جماعتوں کے حامی دراصل ممتاز قادری کی پھانسی اور جنازے کے مبینہ میڈیائی بلیک آؤٹ پر غصہ نکال رہے تھے۔ اس سے قبل اتوار کو ممتاز قادری کی پھانسی اور منگل کو راولپنڈی میں جنازے کے موقع پر کئی میڈیائی کارکنوں کو نشانہ بنایا گیا اور مار پیٹ و آلات کی توڑ پھوڑ بھی ہوئی۔ کراچی، لاہور اور چند دیگر شہروں میں بھی پچھلے چھ روز کے دوران یہی عمل دہرایا گیا۔ خود نشانہ بننے کے باوجود میڈیا نے اپنے پر ہونے والے حملوں کی خبر محتاط انداز میں نمک مرچ کے بغیر پھیکی پھیکی نشر کی۔

ایک زمانہ تھا کہ جس تنظیم کی خبر سنگل کالمی لگ جاتی یا ایک آدھ منٹ چینل پر نشر ہو جاتی تو وہ شکر یہ ادا کرتے نہیں تھکتا تھا لیکن آج حملہ آوروں کی تشفی معمولی کوریج سے کیوں نہیں ہو پاتی؟ اس معاملے کو دیکھنے کے دو طریقے ہیں۔ اول یہ کہ خود کو تسلی دے لی جائے کہ میڈیا پر حملہ کوئی نئی بات نہیں۔ گذشتہ چند برس کے دوان کیا سٹیٹ اور کیا نان سٹیٹ ایکٹرز، جس کا جہاں داؤ لگا میڈیا کو کم یا زیادہ ٹھوک ڈالا۔ خود کو یہ تسلی بھی دی جا سکتی ہے چونکہ سوسائٹی میں ہی عدم برداشت بڑھ گئی ہے لہٰذا اس کی لپیٹ میں میڈیائی کارکنوں کا آنا بھی فطری عمل ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس سوال کا جواب ڈھونڈنے کی کوشش کی جائے کہ خود پر آئی مصیبت کو دعوت دینے میں خود میڈیا کتنا قصور وار ہے اور کیوں میڈیا کے خلاف پر تشدد عمل اور ردعمل بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔

یہ درست ہے کہ پاکستان پچھلے کئی برس سے صحافیوں کے لیے پانچ خطرناک ممالک میں شامل ہے۔ خیبر پختونخوا، فاٹا، بلوچستان اور کراچی میں کئی صحافی اور میڈیائی عملہ دہشت گردی اور مسلح حملوں کا نشانہ بنے ہیں اور بن رہے ہیں۔ ان میں سے بیشتر ٹارگٹ کلنگ یا ٹارگٹڈ دہشت گردی کی زد میں آئے ہیں۔ تازہ چلن یہ ہے اب مسلح افراد یا دہشت

گردوں کے علاوہ ڈنڈہ بردار مشتعل ہجوم بھی میڈیا کو اطمینان سے زدوکوب کرتا ہے اور صحافتی تنظیمیں یوم سیاہ منانے، ایک آدھ احتجاجی ریلی نکالنے یا بازو پر سیاہ پٹی باندھنے تک محدود ہو گئی ہیں۔

بات یہ ہے کہ عمران خان اور علامہ طاہر القادری کے دھرنوں کی میڈیا نے جس طرح از خود یا کسی کے کہنے پر یا پھر ریٹنگ کے چکر میں دن رات اندھا دھند کوریج کی اور اس سے پہلے ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کی بیشتر تقاریر کو براہ راست دکھانے کا ناظرین کو جس طرح عادی بنایا اس کے بعد ہر جانب سے تشہیری کوٹے کی ڈیمانڈ میں اضافہ تو ہونا تھا۔ ہر تنظیم اور گروہ کے منہ کو کوریج کا خون تو لگنا ہی تھا۔ چنانچہ انہوں نے میڈیا سے منہ در منہ پوچھنا شروع کر دیا کہ آپ جن چھیتوں کو دن رات دکھا رہے ہیں ان میں کون سے سرخاب کے پر ہیں جو ہم میں نہیں۔ ہمیں صرف ایک آدھ منٹ کی خبر یا پریس کانفرنس کی محض دس پندرہ منٹ کی لائیو کوریج پر آخر کیوں ٹرخایا جا رہا ہے؟

ان تنظیموں اور گروہوں پر جلد آشکار ہو گیا کہ تفصیلی کوریج کرانی ہے تو میڈیا کے سر پر ڈنڈہ مسلسل لہرانا پڑے گا۔ چنانچہ دوسروں کی لمبی لمبی اور اپنی مختصر مختصر کوریج کا موازنہ کرنے والے جوشیلوں نے دھمکی، پتھراؤ اور تشدد کا راستہ چن لیا۔ اب معاملہ اتنا آگے چلا گیا ہے کہ ایک سادہ سی خبر کو کوئی گھاس نہیں ڈالتا۔ ہر وہ تنظیم اور گروہ جس کے پاس ریڈی میڈ ڈوں کا انتظام ہو مسلسل لائیو کوریج، ٹاک شوز میں نمائندگی اور اپنے پریس ریلیزوں کی من وعن اشاعت کا پیکیج چاہتے ہیں۔ جس وقت میڈیا لندن سے ہونے والا براہِ راست خطاب اور پھر اسلام آباد کے قادری و عمرانی دھرنے ذوق وشوق سے کور اور نشر کر رہا تھا اس وقت شاید اس کو احساس بھی نہیں تھا کہ آنے والے دنوں میں یہی شوق گلے کا ہار ہو جائے۔

گا۔ چنانچہ ممتاز قادری کی پھانسی کے بعد منہ مانگے کوریج کی ڈیمانڈ پوری نہ کرنے والے میڈیا کی گردن میں اب نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن، کارسہ فٹ ہو چکا ہے۔ شوق زدہ میڈیا نہ اس صورت حالات سے نمٹ پا رہا ہے اور نہ سہہ پا رہا ہے۔ ایک طرف پیمرا تو دوسری طرف بلوائی کا ڈنڈہ۔ گویا کھاؤں کدھر کی چوٹ بچاؤں کدھر کی چوٹ۔

فکری انتشار

حامد میر

بحوالہ روزنامہ جنگ، لاہور ۳ مارچ ۲۰۱۶ء

ہمیں خبر ہی نہیں کہ ہم اندر سے بکھرتے جا رہے ہیں۔ ہمارے اندر کی منافقتیں، مفاد پرستیاں اور تضادات معاشرے کو تقسیم در تقسیم کر رہے ہیں۔ طبقاتی نظام تعلیم ایک ایسے فکری انتشار کو پھیلا رہا ہے جس میں دوست دشمن بن رہے ہیں اور دشمنوں سے دوستی کی توقع کی جا رہی ہے۔ سابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کے مقدمے میں پھانسی کی سزا پانے والے پولیس اہلکار ممتاز قادری کے جنازے میں لوگوں کی بہت بڑی تعداد میں شرکت نے فی الحال حکومت کے لیے کوئی بڑا سیاسی بحران تو پیدا نہیں کیا لیکن پاکستانی معاشرے کے اندر موجود ایک بہت بڑے فکری بحران کے چہرے سے نقاب ہٹا دیا ہے۔ ارباب اختیار ٹی وی اسکرینوں پر کنٹرول قائم کر کے معاشرے میں موجود تقسیم کو چھپانے کی کوشش کرتے رہے لیکن اخبارات نے ممتاز قادری کے جنازے کو "تاریخی اجتماع" اور لاکھوں کا مجمع" قرار دے کر ان پرائیویٹ ٹی وی چینلز کی ساکھ کو بری طرح مجروح کر دیا جنہیں پیمرا نے یہ انتباہ جاری کیا تھا کہ چند افراد کے احتجاج کو بڑھا چڑھا کا پیش نہ کیا جائے، یہ عجیب ریاست

ہے۔اس ریاست کے ادارے الیکٹرانک میڈیا کو ایک اجتماع دکھانے سے روک لیتے ہیں لیکن پرنٹ میڈیا کو نہیں روکتے اور یوں الیکٹرانک میڈیا کو ممتاز قادری کے حامیوں کی نفرت اور گالیوں کا نشانہ بنا دیا گیا۔ یکم مارچ کو راولپنڈی میں ممتاز قادری کے جنازے میں شرکت کے لیے آنے والوں نے جگہ جگہ الیکٹرانک میڈیا سے وابستہ کارکنوں کو تشدد کا نشانہ بنایا اور ریاستی ادارے یہ سب خاموشی سے دیکھتے رہے۔ یہ بالکل درست ہے کہ ممتاز قادری کو پاکستان کی ایک اعلیٰ عدالت نے پھانسی کی سزا سنائی اور حکومت کے پاس اس سزا پر عملدرآمد کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہ تھا لیکن پھانسی کے لیے جس دن اور وقت کا انتخاب کیا گیا اس نے حکومت کے خلاف ایک ماحول بنا دیا۔ ایک طرف پنجاب اسمبلی نے تحفظ خواتین بل منظور کیا جسے کچھ علماء مغربی ایجنڈا قرار دے رہے تھے، دوسرطرف ممتاز قادری کو پھانسی دینے کے لیے ۲۹ فروری کے دن کا انتخاب کیا گیا کیونکہ ۲۹ فروری ہر سال نہیں آتا کچھ سال کے بعد آتا ہے۔ حکومت کو ممتاز قادری کی سزا پر عملدرآمد سے قبل سپریم کورٹ کے فیصلے میں موجود ان وجوہات کو اجاگر کرنا چاہیے تھا جن کی وجہ سے ممتاز قادری کو پھانسی کی سزا دی گئی۔ یہ سزا ۲۹ فروری کی بجائے یکم مارچ یا ۱۵ مارچ کو دی جاتی تو شاید حکومت کی نیت پر شبے کی گنجائش بھی کم ہو جاتی لیکن جس غیر محتاط انداز میں ایک عدالتی فیصلے پر عملدرآمد کیا گیا اور پھر ممتاز قادری کے حامیوں کا بلیک آؤٹ کرنے کے لیے الیکٹرانک میڈیا پر دباؤ ڈالا گیا اس نے مزید نفرتوں اور تقسیم کو جنم دیا ہے۔ اس نفرت اور بے چینی کو طاقت کے ذریعہ ختم نہیں کیا جا سکتا۔ ممتاز قادری کے حامیوں کو آپ انتہا پسند اور ملک دشمن قرار دے کر مسترد کر سکتے ہیں نہ ہی نظر انداز کر سکتے ہیں۔ ریاست کو سوچنا ہو گا کہ جس شخص کو مجرم قرار دے کر پھانسی پر لٹکایا گیا اس کے جنازے میں اتنے لوگ کیوں آئے؟ کیا ریاست ان

سب کے خلاف کارروائی کرنے کے قابل ہے یا صرف ٹی وی چینلز کو انتباہ جاری کر کے عوام کی سوچ کو بدل دے گی؟ حالات نے ثابت کیا ہے کہ ٹی وی چینلز کنگ میکر ہیں نہ گیم چینجر ہیں۔ ٹی وی چینلز عمران خان کے لانگ مارچ اور دھرنے کو کامیاب نہیں بنا سکے اور ٹی وی چینلز کو کنٹرول کر کے آپ لوگوں کو ممتاز قادری کے جنازے میں شرکت سے بھی نہ روک سکے۔ ٹی وی چینلز کا اصل کام عوامی مفاد کا خیال رکھنا ہے۔ حکومت یا اپوزیشن کے مفاد کو قومی مفاد قرار دے کر عوامی مفاد کو نظر انداز کرنا میڈیا کا کام نہیں۔ آج کے دور میں عوام کو بے وقوف نہیں بنایا جا سکتا۔

ممتاز قادری کے جنازے میں شرکت کرنے والوں کی اکثریت کا تعلق بریلوی مکتبہ فکر سے تھا۔ یہ مکتبہ فکر طالبان کا شدید مخالف ہے۔ اس مکتبہ فکر کے علماء طالبان کے خود کش حملوں کے خلاف فتویٰ دینے میں سب سے آگے رہے لیکن ممتاز قادری کی سزا پر ان علماء کا ردعمل ہمارے معاشرے میں بڑھتے ہوئے فکری انتشار کا آئینہ ہے۔ ممتاز قادری کے حامی اور مخالف دو انتہاؤں پر نظر آتے ہیں۔ حامی کہتے ہیں کہ ممتاز قادری نے غازی علم دین کا راستہ اختیار کیا، جب اس سے کہا جاتا ہے کہ غازی علم دین کے زمانے میں توہین رسالت کا قانون نہیں تھا لیکن ممتاز قادری کے زمانے میں توہین رسالت کے قانون کی موجودگی میں کسی کو اس قانون پر تنقید کے الزام میں قتل کرنا خلاف اسلام ہے تو جواب میں دلیل کی بجائے جوش دکھایا جاتا ہے۔ ممتاز قادری کے مخالفین کی بڑی اکثریت سلمان تاثیر کے قتل کی نہیں بلکہ توہین رسالت کے قانون کی مخالف ہے۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ توہین رسالت کا قانون پارلیمنٹ سے منظور شدہ ہے تو وہ پارلیمنٹ کی بالا دستی کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ مذہبی انتہا پسندوں اور لبرل انتہا پسندوں کے درمیان عوام کی

اکثریت حیران و پریشان ہے کہ وہ کدھر جائیں۔

سوال یہ ہے کہ اسلام ہمیں میانہ روی اور اعتدال کی تعلیم دیتا ہے لیکن یہ اعتدال کدھر گیا؟ کراچی ائیر پورٹ پر علماء کے ایک گروپ نے وفاقی وزیر اطلاعات پرویز رشید کے ساتھ جو رویہ اختیار کیا وہ ان علماء کے بزرگ مولانا شاہ احمد نورانی کے رویے کی نفی تھا۔ کیسی ستم ظریفی ہے کہ سلمان تاثیر جب زندہ تھے تو عتیقہ اوڈھو کو انٹرویو میں کہتے تھے کہ میڈیا بے لگام ہو چکا ہے اور کچھ ٹی وی اینکرز کو ہتھکڑیاں لگنی چاہئیں۔ سلمان تاثیر کے ایسے بیانات کی پرویز رشید مذمت کیا کرتے تھے لیکن آج کچھ علماء پرویز رشید کو سلمان تاثیر کے کھاتے میں ڈال رہے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلی تک یہ علماء اور پرویز رشید مل کر خودکش حملوں کی مذمت کر رہے تھے۔ سلمان تاثیر بھی خودکش حملوں کی مذمت کر رہے تھے۔ آج خودکش حملوں کے مخالفین آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ہم سب کو اپنی اپنی مفاد پرستیوں اور منافقتوں کی سزا مل رہی ہے۔ پہلے ہم خودکش حملہ آوروں کو ماضی کے عاقبت نااندیش حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کا نتیجہ قرار دیا کرتے تھے۔ آج خودکش حملوں کی مذمت کرنے والے ایک موثر فکری اتحاد قائم کرنے کی بجائے ایک دوسرے پر حملہ آور ہو کر ایک دوسرے کے لیے سزا بن چکے ہیں۔ ہمیں اپنے اپنے گریبان مین جھانکنے اور اپنی اپنی غلطیوں کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے، ورنہ یہ اندر سے بکھرتا ہوا معاشرہ ہماری آئندہ نسلوں کے لیے دوزخ بن سکتا ہے۔ ہمیں اپنے فیصلے خود کرنے ہوں گے۔ اپنی پالیسیاں خود بنانی ہوں گی۔ بیرونی ایجنڈے اور بیرونی دباؤ مسترد کرنا ہوگا۔

آج نواز شریف حکومت پر الزام لگایا جا رہا ہے کہ اس نے بیرونی قوتوں کو خوش کرنے کے لیے ممتاز قادری کو پھانسی پر لٹکایا اور توہین رسالت کا قانون بھی بدل دیا جائے گا۔ نیتوں کا حال تو صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے، میں ارباب حکومت کو یاد دلانا چاہتا ہوں

کہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے ایک قرارداد منظور کی تھی جس میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ توہین رسالت کے مرتکب کو پھانسی کی سزا اور تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ میں ترمیم کر کے عمر قید کا لفظ حذف کر کے صرف پھانسی کا لفظ رہنے دیا جائے۔ یہ قرارداد سردار محمد یوسف نے پیش کی اور قرارداد کی حمایت کرنے والی حکومت کے وزیر اعظم نواز شریف تھے۔ کچھ دنوں کے اندر پارلیمنٹ نے توہین رسالت کے مجرم کے لیے سزائے موت کا قانون منظور کر لیا تھا۔ پارلیمنٹ سے منظوری کے بعد اس قانون میں تبدیلی صرف پارلیمنٹ کر سکتی ہے اور موجودہ صورتحال میں پارلیمنٹ اس قانون پر نئی بحث کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ اس قانون کا غلط استعمال زیادہ تر مسلمانوں کے خلاف ہوا ہے لیکن کسی باہر والے کی خواہش پر اس قانون میں تبدیلی ہمیں اندر سے مزید بکھیر دے گی۔

یہ تو نہیں ہونا چاہیے تھا

جاوید چودھری

روزنامہ ایکسپریس ۸ مارچ ۲۰۱۶ء

ہم مسلمان دنیا کے کسی بھی کونے میں ہوں، ہم گناہ گار ہوں یا نیک، ہم غریب ہوں یا امیر اور ہم چھوٹے ہوں یا بڑے خانہ کعبہ اور روضہ رسولؐ یہ دونوں ہماری حسرتوں، ہماری عقیدتوں اور ہماری محبتوں کے مراکز ہیں، ہم رسولؐ کی محبت اور خانہ کعبہ کی عظمت کے بغیر مسلمان نہیں ہو سکتے، یہ دونوں صرف ہمارے ایمان کا حصہ نہیں ہیں بلکہ یہ ہمارا کل ایمان بھی ہیں، ہم کتنے ہی گناہ گار، سیاہ کار، لبرل اور دنیا دار کیوں نہ ہو جائیں ہمارے سامنے جب بھی رسول اللہ ﷺ کا نام لیا جائے گا، ہم بے تاب ہو جائیں گے، ہم دنیا میں ہر قسم کی گستاخی برداشت کر لیتے ہیں مگر ہم رسول اللہ ﷺ کی توہین برداشت نہیں کر سکتے،

ہم حرمت رسولؐ پر ہر وقت کٹنے کے لیے، مرنے کے لیے اور مٹنے کے لیے تیار رہتے ہیں اور یہ وہ سچائی ہے جس پر دنیا حیران ہے، دنیا یورپ اور امریکا میں رہنے والے مسلمانوں اور دنیا مغربی معاشروں میں پیدا ہونے اور بڑے ہونے والے نوجوان مسلمانوں کے رویوں پر بھی حیران ہے، یہ دیکھتے ہیں، مسلمان نوجوانوں میں وہ تمام خامیاں اور کوتاہیاں موجود ہوتی ہیں جو مغربی تہذیب کا خاصا ہیں لیکن یہ لوگ اچانک شدت پسند ہو جاتے ہیں، یہ اٹھتے ہیں، گستاخ کو قتل کرتے ہیں اور ہنستے ہنستے پھانسی پر چڑھ جاتے ہیں، کیوں؟ مغرب طویل تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچا، یہ کہ وہ جذبۂ حب رسولؐ ہے، یہ لوگ سب کچھ برداشت کر لیں گے لیکن جوں ہی عشق رسولؐ کا معاملہ آئے گا، جوں ہی کوئی شخص ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی توہین کرے گا، یہ لوگ چونک اٹھیں گے، ان کا خون کھولے گا اور یہ لوگ اسامہ بن لادن بن جائیں گے، ان لوگوں نے ۱۴ سو سال کے ڈیٹا کے تجزیے کے بعد فیصلہ کیا دنیا کو اسلام سے اتنا خطرہ نہیں جتنا خطرہ عشق رسولؐ سے ہے، ان کا خیال ہے، ہمیں اسلام کے مقابلے کی بجائے عشق رسولؐ سے نبٹنے کی حکمت عملی بنانی چاہیے، یہ لوگ ایسی حکمت عملی بناتے بھی رہتے ہیں، اس پر عمل بھی کرتے رہتے ہیں اور سلمان رشدی جیسے لوگوں کے ذریعے ان حکمت عملیوں کے نتائج بھی جانچتے رہتے ہیں، ان لوگوں کے دو بڑے ہتھیار ہیں، پہلا ہتھیار عالم اسلام کو اپنی ٹیکنالوجی کا غلام بنانا ہے، یہ اپنا یہ ہتھیار کیسے استعمال کرتے ہیں، آپ اس کی پہلی مثال ملاحظہ کیجئے۔

ہم غلاف کعبہ کو کتنی عزت، کتنی تکریم دیتے ہیں، یہ ہمارے لیے سعادت اور برکت کی حیثیت رکھتا ہے، ہمارا ایمان ہے، ہم اگر غلاف کعبہ کو تھام کر اپنے رب سے دعا کریں تو اللہ ہماری درخواست قبول کر لیتا ہے، ہم غلاف کعبہ کے حصوں کو تعویز بھی سمجھتے ہیں لیکن یہ غلاف بنتا کیسے ہے؟ کپڑا کہاں سے حاصل ہوتا ہے اور یہ کن کن مراحل سے گزر کر

خانہ کعبہ کی چھت، اس کی دیواروں تک پہنچتا ہے، اس کے بارے میں پچھلے ہفتے عرب ٹی وی نے ایک رپورٹ جاری کی، عرب ٹی وی کی رپورٹ میں انکشاف ہوا غلاف کعبہ کا کپڑا اٹلی سے منگوایا جاتا ہے، یہ کپڑا خالص سیاہ ریشم سے تیار کیا جاتا ہے، یہ تول کر خریدا جاتا ہے، پورے خانہ کعبہ کو ڈھانپنے کے لیے ۶۷۰ کلوگرام وزنی کپڑا خریدا جاتا ہے جس میں ۱۲۰ کلو گرام سونا اور ۱۰۰ کلوگرام خالص چاندی استعمال ہوتی ہے، اس کپڑے سے اللہ کے گھر کے لیے لباس تیار کیا جاتا ہے، اس کی قیمت دنیا کے مہنگے ترین کپڑے سے زیادہ ہوتی ہے، غلاف کعبہ کی تیاری کے لیے مختص کارخانے کی چیئرمین ڈاکٹر محمد باجود نے عرب ٹی وی کو بتایا، خانہ کعبہ کی زیارت کا شرف حاصل کرنے والے ہر مسلمان کی خواہش ہوتی ہے، وہ اللہ کے گھر کے لباس کی خصوصی توجہ اور عقیدت کے ساتھ زیارت کرے، غلاف کعبہ کے لیے کارخانہ ماہ محرم ۱۳۴۶ ہجری میں شاہ عبدالعزیز کے حکم سے قائم کیا گیا، جس کے بعد پہلی بار باضابطہ طور پر غلاف کعبہ کی تیاری ایک ادارے کی نگرانی میں شروع ہوئی، اس طرح غلاف کعبہ کی تیاری کا جو سلسلہ قبل از اسلام شروع ہوا تھا، وہ آج بھی جاری وساری ہے، ان سے پوچھا گیا ''غلاف کعبہ کی تیاری میں کتنا وقت درکار ہوتا ہے'' ان کا کہنا تھا ''ایک غلاف ۸ ماہ میں مکمل ہوتا ہے، غلاف کا آغاز کپڑے کی سلائی سے ہوتا ہے اور اختتام اسے خانہ کعبہ پر لہرانے سے ہوتا ہے، غلاف کی تبدیلی کے لیے تاریخ مقرر ہے، غلاف ۹ ذی الحج کو ۱۳ گھنٹے کی کوشش کے بعد تبدیل کیا جاتا ہے، غلاف کی تیاری اور سلائی میں ٹیلروں، ان کے معاونین اور دیگر کارکنوں سمیت ۱۰۰ افراد کام کرتے ہیں، غلاف کعبہ کے کئی حصے ہوتے ہیں، ایک خصوصی پٹی ۴۷ میٹر کی ہوتی ہے جس کی لمبائی ۹۵ سینٹی میٹر ہے، غلاف کعبہ کے کپڑے کی قیمت سالانہ ۲۲ سے ۲۵ ملین ریال ہوتی ہے، ایک سوال کے جواب میں ڈاکٹر باجود کا کہنا تھا ''غلاف کعبہ کی تیاری کے دوران سلائی بھی ہوتی ہے، اس پر کڑھائی بھی اور

آیت کی کشیدہ کاری بھی، اس مقصد کے لیے ایک کمیٹی قائم ہے، یہ کمیٹی غلاف پر ہونے والی کڑھائی کی نگرانی کرتی ہے اور اس میں حسب ضرورت قطع و برید کی ذمہ دار ہوتی ہے، غلاف کعبہ کی تیاری کے لیے قائم کردہ کارخانے میں ۲۱۰ افراد کام کرتے ہیں، ان میں ٹیلر بھی ہیں، پرنٹر بھی، غلاف کی تیاری کے نگران بھی اور کپڑے کو رنگنے والے بھی، ان مستقل ورکروں کے علاوہ سعودی عرب کی مختلف یونیورسٹیوں کے طلباء کو بھی گریجوایشن کے بعد نو ماہ کا کورس کرایا جاتا ہے، ان طالب علموں کو غلاف کعبہ کی تیاری کے تمام مراحل سے آگاہ کیا جاتا ہے"۔ آپ ملاحظہ کیجئے، کعبہ ہمارا، غلاف ہمارے کعبے کا لیکن کپڑا اٹلی سے آتا ہے اور اٹلی کہاں ہے، یورپ میں! آپ تھوڑی سی مزید تحقیق کریں تو آپ کو معلوم ہوگا، اٹلی عیسائی دنیا کا مقدس ترین ملک ہے، کیوں؟ کیونکہ عیسائیوں کا مقدس ترین شہر ویٹی کن سٹی اٹلی میں ہے، یہ روم کا حصہ ہے اور ہمارے کعبے کا غلاف اسی ملک کی ایک عیسائی کمپنی بناتی ہے، یہ کیا ہے؟ یہ تکنیکی غلامی ہے اور ہم اس غلامی میں ان ملکوں کے محکوم ہیں جن سے ہماری دشمنی ہے، جن پر ہم غلبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں، کیا یہ محکومی یہ ثابت نہیں کرتی، ہم ۵۸ اسلامی ملک مل کر اپنے کعبے کے لیے ایسا کپڑا تیار نہیں کر سکتے جس سے غلاف بنایا جا سکے؟ ہم اگر غلاف کعبہ تیار کرنے والی فیکٹری کا دورہ کریں تو یہ معلوم کر کے ہماری روح کانپ اٹھے گی کہ غلاف کی تیاری کی ساری ٹیکنالوجی، تمام آلات اور تمام میٹریل ہمارے وہ دشمن فراہم کر رہے ہیں جنہیں ہم توہین رسالت کا اصل ذمہ دار سمجھتے ہیں۔

ہمارے دشمنوں کا دوسرا ہتھیار ان مسلمانوں کو عالم اسلام سے دور لے جانا ہے جو اسلامی دنیا میں اثر رکھتے ہیں، جو اسلامی ذہنوں کو متاثر کر سکتے ہیں، یہ لوگ کون ہیں؟ یہ اسلامی دنیا کے دانشور، مصنف، شاعر، صحافی، مصور، پروفیسر، موسیقار اور سائنس دان ہیں، ہمیں یہ ماننا ہوگا، یہ لوگ مقامی معاشروں پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں اور یہ اقوام عالم میں بھی

اسلامی تشخص کی آواز بنتے ہیں، یہ ملک کے اندر اور باہر دونوں جگہوں پر اسلامی معاشرے کی شناخت ہیں لیکن بد قسمتی سے ایک سازش کے تحت ان لوگوں کو اسلامی معاشرے سے دور کیا جا رہا ہے، یہ لوگ اپنے اپنے معاشروں سے برگشتہ ہوتے چلے جا رہے ہیں، مثلاً آپ تازہ ترین مثال لیجئے، حکومت نے ۲۹ فروری کو ممتاز قادری صاحب کو پھانسی دے دی، لیکن میڈیا نے تمام تر مشکلات کے باوجود پھانسی، جنازے اور احتجاج کی خبریں نشر کیں، میں نے یہ خبریں تمام چینلز پر دیکھیں لیکن اس کے باوجود یہ بھی حقیقت تھی، یہ ایشو بڑا تھا اور اسے اتنی کوریج نہیں ملی جتنی ملنی چاہیے تھی، میں "میڈیا پرسن" کی حیثیت سے یہ تسلیم کرتا ہوں مگر وجہ پوری قوم کے سامنے ہے، ہماری راہ میں مشکلات ہوں گی تو ہم کہاں بولیں گے،، ہم کہاں لکھیں گے؟ یہ ایک ایشو تھا، دوسرا ایشو عوام کا ردعمل تھا، عوام نے میڈیا اور میڈیا پرسنز کو ماں بہن کی گالیں بھی دینا شروع کر دیں اور ہمارے دفتروں اور ہمارے ورکروں پر حملے بھی شروع کر دیے، ہم ان رویوں کے عادی ہو چکے ہیں، ہمیں بوری سے لے کر انقلاب خانوں تک کس کس نے گالی نہیں دی اور کس کس جمہوریت پسند نے ہم پر حملہ نہیں کیا، یہ اب ہماری زندگی کا حصہ بن چکا ہے، ہم لوگ اب اس رویئے پر زیادہ دکھی نہیں ہوتے لیکن عاشقان رسول کی طرف سے گالی اور ڈنڈا یہ ہمارے لیے نیا تھا، ہمیں گالی دینے والے خود کو عاشق رسولؐ اور ہمیں کافر قرار دے رہے تھے، اس رویئے نے مجھ سمیت میڈیا کے تمام کارکنوں کو اندر سے زخمی کر دیا، یہ لوگ ہمیں گالی دیتے، ہمارے لیے قابل برداشت تھا لیکن یہ لوگ گالی دیتے وقت ہمارے اس رسول کا نام تو نہ لیتے جس پر ہم بھی اپنی جان، آل، عزت اور مال سب قربان کرنے کے لیے تیار بیٹھے ہیں، جن سے محبت ہمارا ایمان ہے، یہ تو نہیں ہونا چاہیے تھا، ممتاز قادری صاحب غازی ہیں یا شہید، یہ عاشق رسولؐ ہیں یا مومن یہ فیصلہ بھی ہم نے نہیں کرنا، یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمانا ہے،، ہم لوگ جو اپنی کعبے

کے غلاف کا کپڑا تک تیار نہیں کر سکتے، ہم کسی کے عشق رسول اور ایمان کا فیصلہ کرنے والے کون ہوتے ہیں، ہمیں اپنی نمازوں کی قبولیت کا تو یقین نہیں ہوتا لیکن ہم دوسروں کو عشق رسولؐ اور مومن کا درجہ دیتے چند سیکنڈ لگاتے ہیں، کیوں؟ ہم نے کبھی سوچا؟۔

آپ میڈیا کے لوگوں کو گالی ضرور دیں لیکن یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ کہیں آپ کی گالی آپ کے دانشوروں، آپ کے صحافیوں کو اسلام سے دور نہ لے جائے، کیوں؟ کیونکہ یہ دوری اسلام کے دشمنوں کا ہتھیار ثابت ہوگی، یہ لوگ اسلامی دنیا کے دانشوروں کو اسلام اور اسلامی معاشرہ سے دور دیکھنا چاہتے ہیں اور آپ کہیں اپنی سادگی کے ہاتھوں اپنے ان دشمنوں کا ایجنٹ تو نہیں بن رہے، کہیں آپ دشمنوں کا دوسرا ہتھیار تو ثابت نہیں ہو رہے!۔

لیاقت باغ راولپنڈی۔قومی تاریخ کا امین!

ماضی کے اجتماعات صرف چاردیواری تک محدود رہے

محمد ریاض اختر

راولپنڈی کے دینی، سیاسی وسماجی حلقے اس بات پر متفق ہیں کہ جڑواں شہروں میں ممتاز قادری کے جنازے سے بڑا اجتماع خال خال ہی دیکھا گیا ہوگا اطمینان کی بات یہ ہے کہ کسی قسم کا کوئی ناخوشگوار واقع رونما نہیں ہوا اور اجتماع مکمل طور پر امن رہا۔ کوئی سوگوار لمحات ہوں یا دیگر تنظیمی سرگرمیاں تاریخی واقعات کے مطابق ۲۰۰۷ء میں سابق وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کے الیکشن جلسہ میں اب تک ریکارڈ تعداد شریک رہی ہے تاہم یکم مارچ ۲۰۱۶ء کو شرکائے جنازہ نے لیاقت باغ میں قومی تاریخ کا ایک نیا باب رقم کر دیا۔ بشیر احمد کی بات سن لیں، راشد الیاس کا تبصرہ جان لیں، وسیم شیخ کے دعوے ایک طرف، محسن صغیر کا تجزیہ اپنی جگہ اور ندیم اقبال کے خیالات کی جداگانہ حیثیت...... تمام لوگوں کا اتفاق ہے کہ جڑواں شہروں کے باسیوں نے لیاقت باغ حاضری سے اپنی محبت

اور عقیدت کا واضح ثبوت دے دیا ممتاز قادری کی رہائش مسلم ٹاؤن میں ہے یہاں سے براستہ مری روڈ لیاقت باغ تک موٹر سائیکل پر مسافت دس سے بارہ منٹ کی ہے پُرسوز جنازے نے یہ سفر قریباً ۳ گھنٹے میں طے کیا۔ سوا بارہ بجے سے شروع ہونے والا سفر پونے تین بجے تمام ہوا۔ یہ درست ہے کہ راولپنڈی لیاقت باغ کو تاریخی حیثیت حاصل ہے وفاقی دارالحکومت کے جڑواں شہروں کی پہچان ہی یہ پبلک پارک ہے۔ میٹرو بس منصوبہ کی تکمیل کے بعد شہر بالخصوص لیاقت باغ کی خوبصورتی کو مزید چار چاند لگ گئے لیاقت باغ کے اطراف میں موتی محل سینما، گارڈن کالج، راولپنڈی پریس کلب، گورنر ہاوس، اور قدیم آریہ محلہ موجود ہے لیاقت باغ کے اجتماع میں کبھی بھی کھانے پینے کا مسئلہ کسی سطح پر نہیں رہا...... خطہ پوٹھوہار کے ماتھے کا جھومر راولپنڈی تاریخ میں اپنی جداگانہ شناخت اور حیثیت رکھتا ہے یہ شہر بے مثال اس لحاظ سے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ جہاں اس کے ایک طرف ٹیکسلا جیسا قدیم اور تاریخی شہر آباد ہے وہاں دوسری جانب پاکستان کا دارالحکومت اسلام آباد ہے یوں تو راولپنڈی کی وجہ شہرت کا ذکر کئی حوالوں سے کیا جا سکتا ہے شہر کے بیچوں بیچ تعمیر کی گئی اولین تفریح گاہ کمپنی باغ راولپنڈی ہی ہے جسے آگے چل کر لیاقت باغ کے نام سے مشہور ہو کر عالم گیر شہرت پانا تھی تاریخ کے اوراق پلٹتے جائیں تو معلوم ہوتا ہے ۱۹۳۶ء میں کمپنی باغ (لیاقت باغ) کے ساتھ اسلامیہ ہائی سکول کے گراونڈ پر قائداعظم محمد علی جناحؒ نے بھی عدیم المثال جلسہ عام سے خطاب کیا تھا یعنی راولپنڈی شہر کی تاریخ کا پہلا بڑا جلسہ عام آل انڈیا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے ہوا تھا۔ برصغیر کی تقسیم کے دوران فسادات کے دوران سینکڑوں لوگوں نے اس باغ کو گوشہ عافیت بنایا۔ ایوب دور میں پارک کو بسوں کے اڈے کے طور پر مختص کر دیا گیا تھا بعد ازاں ذوالفقار علی بھٹو نے

برسر اقتدار آنے کے بعد بس اڈا پیر ودہائی منتقل کر کے باغ کی تعمیر نو بھی کرائی اور وہاں ایک حصہ خواتین اور بچوں کے لیے بھی مخصوص کیا۔ وسیع و عریض رقبے پر پھیلے اس باغ کو اصل شہرت اس وقت ملی جب ۱۹۵۱ء میں پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کو اس پارک میں ہونے والے بڑے جلسے میں گولیوں کا نشانہ بنایا گیا یہ نو آزاد ملک کی قومی تاریخ میں پہلا سیاسی قتل تھا چنانچہ لیاقت علی خاں کی شہادت کے بعد کمپنی باغ کا نام تبدیل کر کے لیاقت باغ رکھ دیا گیا ہے لیکن ابھی لیاقت باغ کی زمین پر ایک اور وزیر اعظم کا خون گرنا تھا دسمبر ۲۰۰۷ء میں سابق وزیر اعظم پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن محترمہ بے نظیر بھٹو کو الیکشن مہم کے آخری جلسے میں اس وقت شہید کر دیا گیا جب وہ لیاقت باغ میں ایک بہت بڑے جلسہ عام سے خطاب کر کے واپس جا رہی تھیں وزیر اعظم کے خون سے رنگین لیاقت باغ کی تفریح گاہ کے زیادہ جلسہ گاہ کی حیثیت رکھتی ہے وسیع و عریض رقبہ پر پھیلا یہ باغ اپنے اندر لگ بھگ تیس ہزار لوگوں کو سمیٹ سکتا ہے ہر بڑی سیاسی پارٹی لیاقت باغ کے سیاسی پنڈال کو بھرنے کے دعوے لے کر آتی رہی ہے اور یہاں منعقد کیے گئے جلسے جلوس تاریخ کے دھارے بدلتے رہے ہیں یہ سیاسی پنڈال پاکستان کی قومی تاریخ کا امین ہے یکم مارچ ۲۰۱۶ء کو ممتاز حسین قادری شہیدؒ کی نماز جنازہ کے لیے بھی اسی جگہ کا انتخاب کیا گیا تھا جس قدر بڑی تعداد میں لوگوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی اس کی نظیر اور مثال ملنا مشکل ہے ماضی میں جتنے بھی اجتماعات اس میدان میں ہوئے وہ صرف چار دیواروں کی اندر ہی رہے لیکن ممتاز قادری کی نماز جنازہ کا جم غفیر لیاقت باغ کی دیواری سے باہر اردگرد کے علاقوں تک پھیل گیا جس سے مری روڈ اور لیاقت باغ میں لوگوں کے سر ہی سر دکھائی دے رہے تھے۔ (روزنامہ نوائے وقت ۴ مارچ ۲۰۱۶ء لاہور)

راؤ عبدالرحیم ایڈووکیٹ نے مزید گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''ملک ممتاز قادری کی وصیت کا اگر تجزیہ کریں تو جو کچھ انہوں نے اپنی وصیت میں لکھا ہے وہ بالکل درست اور سوچا سمجھا ہے۔ ملک ممتاز قادری شہیدؒ نے وصیت کی تھی کہ ''میری موت پر غم نہیں کرنا، میرا مقصد پورا ہو گیا ہے''۔

یہ وصیت انہوں نے اپنی والدہ، بھائیوں اور بہنوں کو آخری ملاقات کے دوران کی۔ ''میں نے جو کیا اس پر مطمئن ہوں میری موت پر ایسا کوئی کام نہیں کرنا۔ جس سے میری شہادت کا مقصد ختم ہو جائے جو کچھ ہوا وہ خدا کی مرضی تھی اس پر آنسو نہیں بہانے''۔

واضح رہے کہ سیکرٹری جنرل جماعت اسلامی لیاقت بلوچ نے اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس کے دوران کہا ہے کہ ''ملک ممتاز قادری نے صدر سے رحم کی اپیل نہیں کی تھی''۔ (بشکریہ روزنامہ نئی بات، یکم مارچ ۲۰۱۶ء)

جناز کا جنازہ......لمحہ بہ لمحہ

رپورٹ: نمائندگان

ممتاز حسین قادری شہیدؒ کی نماز جنازہ تاریخی لیاقت باغ راولپنڈی میں ادا کر دی گئی ہے۔ جس میں ملک بھر سے آنے والے لاکھوں افراد نے شرکت کی۔ ممتاز قادری کا جنازہ جب اس کے گھر سے اٹھایا گیا تو ان کی اہلیہ، بہنوں اور بھائیوں پر غشی کے دورے پڑتے رہے۔ جنازہ میں شریک ہر فرد کی آنکھ نم تھی، لوگ انتہائی جذباتی انداز میں ممتاز قادری شہیدؒ کے حق اور حکومت کے خلاف نعرے بازی کرتے رہے، نماز جنازہ میں ملک بھر سے آئے ہوئے افراد ممتاز حسین قادری شہیدؒ کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے بے تاب رہے۔

سکیورٹی کے پیش نظر ریڈ زون کی سیکورٹی سخت کر دی گئی، جڑواں شہروں میں

ٹریفک جام ہونے سے عوام کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ منگل کے روز قدیم جلسہ گاہ لیاقت باغ میں ممتاز حسین قادری کی نمازہ جنازہ ادا کی گئی۔ جنازہ کے انتظامات جامعہ رضویہ ضیاء العلوم کے مہتمم پیر حسین الدین شاہ اور شباب اسلامی پاکستان کے سربراہ مفتی حنیف قریشی نے سرانجام دیے، جنازہ میں جامعہ رضویہ ضیاء العلوم کے مہتمم علامہ پیر حسین الدین شاہ، سنی تحریک کے سربراہ ثروت اعجاز قادری، جماعت اہل سنت کے سربراہ صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی، ناظم اعلیٰ علامہ سید ریاض حسین شاہ، رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین مفتی منیب الرحمٰن، دربار عالیہ عیدگاہ شریف کے پیر نقیب الرحمٰن، دربار عالیہ گولڑہ شریف کے سجادہ نشین، پیر صاحبزادہ حسین احمد، راوی ریان کے سجادہ نشین میاں محمد حنفی سیفی، دربار عالیہ ترنول شریف کے پیر ڈاکٹر کرنل سرفراز، جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ ابوالخیر زبیر۔ جمعیت علماء پاکستان کے سیکرٹریل جنرل صاحبزادہ شاہ اویس نورانی صدیقی، سید حبیب الحق شاہ سرفراز سیفی، مفتی اسرار احمد، سید مظفر حسین شاہ، ڈاکٹر اشرف آصف جلالی، حافظ خادم حسین رضوی، جمعیت علماء اسلام کے مفتی کفائیت اللہ، قاضی عبدالرشید، مفتی مجیب الرحمان، صاحبزادہ پیر سید عرفان شاہ مشہدی ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان صاحبزادہ حامد رضا فیصل آبادی، صاحبزادہ حامد رضا سیالکوٹی، علامہ کوکب نورانی کراچی، سابق وفاقی وزیر مذہبی امور صاحبزادہ حامد سعید کاظمی، صاحبزادہ نورالحق قادری، صاحبزادہ احمد میاں خاں ملتان، قاری زوار بہادر، جسٹس نذیر غازی، جسٹس خواجہ محمد شریف، جسٹس نذیر اختر، پیر سید ضیاء الحق شاہ، پیر سرکار جی۔

ممتاز قادری شہیدؒ کے جسد خاکی کے گھر سے ایمبولینس کے ذریعے روانہ ہونے پر عقیدت مندوں کا ایک سمندر ایمبولینس کے ہمراہ لیاقت باغ کی طرف روانہ ہوا۔ ایمبولینس میں ممتاز حسین قادری شہیدؒ کے والد ملک بشیر اعوان، بیٹا محمد علی قادری، بھائی

دلپذیر اعوان اور عابد ملک ساتھ موجود تھے، ممتاز قادری کا جسد خاکی جس ایمبولینس میں لایا گیا اس پر گلاب کی پتیاں نچھاور کی گئیں۔ الیکٹرانک صندوق میں ایک ایمبولینس کے ذریعے لیاقت باغ میں لایا گیا۔

لبیک یا رسول اللہ کی صداؤں سے راولپنڈی کا لیاقت باغ گونج اٹھا، لوگوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ لیاقت باغ میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ غازی ممتاز حسین قادری شہیدؒ کے گھر سے لیکر لیاقت باغ پہنچنے تک مذہبی جماعتوں کے رضا کاروں نے ایمبولینس کو اپنے حصار میں لیے رکھا، نعروں کے ساتھ عقیدت مندوں کی نگاہیں بھی نم تھیں، لوگوں کے آنے کا سلسلہ جنازہ پڑھے جانے تک جاری رہا، جنہیں سڑکوں اور لیاقت باغ میں جگہ نہ ملی، انہوں نے اردگرد کی عمارتوں پر چڑھ کر ممتاز حسین قادری کے جسد خاکی کا آخری دیدار کیا۔ میٹرو ٹریک بھی عوام سے بھرا ہوا تھا نماز جنازہ ۳ بج کر ۳۰ منٹ پر ادا کی گئی، غازی ممتاز حسین قادری شہیدؒ کی نماز جنازہ پڑھانے کے بعد پیر سید حسین الدین شاہ صاحب نے دعا کروائی۔ ممتاز قادری کے بیٹے محمد علی قادری نے بھی اپنے والد کی نماز جنازہ میں شرکت کی، محمد علی قادری ایمبولینس میں سوار رہے، جو اپنے تایا دلپذیر اعوان کے ساتھ آئے تھے، محمد علی قادری کو بھی عقیدتمندوں نے پھولوں کے ہار پہنائے، ماتھے اور ہاتھوں پر بوسے دے کر اپنی محبت کا اظہار کیا، جبکہ ننھے محمد علی رضا قادری حیرت سے یہ سب منظر دیکھتے رہے۔ ممتاز حسین قادری شہیدؒ سے عقیدت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ شہریوں کی بڑی تعداد نے قریبی پلازوں، ہوٹلوں، مکانوں اور گلیوں میں بھی کھڑے ہو کر نماز جنازہ ادا کی

تدفین کے لیے جسد خاکی کو غازی ممتاز حسین قادری شہیدؒ کے آبائی گاؤں اٹھال کی طرف روانہ کر دیا گیا جہاں پر ان کی تدفین کا عمل مکمل کیا گیا، حاضرین جنازہ ختم ہونے کے بعد پرامن منتشر ہو گئے۔

علاوہ ازیں سیکورٹی کے پیش نظر منگل کو ریڈزون کو سیل کر دیا گیا ہے کشمیر چوک نادرا چوک اور ایوب چوک سے ریڈزون کو جانے والے راستوں پر درجنوں کنٹینرز کھڑے کر دیئے گئے تھے، رکاوٹوں کی وجہ سے پاک سیکرٹریٹ، پارلیمنٹ ہاؤس، سپریم کورٹ، کابینہ ڈویژن، الیکشن کمیشن، ایف بی آر آنے والے ملازمین کو بھی شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ دفاتر میں سرکاری امور شدید متاثر ہو رہے ہیں درخواست گزار مایوس واپس لوٹ گئے۔ ریڈزون میں جگہ جگہ اہلکار تعینات کر دیئے گئے ہیں اسلام آباد میں مختلف مقامات پر رینجرز اہلکار الرٹ رہے۔ ریڈزون آنے والے ملازمین کی انتہائی سخت چیکنگ کی جارہی ہے گزشتہ روز اس صورتحال کی وجہ سے اسلام آباد کی سڑکوں اور تجارتی مراکز میں رش اور آمدورفت انتہائی کم ہوگئی ہے۔ بشکریہ

بحوالہ روزنامہ اوصاف، روزنامہ نئی بات، لاہور......۲ مارچ ۲۰۱۶ء

نوٹ: تحریک ناموس رسالت کے حوالے سے گوجرانوالہ اور گجرات ضلع نے اہم ترین کردار ادا کیا جبکہ جہلم شہر اور ضلع کی قیادت مولانا محمد شہزاد مکی جلالی اور محمد زکا اللہ سعیدی، قاری نذیر احمد نقشبندی وغیرہ گومگو، تذبذب اور مذاکرات ہو رہے ہیں کی پالیسی میں رہے۔ گجرات میں خاص طور پر قاضی محمود احمد قادری سجادہ نشین اعوان شریف نے بہت سرگرم جدوجہد کی کئی پرچے ہوئے گرفتاری بھی ہوئی لیکن ان کے قدم نہیں رکے ان کا کردار دوسرے سجادہ نشینوں کے لیے ایک قابل تقلید مثال ہے اسی طرح مولانا اختر نورانی کھاریاں میں اور مولانا فاروق بندیالوی ان کے رفقاء سرائے عالمگیر میں سرگرم رہے جب کے گجرات میں مولانا محمد الیاس جلالی آف سوہل خورد، یا رسول اللہ مسجد کے خطیب مولانا عبدالرشید اویسی صاحب کئی بار گرفتار ہوئے پرچے ہوئے مگر حق پرستی کا یہ نشان روشن ہوتا چلا گیا۔ ان کے علاوہ گجرات میں قاری محمد طیب جلالی، حافظ محمد شاہد چشتی نے دن رات کام کیا اور ہر طرح کی تادیب برداشت کی حافظ الیاس جلالی پر بھی پرچہ ہوا اور گرفتاری بھی ہوئی آخر دم تک یہ تمام لوگ اپنا کردار ادا کرتے رہے۔ (خالد محمود قادری)

باب ششم

ممتاز قادری اللہ رب العزت کی عدالت میں پیش

۲ مارچ ۲۰۱۶ء، روزنامہ پاکستان

سابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کے جرم میں عدالت سے موت کی سزا پانے والے ممتاز قادری کو راولپنڈی کی اڈیالہ جیل میں تختہ دار پر لٹکا دیا گیا انہیں اسلام آباد کی انسداد دہشت گردی کی عدالت سے موت کی سزا کا حکم سنایا گیا تھا جس کے خلاف انہوں نے اسلام آباد ہائیکورٹ میں اپیل کی جس نے ان کی انسداد دہشت گردی ایکٹ کے تحت سزائے موت ختم کر دی تاہم تعزیرات پاکستان کے تحت موت کی سزا برقرار رکھی۔ اس فیصلے کے خلاف ممتاز قادری اور حکومت دونوں نے سپریم کورٹ سے رجوع کیا اور سپریم کورٹ نے ہائی کورٹ کے فیصلے کے مطابق ان کی انسداد دہشت گردی ایکٹ کے تحت سزائے موت بھی بحال کر دی، صدر مملکت سے رحم کی اپیل مسترد ہونے کی بعد بالآخر سزائے موت پر عمل درآمد کر دیا گیا۔ ممتاز قادری پنجاب پولیس ایلیٹ فورس کے اہلکار تھے اور گورنر پنجاب کے حفاظتی دستے میں ان کے ساتھ ڈیوٹی انجام دے رہے تھے۔ اسلام آباد کی کوہسار مارکیٹ میں ممتاز قادری نے سلمان تاثیر کو جو اس وقت گورنر پنجاب تھے، گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا۔

ممتاز قادری نے قانون کے تحت قائم اعلیٰ ترین عدالتوں میں اپنا مقدمہ پوری آزادی سے لڑا، انہیں ماہرین قانون کی ایک جماعت کی قانونی معاونت حاصل رہی، جو پوری عرق ریزی کے ساتھ اور دلائل کی قوت سے مسلح ہو کر ہر سطح پر ان کا مقدمہ لڑتی رہی۔

دوسری جانب استغاثہ بھی انہیں سزا دلانے کے لیے قانونی دلیلیں عدالتوں کے روبرو رکھتا رہا۔ مقدمے کی سماعت کے لیے کوئی خصوصی عدالت قائم نہیں کی گئی تھی نہ مقدمے کو جلد نمٹانے کے لیے کوئی جلدی روا رکھی گئی تمام قانونی کارروائی معمول کے مطابق کئی سال تک چلتی رہی، صفائی کے وکلا کی ٹیم نے پوری تسلی کے ساتھ قانونی دلائل دیئے، صفائی کے گواہ بھی پیش کئے اور قتل کے محرکات کو بھی پوری وضاحت کے ساتھ عدالت کے سامنے رکھا، تاہم تمام تر دلائل کے باوجود عدالت اس امر سے اتفاق نہ کر سکی کہ انہوں نے قتل کا ارتکاب اس وجہ سے کیا تھا کہ مقتول توہین رسالت کے مرتکب ہوئے تھے یہ نتیجہ اس وجہ سے نکالا گیا تھا کہ گورنر پنجاب (سلمان تاثیر) نے توہین رسالت کے قانون کا غلط استعمال روکنے کی ضرورت پر زور دیا تھا اور اس پہلو کے لحاظ سے وہ قانون میں ترمیم کی حمایت کر رہے تھے اور بھی بہت سے حلقے ترمیم کے حامی ہیں۔

حضور اکرمﷺ کی شان میں گستاخی کا تصور کوئی گناہ گار سے گناہ گار مسلمان بھی نہیں کر سکتا، مولانا ظفر علی خان نے اس حقیقت کا اظہار اپنے لازوال تاریخی شعر میں یوں کیا تھا۔

نہ کٹ مروں جب تک میں خواجہ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

اسلامی تاریخ میں حرمت رسولؐ کے لیے جان دینے والے موجود ہیں اور اس کی خاطر دوسروں کی جان لینے والے بھی، حضور اکرمﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے دوران آپﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے بعض لوگوں کو موت کے گھاٹ بھی اُتارا گیا۔

مسلمانوں کو حکم ہے کہ جو کچھ اللہ کے رسولؐ انہیں عطا کریں وہ لے لیں اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز آجائیں۔ اپنی حیات پاک کے دوران بعض گستاخوں کے بارے میں رسول اللہؐ نے حکم دیا تھا کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں ان کی گردن اڑا دی جائے،

لیکن ان میں سے بھی صرف چار یا پانچ واصل جہنم سے ہو سکے، حتیٰ کہ اس فہرست میں شامل اس شخص کو بھی حضور اکرمؐ نے رحمت اللعالمین ہونے کے صدقے معاف کر دیا، جس کے بارے میں حکم دے رکھا تھا کہ وہ اگر خانہ کعبہ کی دیوار سے لپٹا ہوا بھی مل جائے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ یہ یاد رکھا جانا چاہیے کہ حضورؐ کے یہ احکامات سربراہ ریاست کے طور پر بھی تھے اور سربراہ عدالت کے طور پر بھی، یہ عدالتوں کے لیے حکم کا درجہ رکھتے ہیں، لیکن ان سے کسی عام شہری کو یہ حق نہیں مل جاتا کہ وہ اپنے طور پر جس کو توہین رسالت کا مرتکب سمجھے اس کی گردن اڑا ڈالے۔

حضور اکرم کی محبت کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ اطاعت رسولؐ میں کوئی کوتاہی نہ کی جائے اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں، رسول اللہ کی تعلیمات پر عمل کیے بغیر محبت کا زبانی دعویٰ دربارِ رسالت میں باریابی کے لیے کافی نہیں ہے، پاکستان میں توہین رسالت کا باقاعدہ قانون موجود ہے، اس کے تحت مقدمے کے اندراج کا ایک طریقہ کار طے شدہ ہے اور پھر عدالتی کارروائی ہوتی ہے۔ جرم ثابت ہونے پر سزائے موت دے دی جاتی ہے، لیکن ایسی مثالیں بھی سامنے آئی ہیں کہ کسی مخالف کو دیدہ دانستہ یا وقتی اشتعال میں آ کر توہین رسالت کے مقدمے میں پھنسا دیا گیا۔ یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ ۷۵ فیصد سے زیادہ مسلمانوں کے خلاف ایسے مقدمات درج کرائے گئے جن کی بنیاد محض فقہی یا تفسیری اختلافات تھے ایسی توجیحات پر مقدمات کا اندراج توہین رسالت کے قانون کا منشا نہیں ہے۔ ایسے واقعات کی روک تھام کے لیے بعض مذہبی جماعتیں بھی قانون میں ترمیم کی بات کرتی رہی ہیں تاہم مغرب کے زیر اثر بعض این جی اوز کی کوشش بھی یہ رہی ہے کہ اس قانون کا خاتمہ ہو جائے، لیکن آج تک ان کی یہ کوشش کامیاب نہیں ہو سکی اور نہ آئندہ ایسی کسی کامیابی کا امکان ہے، البتہ بے گناہوں کو کسی جرم کے ثبوت کے بغیر سزا دینا نہ تو کسی قانون میں روا

ہے اور نہ اسلامی تعلیمات ہی ایسا تقاضا کرتی ہیں مسلمان قاضیوں کی عدالتیں تو پوری کوشش کرتی تھیں کہ کسی بھی مقدمے میں کوئی بے گناہ سزا نہ پائے، اسلام میں عدل کا تصور بھی یہی ہے کہ گناہ گار کو اس کے کئے ہوئے جرم کی اتنی ہی سزا ملے جتنا اس نے جرم کیا ہے، جس جرم کی زیادہ سے زیادہ سزا چند برس قید یا جرمانہ ہو سکتی ہے اس کا ارتکاب کرنے والے کو موت کی سزا نہیں دی جا سکتی پاکستان میں اطمینان کی بات یہ ہے ہ بہت سی کوششوں کے باوجود توہین رسالت کا قانون اپنی جگہ موجود اور قائم دائم ہے، جو توہین رسالت کے جرم کا ارتکاب کرے گا، اس قانون کے تحت سزا وار ہے، تاہم جرم کے ارتکاب کے ٹھوس ثبوتوں کی موجودگی میں ہی مجاز عدالت سے سزا ہو سکتی ہے۔

جہاں تک ممتاز قادری کا معاملہ ہے وہ گورنر کی حفاظت پر مامور تھے اور یہ فریضہ انجام دینے کے عوض سرکاری خزانے سے تنخواہ پاتے تھے، اُن کے فرائض میں شامل تھا کہ اگر کوئی گورنر کی جان لینے کی کوشش کرتا تو اسے روکتے، لیکن انہوں نے گورنر کے کسی قول سے شکایت تھی تو ہین رسالت کے قانون کے تحت کارروائی کی درخواست کر سکتے تھے اور ان کے خلاف مقدمہ درج کرا سکتے تھے، پھر قانون اپنا راستہ اختیار کرتا، انہون نے ایک فیصلہ کر کے اس پر کھلے عام عمل کیا، جس کے عینی شاہدین بھی موجود تھے ایسی صورت میں وہ قانون کے سپرد ہو گئے، جس کا فیصلہ ان کے خلاف گیا۔ اب اُن کا معاملہ دنیا کی عدالتوں سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش ہو گیا، جو نیتوں کا حال بھی جانتا ہے اور جسے اپنے فیصلوں کے لیے کسی گواہی، کسی دکیل، کسی دلیل کی بھی ضرورت نہیں، فیصلے کے دن انسان اچھائی کا ایک شمہ بھی دیکھ سکتا ہے اور برائی کا بھی، وہاں سے سے رتی بھر زیادتی نہیں ہوگی۔ اب ممتاز قادری اللہ رب العزت کی عدالت میں پیش ہو چکے، وہ ان کے ساتھ جیسا چاہے اپنی شان اور رحمت کے مطابق معاملہ کرے، دُنیا کی عدالتوں کے فیصلوں پر تو نقد و جرح ہوتی

رہتی ہے اور ہمیشہ ہوتی رہے گی تاہم ان کے فیصلے جیسے بھی ہوں، نافذ ہو جاتے ہیں۔

ممتاز قادری آبائی قبرستان میں سپرد خاک

۲ مارچ ۲۰۱۶ء روزنامہ جنگ

راولپنڈی، لاہور (اپنے رپورٹر سے، نمائندہ خصوصی، نمائندہ جنگ) سابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل میں پھانسی پانے والے ممتاز قادری کی نماز جنازہ منگل کی سہ پہر لیاقت باغ میں ادا کی گئی۔ جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ لیاقت باغ سے مری چوک اور دوسری طرف کمیٹی چوک سے بھی آگے تک لوگوں کا ہجوم رہا۔ بعدازاں ممتاز قادری کے جسد خاکی کو ان کے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ راولپنڈی میں سکیورٹی سخت رہی، کاروباری مراکز، تعلیمی ادارے بند رہے، کئی شہروں میں احتجاجی مظاہرے ہوئے، وکلا نے ہڑتال کی، اہلسنت جماعتوں نے سات (۷) روزہ سوگ کا اعلان کر دیا۔ نماز جنازہ کی ادائیگی کے موقع پر مری روڈ کے تمام کاروباری مراکز بند تھے۔ سکولوں میں چھٹی کے باعث بورڈ کا منگل کو ہونے والا امتحان بھی ملتوی کر دیا گیا تھا۔ نماز جنازہ میں علمائے اہلسنت کے علاوہ امیر جماعت اسلامی پاکستان سراج الحق، سنی تحریک کے سربراہ انجینئر ثروت اعجاز قادری، مفتی منیب الرحمٰن، علامہ ریاض شاہ، صاحبزادہ حامد سعید کاظمی، خادم حسین رضوی، حامد رضا سمیت علمائے کرام اور ممتاز قادری کے بھائی نے بھی خطاب کیا۔ نماز جنازہ کے بعد ممتاز قادری کی میت کو مری روڈ کی بجائے راجہ بازار اور پیرودھائی کے راستے اسلام آباد کی طرف لیجایا گیا۔ قبل ازیں لیاقت باغ میں جنازہ کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ ممتاز قادری کی رسم چہلم پر ۲۶ مارچ کو لاہور میں تحریک تحفظ ناموس رسالت کے تحت کانفرنس ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ ممتاز قادری

نے اپنی منزل کو پالیا، تمام اسیران ناموس رسالت کو رہا کیا جائے۔ جماعت اہل سنت پاکستان کے سیکرٹری جنرل سید ریاض حسین شاہ اور دیگر علمائے کرام نے ممتاز قادری کو پھانسی دیئے جانے پر ملک بھر میں سات روزہ سوگ منانے کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ ملک بھر کے مدارس پرامن احتجاج کریں گے۔ لیاقت باغ میں نماز جنازہ کے موقع پر انتہائی سخت انتظامات کیے گئے۔ نماز جنازہ میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ شرکت کے لیے ملک کے مختلف مقامات سے راولپنڈی پہنچے۔ اسلام آباد اور راولپنڈی کی حساس عمارتوں پر ہزاروں پولیس اہلکار تعینات کیے گئے تھے۔ اڈیالہ جیل کی طرف آنے والے تمام راستے بھی سیل کر دیے گئے تھے۔ ممتاز قادری کو پھانسی دینے پر مذہبی جماعتوں نے ملک کے کئی چھوٹے بڑے شہروں میں مظاہرے کیے، ممتاز قادری کی پھانسی کے خلاف مظفر آباد میں اہلسنت والجماعت کے زیر اہتمام احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔

دریں اثنا جماعت اسلامی کے مرکز منصورہ میں ممتاز حسین قادری کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں جماعت اسلامی کے کارکنان سمیت عوام بڑی تعداد میں شریک ہوئے۔ نماز جنازہ لیاقت بلوچ نے پڑھائی جبکہ اس موقع پر حافظ محمد ادریس، مولانا عبدالمالک، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، ذکر اللہ مجاہد نے شرکاء سے خطاب کیا۔ لیاقت بلوچ نے کہا کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے جس کی نظریاتی شناخت کوئی ختم نہیں کرسکتا امیر جماعت اسلامی سینیٹر سراج الحق نے لیاقت باغ راولپنڈی میں ممتاز قادری کی نماز جنازہ کے موقع پر شرکاء جنازہ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ عوام حکمرانوں کے مغربی ایجنڈے اور کلمہ طیبہ کی بنیاد پر حاصل کئے گئے ملک کو سیکولر اور لبرل بنانے کی سازشوں سے باخبر ہیں اور وہ ملک کی نظریاتی شناخت کو قائم رکھنے کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے رہنماؤں محمد امجد خان، مولانا محب النبی، قاری علیم الدین گجر، حافظ اشرف گجر، قاری

نذیر احمد، جمال عبدالناصر اور دیگر نے لاہور پریس کلب کے سامنے ایک مظاہرہ سے خطاب رتے ہوئے کہا کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنایا گیا تھا لیکن حکمران طبقہ کسی صورت اسلام نافذ کرنے کو تیار نہیں۔

جبکہ ڈسٹرکٹ بار ننکانہ صاحب کے وکلاء نے ممتاز حسین قادری کی پھانسی کے خلاف بطور احتجاج عدالتوں کا مکمل بائیکاٹ کیا اور اور کوئی بھی وکیل کسی بھی عدالت پر پیش نہ ہوا جس کے باعث دور دراز سے آئے ہوئے سائلین کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ راولپنڈی میں پیپلز پارٹی کی شہید چیئر پرسن بے نظیر بھٹو کے جائے شہادت اور پی پی پی راولپنڈی سٹی کے دفتر کو نامعلوم مشتعل مظاہرین نے توڑ پھوڑ کا نشانہ بنایا۔ ممتاز قادری کی نماز جنازہ میں شرکت کے لیے راجہ بازار سے آنے والے مشتعل مظاہرین نے بے نظیر بھٹو کی جائے شہادت پر توڑ پھوڑ شروع کر دی، جائے شہادت پر لگی تمام تصاویر کو اتار دیا گیا۔ پتھراؤ پر سنی تحریک کے رہنما موقع پر پہنچ گئے اور مظاہرین کو املاک کو نقصان پہنچانے سے باز کرتے رہے جس کے بعد مظاہرین منتشر ہو گئے۔ ممتاز قادری کی پھانسی کے خلاف ڈسٹرکٹ بار سیالکوٹ نے عدالتوں کا بائیکاٹ کیا اور احتجاجی واک کی جس میں صدر بار متصود احمد بھٹی سمیت وکلا کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ احتجاج واک ضلع کچہری سے شروع ہو کر پیرس روڈ سے ہوتی ہوئی ضلع کچہری میں ہی اختتام پذیر ہوئی۔ کئی علاقوں میں دوکانیں اور مارکیٹیں بند رہی۔ شہریوں نے اس موقع پر شدید احتجاج کیا۔

پاکستان کی تاریخ کا سیاہ ترین دن

ردعمل: قومی رہنما

☆ جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی صدر پیر اعجاز احمد ہاشمی نے کہا ہے کہ عاشق

رسول ملک ممتاز حسین قادری کی پھانسی پر دل زنجیدہ اور افسردہ ہوا ہے۔ حکمرانوں کو نتائج بھگتنا ہوں گے، جو سزائے موت کو عمر قید میں بدلنے کی یقین دہانیوں کے باوجود انصاف کا قتل کرنے سے باز نہیں آئے۔ اس کا ہر صاحب ایمان کو دکھ ہوا ہے۔ ممتاز قادری کو مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے پھانسی دی گئی، اگر ریمنڈ ڈیوس سے دیت لی جا سکتی تھی تو ممتاز قادری سے کیوں نہیں؟ ممتاز قادری کے لیے پورا ملک سوگوار ہے جبکہ سلمان تاثیر کا جنازہ پڑھنے کے لیے بھی کوئی تیار نہ تھا۔

☆ جمعیت علماء پاکستان (نورانی و ملی یکجہتی کونسل) کے صدر صاحبزادہ ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر الوری نے کہا ہے کہ ممتاز قادری کی شہادت رائیگاں نہیں جائے گی۔ انشاءاللہ یہ ظالم حکمران اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ آج کا دن پاکستان کی تاریخ کا سیاہ ترین دن ہے۔ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے ملک میں اسلام کے خلاف بدترین فیصلہ ہوا۔ عاشق رسول ممتاز قادری کو سزائے موت دے دی گئی ممتاز قادری تو اللہ اور اس کے محبوب کا محبوب بن گیا۔ ان بدبختوں کا کیا بنے گا۔ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کو ناراض کر لیا ہے۔ اندھیر نگری چوپٹ راج ہے۔ عاشق رسول کو سزائے موت اور یمنڈ ڈیوس جیسے قاتل اور ملک کے جاسوس کو آزاد کرایا جاتا ہے۔

☆ جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی سیکرٹری جنرل اور مرکزی جماعت اہل سنت کے نگران اعلیٰ شاہ محمد اویس نورانی صدیقی نے کہا ہے کہ حکومت انصاف کے تقاضے پورے نہیں کر رہی تھی۔ حکومت اپنے دعوے میں جھوٹی تھی اس لیے رات کے اندھیرے میں اتنا بڑا اقدام کیا گیا۔ قوم سے ایک ایسا دھوکا کیا گیا جسے قوم کبھی بھی کسی بھی صورت نہیں بھولے گی۔ اگر حکومت اس معاملے میں سچی ہوتی تو یہ پھانسی کھلے عام مکمل اعلان کے ساتھ دی جاتی۔ مگر ممتاز حسین قادری کے قاتلوں کو ڈر تھا کہ عوامی جدوجہد انہیں اپنی کرسیوں سے محروم

نہ کردے مغربی سامراج اور یورپی یونین کے دباؤ میں آ کر حکومت نے اپنے زوال نامے پر دستخط کر دیئے ہیں۔ کراچی میں نورانی چورنگی نمائش پر جلسے سے خطاب کرتے ہوئے اویس نورانی صدیقی نے مزید کہا کہ پیر محفوظ مشہدی، پیر امین الحسنات سمیت تمام سنی پیران عظام جون لیگ کے ٹکٹ پر الیکشن لڑے ہیں وہ اپنی اسمبلیوں کی نشستوں سے احتجاجاً مستعفی ہوں اور مذہبی جماعتوں کو سنجیدگی سے ایک مستحکم اتحاد بنا کر اپنی حیثیت منوانے کی ضرورت ہے۔

☆ امیر جماعۃ الدعوۃ پاکستان پروفیسر حافظ محمد سعید نے ممتاز قادری کی پھانسی کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

وطن عزیز پاکستان اس وقت پہلے ہی سخت مشکلات سے دوچار ہے اور بیرونی قوتیں اسے عدم استحکام سے دوچار کرنے کی منظم سازش کر رہی ہیں۔ ان حالات میں حکومت کی طرف سے ممتاز قادری کو پھانسی دیکر ملک میں ایک نیا مسئلہ کھڑا کر دیا گیا ہے۔ حکومت کی طرف سے مسئلہ کی حساسیت کو پیش نظر رکھنے کی بجائے جس طرح بغیر سوچے سمجھے انداز میں ممتاز قادری کو پھانسی دی گئی ہے اسے کسی صورت درست قرار نہیں دیا جا سکتا اپنے بیان میں انہوں نے کہا کہ علماء کرام اور تمام دینی و سیاسی جماعتوں کے قائدین کو باہم مل بیٹھ کر مشترکہ لائحہ عمل ترتیب دینا چاہیے۔

علماء اہلسنت کا ردِ عمل

ممتاز قادری کو سزائے موت دیئے جانے کے خلاف جہاں ملک بھر میں سوگ کا سماں ہے وہیں علماء کرام بھی اس کی شدید مذمت کرتے دکھائی دیئے۔ جماعت اہلسنت پاکستان کے مرکزی امیر صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی نے ممتاز قادری کو پھانسی دینے پر غم و غصے کا اظہار کیا اور اس سانحہ کی شدید مذمت کی ہے۔ صاحبزادہ مظہر سعید کاظمی نے اس دلیرانہ

کو سیاہ ترین قرار دیتے ہوئے اپنے شدید جذبات کا اظہار کیا۔

سنی اتحاد کونسل کے سربراہ صاحبزادہ حامد رضا نے کہا ممتاز قادری کی پھانسی کا دن پاکستان کی تاریخ کا سیاہ ترین دن ہے۔ صاحبزادہ حامد رضا کا کہنا ہے کہ بزدل حکمرانوں نے امریکی اور مغربی دباؤ پر ممتاز قادری کو پھانسی دی ہے۔ ملی مجلس شرعی نے ممتاز قادری کو پھانسی دیئے جانے کی مذمت کرتے ہوئے اپنے ردعمل میں کہا ہے کہ ممتاز قادری کیس میں انصاف کے تقاضے پورے نہیں کیے گئے، شرعی پہلوؤں کو بھی نظر انداز کیا گیا۔ عالمی جماعت اہلسنت کے مرکزی امیر مفتی پیر سید مصطفیٰ اشرف رضوی، مرکزی سیکرٹری جنرل پیر سید شاہد حسین گردیزی نے مرکز اہلسنت جامعہ حزب الاحناف میں ہونے والے رابطہ کونسل کے ہنگامی اجلاس میں ممتاز قادری کو پھانسی دینے کے واقعے کی شدید مذمت کی۔ شیخ الحدیث مفتی عبدالعلیم سیالوی نے جامعہ نعیمیہ میں مفتیان کرام، علماء عظام اور مدرسین کے اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عاشق رسول ﷺ کو پھانسی دینا قرآن وسنت کی تعلیمات کے منافی ہے۔ ممتاز قادری کی سزائے موت سے اہل اسلام کو انتہائی رنج والم ہوا ہے۔ محسن انسانیت آقائے دو جہاں ﷺ کی گستاخی نا قابل معافی جرم ہے۔ ناظم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ ملک کے حالات میں بگاڑ پیدا ہوسکتا ہے ان خیالات کا اظہار ووفاق المدارس العربیہ کے رہنماؤں مولانا سلیم اللہ خاں اور قاری محمد حنیف جالندھری نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا۔

☆ سربراہ پاکستان سنی تحریک محمد ثروت اعجاز قادری نے غازی ممتاز حسین قادری کو پھانسی دینے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا کہ غازی ممتاز حسین قادری کو دی جانے والی سزا انصاف کا قتل عام ہے، حکمرانوں نے اسلامی قانون کی دھجیاں بکھیر کر رکھ

دیں ہیں۔ ریمنڈ ڈیوس کو رہا کرنے والے حکمرانوں نے ممتاز قادری کو پھانسی دے کر ثابت کر دیا کہ انہوں نے ملک کو سیکولر بنانے کا عزم کر لیا ہے۔

علامہ ڈاکٹر راغب حسین نعیمی نے کہا کہ مفتیان کرام کی رائے میں مختلف کورٹس نے سزائے موت دینے اور توثیق کرتے ہوئے اس قتل کے پس منظر کو [illegible] نظر انداز کیا بلکہ قانونی نکات پر بھی بحث نہ کی گئی۔ جبکہ اسلامی احکامات کو پس پشت ڈال دیا گیا اور وکیل صفائی کو بھی خاطر خواہ وقت نہیں دیا گیا۔

ماخوز: قومی اخبارات

یکم مارچ ۲۰۱۶ء

ناموس رسالتؐ قانون کا تحفظ کریں گے

ارشد روحانی

روزنامہ ایکسپریس، گوجرانوالہ منگل ۲۲ مارچ ۲۰۱۶ء

حکمران نظام مصطفیٰؐ نافذ کر کے فلاحی ریاست کے قیام کا وعدہ پورا کریں: صحافیوں سے گفتگو

میترانوالی (نامہ نگار) رہنما جماعت اہلسنت مفتی محمد ارشد روحانی نے کہا ہے کہ ناموس رسالت قانون کا تحفظ ہر صورت یقینی بنایا جائے گا، حکومت اس میں ترمیم کا خیال ذہن سے نکال دے۔ اُن کا کہنا تھا کہ پاکستان دین کی بنیاد پر بنا ہے، پاکستان کا اسلامی تشخص کسی صورت تبدیل نہیں ہونے دیا جائے گا حکمران نظام مصطفیٰؐ نافذ کر کے اسلامی فلاحی ریاست کے قیام کے اپنے وعدے کی بھی تکمیل کریں۔ صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اسلام کی سربلندی، پاکستان کے تحفظ اور اہل سنت کے اتحاد ہر ممکن کوشش کو جاری رکھا جائے گا ہماری زندگیاں اسلام کے لیے وقف ہیں۔

سنی اتحاد کونسل کی جانب سے یوم وفائے رسولؐ

قیام پاکستان کے مقاصد کی تکمیل کے لیے ملک میں نظام مصطفیٰؐ نافذ کیا جائے، علماء کرام۔

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) سنی اتحاد کونسل کے مرکزی چیئرمین صاحبزادہ حامد رضا کی اپیل پر یوم وفائے رسولؐ منایا گیا۔ تمام مساجد میں علماء کرام الحاج مولانا محمد اکبر نقشبندی، الحاج سرفراز احمد تارڑ، مفتی محمد حسین صدیقی، مفتی غلام نبی جماعتی، حافظ محمد منشاء قادری، مفتی محمد رمضان جامی، قاری احسان اللہ رضوی، حافظ محمد رفیق قادری، طاہر رضوی، قاری خالد محمود کیلانی، قاری محمد اعظم چشتی، مولانا محمد عارف چشتی اور دیگر نے کہا کہ ملک میں شریعت سے متصادم کوئی قانون برداشت نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ ناموس رسالتؐ قانون میں تبدیلی نہ کی جائے، عدالتوں سے سزا یافتہ گستاخوں کو پھانسی دی جائے، قیام پاکستان کے مقاصد کی تکمیل کے لیے ملک میں نظام مصطفیٰؐ نافذ کیا جائے۔

(روزنامہ دنیا گوجرانوالہ، ہفتہ، ۲۶ مارچ، ۲۰۱۶ء)

حافظ آباد: لبیک یارسول اللہ کانفرنس

حافظ آباد (نمائندہ ایکسپریس) لبیک یارسول اللہ کانفرنس کل ایک بجے دوپہر میں آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے سجادہ نشین صاحبزادہ پیر سید عظمت علیشاہ کی زیر صدارت ہوگی جس سے جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان کے مرکزی امیر الحاج پیر محمد داؤد رضوی، مولانا غلام حیدر ساقی المدنی، مولانا عبدالقیوم بھٹی، حافظ محمد سلیم نظامی و دیگر خطاب کریں گے۔

ناموس رسالتؐ کے لیے ہر قربانی دینے کو تیار ہیں

مشتاق سلطانی

روزنامہ جنگ لاہور ۱۷ مارچ ۲۰۱۶ء

گکھڑ منڈی (نامہ نگار) جامع مسجد غوثیہ سلطانیہ میں سالانہ جلسہ دستار فضیلت و تحفظ ناموس رسالت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حافظ مشتاق احمد سلطانی نے کہا کہ آج بھی عاشقان رسولؐ کی دنیا میں کوئی کمی نہیں مسلمان ناموس رسالتؐ کے لیے اپنی اولاد جان و مال قربان کرنے کو ہر وقت تیار ہیں، کانفرنس کی صدارت قاری ریاض احمد سلطانی نے کی، اس موقع پر مفتی غلام نبی جماعتی، کرامت علیشاہ قاری ریاض احمد سلطانی، مولانا طارق اسماعیل، ودیگر علماء نے بھی خطاب کیا، حافظ محمد داود، حافظ محمد عاصم، حافظ غلام مصطفیٰ، حافظ محسن علی، کی دستار بندی بھی کی گئی۔

ناموس رسالتؐ پر جان بھی قربان ہے

شازب رضا

نوشہرہ ورکاں (نمائندہ ایکسپریس) ضلعی ناظم انجمن طلباء اسلام گوجرانوالہ کے ناظم محمد شازب رضا نے کہا ہے کہ اے ٹی آئی کے نوجوانوں نے نظام مصطفیٰؐ کے نفاذ اور نوجوانوں کے دلوں میں عشق رسولؐ کی شمع جلانے کے لیے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور اپنے سینوں پر گولیاں کھا کر جام شہادت نوش کیے۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ناموس رسالت پر ہماری جان بھی قربان ہے۔ اجلاس کی صدارت تحصیل ناظم حافظ محمد یوسف نے کی۔

ناموس رسالت کا تحفظ دین اور ایمان کا حصہ ہے

سرفراز تارڑ

احمد نگر چٹھہ (نامہ نگار) سنی اتحاد کونسل کے ڈویژنل صدر الحاج سرفراز احمد تارڑ نے کہا ہے ناموس رسالت کا تحفظ دین اور ایمان کا حصہ ہے، توہین رسالت کے قانون میں تبدیلی کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا، ہم عظیم روایات کے آمین ہیں، ہم تحفظ مقام مصطفیٰ اور ملی بقاء کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے ساروکی چیمہ میں دربار عامر عبدالرحمٰن چیمہ شہید پر تحفظ ناموس رسالت ﷺ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کیا اس موقع پر ڈاکٹر عارف سیفی، مولانا غلام فرید کیلانی، مولانا صفدر چٹھہ اور قاری نوید احمد فاروقی نے خطاب کیا۔

سنی اتحاد کونسل کی اپیل پر یوم غازی عبدالقیوم منایا گیا

گوجرانوالہ (وقائع نگار) سنی اتحاد کونسل کی اپیل پر ۱۹ مارچ ۱۹۳۴ء میں تحفظ ناموس رسالت کی خاطر شہید ہونے والے غازی عبدالقیوم اور کراچی میں ان کے جنازے کے جلوس پر انگریزوں کی فائرنگ سے شہید ہونے والے ۱۶۰ عاشقان رسول کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے یوم غازی عبدالقیوم منایا گیا۔ مرکزی جامع مسجد نور میں تقریب سے سنی اتحاد کونسل کے صوبائی سیکرٹری اطلاعات مولانا محمد اکبر نقشبندی، ڈویژنل صدر الحاج سرفراز احمد تارڑ، مفتی محمد حسین صدیقی، مفتی غلام نبی جماعتی، حافظ محمد منشاء قادری، قاری غلام سرور حیدری، عثمان لودھی، قاری امتیاز سلطانی، مولانا خالد حسن مجددی، قاری احسان اللہ رضوی، قاری محمد اعظم چشتی، حافظ محمد رفیق قادری اور دیگر نے خطاب کیا۔ رہنماؤں کا کہنا تھا کہ ناموس رسالت پر قربان ہونا بڑی سعادت اور سرمایہ حیات ہے، ناموس رسالت کا تحفظ ایمان کی علامت ہے، ہر محاذ پر حفاظت کریں گے۔

تحفظ ناموس رسالتؐ علماء ومشائخ کو میدان میں

وسیم الحسن، فدا حسین

حافظ آباد (نمائندہ دنیا) جے یو پی (نورانی) کے صوبائی صدر بیرسٹر پیر سید وسیم الحسن نقوی، سید فدا حسین شاہ علامہ رانا اصغر نے کہا ہے کہ تحفظ ناموس رسالتؐ کے لیے علماء ومشائخ کو میدان عمل میں آنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ حکمران ملک کو لبرل بنانے کی سازشیں کر رہے ہیں لیکن غلامان مصطفیٰ ان کی تمام سازشوں کو ناکام بنادیں گے۔ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا اور یہاں نظام مصطفیٰ کا ہی نفاذ ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی نظام کا نفاذ عوام کی خواہش ہے۔

غازی ممتاز حسین قادری شہید کی روح کو ایصال ثواب قل کے ختم شریف کا انعقاد

گوجرانوالہ (بیورو رپورٹ) سنی اتحاد کونسل کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد نور میں شہید ناموس رسالت غازی ممتاز حسین قادری کی روح کو ایصال ثواب قل کا ختم شریف منعقد ہوا، قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی کی گئی۔ اس موقع پر صوبائی سیکرٹری اطلاعات الحاج مولانا محمد اکبر نقشبندی، ڈویژنل صدر الحاج سرفراز احمد تارڑ، مفتی محمد حسین صدیقی، مفتی غلام نبی جماعتی، مفتی محمد رمضان جامی، حافظ محمد منشاء قادری، مولانا محمد خالد حسن مجددی، قاری غلام سرور حیدری، قاری امتیاز احمد سلطانی حاجی محمد عارف سیفی، قاری محمد اعظم چشتی، قاری احسان اللہ رضوی، مولانا عبدالمجید کیلانی اور دیگر نے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ ناموس رسالت پر جان قربان کر کے ممتاز قادری دونوں جہانوں میں ممتاز ہو گئے۔ ممتاز قادری کو

پھانسی دینا ملکی تاریخ کا سیاہ ترین باب ہے، کل جمعہ کا ملک بھر میں یوم مذمت منایا جائے گا۔ اپنی جائیں قربان کر سکتے ہیں مگر ناموس رسالت پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔ توہین رسالت کے مجرموں کے ٹرائل مغربی دباؤ پر روک دیئے ناموس رسالت کے محافظ کو پھانسی دیدی۔ عاشق رسول کو پھانسی دینے والے حکمران دنیا وآخرت میں نشان عبرت بنیں گے۔ کراچی ائیر پورٹ پر پرویز رشید کے ساتھ ہونے والا عمل مکافات ہے ممتاز قادری ناموس رسالت کی علامت بن کر ابھرا ہے۔

غازی ممتاز کو پھانسی اتوار کو احتجاج

مفتی کمال الدین[1]

کوٹلہ ارب علی خان (نامہ نگار) غازی ممتاز حسین قادری کی پھانسی کے خلاف اتوار کو شٹر ڈاون ہڑتال کی جائے گی۔ اس موقع پر ریلی بھی نکالی جائے گی جو مرکزی جامع مسجد سنی رضوی سے شروع ہو کر لنگڑیال چوک میں اختتام پذیر ہو گی۔ اس بات کا اعلان خطیب جامع مسجد سنی رضوی مفتی کمال الدین نے پریس کانفرنس کے دوران کیا۔

ملک وال، غازی ممتاز قادری شہید کو پھانسی کیخلاف احتجاجی ریلی

ملک وال (نامہ نگار) غازی ممتاز قادری شہید کو پھانسی دیئے جانے کیخلاف رکن

---

[1] مفتی کمال الدین صاحب بہت مخلص، باعمل اور فرض شناس عالم دین ہیں قوم وملت کو درپیش خطرات کے حوالے ہر مرحلہ تاریخ پر کلیدی کردار ادا کرتے رہے۔

میں جماعت اہلسنت کی احتجاجی ریلی، رکن میں جماعت اہلسنت کی اپیل پر غازی ممتاز قادری شہید کو پھانسی دیے جانے کیخلاف میلاد چوک سے مین مارکیٹ بازار تک احتجاجی ریلی نکالی گئی، ریلی میں جماعت اہلسنت کارکنوں نے شرکت کی، مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کلمہ طیبہ کے نام پر حاصل کئے گئے ملک میں عاشق رسول کو پھانسی دینا افسوسناک اور قابل مذمت ہے۔

تنظیمات اہلسنت نے ملک میں "یوم وفائے رسولؐ" منایا

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی ، نیوز رپورٹر) سربراہ سنی تحریک محمد ثروت اعجاز قادری کی خصوصی ہدایات پر سنی تحریک کی اپیل پر تنظیمات اہلسنت نے ملک بھر میں "یوم وفائے رسولؐ" منایا۔ گوجرانوالہ میں صاحبزادہ پیر محمد داؤد رضوی [1] کی زیر قیادت میں پرانے ریلوے سٹیشن جی ٹی روڈ پر احتجاجی جلسہ منعقد کیا گیا جس سے خطاب کرتے ہوئے صاحبزادہ پیر محمد داؤد رضوی، مولانا ڈاکٹر اشرف آصف جلالی نے کہا کہ توہین رسالت کیس کی ملزمہ آسیہ مسیح کو حکومت فوری طور پر عدالت سے پھانسی دلوائے ملزمہ کو بیرون ملک بھیجنے کی حکومتی سازش کامیاب نہیں ہونے دیں گے صاحبزادہ پیر احمد فاروق شاہ مجددی نے کہا کہ علماء اہلسنت پر من گھڑت اور جھوٹے مقدمات درج کر کے حکومت نے غیر جمہوری اقدام اٹھایا ہے۔ جھوٹے مقدمات فوری طور پر واپس لئے جائیں۔ موجودہ حکمرانوں کا طرز حکمرانی آمرانہ دور حکومت سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ صاحبزادہ محمد ذکاء اللہ رضوی نے کہا کہ

---

[1] صاحبزادہ محمد داود رضوی نوجوان، متقی، صالح، مبلغ اور پرجوش عالم، خطیب وادیب اور سجادہ نشین ہیں اللہ کریم مزید ترقی عطا فرمائے آمین۔ (خالد محمود قادری)

حکمران جماعت پرامن اہلسنت کو ہراساں کر کے سیاسی انتقام کا نشانہ بنا رہی ہے۔ ریاستی ظلم وجبر مذہبی جماعتوں کو حکمران جماعت کا سیاسی محاصرہ کرنے پر مجبور کر رہا ہے۔ عوام کو ذہنی طور پر تیار رہنا ہوگا کہ ان کے قائدین حکومت کی غیر متوازن پالیسیوں اور پرتشدد سیاسی ماحول پیدا کرنے پر احتجاج کی انتہائی کال دے سکتے ہیں۔ قاری محمد بوٹا جٹ، ڈاکٹر حبیب الرحمٰن، محمد فائق قادری، مولانا محمد رفیق احمد رضوی، چوہدری شازب چٹھہ، چوہدری عدیل عارف مہر، غلام دستگیر خان، ڈاکٹر عبدالرشید انصاری، مولانا محمد اشرف رضی، مولانا امانت علی جلالی، محمد منیر قادری جلالی و دیگر نے کہا کہ عوام نااہل حکمرانوں سے نجات کے لیے میدان عمل میں آئیں۔

ممتاز قادری کو پھانسی ڈسکہ میں احتجاجی ریلی

روزنامہ دنیا گوجرانوالہ، ہفتہ ۵ مارچ ۲۰۱۶ء

ڈسکہ (نامہ نگار، تحصیل رپورٹر) غازی ممتاز قادری شہید کو پھانسی دینے کے خلاف ڈسکہ کے وکلاء، مذہبی جماعتوں اور شہریوں کے زیر اہتمام ایک احتجاج ریلی نکالی گئی جو جامع مسجد نور سے شروع ہو کر فوارہ چوک میں اختتام پزیر ہوگئی ریلی میں مذہبی جماعتوں جماعت اسلامی، انجمن طلباء اسلام، جمعیت علماء پاکستان کے رہنماؤں، طلباء، شہریوں اور وکلاء انور مغل ایڈووکیٹ، شفاقت گجر ایڈووکیٹ، صدیق گجر ایڈووکیٹ میاں امجد ایڈووکیٹ، سفیر ایڈووکیٹ، ظہیر نذیر چوہدری و دیگر سماجی رہنما شریک تھے انہوں نے احتجاجی بینرز اور کتبے اٹھا رکھے تھے۔

ممتاز قادری کو پھانسی (ن) لیگ ننکانہ کے سیکرٹری کا استعفیٰ

ننکانہ صاحب (نامہ گار) ممتاز قادری کو پھانسی دینے کے فیصلے کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے مسلم لیگ ن سٹی ننکانہ کے جنرل سیکرٹری شیخ نعیم عرف داد پودی نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔ تفصیلات کے مطابق ممتاز قادری کو پھانسی دینے کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے دس سال سے مسلم لیگ ن سے وابستہ پاکستان مسلم لیگ ن سٹی ننکانہ صاحب کے جنرل سیکرٹری شیخ نعیم عرف داد پودی نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا۔

ہاتھوں میں بینر اور پلے کارڈ اٹھار کھے تھے۔ علاوہ ازیں سینکڑوں مساجد میں علمائے کرام نے جمعہ کے خطبوں میں ناموس رسالت پر تفصیلی روشنی ڈالی اور اسے مسلمانوں کے دین اور ایمان کا مسئلہ قرار دیتے ہوئے ممتاز قادری کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا اور ممتاز قادری کے لیے خصوصی دعائیں کی گئیں۔ مہمند ایجنسی میں اہلسنت والجماعت کے زیر اہتمام ممتاز قادری کو پھانسی دیئے جانے کے خلاف احتجاجی مظاہرے کئے گئے۔ سینکڑوں مظاہرین نے چاندہ بازار سے غلزئی بازار تک پیدل مارچ کیا غلزئی بازار میں مظاہرین نے دو گھنٹے میں پشاور تو باجوڑ شاہراہ کو ہر قسم کی ٹریفک کے لیے بلاک رکھا۔ کراچی میں سنی تحریک نے جامع کلاتھ سے نمائش چورنگی تک ریلی نکالی گئی۔ ایم اے جناح روڈ پر مشتعل افراد نے ٹائر جلائے اور صدر الیکٹرانکس مارکیٹ میں توڑ پھوڑ کے بعد دکانیں بند کرادیں۔

گوجرانوالہ، سنی تحریک کا یوم وفائے رسول ﷺ

روزنامہ جنگ لاہور ۵ مارچ ۲۰۱۶ء

گوجرانوالہ (نمائندہ جنگ) سنی تحریک کی اپیل پر ملک بھر میں یوم وفائے رسول ﷺ منایا گیا۔ ملک بھر میں دینی جماعتوں نے مساجد میں قرآن خوانی، محافل نعت اور خطبات جمعہ میں مذمتی قراردادیں پیش کیں۔ اس موقع پر سربراہ سنی تحریک محمد ثروت اعجاز قادری نے کہا کہ کرپشن زدہ حکومت کے خلاف ملک گیر احتجاجی تحریک کا آغاز ہو چکا ہے۔ عوام مسلم لیگ نواز کا گھیراؤ کریں۔ یہودی لابی کے غلام حکمرانوں کو پرامن جنازہ پر عوام نے یکسر مسترد کر دیا ہے۔ گوجرانوالہ میں پرانا ریلوے اسٹیشن جی ٹی روڈ ٹیکسی سٹینڈ پر سنی تحریک کی جانب سے نکالی گئی ریلی کے شرکاء سے پیر محمد داؤد رضوی، قاری محمد بوٹا جٹ، ڈاکٹر حبیب الرحمٰن، صاحبزادہ پیر سید احمد فاروق شاہ مجددی، رفیق احمد رضوی، چوہدری اقبال ہنجراء و دیگر نے خطاب کیا۔

تحفظ ناموس رسالت ﷺ علمائے و مشائخ میدان عمل میں

وسیم الحسن نقوی

حافظ آباد (نمائندہ جنگ) تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے لیے علماء و مشائخ کو اب حجروں سے باہر نکل کر میدان عمل میں آنا چاہیے۔ کیونکہ جب تک ہم اسوہ شبیریؓ پر عمل پیرا نہ ہوئے۔ اس وقت تک ملک سے لادینی قیادت کا خاتمہ نہیں ہو گا۔ ان خیالات کا اظہار ضلع بھر کے اہلسنت کے علماء خطباء نے فوارہ چوک میں اجتماعی نماز جمعۃ المبارک کی ادائیگی کے موقع پر ہزاروں افراد کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اجتماع سے جے یو پی (نورانی) پنجاب کے صوبائی صدر بیرسٹر پیر سید وسیم الحسن نقوی، جماعت اہلسنت کے

راہنماؤں پیر سید فدا حسین شاہ علامہ رانا محمد اصغر چشتی، پیر سید ذوالقرنین شاہ، علامہ محمد اشرف سیال، علامہ فیصل ندیم کیلانی، علامہ حبیب اللہ جلالی، صوفی اخلاق رضوی، سنی تحریک کے صدر سید عثمان شاہ نوری ودیگر نے بھی خطاب کیا۔

تنظیمات اہلسنت سوہدرہ کا مظاہرہ

سوہدرہ (نامہ نگار) تنظیمات اہلسنت سوہدرہ کے زیر اہتمام احتجاجی مظاہرہ سوہدرہ اڈا سے شروع ہو کر سرکلر روڈ سے اڈا پر اختتام پذیر ہوا۔ مظاہرہ کی قیادت جماعت اہلسنت کے صدر مہر محمد جاوید چشتی نے کی۔ جبکہ اس موقع پر شیخ رفاقت علی نسیم، نعیم شہزاد عرف ٹیٹو، مولانا محمد علی عابد جلالی، علامہ محمود احمد نعیمی، ڈاکٹر خالد رفیق، عبدالحمید راجپوت، جمشید جلالی، غلام فرید آفریدی، یاسین چشتی کے علاوہ دیگر افراد نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی۔

غازی کا سفر مکمل، موقف سے پیچھے نہیں ہٹیں گے

پیر امین الحسنات شاہ

راولپنڈی (مانیٹرنگ ڈیسک) مسلم لیگ ن کے ٹکٹ پر این اے ۶۴ سرگودھا سے رکن اسمبلی منتخب ہونے والے وزیر مملکت برائے مذہبی امور پیر محمد امین الحسنات شاہ نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ غازی کا سفر مکمل ہو گیا، ہم اپنا واضح موقف رکھتے ہیں اور اس سے کبھی پیچھے نہیں ہٹے۔ انہوں نے کہا کہ بعض اسلام اور ملک دشمن اس موقع کو بھی منفی مقاصد کے لیے استعمال کر سکتے ہیں، اپیل ہے کہ جلاؤ گھیراؤ کے سابقہ تعارف کو بھول جائیں۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ پیر حسنات شاہ دربار عالیہ بھیرہ شریف کے سجادہ نشین بھی ہیں۔ وزیر مملکت برائے مذہبی امور امین الحسنات شاہ نے ممتاز قادری کے جنازے میں شرکت کے لیے مختلف افراد کو خطوط لکھے جس میں کہا گیا تھا کہ وہ ممتاز قادری کے جنازے میں شرکت کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

تدوین: طارق محمود میر

ممتاز حسین قادری کی یاد میں منعقدہ تعزیتی ریفرنس سے پیر محمد امین الحسنات شاہ مدظلہ العالی کا خطاب

شہید ناموس رسالت غازی ملک ممتاز حسین قادری شہیدؒ کی عظیم الشان قربانی کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ان کی شہادت کے چند دن بعد دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف میں ایک تعزیتی ریفرنس منعقد ہوا۔ اس موقع پر ملک ممتاز حسین قادری شہید کو زبردست الفاظ میں خراج تحسین کیا گیا۔ ریفرنس سے پیر محمد امین الحسنات شاہ مدظلہ العالی، وزیر مملکت برائے مذہبی امور نے صدارتی خطاب فرمایا۔ ان کے خطاب کے چنیدہ گوشوں کو مولانا طارق محمود میر (مقیم دبئی) نے قارئین ضیائے حرم کے لیے مرتب کیا ہے۔ جس کا خلاصہ ہدیہ قارئین ہے۔ (ادارہ)

جن حالات میں ممتاز حسین شہید قادریؒ نے گورنر کو قتل کرنے کا اقدام کیا ان حالات کا مخصوص پس منظر تھا، جو سب جانتے ہیں۔ اس وقت پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اور پی پی کی کچھ خواتین ممبران پارلیمنٹ ناموس رسالت ﷺ کے قانون کو ختم کروانے کے لیے لابنگ کر رہی تھیں، جن میں فوزیہ وہاب اور شیریں رحمٰن پیش پیش تھیں۔ انہوں نے اس حوالے سے ایک ترمیمی بل تیار کیا تھا۔ وہ اور ان کا ہمنوا دین بیزار طبقہ، دین کا مسلسل مذاق اڑا رہا تھا، لیکن جس وقت غازی نے یہ اقدام کیا تو قانون ناموس رسالت ﷺ میں ترمیم و تنسیخ کے لیے سرگرم عمل ان لوگوں کی بولتیاں بند ہو گئیں۔ اس لیے ہمارا یہ فرض بنتا تھا کہ ہم حضور نبی مکرم ﷺ کی ناموس کی خاطر غازی ممتاز قادریؒ کے اقدام کی تائید کرتے۔ میں نے الحمد للہ کوئی ایسا موقع نہیں جانے دیا کہ جہاں اس حوالے سے گفتگو ہوئی ہو اور میں نے غازی کے اقدام کو سپورٹ کرنے میں کوتاہی کی ہو۔ میری بعض تقاریر کے کلپس سوشل میڈیا پر موجود ہیں جو لوگوں نے از خود ریکارڈ کیے۔ ان میں سے ایک پنڈی گھیپ میں کی گئی میری گفتگو کا کلپ ہے۔ مجھے نہیں پتہ کہ کس نے اسے ریکارڈ کیا ہے لیکن میں نے ابھی اس واقعہ کے بعد اسے دیکھا ہے۔ اسی طرح سیالکوٹ میں پیر سید نذیر حسین شاہؒ کے عرس کے موقع پر میں نے جو گفتگو کی، اسے گزشتہ دنوں حامد میر نے اپنے پروگرام کیپٹل ٹاک میں چلایا۔ چنانچہ میں اس بات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں یا کرتے رہے ہیں، وہ اللہ کی رضا اور اس کے نبی ﷺ کی غلامی کے حق کے لیے کرتے رہے ہیں اور آئندہ بھی یہ سلسلہ ان شاء اللہ العزیز اسی طرح جاری رہے گا۔

جب میں متحدہ علماء بورڈ کا چیئرمین تھا تو اس وقت غازی صاحب کا مقدمہ عدالتوں میں چل رہا تھا۔ مجھے پتہ چلا کہ ان کے لیے گھر سے کھانا نہیں آنے دیا جاتا اور ان کے گھر والوں کو تنگ کیا جاتا ہے تو میں نے وزیر اعلیٰ سے بات کر کے ان کے کھانے کو بحال کروایا۔ مجھے پتہ چلا کہ ان کا کیس میں عدالت جیل میں لگتی ہے اور انہیں ہتھکڑی لگا کر پیش عدالت میں پیش کیا جاتا ہے اور پانچ، چھ گھنٹے انہیں کھڑا رکھا جاتا ہے۔ میں نے اس پر بھی بھرپور احتجاج کیا اور کوشش کر کے یہ مسئلہ حل کروایا۔ یوں ہی مقدمہ کے ابتدائی دنوں میں جب غازی صاحب جیل گئے تو ان پر جسمانی تشدد کا ارتکاب کیا گیا، چنانچہ میں نے پوری دیانت کے ساتھ کوشش کی، چنانچہ پولیس کو تشدد سے روک دیا گیا۔ غازی صاحب کے پابند سلاسل ہونے کے بعد ان کے گھر والوں کے جو مالی معاملات تھے، اس حوالے سے بھی جو ذمہ داری ہمارے ذمہ لگی تھی، ہم اس سے پیچھے نہیں ہٹے۔ لیکن نمود و نمائش اور اشتہار بازی ہمارا وطیرہ نہیں ہے۔

آپ اس دارالعلوم کی بلڈنگ کو دیکھ رہے ہیں، کہیں پر بھی آپ کو اس میں حضور ضیاء الامتؒ کا نام لکھا ہوا نظر نہیں آئے

ہوتا۔اس لیے میں نے وزیراعلیٰ سے کہا کہ لوگوں کی آمد کو نہ روکیں، وہ جدھر سے بھی آ رہے ہیں، انہیں آنے دیں۔ان کے آنے سے معالات آپ کی گرفت میں رہیں گے اور اگر آپ نے رکاوٹ ڈالی تو اس میں نقصان ہوگا۔جب سیلاب ہو تو اسے گزرنے کی اجازت دینے میں ہی عافیت ہے۔اگر آپ نے آگے بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے دیوار بنانے کی کوشش کی تو پانی نہیں رکے گا، اسے تو گزرنا ہے۔سامنے سے راستہ نہیں ہوگا تو وہ دیوار کے اوپر سے گزر جائے گا۔اللہ کے فضل و کرم سے انہوں نے میری یہ باتیں بھی مانیں۔جنازے والے دن جب میں نکلا تو مجھے پتہ چلا کہ اسلام آباد کے راستے بند ہیں۔میں نے پھر رابطہ کیا تو انہوں نے راستوں کو کھول دیا۔یہ جو کچھ بھی کیا، مدح و ذم سے بے نیاز ہو کر محض اللہ کی رضا کے لیے کیا۔پھانسی والے دن دارالعلوم کے اساتذہ سے میرا رابطہ ہوا تو میں نے کہا کہ ہمارے تمام مدارس اور ان کی شاخوں کے تمام اساتذہ و طلباء جنازے میں شریک ہوں، کسی بندے کو بھی یہ قلق نہ رہے کہ میں نے جنازہ نہیں پڑھا اور میں نے اپنی عاقبت نہیں سنواری۔

غازی ممتاز حسین قادری شہید کے مقدمہ کے سلسلہ میں وزیراعلیٰ اور صدر مملکت سے ملاقاتیں بھی ایک الگ داستان ہے۔جب وقت ٹھنڈا پڑتا ہے اور حالات کی سنگینی میں کمی آتی ہے تو چیزیں خود بخود واضح ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور سب کو پتہ چل جاتا ہے کہ کون لوگ ہیں جو ڈرامہ کر رہے ہیں اور کون لوگ ہیں جو خلوص نیت سے اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔امین الحسانات شاہ غازی کی میت پر کاروبار نہیں کرتا، وہ اسے اپنی عزت اور اپنا وقار سمجھتا ہے۔وہ اس غلامی کے طوق کو اپنے لیے بادشاہی کا تاج سمجھتا ہے۔یہی سبق میرے بزرگوں نے مجھے یاد کروایا ہے اور یہی سبق مجھے آج بھی یاد ہے۔دنیا کی ساری چیزیں آنی جانی ہیں، مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے کہ میری جان بھی اگر اپنے دین کے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے چلی جائے تو مجھے خوشی ہوگی۔

جس دن یہ واقع ہوا، اسی دن میں نے ایک لیٹر بنا کر انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کیا۔مجھے یہ خوف تھا کہ بہت بڑا ہجوم ہوگا، کسی کی چھوٹی سی شرارت سے یہ ملک نہ جل جائے۔میرا یہ لیٹر دکھا کر حامد میر اپنے پروگرام میں بار بار ہمارے ایک بندے سے یہ سوال پوچھ رہا تھا کہ آپ کا ایک وزیر لوگوں کو جنازے میں شرکت کی دعوتیں دیتا رہا کہ جائیں اور ثواب دارین حاصل کریں تو ہمارے دوست نے بہت اچھا جواب دیا کہ یہ ایک مسلمان کی شناخت ہے کہ جب تک اس کے دل میں اللہ کے اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی محبت ماں باپ اور اولاد سے بڑھ کر نہ ہو، وہ مسلمان ہو ہی نہیں سکتا۔اگر انہوں نے اس جذبے کے تحت کہا ہے تو ٹھیک کہا ہے۔اسی طرح لندن کے معروف اخبار گارڈین نے ممتاز قادری شہید کے بارے میں پورا مضمون لکھا اور اس کے آخر میں لکھا کہ صرف ایک وزیر جس کا نام پیر محمد امین الحسانات شاہ ہے، نے اسے شہید کہا ہے اور لوگوں سے جنازے میں جوق در جوق شرکت کی اپیل کی ہے۔ہماری یہ روایت نہیں ہے اور ہمارے لیے یہ مناسب بھی نہیں ہے کہ ہم اپنی گواہیاں خود دیتے رہیں، ہماری گواہی ہمارے رب کا کرم دیتا ہے۔اسی لیے مجھے بار بار اپنی ذات کے حوالے سے بات کرنا اچھا نہیں لگ رہا۔ہمارا موقف آج بھی وہی ہے جو پہلے تھا اور ان شاءاللہ آئندہ بھی وہی رہے گا۔ہمارے تمام اداروں کے اساتذہ غازی صاحب کے گھر گئے ہیں۔ایک دو دن میں، اپنے فارغ التحصیل علماء کے ساتھ میں بھی ان کو اس عزت کی مبارک دینے کے لیے ان کے گھر جاؤں گا۔یہ عزت ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی۔ہر آدمی ممتاز قادری اور غازی علم دین شہید نہیں بنتا۔یہ اللہ پاک کی عطا ہوتی ہے۔تب یہ عزت نصیب ہوتی ہے۔آپ مطمئن رہیں، ہم کوئی ایسا کام نہیں کریں گے جس سے ہمارے باپ دادا کی صدیوں کی عزتیں اور وقار خراب ہو۔اس طرح کے واقعات قوموں کے لیے اہم ہوتے ہیں۔بہت سارے پہلو اور بھی ہیں کہ مقدمہ کیسے لڑا گیا؟ اس میں کیا کیا خامیاں تھیں اور کون لوگ تھے جو جنازے کے وقت دھما چوکڑی مچاتے رہے اور کون لوگ شرکت کرتے رہے۔یہ ساری باتیں وقت کے ساتھ ساتھ پتا چلیں گی۔

گا۔ میں نے ایک دن عرض کیا کہ ہمارے جو دوست دارالعلوم کی تعمیر کے لیے بڑی خطیر رقم دے کر چلے جاتے ہیں، یہاں ان کے نام کندہ ہونے چاہئیں تو آپ نے فرمایا کیا کہ یہ عجیب انصاف ہے کہ ایک بندہ آپ کی مدد کر رہا ہے، آپ کے ساتھ محبت کر رہا ہے اور آپ اس کے اس ثواب کو ضائع کر رہے ہیں۔ اگر آج اس کا نام لکھا جائے گا تو دنیا میں اس کو یہ اجر مل گیا، لیکن آخرت کا اجر ختم۔ چنانچہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ یہ زیادتی کیوں کروں؟ اس طرح ہم بھی یہی چاہتے رہے ہیں کہ ہمارے یہ جو خیر کے عمل ہیں، وہ اللہ کے رجسٹر میں جمع ہوتے رہیں۔ دنیا جانے یا نہ جانے۔

جب ممتاز قادری شہید نے ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کی خاطر اقدام کیا تو میں نے ایک دن لاہور میں مفتی محمد خان قادری صاحب کے ہاں ایک میٹنگ کا انعقاد کروایا جس میں تمام مکاتب فکر کے لوگوں کو بلایا۔ میں یہ محسوس کرتا تھا کہ ممتاز حسین قادری کے ساتھ لفظ "قادری" لگنے کی وجہ سے دیگر مکاتب فکر کے لوگ اس دلجمعی سے اس معاملہ پر اس طرح ہمارا ساتھ نہیں دے رہے، جس طرح انہیں ساتھ دینا چاہیے۔ چنانچہ میں نے سب کو اکٹھا کیا اور وہاں ان کے سامنے یہ بات رکھی۔ انہوں نے کہا کہ ہم ان شاء اللہ اس معاملہ میں آپ کے ساتھ ہیں اور ہم اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے۔ رسول اللہ ﷺ سب کے ہیں، وہ صرف آپ کے ہی نہیں۔ ان کی ناموس کے محافظ ممتاز قادری ہمارے بھی ہیں۔ میں دیگر مکاتب فکر کے بڑے بڑے مدارس میں جا کر ان کے اکابر علماء سے ملا۔ ان مدارس میں جامعہ اشرفیہ، جامعہ بنوری ٹاؤن بھی شامل ہیں۔ جب بنوری ٹاؤن کے مفتی محمد نعیم صاحب سے ملا تو ان سے کہا کہ میں نے ایک فتویٰ پوچھنا ہے کہ ممتاز حسین قادری نے جو کام کیا ہے، وہ ٹھیک ہے یا غلط؟ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ میں نے کہا کہ اگر اس نے ٹھیک کام کیا ہے تو آپ بھی اس کا ساتھ دیں اور اس کی حمایت میں کچھ بولا کریں۔ انہوں نے کہا کہ آج تک مجھ سے یہ کوتاہی ہوئی۔ آئندہ یہ نہیں ہوگی۔ اس کے بعد ٹی وی پر ان کی جو پہلی Appearance ہوئی تھی، اس میں انہوں نے ممتاز قادری کے اقدام کی حمایت اور دفاع کیا۔

میں یہ سب کچھ اللہ کی رضا کے لیے کرتا رہا ہوں۔ میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ میرا فرض ہے۔ میں اس کو ان شاء اللہ پورا ادا کرتا رہوں گا۔ جب غازی ممتاز حسین قادری کو پھانسی دی گئی تو میں ایک ہفتہ سے کراچی میں مصروف عمل تھا۔ اسی رات کو میری کراچی سے واپسی ہوئی۔ مجھے رات کی کوئی خبر نہیں تھی کہ کیا ہوا۔ میں جب نماز کے لیے جاگا تو میرے فون پر میسج تھا، میں نے وہ پڑھا تو پھر تھوڑی ہی دیر میں مجھے لاہور سے وزیر اعلیٰ کی کال آئی۔ میں نے کہا کہ اس مہم جوئی کی ضرورت نہیں تھی۔ اگر آپ اس کو لیٹ کرتے رہتے تو کون سی قیامت آجاتی؟ کائنات رکی ہوئی تو نہیں تھی؟ لیکن آپ نے اپنے وقت میں یہ کیوں کیا ہے؟ یہ ایسا دھبہ ہے، ہمیشہ آپ کی پیشانی پر ثبت رہے گا۔ آپ اس میں قصور وار ہیں یا نہیں ہیں لیکن اس چیز سے آپ دامن نہیں بچا سکتے۔ پھر میں نے انہیں دو تین باتیں مزید کیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ آپ مہربانی کر کے ممتاز قادری شہید کے جنازے میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالیں۔ مجھے ذوالفقار علی بھٹو کی پھانسی کے بعد ان کی تدفین جیسے طرز عمل کا خدشہ تھا، جب جنرل ضیاء الحق نے ان کی میت کو رات کے اندھیرے میں دفن کر دیا تھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ رات کو کیا ہوا ہے۔ یوں ہی اکبر بگٹی کے ساتھ بھی ہوا اور ان کا کوئی نام ونشان نہیں ملا۔ چند آدمیوں نے ان کو دفن کر دیا۔ مجھے یہ خوف تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو جائے۔ انہوں نے مجھے کہا کہ نہیں ایسا نہیں ہوگا۔

بہت سے لوگ حکومت کو پٹی پڑھانے والے ہوتے ہیں، مجھے یہ خدشہ تھا کہ وہ حکومت سے کہیں گے کہ جناب! اگر یہ جنازہ آ گیا تو افراتفری ہو جائے گی۔ یہاں دہشت گردی ہے، اس لیے بہت خون خرابے کا ڈر ہے۔ حکومت کے سامنے یہ چیزیں اس طرح پیش کی جاتی ہیں کہ حکومت خود بخود ڈر جاتی ہے۔ چنانچہ حکومت وہ کچھ بھی کر جاتی ہے، جو کرنے کا اس کا ارادہ نہیں بھی

ن لیگی رکن اسمبلی کی نماز جنازہ میں شرکت۔

راولپنڈی (مانیٹرنگ ڈیسک) مسلم لیگ ن کے رکن اسمبلی حاجی عمران ظفر سابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کے الزام میں سزا پانے والے ممتاز قادری کے جنازہ میں شرکت کے لیے پہنچ گئے اوران کی سوشل میڈیا پر ممتاز قادری کے جسد خاکی کیساتھ ایک تصویر بھی وائرل ہو رہی ہے۔ پارلیمانی سیکریٹری حاجی عمران ظفر ۲۰۱۳ء میں ہونے والے عام انتخابات میں گجرات کی حلقہ پی پی ۱۱۱ سے رکن پنجاب اسمبلی منتخب ہوئے ہیں اوراُن کا تعلق وفاق وصوبے کی حکمران جماعت مسلم لیگ ن سے ہے۔

ریجن بھر میں غازی کو پھانسی دینے کے خلاف ریلیاں

گوجرانوالہ، حافظ آباد، سیالکوٹ، پنڈی بھٹیاں، وزیر آباد، سمبڑیال، ڈسکہ ملکوال، کامونکی (وقائع نگار، نمائندگان ایکسپریس، نامہ نگاران) ریجن بھر میں بھی جماعت اہلسنت، جماعت اسلامی، جے یو پی، سنی تحریک، انجمن غلامان پیر سیال، بزم ضیاء الامت، سنی علما کونسل، انجمن طلبا اسلام، مرکز اہلسنت، رضا فورس، انجمن تاجران اور دیگر تنظیموں کے زیر اہتمام غازی ممتاز قادری کو پھانسی دینے کے خلاف ریلیاں نکالی گئیں۔ جن سے ڈاکٹر آصف ہزاروی، مشتاق بٹ، عاصم عطاری، لیاقت چشتی، خواجہ ابوبکر آزاد امیدوار قومی اسمبلی این اے، پیر اجمل طیبی، افضل انصاری، سید وسیم الحسن نقوی، فدا حسین شاہ علامہ رانا اصغر چشتی، عثمان شاہ نقوی، قاری محمد اجمل چشتی، مولانا منصب علی پھلروان، مولانا احمد رضا مدنی، مولانا نور احمد حیات، علامہ شاہد محمود چشتی، عمران رضوی، چودھری کاشف، عبدالخالق قادری گلزار حسین قادری اور دیگر نے خطاب کرتے ہوئے ممتاز قادری کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ شرکاء درود وسلام پڑھتے اور نعت خوانی کرتے رہے۔

پاکستان پر باہر سے فیصلے مسلط کیے جا رہے ہیں

ثروت اعجاز قادری

روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۶ مارچ ۲۰۱۶ء

لاہور (سپیشل رپورٹر) سربراہ پاکستان سنی تحریک محمد ثروت اعجاز قادری نے کہا ہے کہ شمع رسالت کے پروانے ملک میں بیرونی مداخلت کو مسترد کرتے ہیں، پاکستان کے فیصلے کہیں اور سے ہو رہے ہیں حکمران کٹ پتلی بنے ہوئے ہیں، ملک کے عوام کو غلام بنانے کی سازش ہو رہی ہے، عوام بھوک وافلاس سے مجبور ہو کر خودکشیاں کر رہے ہیں۔ حکمرانوں کو بھاگنے نہیں دیں گے۔ عوام کی ایک ایک پائی کا حساب لیں گے۔ ملک میں میڈیا آزاد نہیں ہے۔ ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے سب کچھ قربان کر دیں گے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے صوبائی آفس داتا دربار میں ذمہ داران کے اجلاس سے ٹیلی فونک خطاب کرتے ہوئے کیا۔

گوجرانوالہ، سربراہ عالمی ادارہ تنظیم الاسلام کا اجلاس۔

یکم مارچ ۲۰۱۶ء

گوجرانوالہ (نمائندہ جنگ) ممتاز حسین قادری کو تختہ دار پر لٹکانے کی پرزور مذمت کرتے ہیں، سربراہ عالمی ادارہ تنظیم الاسلام صاحبزادہ پیر محمد رفیق احمد مجددی کی زیر صدارت ایک ہنگامی اجلاس درگاہ حضرت ابوالبیان ماڈل ٹاؤن میں منعقد ہوا۔[1] جس میں عاشق رسول ممتاز حسین قادری کو تختہ دار پر لٹکانے کی پرزور مذمت کی گئی، اجلاس میں قانون دان اکرم چوہان بٹ، سعید احمد صدیقی، صاحبزادہ امیر حیدر کرمانی، فیاض احمد باجوہ، قاضی عظیم مجددی، علامہ اشفاق مجددی، علامہ رمضان احمد مجددی ودیگر اراکین ادارہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

---

[1] رفیق احمد مجددی ایک منجھے ہوئے سنجیدہ خطیب ہیں بہت متوازن گفتگو کرتے ہیں ان کا حلقہ فکر کافی دور تک پھیلا ہوا ہے۔ از۔ خالد محمود قادری

ممتاز قادری کے جنازے میں شرکت سے روکنے کے لئے ہتھکنڈے

وسیم الحسن نقوی

یکم مارچ ۲۰۱۶ء

حافظ آباد (نمائندہ جنگ) جے یو پی (نورانی) پنجاب کے صوبائی صدر بیرسٹر پیر سید وسیم الحسن نقوی نے کہا ہے کہ غازی ممتاز قادری شہیدؒ کی پھانسی موجودہ حکمرانوں کو لے ڈوبے گی۔ وہ ضلع بھر کے علماء کے ہنگامی اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ممتاز قادری کو پھانسی دینے کے بعد ان کے جنازے میں شرکت سے عوام کو روکنے کے لیے تمام حکومتی اور استعماری ہتھکنڈے استعمال کئے جا رہے ہیں۔

کاموں کے: قادری کی پھانسی متعدد افراد پر مقدمہ

کاموں کے (نمائندہ پاکستان، نامہ نگار) غازی ممتاز قادری کو پھانسی دینے پر ٹائر جلا کر جی ٹی روڈ بلاک کرنے اور نعرے بازی کرنے پر علماء کرام سمیت ۱۰۳ افراد کے خلاف مقدمہ درج۔ کیا گیا ہے کہ غازی ممتاز قادری کو پھانسی دینے پر گذشتہ روز سادھوکی میں جی ٹی روڈ بلاک کرنے اور نعرے بازی کرنے پر قلعہ سوکھا سنگھ کے قاری نوید، نند پور کے قاری مستقیم، تمبولی کے مولوی زبیر احمد، سادھوکی کے مولوی علامہ ندیم، قاری حبیب الرحمٰن، مولوی اشفاق احمد، مولوی حیات محمد، قاری ہدایت اللہ، قاری اکرام، قاری محمد عمر، مولوی بلال احمد، گوجرانوالہ کے کاشف حسین، ہر چوکی کے قاری بلال احمد سمیت نوے نامعلوم افراد کے خلاف صدر پولیس مقدمہ درج کر لیا ہے۔

ممتاز قادری کو پھانسی حکمران اپنے دن گن لیں

قصور (بیورو رپورٹ) ممتاز قادری شہید کو پھانسی دینے والے حکمران اپنے دن گن لیں۔ اسلامی ملک میں عاشق رسول کو پھانسی دینے والے اپنے ایمان کی تجدید کریں، مسلم لیگ کی حکومت کا نام سیاہ ترین حکومت میں لکھا جائے گا۔ تفصیلات کے مطابق ان خیالات کا اظہار تنظیمات اہلسنت قصور کے مفتی فیاض احمد انصاری اور انجمن طلباء اسلام قصور کے ناظم میاں اشتیاق احمد نے احتجاجی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے کیا گذشتہ روز ممتاز قادری کو پھانسی دینے کی خبر صبح جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ جس پر ہر طرف سے عاشقان مصطفیٰ نعرے لگاتے ہوئے سڑکوں پر آ گئے۔ قصور میں مختلف تنظیموں کی طرف سے جہاں چھوٹی چھوٹی ریلیاں مل کر فرید چوک بستی صابر میں تنظیمات اہلسنت پاکستان کی ریلی میں شریک ہوئی تو ہزاروں افراد اس میں شامل ہو گئے۔ ریلی میں شریک افراد نے حکومت کے خلاف شدید نعرے بازی کی۔ ریلی افراد نے حکومت کے خلاف شدید نعرے بازی کی۔ ریلی میں جماعت اہلسنت پاکستان کے علامہ غلام مرتضی، حسن علی قادری، منصب علی قادری، سید ثقلین شاہ، ڈاکٹر خادم رسول، ڈاکٹر معظم حسین ضیغم، قاری غلام حیدر، قاری محمد اسلم عطاری، محمد راشد عطاری، جمیل احمد نقشبندی، صوفی مشتاق احمد، حافظ رشید احمد سنی، حکیم رشید احمد، انجمن طلباء اسلام قصور کے تنویر شاہد، ملک خرم شہزاد، محمد نوید ثقلین، ڈاکٹر انجم رشید، و دیگر نے شرکت کی، دریں اثناء ضلع بھر میں مصطفےٰ آباد، الہٰ آباد، کنگن پور، پتوکی، کھڈیاں، منڈی عثمان والا، اور گردونواح میں احتجاجی ریلیاں، جلوس نکالے گئے، اور جماعت اہل سنت کے زیر اہتمام علماء کرام نے سڑکوں پر ٹائر جلا کر احتجاج کیا۔

حکومت نے ممتاز قادری کو پھانسی دے کر غلطی کی ہے

اسلم ناصر

ننکانہ صاحب (نمائندہ خصوصی) ننکانہ صاحب ممتاز حسین قادری کی پھانسی کے خلاف سنی تحریک، سنی یوتھ فورس، تحفظ ناموس رسالت، تحفظ ختم نبوت و دیگر مذہبی جماعتوں کے زیر اہتمام جامع مسجد غوثیہ سراجیہ المعروف انڈہ تالاب والی سے بعد از نماز ظہر ایک احتجاجی ریلی نکالی گئی جس میں سینکڑوں عاشقان رسول (علیہ) کی کثیر تعداد نے شرکت کی ریلی مختلف راستوں سے ہوتی ہوئی میلاد چوک پہنچ کر جلسہ کی شکل اختیار کر گئی ریلی میں شریک سینکڑوں افراد حکومت کے خلاف نعرہ بازی کرتے رہے اور توہین رسالت کی مرتکب آسیہ بی بی کو سزائے موت کے نعرے لگاتے رہے شرکاء ریلی سے خطاب کرتے ہوئے مہر علامہ محب النبی طاہر، مہر محمد اسلم ناصر ایڈووکیٹ، حاجی عبدالحمید رحمانی، پیر اشرف حسین شاہ اور دیگر مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نے ممتاز حسین قادری کو پھانسی دے کر بہت بڑی غلطی کی ہے جس کا خمیازہ حکومت کو بھگتنا پڑے گا انہوں نے کہا کہ مسلمان ہونے کے لیے نبی پاک سے محبت ہمیں اپنی جانوں، مال، رشتہ داروں اور ہر چیز سے بڑھ کر ہے ممتاز حسین قادری ایک سچا عاشق رسول تھا جس نے گستاخ رسول کو اس کے انجام تک پہنچایا انہوں نے کہا کہ ممتاز قادری کا نام تو رہتی دنیا تک زندہ رہے گا لیکن حکومت نے ممتاز قادری کو پھانسی دے کر بیرونی ایجنڈے کو پورا کیا ہے۔

غازی ممتاز قادری قاتل نہیں، ایک سچا سپاہی تھا

ارشد بھٹی

مانانوالہ (نمائندہ پاکستان) ملک بھر کی طرح مانانوالہ میں بھی غازی ملک ممتاز قادری کی پھانسی کے خلاف مختلف دینی، مذہبی، سماجی تنظیموں کی طرف سے ہڑتال مانانوالہ کی تمام چھوٹی بڑی مارکیٹیں مکمل طور پر بند رہیں اور پرامن احتجاجی ریلی نکالی جواندرون شہر سے لیکر لاری اڈا مانانوالہ پر پہنچ کر ایک بہت بڑے جلسے کی شکل اختیار کرگئی اس موقع پر ایس ایچ اوتھانہ مانانوالہ عبدالطیف گجر بھاری نفری کے ساتھ موجود رہااور عاشقان رسول حضرت سلطان باہو ٹرسٹ مانانوالہ، انجمن طلباء اسلام، فلاح کسان پارٹی کے صوبائی صدر وسنی تحریک کے صدر ودیگر کر رہے تھے ریلی سے خطاب کرتے ہوئے سابق مرکزی صدر انجمن طلباء اسلام وصوبائی صدر فلاح کسان پارٹی قاری اظہار چشتی، صدر حضرت سلطان باہو ٹرسٹ مانانوالہ ارشد بھٹی سلطانی وعظیم سلطانی، حافظ لطیف شاہد، ودیگر نے مشترکہ کہا کہ غازی ممتاز قادری شہید قاتل نہیں بلکہ ایک سچا اسلام کا سپاہی تھا آج پاکستان کا تاریخ کا سیاہ ترین دن ہے کہ ایک عاشق رسول کو پھانسی دے کر حکمرانوں نے اپنا اعمال نامہ سیاہ کیا ہے حکمرانوں نے ابوجہل کی سنت کو تازہ کیا ہے یزید، فرعون، نمرود بھی اس فقیر کو مٹانا چاہتے تھے دنیا نے دیکھا کہ وہ خود مٹ گیا وہ فقر جو حضرت آدم سے لیکر حضرت محمدؐ اوران کی امتی علماء کرام ومشائخ مسلمانوں تک پہنچا۔

ممتاز قادری دہشتگرد نہیں، سچا عاشق رسولؐ تھا

صاحبزادہ پیر محمد اقبال ربانی[1]

چھانگا مانگا (نامہ نگار) انجمن طلباء اسلام چھانگا مانگا کے زیر اہتمام غازی اسلام ملک ممتاز قادری کی پھانسی کے خلاف آستانہ عالیہ حضور سلطان العاشقین سے ریلوے پھاٹک تک زبردست احتجاجی جلوس نکالا گیا۔ ریلی کی قیادت صاحبزادہ پیر محمد اقبال خاں ربانی۔ انجمن طلباء اسلام کے ڈویژنل ناظم محمد اکرم رضوی۔ جمعیت علماء پاکستان کے ڈاکٹر جاوید اعوان اور قاری خلیل احمد عامر ہمدمی اور دیگر علماء نے کی۔ مظاہرین نے جھنڈے، کتبے اور بینرز اٹھا رکھے تھے جن پر ممتاز قادری کے حق میں نعرے درج تھے۔ جلوس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ جلوس ریلوے پھاٹک پر پہنچ کر بہت بڑے جلسہ کی صورت اختیار کر گیا جہاں پر صاحبزادہ پیر محمد اقبال ربانی۔ خاں نذیر احمد خاں، محمد اکرم رضوی۔ ڈاکٹر جاوید اعوان نے مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج کا دن تاریخ کا سیاہ ترین دن ہے۔ حکومت ممتاز قادری کو پھانسی دینے کے سیاہ عمل کے مظاہرہ کے نتائج بھگتنے کے لیے تیار ہو جائے۔ اب دما دم مست قلندر ہوگا۔ حکمرانوں نے عاشق رسول کو پھانسی دے کر اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی ماری ہے۔ بیرونی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے ممتاز قادری کو شہید کر دیا گیا۔ ممتاز قادری دہشتگرد نہیں، سچا عاشق رسول اور اپنی جانین قربان کے لیے بے تاب بیٹھے ہیں۔ غازی ملت ممتاز قادری کو بھرپور خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

---

[1] صاحبزادہ پیر محمد اقبال ربانی حضرت ہمدمؒ کے سجادہ نشین اور دارالعلوم نعیمیہ کے فارغ التحصیل ہیں جمعیت علماء پاکستان کے ساتھ ان کا دست تعاون ہمیشہ دراز رہا ہے اہلسنت کے اجتماعی مفاد کے لیے ہمیشہ فکرمند رہے ہیں۔ (خالد محمود قادری)

مقررین نے کہا بزدل حکمرانوں نے امریکی اور مغربی دباؤ پر ممتاز قادری کو پھانسی دی ہے۔ ممتاز قادری کو شہید کر کے حکمرانوں نے اپنی عاقبت خراب کر لی ہے۔ ممتاز قادری ناموس رسالت پر اپنی جان قربان کر کے تاریخ میں امر ہو گیا۔ حکومت ممتاز قادری کے جنازہ میں شرکت کے لیے جانے والے قافلوں کو روک کر حالات خراب نہ کرے۔ ممتاز قادری کو سنائی گئی سزا غیر شرعی، غیر آئینی اور غیر دستوری ہے۔ حکمران بیرونی دباؤ میں آ کر ممتاز قادری کو پھانسی لگایا۔ ممتاز قادری کا مقدمہ شرعی عدالت میں چلانا چاہیے تھا۔

فاروق آباد: ممتاز قادری کی پھانسی پر مذہبی جماعتوں کا شدید احتجاج

فاروق آباد (نامہ نگار + نمائندہ خصوصی) غازی ممتاز حسین قادری کی پھانسی پر فاروق آباد اور گردنواح میں مذہبی جماعتوں کو شدید احتجاج، تفصیلات کے مطابق غازی ممتاز حسین قادری کی پھانسی کے ساتھ ہی ملک بھر کی طرح فاروق آباد اور گردنواح میں بھی شدید غم وغصے کی لہر دوڑ گئی اور مذہبی جماعتوں کے کارکنان اکٹھا ہونا شروع ہو گئے لاری اڈہ فاروق آباد پر علامہ محمد عمر زمان صدیقی کی قیادت میں پرامن احتجاجی ریلی نکالی گئی جس میں علاقہ بھر کے علماء اکرام اور کارکنان نے شرکت کی اس موقع پر علماء اکرام حافظ شاہد محمود، محمد اکرم صدیقی اور محمد عمر زمان صدیقی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عاشق رسول ﷺ ملک ممتاز حسین قادری کو پھانسی دینا حکمرانوں کی بزدلی اور نااہلی سے انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ یہود ونصاریٰ کے پیروکار ہیں اور ملک کو سیکولر بنانا چاہتے ہیں شہید کی جو موت وہ قوم کی حیات ہے عاشق رسول ﷺ ممتاز قادری مسلمانوں کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

ممتاز قادری کی پھانسی کے بعد گوجرانوالہ میں سیکیورٹی ہائی الرٹ

گوجرانوالہ (بیورو رپورٹ) گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کیس میں ممتاز قادری کو پھانسی دیئے جانے کے بعد، ضلع بھر میں مذہبی جماعتوں کی جانب سے ممکنہ شدید ردعمل کے پیش نظر اور آئی جی پنجاب کی ہدایت پر سی پی او گوجرانوالہ وقاض نذیر نے ریڈالرٹ جاری کرتے ہوئے اے ایس پیز، ڈی ایس پیز اور ایس ایچ اوز کو اپنے اپنے علاقوں میں گشت کرنے اور ناکہ بندی کر کے گاڑیوں کی چیکنگ کا حکم دے دیا ہے، جس پر پولیس نے ضلع بھر میں ناکہ بندی کے لیے گاڑیوں اور موٹر سائیکل سوار افراد کی چیکنگ کا سلسلہ شروع کر دیا ہے، شہر کے داخلی اور خارجی راستوں پر بھی پولیس کی بھاری نفری تعینات کی گئی ہے، تاکہ کسی بھی ناخوشگوار واقعہ سے بچا جا سکے۔

مریدکے: ممتاز قادری کی پھانسی کے خلاف سات گھنٹے تک جی ٹی روڈ پر دھرنا

مریدکے (نامہ نگار) سابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے مقدمہ قتل میں سزا یافتہ پولیس کانسٹیبل ممتاز قادری کی پھانسی کے خلاف مقامی علماء کرام اور متعدد شہریوں نے سات گھنٹے تک جی ٹی روڈ پر دھرنا دیا اور حکومت، پی ٹی آئی کی قیادت، میڈیا اور سرکاری اداروں کے خلاف زبردست نعرہ بازی کی۔ مظاہرین نے جی ٹی روڈ پر شیخوپورہ، نارووال چوک میں دھرنا دیا حکومت کے خلاف خوب نعرے بازی کی۔ مقامی مولوی اجمل گیلانی نے پاکستانی

ا صاحبزادہ محمد داؤد، پیرزادہ رفیق مجددی، مولانا خالد حسن مجددی، سرفراز احمد تارڑ اور شائنتہ بدھا کا کردار کافی نمایاں رہا ہے۔ (خالد محمود قادری)

میڈیا اور مقامی صحافیوں پر بار بار لعن طعن کی اور نامناسب زبان استعمال کی۔ انہوں نے دھمکی دی کہ وہ سب سے پہلے میڈیا ہاؤسز پر حملے کریں گے۔ انہوں نے پولیس اور سپیشل برانچ کو بھی دھمکیاں دیں اور کہا کہ اعلیٰ قیادت کے حکم کے بعد اداروں کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے۔ ٹریفک کی طویل بندش کے باعث جی ٹی روڈ پر گاڑیوں کی طویل لائنیں لگ گئیں جبکہ صبح پرامن حالات میں تعلیمی اداروں میں آنے والے طلبہ وطالبات گھروں یں واپس جانے کے لیے خوار ہوتے رہے۔ مذہبی تنظیموں کے ڈنڈا بردار کارکنوں نے زبردستی شہر بھر کے کاروباری ادارے بند کرادیئے۔

ممتاز قادری کی پھانسی کے خلاف

خانقاہ ڈوگراں میں احتجاجی ریلی

خانقاہ ڈوگراں (نامہ نگار۔ نمائندہ خصوصی) ممتاز قادری کی پھانسی کے خلاف خاناہ ڈوگراں میں احتجاجی ریلی اور دھرنا، تاجروں نے دوکانیں بند رکھیں۔ تفصیلات کے مطابق گذشتہ روز ممتاز قادری کی پھانسی کی خبر خانقاہ ڈوگراں میں پھیلتے ہی شہریوں کی بڑی تعداد سڑکوں پر نکل آئی اور ممتاز قادری کی پھانسی کے خلاف نعرے لگائے بعدازاں تنظیم فدایان رسول کے زیر انتظام پرامن احتجاجی ریلی نکالی گئی جو لاہور سرگودھا روڈ اور چاروں بازاروں سے ہوتی ہوئی واپس دارالعلوم بزم چشتیہ لاہور روڈ پر آ کر اختتام پذیر ہوئی۔ ریلی کے شرکا سارے راستے درود وسلام کا ورد کرتے اور نعرے لگاتے رہے اوعدالتی فیصلہ کو تسلیم نہ کرنے کا اعلان کرتے رہے۔ صاحبزادہ نور المصطفیٰ رضوی، ضیاء المصطفیٰ رضوی اور دیگر علماء کرام نے ریلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم ناموس رسالت پر کٹ مرنے کے لیے تیار ہیں اور ممتاز قادری کی پھانسی کے فیصلے کو نہیں مانتے اور ریمنڈ ڈیوس کو پھانسی دینے کا

مطالبہ کرتے ہیں۔ ریلی میں شہر بھر کی سیاسی مذہبی اور سماجی تنظیموں کے نمائندوں اور عام شہریوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

سنی تحریک جڑانوالہ کے زیر اہتمام احتجاجی ریلی

جڑانوالہ (نامہ نگار) سنی تحریک جڑانوالہ کے زیر اہتمام ''غازی ممتاز قادری'' کو پھانسی دینے کے خلاف احتجاجی ریلی، شرکاء کی بیزز اور پلے کارڈز اٹھائے حکومتی فیصلے کے خلاف شدید نعرہ بازی، تفصیلات کے مطابق سنی تحریک کے ممتاز قادری کو پھانسی دینے کے خلاف ملک بھر کی طرح جڑانوالہ میں بھی سنی تحریک کے صدر ساجد محمود قادری کی زیر صدارت ایک احتجاجی اجلاس منعقد ہوا جس میں ممتاز قادری کو پھانسی دینے کے حکومتی فیصلے کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی اور کہا گیا کہ حکومت ملک میں مغربی ایجنڈے کی تکمیل کے لیے کوشاں ہے بعدازں ساجد محمود قادری، مولانا احمد علی، بابا امجد، چوہدری محمد اکبر اور بزم جمال مصطفیٰ کے راہنماؤں ودیگر قائدین کی قیادت میں ایک احتجاج ریلی مدینہ مسجد اڈا جی ٹی ایس سے نکالی گئی۔

ممتاز قادری شہادت کے درجے پر فائز ہو گئے

صاحبزادہ جلیل احمد شرقپوری

شرقپور شریف (نامہ نگار) سابق ممبر قومی اسمبلی صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری نے آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف میں ایک پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ ممتاز قادری شہادت کے درجے پر فائز ہو گئے وہ ایک سچے عاشق رسول تھے اور اپنے نام کی طرح ممتاز تھے۔ جلیل شرقپوری نے کہا کہ وقت ثابت کرے گا کہ ممتاز قادری کو تختہ دار پر لٹکانے کا فیصلہ کتنا غلط اور ظالمانہ تھا۔ حکمران نہ صرف اللہ رب العزت کی کچہری میں

شرمسار ہوں گے بلکہ تاریخ کی عدالت نشہ اقتدار میں بدمست فاسق وفاجر حکمرانوں کو معتوب کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ یہ کیسی ریاست اور اس ملک کے حکمرانوں کا کیسا انصاف ہے کہ انہیں نے دنیا کی سپر پاور امریکہ سے ڈر کر بے گناہ پاکستانیوں کے قاتل ریمنڈ ڈیوس کو رہا کر دیا اور ایک سچے عاشق رسول ﷺ کو سولی پر لٹکا دیا۔

نارووال، ممتاز قادری پھانسی کے خلاف احتجاجی ریلی

نارووال (نامہ نگار) جماعت اسلامی نارووال نے امیر ضلع انوار الحق بٹ کی قیادت میں ممتاز قادری کو دی جانے والی پھانسی کے خلاف دفتر اسلامی سے لیکر چوک فاروقی حسینی تک احتجاجی ریلی نکالی چوک فاروقی میں امیر ضلع انوار الحق بٹ، نور الہی تتلہ، عدیل حسن تتلہ ایڈوکیٹ اور نور کمال محمدی نے اپنے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم ممتاز قادری کو دی جانے والی پھانسی کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں حکمرانوں نے عاشق رسول ﷺ کو پھانسی چڑھایا ہے جبکہ دوسری جانب انارکلی نارووال کے تاجروں نے ممتاز قادری کی پھانسی کے خلاف مارکیٹ مکمل شٹر ڈاون کر کے ہڑتال کی اور ممتاز قادری کے لیے دعائے مغفرت کی گذشتہ روز ممتاز قادری کو دی جانے والی پھانسی کے خلاف نارووال انارکلی مارکیٹ کے تاجروں نے مکمل شٹر ڈاوان ہڑتال کر کے مارکیٹ کے اندر ممتاز قادری کے لیے دعا مغفرت کی تاجروں نے دو گھنٹے تک انارکلی مارکیٹ کو مکمل بند رکھا۔

ممتاز قادری کو پھانسی دینا سراسر ناانصافی ہے

محمد عابد فیروز

ننکانہ صاحب (ڈسٹرکٹ رپورٹر) جمعیت اہلسنت پاکستان ضلع ننکانہ صاحب کے ناظم شیخ محمد عابد فیروز ایڈووکیٹ اور جنرل سیکرٹری ولایت علی کھوکھر نے اپنے مشترکہ

بیان میں ممتاز قادری کو پھانسی دینے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان جو کہ اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا ہے میں ایک عاشق رسول ﷺ کو پھانسی دینا سراسر ناانصافی اور زیادتی ہے انہوں نے کہا کہ ایک طرف تو توہین رسالت کی مرتکب آسیہ بی بی کو ابھی تک پھانسی نہیں دی گئی اور غیر ملکی طاقتوں کے اشارے پر بے گناہ پاکستانیوں کے قاتل ریمنڈ ڈیوس کو چھوڑ دیا گیا ہے اور اس کے برعکس اسلامی ملک میں عاشق رسول ممتاز قادری کو پھانسی دے دی گئی ہے حالانکہ اس کی بجائے توہین رسالت کی مرتکب آسیہ بی بی کو پھانسی کی سزا دی جانا ہے۔

ممتاز قادری کا خون رائیگاں نہیں جانیں دیں گے

محمد جہانگیر نوری

روزنامہ پاکستان لاہور، ۲ مارچ ۲۰۱۶ء

کھڈیاں خاص (نمائندہ خصوصی) ملک ممتاز قادری سچا عاشق رسول تھا، اہلسنت کارکنان اس کا خون رائے گاں نہیں جانیں دیں گے، حکمرانوں نے ممتاز قادری کو موت کی سزا دے کر اچھا قدم نہیں اٹھایا، جماعت اہلسنت کے جیالے خون کا آخری قطرہ تک بہادیں گے مگر حرمت رسول ﷺ پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔ ان خیالات کا اظہار اہلسنت رہنماؤں مولانا محمد جہانگیر نوری، مولانا محمد حسن سعیدی قادری، مولانا عبدالرزاق چشتی سمیت علماء کرام نے کھڈیاں خاص میں ملک ممتاز قادری کو پھانسی دینے کے خلاف احتجاجی ریلی سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ احتجاجی ریلی بلدیہ چوک سے شروع ہو کر تھانہ موڑ، غلہ منڈی، پرانا لاری اڈہ، مولانا صادق روڈ، گلزار چوک، چونیاں گیٹ، سرکلر روڈ سے ہوتی ہوئی بلدیہ چوک میں پرامن طور پر اختتام پذیر ہوگئی۔ مظاہرین نے ہاتھوں میں بینرز اور پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے جن پر حکومت مخالف نعرے درج تھے۔ ریلی کی قیادت جماعت

اہلسنت کے رہنماؤں احمد علی قیصر، چوہدری محمد اشرف، محمد عرفان تابانی نے کہا۔ کسی بھی ناخوشگوار واقع سے نپٹنے کے لیے پولیس کی بھاری نفری ریلی کے ساتھ رہی۔

ممتاز قادری پھانسی پر چڑھ کر ہمیشہ کے لیے امر ہو گیا

جماعت اہلسنت پاکستان

گوجرانوالہ (بیورو رپورٹ) تحفظ ناموس رسالت اہل اسلام کا جذباتی مسئلہ ہے محبت رسول ﷺ میں جان کی بازی لگانا عاشق رسول ﷺ کے لیے کوئی مشکل نہیں بلکہ حضور ﷺ کے نام پر جان فدا کرنا اسلام کی حقیقی روح کو حاصل کرنے کے مترادف ہے ممتاز حسین قادری پھانسی پر چڑھ کر ہمیشہ کے لیے امر ہو گیا۔ انہوں نے گستاخ رسول کو کیفر کردار تک پہنچا کر اور خود کو قانون کی گرفت میں دے کر ایک نا قابل تردید تاریخ مرتب کی جسے عالم اسلام میں ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا ستم گر ہمیشہ غیروں کی زبان بولتے ہیں۔ حکومت کا یہ اقدام انتہائی قابل مذمت ہے اور ایسا بزدلانہ فعل کفر کی حمایت میں اور اسلام کی دشمنی کے مترادف ہے کاش حکمران ہوش کے ناخن لیں اور خود کو مسلمان ہونا ثابت کریں۔ ان خیالات کا اظہار جماعت اہلسنت پاکستان کے رہنماؤں نے مشترکہ ہنگامی اجلاس میں کیا۔ اجلاس میں علامہ پیر محمد خالد حسن مجددی، صاحبزادہ پیر محمد داؤد رضوی، علامہ پیر زادہ رضا ثاقب مصطفائی، حاجی محمد یعقوب چشتی، مولانا محمد حنیف چشتی، مولانا ابو یاسر محمد اظہر فاروقی، رانا محمد سلیم خاں، حافظ محمد رفیق قادری رضوی، حافظ محمد اشرف رضا، چوہدری اقبال ہنجرا، حافظ محمد یعقوب فریدی، رانا شازب، راشد مغل، ڈاکٹر احمد نورانی دستگیر خاں، حافظ مہر محمد عدیل عارف، ڈاکٹر عبدالرشید انصاری، حافظ محمد عمران سیالوی، صاحبزادہ محمد ضیاء المرتضیٰ چشتی، شازب چٹھہ، حافظ محمد طارق رضوی، علامہ طالب حسین مجددی، چوہدری خالد لطیف ایڈووکیٹ، قادری محمد اعظم چشتی، پیر سید مستجاب شاہ صاحبزادہ

پیر محمد عمر گیلانی شاہ صاحبزادہ زبیر عبدالنبی کے علاوہ تنظیمات اہلسنت کے کارکنان نے بھرپور شرکت کی۔

ولن اور ہیرو کی بحث

ڈاکٹر عائشہ صدیقہ

روزنامہ دنیا ۳ مارچ ۲۰۱۶ء

ذہن میں خیال ابھرتا ہے کہ کیا ممتاز قادری کی پھانسی سے پاکستان کی تاریخ کا ایک طویل باب بند ہوگیا یا ایک اور کھل گیا؟ یکم مارچ، بروز منگل اس شخص، جس نے ۲۰۱۱ء میں سلمان تاثیر کو توہین کے مبہم الزام میں قتل کیا تھا، کی نماز جنازہ اور تدفین کے موقع پر ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ اب لاکھوں افراد کو یقین ہے کہ ممتاز قادری، جو سلمان کا باڈی گارڈ تھا نے اپنے کانوں سے سابق گورنر پنجاب کو توہین آمیز کلمات ادا کرتے سنا تھا۔ آنے والے دنوں میں کچھ اور بھی دیومالائی داستانیں سامنے آئیں گی اور مزید لاکھوں افراد کو یقین دلائیں گی کہ قادری کا اقدام درست تھا۔

ممتاز قادری کے جنازے اور تدفین کے موقع پر جمع ہونے والے افراد کی تعداد متاثر کن حد تک بہت زیادہ تھی۔ اس کے علاوہ اشتعال کے باوجود لوگ بہت منظم تھے اور کوئی توڑ پھوڑ اور انتشار دکھائی نہ دیا۔ اس کا مطلب ہے کہ اب لوگوں کو پاکستانی سیاست میں ایک اور ''شہید'' کا مزار مل گیا ہے، جو انہیں احتجاج کی تحریک دیتا رہے گا۔ ہوسکتا ہے کہ قادری کا مزار ان افراد کے خلاف جنگ کا مرکز بن جائے جو پاکستان میں مغربی لبرل ازم اور سیکولر سوچ کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ اس سے پہلے لبرل اشرافیہ اور دقیانوسی اور انتہا پسند اشرافیہ کے درمیان ایک تقسیم کی لکیر موجود ہے، لیکن اب یہ مزید گہری ہوجائے گی۔ جب بیانیہ

اور تصورات لوگوں کو تقسیم کردیتے ہیں تو یہ معاشرے کے لیے کوئی اچھی علامت نہیں ہوتی۔

سیاسی طور پر نواز شریف نے ہوسکتا ہے کہ ملک اور بیرونی دنیا میں بہت سے دل جیت لیے ہوں لیکن یہ سوچ بھی ذہن میں آتی ہے کہ ایسا کرتے ہوئے انہوں نے ملک کے دیگر طاقتور سٹیک ہولڈرز کے مقابلے میں اپنی پوزیشن مستحکم کرلی ہے۔ مثال کے طور پر ان کی اور ان کے اہل خانہ کی زندگی کو کچھ خطرات لاحق ہوسکتے ہیں، لیکن یہ کیفیت دیر تک نہیں رہے گی۔ عام افراد کے لیے یہ کسی عام مجرم کو قانون اور انصاف کے تقاضوں کے مطابق سزا دینے کا معاملہ نہیں بلکہ وہ اسے توہین کے وسیع تر تناظر میں دیکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک تاثیر کی بے گناہی بھی ایک مبہم معاملہ ہے۔ یہ معاملہ اس معاشرے میں انتہائی نازک سمجھا جاتا ہے جہاں ہر شخص مذہبی شخصیات اور عقائد کے دفاع کے لے لڑنے مرنے کے لیے تیار رہتا ہو۔ اس وقت لبرل افراد کا بیانیہ گہرائی سے عاری ہے اور سچی بات یہ ہے کہ عام شخص اس بیانیے سے متاثر ہونے والا نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ لبرل حلقوں کی وسعت میں محدود اضافہ دیکھنے میں آئے لیکن عام آدمی اس حلقے سے باہر رہے گا۔

ہوسکتا ہے کہ ریاست میڈیا پر قادری کے موضوع پر پابندی لگا کر اس کی یاد کو وقت کی گرد میں دفن کرنے کی کوشش کرے، اور امید رکھے کہ میڈیا بھی اس کام میں اس کا ہاتھ بٹائے گا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اس مقصد میں کامیاب ہو جائے، لیکن یہ بات فی الحال یقینی طور پر کہنا مشکل ہے۔ اس سے یہ اشارہ بھی ملے گا کہ ریاست جب چاہے گی، اپنی اتھارٹی استعمال کرتے ہوئے میڈیا کا گلا دبا سکے گی۔ آج یہ بات قادری کے جنازے تک محدود ہے، کل دیگر معاملات بھی اس کے زد میں آئیں گے۔ جس دوران ہمارے ہمسائے، انڈیا، میں انتشار پھیلا ہوا ہے، ہم زیادہ معتدل مزاج دکھائی دیتے ہیں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس طرح آوازوں کو دبانا لبرل اور جدید سوچ کی عکاسی کرتا ہے؟ اپنے اردگرد اسلامی

دنیا میں دیکھتے ہوئے آپ کو اندازہ ہوگا کہ جبر سے جدید سے نفرت اور کلچر سے بیزاری کے جراثیم پرورش پاتے ہیں۔ ایسا کرنے سے لوگ کلچر کو مغرب کی پیداوار سمجھ کر اسے مسترد کرتے رہیں گے۔ بہر حال آواز کو کسی بھی بہانے سے دبانے کی حمایت نہیں کی جاسکتی۔ اس مقصد کے لیے ریاست کی اتھارٹی استعمال کرنے کی بجائے میڈیا اور عوام کی سوچ پر اعتماد کیا جانا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ لوگ میرے مضمون میں قادری کی حمایت تلاش کر لیں، میں صرف مستقبل کے کچھ خدشات کی پیش بینی کر رہی ہوں۔

اسلام آباد: ریڈ زون میں دھرنا

اداریہ: روزنامہ دنیا ۳۰ مارچ ۲۰۱۶ء

سابق گورنر پنجاب کے قتل کے جرم میں پھانسی پانے والے ممتاز قادری کے حامیوں کی جانب سے چہلم کے موقع پر دارالحکومت کے حساس ترین علاقے ریڈ زون میں دوسرے روز بھی دھرنا جاری رہا۔ جس کی وجہ سے شہر کا نظام زندگی مفلوج ہو کر رہ گیا۔ جڑوال شہروں کے درمیان میٹرو بس سروس مکمل طور پر بند جبکہ اسلام آباد میں موبائل فون سروس بھی معطل ہے چوک کی طرف جانے والے تمام راستے مکمل طور پر سیل رہے۔ دھرنے سے باہر آنے اور واپس جانے والوں کی گرفتاریوں کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ دریں اثناء لاہور میں بھی سنی تحریک اور تحفظ ناموس رسالت محاذ نے گزشتہ روز داتا دربار میں دھرنا دیا، مظاہرین کا مطالبہ ہے کہ زیر حراست مذہبی کارکنوں کو رہا کیا جائے۔ انہوں نے خبردار کیا کہ کسی اعلیٰ شخصیت سے مذاکرات اور مطالبات پورے ہونے تک دھرنا جاری رہے گا۔

اتوار کو لیاقت باغ راولپنڈی میں ممتاز قادری کے چہلم کے بعد بیشتر شرکاء نے مطالبات تسلیم کرانے کے لیے پارلیمنٹ کا گھیراؤ کرنے کا اعلان کیا: چنانچہ حسب اعلان، سینکڑوں افراد پندرہ کلومیٹر کا فاصلہ تین گھنٹوں میں طے کرنے کے بعد بلا روک ٹوک ریڈ

زون داخل ہو گئے، انتظامیہ کی آنکھیں تب کھلیں، جب مشتعل مظاہرین نے سکیورٹی کو عبور کرتے ہوئے پارلیمنٹ کی حساس عمارت تک پہنچ کر وہاں دھرنا دے دیا۔ پولیس کی اس ناکامی کے بعد، حکومت کی درخواست پر فوج کے دستوں نے حساس عمارتوں کی سکیورٹی سنبھال لی۔ دارالحکومت میں کئی مقامات پر پولیس اور رینجرز سے جھڑپیں بھی ہوئیں۔ توڑ پھوڑ اور آتشزدگی کے واقعات بھی ہوئے۔ گرفتاریاں بھی ہوئیں۔ کہا جا رہا ہے کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں اور پولیس نے مظاہرین کو اسلام آباد میں روکنے کی موثر کوشش نہیں کی۔ مظاہرین سے نبٹنے میں سنجیدگی اختیار کی جاتی تو نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔ اول تو چہلم کے موقع پر تقریب کے منتظمین کے ساتھ اعلیٰ سطح کے حکومت رابطے ہونے چاہئیں تھے۔ تاکہ فریقین کو ایک دوسرے کے ذہن کو سمجھنے میں آسانی ہوتی۔ مظاہرین کو یہ باور کرا دیا جاتا، کہ ان کا ہر جائز مطالبہ تسلیم کیا جا سکتا ہے، لیکن شہری زندگی کو مفلوج، قانون کو ہاتھ میں لینے اور من مانی کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ بہر حال، حکومت کے ساتھ اس "انداز" پر افسوس ہوا ہے۔ اللہ و رسول کا نام لینے والوں کو ایسے رویے زیب نہیں دیتے۔ احتجاج اور دھرنے کے اس سیاسی دھرنے اور مذہبی بنیادوں پر احتجاج میں فرق ہونا چاہیے تھا۔

باب ہفتم

قادری کا چہلم آج لیاقت باغ میں ہوگا

لاہور (خبر نگار خصوصی) ممتاز حسین قادری کا چہلم آج ۲۷ مارچ لیاقت باغ راولپنڈی میں ہوگا۔ چہلم میں اہلسنت کی تمام جماعتوں کے عہدیداران و کارکنان شریک ہوں گے ممتاز حسین قادری کے چہلم کی تیاریاں مکمل کر لی گئی ہیں۔ چہلم میں چاروں

صوبوں، آزاد کشمیر اور گلگت سمیت بیرون ملک سے قافلے شریک ہوں گے جبکہ کراچی سے سپیشل ٹرین راولپنڈی پہنچے گی۔ سنی اتحاد کونسل کے سربراہ صاحبزادہ حامد رضا، جماعت اہلسنت کے مرکزی امیر صاحبزادہ سید مظہر سعید کاظمی، تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے سرپرست مفتی منیب الرحمن، جمعیت علماء پاکستان کے صدر پیر اعجاز ہاشمی، جے یو پی نورانی کے سربراہ صاحبزادہ ابوالخیر زبیر، انجمن طلباء اسلام کے صدر محمد عاکف طاہر نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ ممتاز حسین قادری کے چہلم میں کوئی رکاوٹ برداشت نہیں کی جائے گی۔ چہلم کا تاریخی اجتماع ریفرنڈم ثابت ہوگا۔ چہلم کے شرکاء کو روکا گیا تو دمادم مست قلندر ہوگا۔ ممتاز حسین قادری ہمیشہ کے لیے سرخرو اور حکمران رسوا ہوں گے۔ چہلم کے موقع پر لاکھوں فرزندان اسلام تحفظ ناموس رسالت ﷺ کیلئے قربانیاں دینے کا حلف اٹھائیں گے۔ چہلم کے شرکاء سے مسلم لیگ ن کو ووٹ نہ دینے کا عہد بھی لیا جائے گا۔ ممتاز حسین قادری شہید ناموس رسالت سے اس کا نام اور مقام ہمیشہ تاریخ میں زندہ رہے گا۔

---

[1] لاہور سے بہت دور ضلع لیہ میں چوک اعظم کے نزدیک ایک درویش خدا مست خواجہ فقیر محمد باروی ؒ ایک مدت اہلسنت کے اتحاد اور بہتری کے لیے کردار ادا کرتے رہے۔ صاحبزادہ حسن باروی صاحب نے چوک اعظم میں سنی کانفرنس کروائی۔ اب اُن کے صاحبزادہ حسن باروی سجادہ نشین ہیں یہ نوجوان بہت فیاض، مہمان نواز، جری اور جی دار ہیں تحریک ناموس رسالت اور غازی ملک ممتاز حسین قادری کی رہائی تحریک میں بہت سرگرم رہے لاہور تک آ کر ریلیوں میں احتجاج میں، کانفرنسوں میں شریک رہے کئی پرچے ہوئے گرفتاری ہوئی غازی صاحب کی شہادت کے بعد چوک اعظم اسٹیڈیم میں سب سے بڑا اجتماع منعقد کروایا۔ ان کے معاون صوفی فضل رسول باروی دن رات متحرک رہے۔ جس کا مقصد چہلم میں بھرپور شرکت تھی۔ جس میں قائدین نے خطاب فرمایا ان کا کردار ہمارے لیے حوصلہ اور قوت عمل کو مہمیز لگانے والا ہے۔ چہلم میں بھرپور شرکت کی اور دھرنا تحریک میں آخری لمحوں تک موجود رہے۔ (خالد محمود قادری)

مشتعل افراد پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے پہنچ گئے۔ فوج طلب

روزنامہ نوائے وقت ۲۹ مارچ ۲۰۱۶ء

ممتاز قادری کے چہلم کے روز شرکاء کی قانون نافذ کرنے والے اداروں سے جھڑپوں میں طرفین کے متعدد افراد زخمی ہو گئے۔ مظاہرین پولیس اور رینجرز پر پتھراؤ کرتے رہے دوسری طرف سے آنسو گیس پھینکی اور شیلنگ کی گئی۔ مشتعل افراد کنٹینر اور رکاوٹیں ہٹا کر بلیو ایریا میں پہنچ گئے۔ حالات خراب ہونے پر انتظامیہ نے فوج کو طلب کر لیا۔

کسی بھی ہجوم کے ساتھ لاٹھی سے نمٹنا آخری آپشن ہوتا ہے، قطع نظر اس کے کہ مظاہرین کے مطالبات کیا تھے حکومت کو حالات کی نزاکت کے باعث سیکورٹی کے فول پروف انتظامات کرنے چاہئیں تھے۔ ان کی طرف سے کوئی مطالبات تھے تو ان پر مذاکرات کا راستہ اختیار کیا جاتا۔ ہجوم کا اشتعال کم کرنے کا یہی طریقہ ہوتا ہے۔ مظاہرین پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے پہنچ گئے جبکہ پولیس ان کو دیکھتی رہ گئی۔ دو شہروں کی پولیس کی اس سے زیادہ نالائقی کیا ہو سکتی ہے۔ حکومت ان کے ساتھ غیر مشروط مذاکرات پر آمادہ نہیں۔ یہ رویہ ایک اور دھرنے کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ ابتدائی مراحل میں مظاہرین کو گولی سے منتشر کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کے بدترین نتائج نکل سکتے ہیں۔ حکومت کو اسلام آباد انتظامیہ کی نااہلی کا خمیازہ بھگتنا پڑا ہے، اب حکومت کی معاملہ کو طول دینے کی پالیسی کی سزا عام آدمی کو ملنے کا اندیشہ ہے۔ مظاہرین ہنوز اپنی جگہ پر موجود ہیں اور ان کے اشتعال میں اضافہ ہو رہا ہے، وزارت داخلہ اپنی ہٹ دھرمی چھوڑ کر ان کی بات سنے اور آخری آپشن کو پہلے آپشن کے طور پر استعمال کرنے سے گریز کرے۔

یہ میرا ملک، یہاں کیا ہو رہا ہے؟

چودھری خادم حسین   روزنامہ پاکستان ۳۱ مارچ ۲۰۱۶ء

دل پر بوجھ ہے، ذہنی طور پر بہت پریشانی ہے، پھر کام بھی تو اسی دل و دماغ سے کرنا ہوتا ہے، اس دوران ہمارے ایک ساتھی اشتیاق حسین اللہ کو پیارے ہوئے تو بعد ازاں زاہد علی خان بھی چلے گئے، خیال تھا کہ اشتیاق کی جواں سالہ وفات پر اظہار جذبات کروں، ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ زاہد علی خان بھی چل بسے، ان دونوں سے ایک عرصہ کا ساتھ رہا، ہر دو حضرات اسی اخبار میں میرے ساتھ کام کرتے تھے، اشتیاق حسین کامرس کی بیٹ کرتے تو زاہد علی خان نے کرائمز کا شعبہ سنبھالا ہوا تھا، اشتیاق سے کبھی شکائت نہ ہوئی، کم گو اور آرام سے بات کرنے والا تھا، جو کام بھی بتایا اس نے کر دیا جبکہ زاہد علی خان کی تو بیٹ بھی مخصوص تھی، ان سے البتہ خاص خبروں کا تقاضا رہتا تھا اور وہ پورا بھی کرتے رہتے تھے، اشتیاق تو ہمیں چھوڑ گئے اور پھر اے پی پی کی اردو سروس سے منسلک ہو گئے اور آخری وقت میں لاہور بیورو کے انچارج تھے۔ زاہد علی خان نے بھی ادارے کو چھوڑا تاہم پھر واپس بھی آ گئے تھے، اس عرصے میں دفتری امور کے حوالے سے میرا شعبہ تبدیل ہو گیا، فورم انچارج بنایا گیا اور اب ادارتی عملے میں شامل ہوں، بہر حال ایک تعلق تھا جو اب یادوں کی صورت میں رہ گیا ہے۔

میں خود ایک سادہ سا مذہبی آدمی ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ پر ایمان کامل رکھتا ہوں، پیروں فقیروں کو ماننے والا ہوں، لیکن قرآن پاک ترجمہ کے ساتھ سننے کا عادی ہوں، حضرت علامہ ابوالحسناتؒ کے گھر میں کھیلتے کودتے جوان ہوا، امین الحسنات سید خلیل احمد قادریؒ سے دوستی رہی۔ علمائے کرام سے تعلقات ہمیشہ خوشگوار رہے اور ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالستار نیازی، اور دیگر اکابرین کی تقریروں اور سید محمد رضوی کی گفتگو سے مستفید ہوتا رہا ہوں۔

اس صدمے سے سنبھل نہ پائے کہ ایک نئی صورت حال نے دبوچ لیا، اتوار ہی کو ممتاز قادری کا چہلم رکھا گیا۔ اہل سنت (بریلوی) مکتبہ فکر کی قریباً تمام جماعتوں نے اسے ایک ایشو کے طور پر لیا اور لیاقت باغ راولپنڈی کو چنا، جہاں نماز جنازہ بھی ہوئی تھی، بات کو آگے بڑھانے سے پہلے گزارش کروں کہ میں بھی ذاتی طور پر ان نوجوانوں میں شامل ہوں جنہوں نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا اور ان میں سے کئی ایک نے جام شہادت بھی نوش کیا، یہاں ہمارے ملک کے ان امام حضرات نے ممتاز قادری کے ایشو کو بہت ہی ابھار لیا ہوا تھا، اس بحث میں الجھے بغیر کہ کیا ٹھیک اور کیا درست نہیں ہے۔ گزارش یہ ہے کہ جب چہلم کی اجازت مل گئی، یقین دہانی کرائی گئی تھی پرامن دعا ہوگی، لیکن ہوا کیا، چہلم کے موقع پر دعائیہ محفل کو جلسہ عام میں تبدیل کر دیا گیا، پھر بہت ہی غصہ والی تقریریں ہوئیں حتیٰ کہ تہذیب کے دائرے سے نکل کر گالیاں تک دی گئیں اور بالآخر دس مطالبات پیش کر کے حکومت کو دو گھنٹے کی مہلت دی گئی کہ وہ مطالبات مان لے ورنہ؟ اور یہ ورنہ پھر اسلام آباد کی طرف مارچ کی صورت میں ہوا، پندرہ بیس ہزار لوگ اسلام آباد میں داخل ہو گئے یہاں توڑ پھوڑ کی، ہنگامہ ہوا اور گاڑیوں وغیرہ کو آگ لگا دی گئی اور دھرنا دے دیا گیا یہ میرے مسلک کے اکابرین ہیں، ایک بات طے ہے کہ حرمت رسولؐ پر ایمان نہیں تو وہ مسلمان نہیں، پھر جو مطالبات پیش کیے گئے وہ کچھ عجیب سے تھے۔ ان نرم خو مسلک والوں نے بھی خود کو انتہا پسند اور متشدد ثابت کر کے رکھ دیا اور دھرنا دے کر اپنے مطالبات منوانے کی کوشش کی۔ یہ صورت حال بڑی تکلیف دہ ہے، مجھے بھی باہر جانے کا اتفاق ہوا تو معلوم ہوا کہ اسلام آباد میں بہت زیادہ کشیدگی ہے۔ اس سے اگلے روز تک اس میں اضافہ ہو گیا اور تادم تحریر کوئی تدبیر کام نہیں آئی تھی، اس ساری صورت حال نے ذہن پر بوجھ ڈالا اور پریشانی میں اضافہ ہو گیا، جواب تک ہے۔ یوں خیالات منتشر ہیں کہ قلم میں روانی بھی متاثر ہوئی ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ عقل سلیم عطا فرمائے۔

مذہبی جذبات کا استعمال اور استحصال

روز نامہ نوائے وقت ۳۱ مارچ ۲۰۱۶ء

محی الدین بن احمد الدین

اسلام آباد میں آج چوتھے روز بھی مشتعل مذہبی گروہ کا دھرنا جاری ہے جو خود کو ناموس رسالتؐ کے محافظ اور عشق رسولؐ کے پاسبان بیان کرتے ہیں۔ مگر اسی گروہ نے پہلے کراچی ایئرپورٹ پر پرویز رشید کے ساتھ جو حسن سلوک ''جوتوں'' کے ساتھ کیا تھا کچھ ایسا ہی اسلام آباد ایئرپورٹ پر جنید جمشید کے ساتھ کر دیا ہے، ہم جنید جمشید یا پرویز رشید کے افکار کی حمایت یا دفاع نہیں کر رہے مگر یہ تو بتایا جائے ان دونوں حضرات نے کس مذہبی گروہ کے فرد پر جوتوں یا گھونسوں کی بارش کی تھی؟ حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ کراچی سے جم غفیر کی صورت میں آئے ہوئے ناموس رسالت کے محافظ ہونے کے دعویداروں نے سادہ لوح قادری کے نام پر پہلے بھرپور سیاست کی تھی خود کو عوام میں مقبولیت دلوانے کے ہتھکنڈے استعمال کیے پھر چالیس دن کی مقررہ مدت پر چہلم کرنے کی بجائے اچانک ۲۷ روز بعد چہلم کی تقریب منعقد کر ڈالی، کیا چہلم ۲۷ دن بعد ہوتا ہے؟ صاف نظر آ رہا ہے کہ یہ سارا عمل سیاسی مفادات کے لیے سستی عوامی پذیرائی کے لیے ہوا، پھر اسلام آباد کے ۸۔ا علاقے کے ایک مسلکی مدرسہ میں ''لبیک یا رسول اللہ'' سیاسی پارٹی بنانے پر اصرار ہوا اور ڈی چوک تک دھرنے کا فیصلہ ہوا کچھ بریلوی مظاہرین نے اس عمل سے منع کیا، ابوالخیر زبیر اور شاہ انس نورانی[1] نے تو اس فیصلے کا بائیکاٹ کیا تھا آج چوتھا دن ہے کہ دھرنے والوں نے اسلام آباد والوں کو عذاب میں مبتلا کیا ہوا ہے، آج ہی ان سے ڈی

---

[1] چہلم سے ایک روز پہلے ڈاکٹر ظفر اقبال جلالی کے گھر میٹنگ ہوئی جہاں صاحبزادہ اویس نورانی دھرنا قائدین کو سیاسی جماعت بنانے سے روک نہ سکے تو چہلم کا بائیکاٹ کر کے کراچی چلے گئے۔ (از۔ خالد محمود قادری)

چوک خالی کرانے کا تلخ فیصلہ سامنے موجود ہے، سوال ہے کہ یہ ہمارے بھائی ماضی میں طاہر القادری کے مخالف تھے اور شریف خاندان کی سیاست کے حامی، مگر برا ہو سیاسی مفادات کا کہ جلد بازی میں بچارے قادری کے نام کی آڑ میں عوامی پذیرائی اور مذہبی معاشرتی جبر کا نمونہ پیش کر دیا گیا ہے تو ''ہجوم'' کی حکمرانی کا مقولہ بھی صادق بنا دیا گیا، مشتعل اور استحصالی رویے اور سیاسی مفادات رکھنے والے جو خود تو سیادی پارٹی بنانے سے قاصر ہیں کہ اندرونی اختلافات شدید ہوتے ہیں اور ذاتی ہوس اقتدار دوسرے کے پیچھے کھڑا ہونے سے منع کرتی ہے۔ ماشاء اللہ یہ سب لوگ صرف معصوم مذہبی جذبات کے استعمال سے ریاست کے حاکم اور حکومت کے، کرتا دھرتا اور آئین وقانون کو ذاتی مسلکی دستاویز بنانے میں کس قدر مصروف ہیں؟ کیا ان کی کوئی بھی بات یا موقف حکومت وقت یا ریاست کبھی تسلیم کر سکتی ہے؟ ہمیں اندیشہ ہے کہ مستقبل میں مذہبی عناصر کی ذاتی ہوس اقتدار اور معصوم مسلمانوں کے استحصال سے کہیں بہت بڑا نقصان نہ ہو جائے یہ بہت بڑا نقصان ہمیں تو واضح طور پر نظر آ رہا ہے اور یہ ''آئینی'' نقصان بھی ہو سکتا ہے۔

دھرنوں کی ریت

اداریہ۔ روزنامہ جنگ لاہور (۸) ۳۱ر مارچ ۲۰۱۶ء

اسلام آباد کے ڈی چوک پر پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے سنی تحریک کا دھرنا اور اس سے نمٹنے کے لیے صبر وتحمل، بات چیت، عدم تشدد اور پرامن ذرائع کے استعمال کی حکومتی پالیسی چوتھے روز بھی جاری رہی۔ بدھ کی سہ پہر تک کی صورتحال یہ ہے کہ مذاکرات بارآور نہ ہونے کی صورت میں آپریشن کی تیاریاں مکمل کر لی گئی ہیں اور دھرنے کے شرکا کو پرامن طور پر چلے جانے کا حتمی پیغام پہنچا دیا گیا ہے۔ وزیر اعظم نواز شریف کی صدارت میں منگل کے علاوہ بدھ کو بھی اعلیٰ سطحی اجلاس ہوئے جن میں ڈی چوک خالی کرانے کی حکمت عملی کی

منظوری دی گئی اور فیصلہ کیا گیا کہ مظاہرین پرامن طور پر دھرنا ختم نہیں کرتے تو انہیں اپریشن کر کے نکالا جائے۔اس مقصد کے لیے پولیس ایف سی اور رینجرز کی بھاری نفری نے ڈی چوک کے ارد گرد سرکاری عمارات اور دوسرے اہم مقامات پر پوزیشنیں سنبھال رکھی ہیں اور امکانی طور پر بدھ کی رات تک دھرنے کا ڈراپ سین متوقع ہے۔وزیراعظم نے دھرنے کے شرکا کے خلاف آخری حد تک طاقت استعمال نہ کرنے کی ہدایت کی ہے اور حکام سے کہا ہے کہ جو لوگ خود جانا چاہیں انہیں راستہ دے دیا جائے۔اس سلسلے میں دھرنے کے بعض رہنماؤں نے چوک خالی کرنے پر آمادگی کا اظہار بھی کر دیا ہے۔وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان نے منگل کی رات پنجاب ہاؤس میں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے واضح کر دیا تھا کہ ڈی چوک کو بدھ کے روز میڈیا کے سامنے خالی کرالیا جائے گا۔آپریشن کی ضرورت پڑی تو اس میں غیر مسلح اہلکار حصہ لیں گے تا کہ انسانی جانوں کا ضیاع نہ ہو۔انکا کہنا تھا کہ دھرنے والوں نے انتظامیہ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ممتاز قادری کے چہلم کے بعد لیاقت باغ سے پر امن طور پر منتشر ہو جائیں گے۔سینئر اکابرین نے اس معاملے میں انتہائی ذمہ داری کا مظاہرہ کیا لیکن ایک گروپ نے مطالبات پیش کرنا شروع کر دیے۔افراتفری اور تشدد کا راستہ اختیار کیا اور لوگوں کو اشتعال دلایا جو پولیس کی نفری کم ہونے کا فائدہ اٹھا کر ریڈ زون تک پہنچ گئے انہوں نے کہا کہ جن لوگوں نے سرکاری املاک کو نقصان پہنچایا انہیں ویڈیو کی مدد سے چن چن کر پکڑیں گے بہت سے لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے دوسرے بھی نہیں بچیں گے اس بات کی تحقیقات کی جائے گی کہ انتظامیہ کی کن کوتاہیوں کی وجہ سے مظاہرین اسلام آباد کے حساس علاقے تک پہنچ گئے انہوں نے کہا کہ آئندہ کسی سیاسی یا غیر سیاسی جماعت کو وفاقی دارالحکومت پر چڑھائی کر کے ریاست کے نظام کو معطل کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی تحریک انصاف اور عوامی تحریک کے دھرنوں کے بعد اسلام آباد کے ریڈ زون میں

ایک اور دھرنا جس سے حکومتی سرگرمیاں معطل ہو گئیں ڈپلومیٹک انکلیو عملاً محصور ہونے کی وجہ سے سفارتی سرگرمیاں بھی رک گئیں اور موبائل سروس اور میٹرو بس بند ہونے سے شہریوں کو ناقابل برداشت پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا حکومت کی جانب سے ایسے مستقل انتظامات کا متقاضی ہے جن کے بعد آئندہ اس طرح کا کوتی واقعہ رونما نہ ہو ریڈزون وفاقی دارالحکومت کا انتہائی اہم اور حساس علاقہ ہے جسے کسی سیاسی یا غیر سیاسی احتجاجی جلسے جلوس اور دھرنے کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے اس طرح کے اجتماعات کے لیے بہتر ہے کہ کوئی اور جگہ مخصوص کر دی جائے تا کہ کسی مسئلے پر اختلافی رائے رکھنے والے لوگ اپنے جذبات کا اظہار کریں اور دل کی بھڑاس نکال سکیں۔ جیسا کہ لندن میں ہائیڈ پارک اس طرح کے احتجاج کے لیے مخصوص ہے اسلام آباد کے رڈزون میں پارلیمنٹ ہاؤس کے علاوہ غیر ملکی سفارت خانے اور اہم سرکاری دفاتر موجود ہیں جنہیں اس قسم کے تشدد آمیز مظاہروں سے محفوظ ہونا چاہیے ڈی چوک کو خالی کرانے کے لیے حکومت جو بھی کارروائی کرے گی اور اس کے نتیجے میں جو نقصانات ہوں گے اس کریڈٹ یا ڈس کریڈٹ اس کے حصے میں آئے گا اس لیے کوشش یہ ہونی چاہیے کہ موثر پیشگی اقدامات کے ذریعے ایسی صورت حال پیدا ہی نہ ہونے دی جائے توقع ہے کہ وفاقی اور پنجاب حکومت مل کر اس مسئلے کا مستقل حل نکالیں گی اور شہریوں کو کسی پریشان کن صورتحال سے نمٹنے کے لیے واقعے کے بعد کیے جانے والے ہنگامی اقدامات سے پیدا ہونے والے مسائل سے بچائے گی۔ جمہوری معاشروں میں اختلاف رائے سب کا حق ہے لیکن اس کے اظہار کے لیے انسانی جانوں اور سرکاری و نجی املاک کو نقصان پہنچانا کسی کا بھی قانونی حق نہیں۔

جمہوری قوتیں بہ مقابلہ انتہا پسند قوتیں

جی این مغل

روزنامہ جنگ یکم اپریل ۲۰۱۶ء

اس وقت اگر پاکستان کے موجودہ نقشے پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ جمہوری قوتوں، مذہبی انتہا پسند قوتوں اور دہشتگردوں کے درمیان کسی وقت بھی کوئی خطرناک ٹکراؤ ہو سکتا ہے۔ مگر ساتھ ہی کچھ اس طرح کا منظر بھی نظر آ رہا ہے کہ تین چھوٹے صوبوں سندھ، کے پی کے اور بلوچستان میں ریاستی ایجنسیاں کسی نہ کسی شکل میں انتہا پسند اور دہشتگرد قوتوں کے خلاف آپریشن کر رہی ہیں جبکہ بڑے صوبے پنجاب میں مذہبی انتہا پسند قوتیں صحافی، اقلیتیں اور دیگر لبرل قوتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کا گھیراؤ کر کے ان پر حملہ آور ہو رہی ہیں۔ اس کا ایک نقشہ اس ہفتہ اس وقت نظر آیا جب ان قوتوں نے خودکش حملہ کر کے لاہور میں بے گناہ لوگوں کی جانیں لے لیں اور بڑی تعداد میں لوگوں کو زخمی کر دیا۔ جبکہ دوسری طرف ان انتہا پسند قوتوں نے علی الاعلان اسلام آباد پر لشکر کشی کی اور ریڈ زون میں پہنچ کر پارلیمنٹ کا گھیراؤ کر لیا تھا۔ حکومت کی طرف سے عجیب صورتحال دیکھنے میں آئی کوئی کہتا رہا کہ مظاہرین سے بات چیت ہو رہی ہے۔ کوئی تردید کرتا رہا ہے۔ اسی دوران یہ ضرور ہوا کہ پیر کو ان ہی قوتوں نے کراچی پریس کلب پر بھی حملہ کیا۔ کچھ صحافیوں کو زخمی بھی کر دیا گیا۔ پیر اور منگل کی رات ان عناصر نے جناح روڈ کے نزدیک چوک پر قبضہ کر لیا تھا جس کی وجہ سے ٹریفک کے لیے بہت بڑا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا۔ بہر حال، کراچی کے واقعات لاہور اور اسلام آباد میں ہونے والے واقعات کے مقابلے میں بہت چھوٹے ہیں۔

ایک نیام دو تلواریں

قدسیہ ممتاز

روزنامہ ایکسپریس گوجرانوالہ ۲؍اپریل ۲۰۱۶ء

گذشتہ دنوں ریڈ زون میں نفاذ اسلام کی جدو جہد جسے جمہوری اصطلاح میں دھرنا کہا جاتا ہے، اسٹاک ایکسچینج کے اشاریئے کی طرح تیزی سے شروع ہو کر مندی پہ ختم ہوئی۔ اس سارے ہنگامے میں فریقین نے کیا سیاسی مقاصد حاصل کیے یہ ایک الگ بحث ہے ہمیں تو وہ صاحب یاد آ گئے جنہوں نے ٹرین میں کسی پہلوان کی سیٹ پہ قبضہ کر لیا۔ جب وہ واپس آیا تو دھمکی آمیز لہجے میں بولے مجھے جانتے نہیں میں کون ہوں؟ پہلوان نے کڑک کے پوچھا کون ہو؟ تو سہم کر بولے میں بیمار ہوں بھائی۔ اس پہلوان نے از راہ ہمدردی انہیں سیٹ دی یا نہیں حکومت نے البتہ ریڈ زون خالی کروالیا۔

روزنامہ جنگ ۱۱ جولائی ۲۸ مارچ ۲۰۱۶ء

اسلام آباد جلاو گھراؤ پتھراؤ مشتعل مظاہرین اور پولیس کی جھڑپیں

تین ماہ میں اہلسنت قائدین پر مشتمل شوری کا اعلان کیا جائے گا۔ جو پارلیمنٹ میں اہلسنت کو پہنچانے کے لیے کردار ادا کرے گی۔ کانفرنس سے ڈاکٹر اشرف آصف جلالی، ثروت اعجاز قادری، پیر محمد افضل قادری، سید عنایت الحق شاہ، ڈاکٹر ظفر اقبال جلالی، علامہ عطاء الرحمٰن دھنیال، اخلاق جلالی، علامہ خادم حسین رضوی، صاحبزادہ شاہ اویس نورانی، صاحبزادہ ابوالخیر زبیر، صاحبزادہ شفیق امینی، مولانا قاضی محمود احمد عوان شریف، پیر سید نوید الحسن شاہ پیر عابد حسین، ملک دلپذیر، سید ضیاء الحق شاہ غلام غوث بغدادی، ڈاکٹر سرفراز، مولانا غفران سیالوی، صاحبزادہ نعیم رضا، شیخ محمد نواز، عبدالرحمٰن سیالوی، محمد طاہر

اقبال چشتی، ڈاکٹر طیب رضا، انجینئر نجم الثاقب سمیت دیگر رہنماؤں نے خطاب کیا۔
مقررین نے کہا کہ حکومت مغرب خوشنودی کے حصول کی خاطر پاکستان میں تہذیبی ٹکراؤ کی طرف بڑھ رہی ہے، پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کا تحفظ ہم سب پر فرض ہے، مادر پدر آزاد مغربی کلچر کو پاکستان پر مسلط کرنے کی ہر کوشش کو ناکام بنائیں گے۔ مقررین نے کہا کہ ممتاز قادری کا چہلم اسلام دشمن حکمرانوں کے خلاف ریفرنڈم ثابت ہوا ہے۔ ملک کو سیکولر ریاست بنانے کی کوشش کی جارہی ہے لیکن عاشقان مصطفیٰ ایسا ہرگز نہیں ہونے دیں گے۔ حکمران پاکستان کو لادین ریاست بنانے کا خیال دل سے نکال دیں۔

ناموس رسالت پر جان قربان کرنا مسلمان کی پہچان ہے

سید غلام حسین قادری

روزنامہ پاکستان ۲۸ مارچ ۲۰۱۶ء

تلے عالی (نامہ نگار) ناموس رسالت پر جان قربان کرنا ہی مسلمان کی پہچان ہے۔ ناموس رسالت کی حفاظت ہر مومن کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ ممتاز قادری سہادت کا تاج پہن کر ممتاز ہو گیا، ممتاز حسین قادری نے حضور نبی کریم ﷺ سے وفا کا حق ادا کر دیا ہے۔ ہم ہرگز برداشت نہیں کر سکتے عاشقان رسول کو پھانسی دی جائے اور عوام دشمن ملک کے ایجنٹوں کو آزادیاں دی جائیں نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کا سرتن سے جدا کر دینا ہی قانون شریعت ہے۔ ان خیالات کا اظہار سید غلام حسین قادری گدی نشین حضرت مام بری سرکار، سید عبدل غفار شاہ حسنی حسینی نے جامع مسجد صدیقیہ مجو چک میں دستار فضیلت قرآن حفظ کرنے والے حافظ علی رضا والد مولوی محمد عباس اور حافظ مزمل ولد محمد منشاء کی دستار بندی کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے کیا۔

حافظ آباد: پکارو یارسول اللہ ﷺ کانفرنس

روزنامہ پاکستان ۲۸ مارچ ۲۰۱۶ء

حافظ آباد (ڈسٹرکٹ رپورٹر) ۷اویں سالانہ عظیم الشان پکارو یارسول اللہ ﷺ کانفرنس آج بروز پیر بعد نماز عشاء پنڈی باوے (حافظ آباد) میں سجادہ نشین آستانہ عالیہ دوہٹہ عظمت شریف کی زیر صدارت منعقد ہوگی۔ جس سے علامہ محمد عمران مجددی، اظہر حسین مدنی، طاہر رضا قادری، جاوید علی بجن، اصغر علی چشتی، مزمل حسین سیفی خطاب کریں گے۔

لبرل حکومت کی رخصتی کا وقت آ گیا

محمد عثمان حیدر نقوی

روزنامہ پاکستان ۲۸ مارچ ۲۰۱۶ء

حافظ آباد (ڈسٹرکٹ رپورٹر) سنی تحریک کے ڈویژنل صدر محمد عثمان حیدر نقوی نے کہا ہے کہ لبرل حکومت کی رخصتی کا وقت آ گیا۔ ن لیگ اپنا اقتدار بندوق کی نوک پر چلا رہی ہے۔ اسلام آباد میں پر امن مارچ کے شرکاء پر تشدد، لاٹھی چارج اور شیلنگ کا استعمال کھلم کھلا ریاستی دہشت گردی ہے۔ نام نہاد جمہوریت کا بھانڈا پھوٹ گیا ہے۔ لاٹھی گولی کی سرکار اب نہیں چلے گی۔ حکومت ملک دشمنوں کے اشاروں پر ناچ رہی ہے۔ اسلام اور تحریک ناموس رسالت ﷺ کو لاٹھی گولی اور شیلنگ سے دبایا نہیں جا سکتا۔ حکمران آئین اور پاکستان کے وفادار ہونے کی بجائے امریکی وفادار ہیں۔ اور اسی کے اشارے پر ملک کو خانہ جنگی کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ اہل سنت بانیان پاکستان کی اولاد ہیں اور پر امن ہیں۔ آئین کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے احتجاج ہمارا حق ہے۔ پر امن مارچ کے شرکاء

پران لیگ حکومت کے ظلم وستم نے آمریت کو پیچھے چھوڑ دیا۔نواز شریف اور شہباز شریف سانحہ ماڈل ٹاؤن کو دوہرانا چاہتے ہیں۔اتنا ظلم کیا جائے جتنا کل حکمران برداشت کر سکیں۔ ابھی حکمرانوں نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کا حساب دینا ہے۔کارکن اور عوام اہل سنت تیار رہیں اگر ظلم وستم بند نہ کیا گیا اور مطالبات تسلیم نہ کئے گئے تو پورا ملک جام کر دیں گے۔

ریڈزون میں موبائل سروس کی بندش سے ۵۰ کروڑ کا نقصان

(۱) اسلام آباد (کرائم رپورٹر) اسلام آباد میں موبائل سروس بند ہونے سے ۵۰ کروڑ روپے سے زائد کا نقصان ہوا ہے موبائل سروس گذشتہ چار روز سے بند تھی جس سے تاجر برادری اور شہری موبائل سروس بند ہونے سے سخت پریشان رہے۔تفصیلات کے مطابق وزارت داخلہ کے حکم پر پی ٹی اے نے اسلام آباد کے ریڈزون کے ۱۱ کلومیٹر کے سرکل میں موبائل سروس مذہبی جماعتوں کے دھرنے کی وجہ سے بند کر رکھی تھی جس سے ۱۱ کلومیٹر کے علاقے میں بلیوایریا، کوہسار مارکیٹ، ایف سکس، ایف سیون، ایف ایٹ، ایف ٹین، ایف الیون، مرکز جی سکس، جی سیون، جی ایٹ، جی نائن، جی ٹین اور آئی ایٹ، آئی نائن، آئی ٹین، آئی الیون سمیت راولپنڈی کے ملحقہ علاقے موبائل سروس بند ہونے سے شدید متاثر رہے کیونکہ ان تمام علاقوں میں کاروباری دفاتر اور کاروباری سرگرمیاں ہوتی ہیں موبائل سروس بند ہونے کی وجہ سے مارکیٹ مکمل طور پر بند رہی بلیوایریا میں موجود سٹاک ایکسچینج میں بھی تاجروں کو شدید مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا موبائل کمپنیوں کو بھی ان دونوں میں کروڑوں روپے کا نقصان اٹھانا پڑا ہے ذرائع کے مطابق ۲۵ لاکھ کی آبادی موبائل سروس سے محروم ہے جبکہ ۱۵ لاکھ کے قریب لوگ موبائیل سروس کرتے ہیں جن میں ۵ لاکھ کاروباری افراد، ۲۰ لاکھ کاروباری لوگ اندرون ملک کالز کرتے

ہیں جبکہ ۵۰ ہزار کے قریب تاجر بین الاقوامی سطح پر رابطہ کرتے ہے تاجروں کے ساتھ ساتھ شہری آبادی بھی موبائل سروس بند ہونے سے بری طرح متاثر ہے دوسرے شہروں سے آنے والے مسافروں کو بھی شدید پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔

ڈی چوک پر قبضہ۔حکومتی غفلت کا شاخسانہ

روزنامہ جنگ لاہور ۲۹ مارچ ۲۰۱۶ء

اسلام آباد (ایوب ناصر) وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں اتوار کو پارلیمنٹ کے سامنے ڈی چوک پر قبضہ وفاقی اور صوبائی حکومت کی عدم توجہ اور جڑواں شہر کی انتظامیہ اور پولیس میں نہ صرف رابطوں کا فقدان بلکہ مجرمانہ غفلت کا شاخسانہ نظر آیا۔ مشتعل ہجوم کی شکل میں انتظامیہ کی طرف سے کھڑی کی گئی رکاوٹوں کو روندتے ہوئے وفاقی دارالحکومت کے باسی یہ سوال کرتے ہیں کہ اسلام آباد انتظامیہ پولیس آنسو گیس کے شیلنگ کے زور پر روکنے کی کوشش کرتی رہی ایک بڑے ہجوم کو کنٹرول کرنے کے لیے عقل و دانش کو استعمال کرنے کی ضرورت یوں نہیں محسوس کی گئی۔ ڈنڈا بردار نقاب پوش پولیس ناکوں کو روندتے ہوئے شاہراہ دستور ڈی چوک پہنچ گئے انہوں نے اپنے مطالبات منظور ہونے تک دھرنا جاری رکھنے کا اعلان کر دیا ہے۔ تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ میٹرو سٹیشنوں کی توڑ پھوڑ، فائر بریگیڈ اور کنٹینرز کو نذر آتش کر کے مظاہرین نے حکومت کے خلاف اپنی نفرت کا اظہار کیا ہے۔ رات گئے تک جڑواں شہروں کے باسی ریڈ زون میں قبضے پر حکومت کی خاموشی پر تعجب کا اظہار کرتے رہے۔ انتظامیہ کے ذریعے معاملہ حل کرنے کی کوشش حکومت کی طرف سے کم عقلی کا مظاہرہ ہے۔ شہریوں کا کہنا ہے کہ مظاہرین نے رات گئے کھانا تناول فرما لیا ہے۔ واپس جانے کا فیصلہ نہ ہوا تو اب ریڈ زون میں قدرتی ٹائیلٹ بنیں گے اور اسلام آباد کے باسی ایک بار پھر ملک بھر سے آئے ہوئے مہمانوں کا گند سمیٹنے پر مجبور ہو گئے۔

اسلام آباد کا نظام درہم برہم گرین بیلٹ میں غلاظت کا ڈھیر

روزنامہ جنگ لاہور ۲۹ مارچ ۲۰۱۶ء

اسلام آباد (خصوصی نامہ نگار، نیوز ایجنسیاں) اسلام آباد پولس نے پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے ڈی چوک میں دھرنا دینے والے تین سو سے زائد افراد کو گرفتار کر کے تھانوں میں منتقل کر دیا۔ پولیس ذرائع کے مطابق پیر کے روز ڈی ایس پی سیکرٹریٹ ادریس راٹھور کی قیادت میں پولیس کمانڈوز پریڈ گر ڈ سے با نکلنے والے افراد کو پکڑ کر تھانوں میں منتقل کرتے رہے گرفتار افراد کو تھانہ گولڑہ، تھانہ رمنا، تھانہ شالیمار، تھانہ ترمریٹ، تھانہ بھارہ کہو، تھانہ شہزاد ٹاؤن اور تھانہ آبپارہ کی حوالات میں رکھا گیا ہے، اسلام آباد میں جاری احتجاج کے باعث شہر کا نظام درہم برہم ہو کر رہ گیا ہے، حکومت کی جانب سے ریڈ زون میں موبائل فون سروس بھی بند کر دیگئی ہے، ڈی چوک پر دھرنے کی وجہ سے اسلام آباد کے بیشتر داخلی راستے بند رہے، ایکسپریس وے پر شدید ٹریفک کا دباؤ ہونے کی وجہ سے وفاتر اور تعلیمی اداروں میں آنے جانے والوں کو مشکلات کا سامنا رہا۔ مظاہرین کی جانب سے جلائے گئے کنیٹرز سے آگ اور دھویں کے بادل اٹھتے رہے، انتظامیہ سمیت کسی نے بھی بجھانے کی کوشش نہیں کی، دھرنے کے باعث گرین بیلٹ میں گندگی اور غلاظت کے ڈھیر لگ گئے ہیں جس کے باعث شدید بدبو کے علاوہ علاقہ کچرے کا ڈپو محسوس ہو رہا ہے، سی ڈی اے کے عملہ نے اپنے تحفظ کے بارے میں شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے

افسران کو ڈی چوک کے سامنے صفائی کی ڈیوٹی دینے سے صاف کرنے انکار کر دیا ہے اور سی ڈی افسران بھی موجودہ صورتحال میں اپنے کو خطرے میں ڈالنے سے اجتناب کر رہے ہیں جس کے باعث پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے سرسبز اور پھولوں سے بھرے علاقہ نے نئی شکل اختیار کر لی ہے اور ایک دو روز میں علاقے کی صفائی نہ کی گئی تو تعفن پھیلنے کا خطرہ موجود ہے اور علاقہ جنگل کا منظر پیش کر رہا ہے۔ تعلیمی ادارے کھلے رہے کئی نجی تعلیمی اداروں نے لاہور دھماکہ کے سوگ میں چھٹی کی، ریڈزون میں پولیس نے کنٹرول سنبھالا جبکہ شہر کے دوسرے مقامات پر رینجرز، فرنٹیر کانسٹیبلری اور پولیس کے دستوں نے اپنے فرائض انجام دیئے، مظاہرین نے ڈی ایس پی کی گاڑی چھین لی تاہم جسے فوری طور پر بازیاب کر لیا گیا۔ تمام مارکیٹیں معمول کے مطابق کھلی رہیں تاہم پریڈ گراؤنڈ چوک سے ملحقہ بلیو ایریا میں کاروبار مکمل طور پر بند رہا۔ جبکہ ڈی چوک میں پاکستان سنی تحریک کے کنٹینر پر قائدین نے دھرنا جاری رکھنے کے عزم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مطالبات کی منظوری کے اعلان تک دھرنا دیں گے، گرفتاریوں سے نہیں گھبراتے، اسلام آباد کے چیف کمشنر اور آئی جی سے مذاکرات نہیں کریں گے، حکومت کے منتخب نمائندوں کو آنا ہوگا، ۔ علامہ حامد رضا[1] نے خطاب کرتے ہوئے گرفتار افراد کی رہائی کا مطالبہ کیا، انہوں نے کہا کہ پاکستان میں فی الفور نظام مصطفیٰ ﷺ نافذ کیا جائے، تمام سزا یافتگان گستاخان رسول کو فوری طور پر سزائے موت دی جائے، راجہ ظفر الحق، سردار ایاز صادق اور زعیم قادری بااختیار بن کر آئیں تو

---

[1] صاحبزادہ حامد رضا، صاحبزادہ فضل کریم مرحوم کے بیٹے ہیں اینٹی نواز شریف ہونے کے ناطے ہر تحریک میں سرگرم رہتے ہیں۔

مذاکرات کے لیے تیار ہیں۔ ریاستی مشینری کے بے دریغ استعمال کی بجائے حکومت مذاکرات کا راستہ اختیار کرے۔ گرفتار کارکنوں اور علماء کو رہا نہ کیا گیا تو ملک بھر میں احتجاج کی کال دیں گے، ثروت اعجاز قادری نے کہا کہ مذکرات کی بجائے طاقت کا استعمال آمرانہ طرز عمل ہے، نہتے عوام کے پرامن احتجاج پر ریاستی مشینری کے بے دریغ استعمال کی مذمت کرتے ہیں، حکومتی نااہلی کی وجہ سے دہشت گرد پھر سر اٹھار ہے ہیں۔

حکومت نے علماء کرام سے مدد طلب کرلی

روزنامہ پاکستان لاہور ۲۹ مارچ ۲۰۱۶ء

اسلام آباد (مانیٹرنگ ڈیسک) ممتاز قادری کے چہلم کے بعد مظاہرین کی جانب سے وفاقی دارالحکومت کے ریڈزون میں داخل ہونے کے بعد پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے دیا جانے والا دھرنا جاری ہے جبکہ مظاہرین نے ڈی چوک میں لگائے گئے کنٹینرکو آگ لگادی ہے جس پر پولیس نے کارروائی کرتے ہوئے ۱۵، افراد کو گرفتار کرلیا۔ مظاہرین کے دھرنے اور استعمال کے باعث سیکیورٹی ہائی الرٹ کردی گئی ہے اور عام افراد کا داخلہ بند ہونے کیساتھ ریڈزون اور ملحقہ علاقوں میں موبائل سروس بھی بند ہے۔ مظاہرین نے مذاکرات سے انکار کرتے ہوئے گرفتار ساتھیوں کی رہائی کا مطالبہ کردیا ہے جبکہ حکومت نے انکار کے بعد مذاکرات کے لیے علماء کرام سے مدد طلب کرلی ہے۔ تفصیلات کے مطابق مظاہرین کے دھرنے کے باعث ڑیڈزون کی سیکیورٹی انتہائی سخت ہے اور ریڈزون سمیت ملحقہ علاقوں میں موبائل فون سروس بند کردی گئی ہے جبکہ مظاہرین کی جانب سے پانی کا ٹینکر اور ٹوائلٹ بنانے کا مطالبہ بھی مسترد کردیا گیا ہے اور کسی بھی قسم کا سامان ریڈزون میں لے جانے پر بھی پابندی عائد کردی گئی ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ مظاہرین سے حکومت کے ساتھ کسی بھی قسم کے مذاکرات کرنے سے انکار کردیا ہے جس پر حکومت نے علماء کرام سے مدد طلب کی ہے۔ مظاہرین کا کہنا ہے کہ جب تک ان کے کارکنوں کونہیں چھوڑا جائے گا

وہ مذاکرات نہیں کریں گے۔ انتظامیہ کا کہنا ہے کہ انہوں نے مظاہرین سے ریڈزون خالی کرنے کا کہا ہے اس کے بعد ہی مذاکرات کیے جائیں گے۔ مظاہرین نے حکومتی مطالبہ مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ جب تک کوئی اہم ذمہ دار شخصیات مذاکرات کے لیے نہیں آتی وہ یہیں بیٹھے رہیں گے اور ریڈزون بھی خالی نہیں کریں گے۔

جی ٹی روڈ بلاک اشتعال انگیز تقریریں،۲۲۲ افراد پر مقدمہ

روزنامہ دنیا گوجرانوالہ، ۳۱ مارچ ۲۰۱۶ء

گجرات (نمائندہ دنیا) سٹی لالہ موسیٰ پولیس نے جی ٹی روڈ بلاک کر کے احتجاج کرنے اور اشتعال انگیز تقریریں کرنے، توڑ پھوڑ کرنے پولیس اہلکاروں کی وردیاں پھاڑنے اور دہشت گردی پھیلانے پر اس ایچ او شیراز چیمہ سب انسپکٹر کی رپورٹ پر سید نوید شاہ[1] سمیت ۲۲۲ افراد کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے مظاہرین نے روڈ بلاک کی توڑ پھوڑ کی اور مطالبات پیش کیے تھے۔

وزیر داخلہ آپریشن کی رٹ لگاتے رہ گئے

روزنامہ دنیا گوجرانوالہ، ۳۱ مارچ ۲۰۱۶ء

اسلام آباد (خصوصی نیوز رپورٹر، اپنے سٹاف رپورٹر سے، دنیا نیوز) وفاقی وزراء کیساتھ مذاکرات کے بعد اسلام آباد کے ڈی چوک میں چار روز سے جاری دھرنا ختم کر دیا گیا۔ بات چیت وفاقی وزیر ریلوے خواجہ سعد رفیق کی رہائش گاہ پر ہوئی، حکومتی وفد میں

---

1. سید نوید الحسن مشہدی آستانہ عالیہ بھکی شریف کے سجادہ نشین ہیں عالم دین ہیں علماء کی تکریم کرتے ہیں اور اہلسنت کی بیداری کے لیے ہر قومی تحریک میں جاندار کردار ادا کرتے چلے آ رہے ہیں اللہ کریم انہیں مزید استقامت عطا فرمائے۔ (آمین)

وزیر خزانہ اسحاق ڈار، وزیر ریلوے خواجہ سعد رفیق اور وزیر مملکت مذہبی امور پیر امیر الحسنات جبکہ دھرنا قائدین کے وفد میں حامد رضا قادری، ثروت اعجاز قادری، آصف جلالی اور افضل قادری شامل تھے، ثالثی کا کردار اویس شاہ نورانی ا؎ اور حاجی رفیق پردیسی نے ادا کیا۔ وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان احتجاجی مظاہرین کو بزور طاقت اسلام آباد سے نکلنے کے حامی تھے تاہم بعض وزراء نے وزیر اعظم کو مفاہمت کا راستہ اختیار کرنے کا مشورہ دیا جس کے

ا؎ شہزادہ اہلسنت صاحبزادہ والاشان علامہ شاہ محمد اویس نورانی صدیقی مدظلہ العالی قائد اہلسنت علامہ امام الشاہ احمد نورانی صدیقیؒ کے جگر گوشہ اور سیاسی جانشین ہیں اگر چہ سیاست کے کوچہ میں نو آموز اور پرجوش ہیں البتہ کچھ ریاضت اور تجربات کے بعد وہ مستقبل میں نمایاں کردار کے حامل ہوں گے اُن کا یہ پہلا قومی سطح کا کارنامہ ہے کہ دھرنا مظاہرین اور حکومت کے درمیان مصالحت کا کرار ادا کیا وہ اس عمل کے ذریعے ایک قدر آور شخصیت بن کر ابھرے ہیں ہم اُن کی خدمت میں عرض گزار ہیں کہ تنظیم، دعوت، تربیت اور انقلابی تحریک کے لیے اپنی جماعت کو منظم و مربوط اور موثر کرنے پر توجہ دیں زبردست محنت کی ضرورت ہے الحمدللہ وہ اس دور میں جب قوم کا اہم ترین السواد الاعظم اُن کی قیادت میں منظم ہوگا چاہیے کہ وہ رابطہ و دعوت اور کردار سازی، ذہن سازی اور فکر سازی پر وقت دیں اُن کے حصہ میں بلند نظر قیادت کے چالیس سالوں کی محنت آئی ہے یہ سرمایہ قیادت کے دعویدار دوسرے حضرات کو میسر نہیں البتہ ضرورت ہے کہ وہ تحمل، بردباری، حکمت و دانائی اور جہد مسلسل کو مزاج شریف کا حصہ بنائیں انشاءاللہ جلد یہ کیفیت رونما ہوگی کہ

ہجوم ہے مے خانے میں لگا ہوا
سنا ہے پیر مغاں ہے مرد خلیق

بات صرف اتنی سی ہے کہ اہلسنت کا موجودہ انتشار بہت کربناک ہے عوام حضرت اقدس قبلہ نورانی صاحب سے دلی رغبت رکھتے ہیں لہٰذا یہ بہت آسان ہوگا کہ اگر صاحبزادہ اویس نورانی براہ راست تنظیم سازی اور رابطہ مہم پر نکلیں تو ان کی جدوجہد کامیابی و کامرانی کا باعث ہوسکتی ہے صدیوں کے بعد کوئی قیادت ابھرتی ہے نورانی صاحب کی محنت کا تسلسل اس صورت آگے بڑھ سکتا ہے۔ (انشاءاللہ)

ذریعے اس بحران پر قابو پالیا گیا ہے۔ اس حوالے سے ۷ نکاتی معاہدہ طے پا گیا۔ قبل ازیں گزشتہ روز کئی مرتبہ ڈی چوک خالی کرنے کی ڈیڈ لائنیں دی گئیں، آپریشن کی تیاریاں مکمل رکھی گئیں، پولیس، ایف سی اور رینجرز نے صف بندی بھی کر لی تاہم اس دوران وزیراعظم نے ہدایت کی کہ اس معاملے کو فوری حل کیا جائے جس پر مختلف تجاویز بھی سامنے آئیں تاہم وفاقی وزیر ریلوے خواجہ سعد رفیق نے کہا کہ وہ مظاہرین اور حکومت کے درمیان مذاکرات اور مفاہمت کے لیے اہم کردار ادا کر سکتے ہیں، اگر انہیں ذمہ داری سونپی جائے تو وہ مسئلے کے پرامن حل کے لیے کوشش کریں گے۔ جس کے بعد یہ ذمہ دری خواجہ سعد رفیق کو سونپ دی گئی۔ مذاکرات کے مختلف دور ہوئے جو بالآخر نتیجہ خیز ثابت ہوئے۔ مذاکرات کی کامیابی میں وزیر مملکت برائے مذہبی امور پیر امین الحسنات نے بھی اہم کردار ادا کیا کیونکہ ان کے مذکورہ مذہبی جماعتوں کے عہدیداروں کے ساتھ قریبی تعلقات ہیں۔ پروگرام ''دنیا کامران خان کے ساتھ'' میں تفصیل بتاتے ہوئے وفاقی وزیر خزانہ سحاق ڈار نے کہا کہ وزیراعظم نواز شریف کی اجازت سے دھرنے کے قائدین سے ملاقات کی۔ ان کے ساتھ حتمی (انڈرسٹینڈنگ) مفاہمت ہوئی ہے۔ معاہدہ ہوا ہے لیکن تحریری نہیں، میں اس کے سات نکات کو قبول کرتا ہوں۔ دھرنے والوں نے ۱۰ نکات پیش کیے تھے۔ کراچی سے دو شخصیات نے اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ پرُامن احتجاج کرنے والوں کو رہا کر دیا جائے گا۔ توہین رسالت کیس میں سزا یافتہ شخص سے کوئی رعایت نہیں برتی جائے گی۔ پرامن احتجاج نہ کرنے والوں کے خلاف کارروائی ہو گی۔ یہ بات درست نہیں کہ کوئی مفاہمت نہیں ہوئی۔ یہ بات واضح ہے کہ انڈرسٹینڈنگ ہوئی ہے۔ بحیثیت مسلمان بھی اپنی زبان پر قائم ہوں اور ان کو (اون) کرتا ہوں۔ اسلام آباد میں دھرنا ختم ہونے کے بعد مظاہرین پرامن طور پر منتشر ہو گئے، اس دوران بگدڑ مچنے سے متعدد مظاہرین بے ہوش بھی ہو گئے جبکہ شہر میں موبائل فون سروس بحال ہو گئی ہے۔ دوسری جانب کراچی میں نمائش

چورنگی پر جاری دھرنا کے شرکا دو دھڑوں میں تقسیم ہو گئے، ایک دھڑے نے دھرنا ختم کر دیا جبکہ دوسرے دھڑے کا دھرنا جاری ہے۔

ریڈزون کا محاصرہ ۳ ہزار گرفتار روکنے میں ناکامی پر وزیر داخلہ برہم

روزنامہ ایکسپریس گوجرانوالہ، ۲۹ مارچ ۲۰۱۶ء

اسلام آباد (خصوصی نامہ نگار، نیوز ایجنسیاں وزیر داخلہ چودھری نثار علی خان نے مظاہرین کے ہاتھوں تشدد اور توڑ پھوڑ کے واقعات پر شدید برہمی کا اظہار کرتے ہوئے ناقص انتظامات پر راولپنڈی اور اسلام آباد کی انتظامیہ کی سخت سرزنش کی ہے، پیر کو وزیر داخلہ کی زیر صدارت اسلام آباد اور راولپنڈی انتظامیہ و پولیس کا مشترکہ اجلاس ہوا، وزیر داخلہ نے کہا کہ شہریوں کی جان و مال کی حفاظت انتظامیہ اور حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے اور گزشتہ روز ایک جہلم کی آڑ میں جس طرح قانون کی نفی کی گئی وہ کسی صورت قابل قبول نہیں۔

موجودہ حکمرانوں کا طرز عمل آمرانہ ہے

سید وسیم الحسن نقوی [1]

روزنامہ ایکسپریس، ۲۹ مارچ ۲۰۱۶ء

حافظ اباد (ڈسٹرکٹ رپورٹر) اہل سنت جماعتوں کا ایک ہنگامی اجلاس مرکز اہل سنت درگاہ خطیب الاسلام پر ہوا جس میں اسلام آباد پر امن احتجاج کرنے والوں پر

---

[1] سید وسیم الحسن نقوی نوجوان خطیب نڈر مبلغ اور بلند آہنگ شخصیت کے مالک ہیں علامہ سید شبیر حسین شاہ صاحب کے جانشین اور جمعیت علماء پاکستان کے راہنما ہیں قومی حوالے سے ان کا کردار کافی حوصلہ بخش ہے خدا تعالیٰ مزید استقامت عطا فرمائے۔ (خالد محمود قادری)

پولیس کی فائرنگ ، شیلنگ اور لاٹھی چارج جمہوریت کی نفی کی ہے۔ موجودہ حکمرانوں کا طرز عمل آمرانہ ہے۔ جائز اور جمہوری مطالبات کو سننا، دیکھنا اور تسلیم کرنا جمہوری حکومت کی ذمہ داری ہے۔ نہتے عوام کے پرامن احتجاج پر ریاستی مشنری کا بے دریغ استعمال کی مذمت کرتے ہیں۔ پرامن احتجاج ہر جماعت کا آئینی حق ہے۔ حکومت مسلسل ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ عوام میں بلا جواز اشتعال انگیزی موجودہ حکومت کا مشغلہ بن چکا ہے۔ گرفتار کئے گئے بے گناہ کارکنان کو فوری طور پر رہا کیا جائے۔ حکومت مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ مذاکرات کی بجائے طاقت کا استعمال حکومت کے صوبائی صدر بیر سٹر پیر سید وسیم الحسن نقوی، جماعت اہل سنت کے مولانا رانا محمد اصغر چشتی، مولانا فیصل ندیم کیلانی، سنی تحریک کے ڈویژنل صدر محمد عثمان حیدر نقوی، عالمی تنظیم کے سید علی ذوالقرنین، انجمن طلباء السلام کے حافظ محمد افتخار، بزم خطیب الاسلام کے حافظ محمد عثمان، بزم گدایان مصطفیٰ کے محمد عباس، خان پور ویلفئر سوسائٹی کے محمد سعد انجمن، مرکزی جماعت اہل سنت کے محمد ناظم و دیگر اہل سنت تنظیمات کے عہدے داران و علماء نے اسلام آباد پرامن احتجاجی مظاہرے پر پولیس گردی کے خلاف مذمتی بیان میں کیا۔

دھرنا ختم کرانے کے لیے پرامن راستہ اختیار کیا

اسحاق ڈار

روزنامہ ایکسپریس، ۲۹ مارچ ۲۰۱۶ء

اسلام آباد (مانیٹرنگ ڈیسک) وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے چینل ۵ سے خصوصی گفتگو کے دوران کہا ہے کہ دھرنے کے گرفتار شرکاء کی بیگناہی کا ٹھوس ثبوت ہوا تو وہ رہا کر دیئے جائیں گے۔ ہم نے پرامن راستہ اختیار کیا تو اس کو سراہنا چاہیے مذاکرات کی

کامیابی کا علیحدہ علیحدہ کریڈٹ کوئی نہیں لے گا۔ پیر حسنات اور نہ ہی سعد رفیق سمیت میں خود کریڈٹ لے سکتا ہوں۔ شرکاء کی سوچ تھی کہ گورنمنٹ میڈیا پر چلنے والے فحش پروگراموں پر پابندی لگائے میں اس کے حق میں ہوں گر اس کے لیے کوئی شکایت تو آئے۔ مجھے نہیں پتہ کہ پیمرا کا لاء سوموٹو نوٹس اس کی اجازت دیتا ہے اگر ہے تو ضرور کرنا چاہئے۔ ہم بطور مسلمان اللہ اور رسولؐ کے طے کردہ دائرے میں رہتے ہیں۔ وفاقی وزیر خزانہ واقتصادی امور اسحاق ڈار نے کہا کہ دھرنے ختم کرانے کے دوراستے تھے ۲۹۵ سی میں ترمیم کی افواہ پھیلائی گئی دھرنا مظاہرین کی وزیر داخلہ اور وزیر اعظم سے کل ملاقات ہوئی تھی۔ توہین رسالت ایکٹ میں کوئی ترمیم نہیں کی جائے گی۔ وزارت داخلہ اور پنجاب حکومت نقصان کے حوالے سے جائزہ لے رہی ہیں۔ کسی نے معاہدہ پر دستخط نہیں کیے یہ صرف انڈرسٹینڈنگ ہے کسی نے اس میں تبدیلی نہیں کی ہے۔

سنی تحریک کے کئی شہروں میں دھرنے، مظاہرے اور ریلیاں

روزنامہ دنیا گوجرانوالہ، ۳۱ مارچ ۲۰۱۶ء

گوجرانوالہ، سیالکوٹ، نوشہرہ ورکاں (نیوز رپورٹر، نمائندہ دنیا، نامہ نگار)

اسلام آباد دھرنے میں ریاستی جبر کے خلاف سنی تحریک کے زیر اہتمام ملک بھر میں احتجاجی دھرنے، مظاہرے اور ریلیاں نکالی گئی۔ سنی تحریک کے زیر اہتمام شیرانوالہ باغ کے باہر احتجاجی دھرنا دیا گیا۔ دھرنے کے شرکاء نے خطاب کرتے ہوئے سنی تحریک کے ضلعی رہنما حافظ محمد طاہر رضوی قادری، سنی راہنما عطاالرحمٰن خان، محمد فائق قادری، مولانا محمد اشرف

رضوی، محمد شکیل جلالی، شیخ محمد حنیف ودیگر نے خطاب کیا۔ شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے رہنماؤں نے کہا کہ قائدین کے ہر حکم پر ہر وقت لبیک کہیں گے۔ دریں اثناء سنی تحریک کے سنیئر مرکزی رہنما محمد شاہد غوری نے اسلام آباد اور کراچی میں تنظیمی عہدیداروں سے اہم مشاورتی اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے۔ شاہد غوری نے کہا کہ اگر حکومت نے اپنا غیر جمہوری طرز عمل تبدیل نہ کیا تو ملک بھر میں بھرپور احتجاج کریں گے، سیالکوٹ میں اہلسنت والجماعت کے کارکنان نے نماز ظہر کے بعد علامہ اقبال چوک سے دھرنا کے حق میں ریلی نکالی۔ شرکاء نے ہاتھوں میں پہلے کارڈز اور بیز اٹھار کھے تھے جن پر مطالبات درج تھے۔ نوشہرہ ورکاں میں پاکستان سنی تحریک اور دیگر سنی تنظیمات کے سینکڑوں کارکنان نے شہر کے مرکزی علاقہ تھانیوالہ چوک میں ٦ گھنٹے طویل دھرنا دیا اور احتجاج کیا۔ بتایا گیا ہے اسلام آباد میں پارلیمنٹ کے سامنے دھرنا دینے والے مظاہرین سے اظہار یکجہتی کے یے سنی تحریک اور تحریک لبیک یارسول اللہ کے کارکنوں نے شہر کے مرکزی تھانہ والا چوک میں چھ گھنٹے تک دھرنا دیئے رکھا اور حکومت کے خلاف نعرہ بازی کرتے رہے ڈنڈا بردار مظاہرین نے چوک کو گھیر کر چاروں مین شاہرا کو بند کر کے ٹریفک بلاک کر دی جس سے لوگوں لوشدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اس موقع پر اہلسنت رہنماؤں پیر علامہ مفتی محب الدین نقشبندی اور علامہ مولانا عبدالستار کا خطاب میں کہنا تھا کہ ملک اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات کے مطابق زندگی گزارنے کے لیے حاصل کیا گیا تھا مگر یہاں نبیؐ کے عاشقوں کو سزادی جاتی ہے جبکہ کفار اور اُن کے حامیوں کو تحفظ و عزت دی جاتی ہے اس موقع پر پولیس کی نفری موجود رہی اور سہ پہر چار بجے مظاہرین نے دھرنا ختم کر دیا۔ جبکہ کسی ناخوشگوار واقعہ کو روکنے کے لیے بعدازاں بھی پولیس علاقہ میں گشت کرتی رہی۔

ڈی چوک دھرنا، جن نکات پر اتفاق ہوا وہ معنی خیز ہیں

شامی

روزنامہ دنیا گوجرانوالہ، ۳۱ مارچ ۲۰۱۶ء

لاہور (دنیا نیوز) ممتاز تجزیہ کار مجیب الرحمٰن شامی نے کہا ہے کہ ڈی چوک دھرنے کا معاملہ خوش اسلوبی سے طے ہونا خوش آئند ہے، تاہم جن نکات پر اتفاق ہوا ہے وہ معنی خیز ہیں۔ دنیا نیوز کے پروگرام نقطہ نظر میں میزبان اجمل جامی سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے مزید کہا کہ دھرنا دینے والوں کی تعداد کم ہو چکی تھی مگر ان میں جوش وخروش موجود تھا، انہیں زبردستی ہٹائے جانے پر نقصان ہو سکتا تھا۔ حکومت مظاہرین پر دباؤ بڑھاتی رہی اور ساتھ ہی مذاکرات کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ رابطہ پر سینئر تجزیہ کار مرتضٰی سولنگی نے بتایا مذاکرات کو کامیاب بنانے میں خواجہ سعد رفیق اور اسحٰق ڈار نے اہم کردار ادا کیا، چودھری نثار کے اعلان کے برعکس چونکہ حکومت نے گھٹنے ٹیک دیئے اس لیے معاہدہ ہو گیا۔ اس پر مجیب ارحمٰن شامی نے کہا کہ حکومت کے پیش نظر تصادم سے بچنا تھا۔ رابطہ پر نمائندہ دنیا نیوز اسلام آباد عامر سعید عباسی نے بتایا کہ ڈی چوک پر موجود پولیس اہلکار واپسی کی تیاری جبکہ علماء مظاہرین کو اپنی کامیابیوں سے آگاہ کرتے رہے۔

علماء اہلسنت پر تشدد اور گرفتاریوں کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

روزنامہ دنیا گوجرانوالہ ۳۰ مارچ ۲۰۱۶ء

گوجرانوالہ، لالہ موسیٰ[1] (نمائندہ خصوصی، نامہ نگار) تنظیمات اہلسنت پاکستان

---

[1] لالہ موسیٰ میں حافظ غلام مرتضٰی بٹ مولانا غلام ربانی، حافظ غلام حسین سیالوی اور دیگر ائمہ مساجد وخطیب حضرات نے اہم کردار ادا کیا۔ (خالد محمود قادری)

کے زیر اہتمام لاہور میں دہشت گردی اور اسلام آباد میں علماء اہلسنت پر تشدد اور گرفتاریوں کے خلاف پریس کلب کے باہر امیر تحریک صراط مستقیم منیر احمد قادری، سنی تحریک کے ضلعی رہنما حافظ محمد طاہر رضا قادری و دیگر کی قیادت میں احتجاجی مظاہرہ کیا، اس موقع پر علامہ یاسین نعیمی، آصف مغل، طارق قادری، ڈاکٹر عبدالرشید، حکیم محمد اسد، علامہ محمد عمران رضا بھی موجود تھے۔ اس موقع پر مقررین نے کہا کہ سانحہ لاہور کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے نہتے اور معصوم شہریوں کی جانوں سے کھیلنے والے انسان کہلوانے کے بھی لائق نہیں دہشت گردوں کا کوئی مذہب نہیں۔ مقررین نے دہشت گردی کرنے والوں کو کڑی سزا دینے کا مطالبہ کیا اور کہا کہ اسلام آباد میں علماء اہلسنت رہنماؤں اور کارکنوں پر تشدد اور گرفتاریوں کی مذمت کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں لالہ موسیٰ میں بھی اسلام آباد میں جاری دھرنا کے شرکا کا کھانا اور پانی بند کردینے کی مذمت کی گئی۔

جی ٹی روڈ احتجاج دھرنا ٹریفک کئی گھنٹے بلاک

روزنامہ دنیا گوجرانوالہ ۳۰ مارچ ۲۰۱۶ء

گوجرانوالہ (کرائم رپورٹر) مذہبی تنظیموں کے کارکنوں نے کئی گھنٹے جی ٹی روڈ بلاک کرکے احتجاج کیا اور دھرنا بھی دیا، رات گئے مذاکرات کے بعد مظاہرین منتشر ہو گئے۔ بتایا گیا ہے کہ گوجرانوالہ کی مذہبی تنظیموں کے سینکڑوں کارکن رات نو بجے سنی تحریک کے سٹی صدر طاہر رضا قادری کی قیادت میں شیرانوالہ باغ پر اکٹھے ہوئے جس کے بعد انہوں نے پیدل مارچ کرتے ہوئے چندا قلعہ کی طرف رخ کیا جہاں پہنچ کر مظاہرین نے گوجرانوالہ کے داخلی و خارجی راستوں کو چاروں طرف سے بند کرکے کئی گھنٹے سڑک کو بلاک رکھا جس دوران گاڑیوں کی لمبی قطاریں لگ گئی تھیں۔

سیکورٹی پلان نہ تھا مذہبی جماعتوں کے اختلافات بھی سامنے آ گئے

روز نامہ دنیا گوجرانوالہ ۳۰ مارچ ۲۰۱۶ء

اسلام آباد + لاہور (عزیز علوم + افتخار عالم + دی نیشن رپورٹ) اسلام آباد میں فیض آباد سے ہائی وے، فیصل ایونیو کے راستے سے بلیوایریا میں سنی تحریک سمیت دینی جماعتوں کے قادین اور کارکنوں کے داخل ہونے اور ڈی چوک میں دھرنا دینے کا معاملہ وفاقی دارالحکومت کی سیکورٹی کے لیے کئی سوالیہ نشان چھوڑ گیا ۲۷ مارچ کو لیاقت باغ میں ممتاز قادری کے چہلم کے اجتماع سے قبل راولپنڈی اور اسلام آباد کی پولیس اور ضلعی انتظامیہ کے درمیان سرے سے کوئی بات چیت نہ ہونا مسئلے کی جڑ بن گیا جس کی وجہ سے اسلام آباد کی انتظامیہ اور پولیس نے نہ صرف معاملے کو محض عام سی بات سمجھ لیا اور روٹین کے تحت ڈی چوک میں خالی کنٹینرز کھڑے کر کے سمجھ لیا سب اچھا ہے وفاقی پولیس اور انتظامیہ کو ایک رپورٹ میں اطلاع دی گئی تھی کہ مفتی حنیف اور علامہ ریاض حسین شاہ چہلم کی تقریب کو پرامن رکھنے کے لیے کوشاں ہیں[1] جبکہ علامہ ثروت قادری ڈی چوک اور پیمبرا ہیڈ کوارٹرز تک جانے پر مصر ہیں لیکن ان اطلاعات کے باوجود ڈی چوک کی سکیورٹی کے لیے

---

[1] علامہ سید حسین الدین شاہ، علامہ حنیف قریشی اور سید ریاض حسین شاہ اسی طرح عید گاہ اور گولڑہ شریف والے چونکہ حکومتی ایماء پر خاموش تھے لہٰذا دھرنا کو مقامی حمایت نہ مل سکی۔ (خالد محمود قادری)

وفاقی پولیس اور انتظامیہ کی راولپنڈی کی پولیس اور انتظامیہ کے درمیان مشترکہ حکمت عملی کے لیے نہ تو کوئی میٹنگ ہوئی نہ ہی جامع تیاریوں کے لیے دردسری کی گئی۔

اسلام آباد دھرنے کے باعث تاجروں کو ۱۰ارب نقصان کا سامنا

روزنامہ دنیا گوجرانوالہ، ۳۱ مارچ ۲۰۱۶ء

کراچی (مانیٹرنگ ڈیسک) اسلام آباد میں احتجاجی دھرنے کے باعث تاجروں اور صنعتکاروں کو چارروز میں ۱۰ارب روپے کا نقصان ہوا۔ دکانداروں کا کہنا ہے کہ آئے روز کے احتجاج، دھرنوں اور جلسے جلوسوں سے ان کا نقصان ہورہا ہے۔

شہرِ اقتدار میں خوف کی فضا۔ مارکیٹیں کھل گئیں

اسلام آباد (مانیٹرنگ ڈیسک) اسلام آباد کے ڈی چوک میں دھرنا چوتھے روز حکومت کے ساتھ کامیاب مذاکرات کے بعد اختتام پذیر ہو گیا، لیکن جہاں چار روزہ دھرنے سے شہرِ اقتدار کا نظام مفلوج ہو کر رہ گیا وہاں سرکاری املاک کو شدید قسم کا نقصان پہنچایا گیا جبکہ موبائل سروس مکمل طور پر بند کر دی گئیں۔ دھرنے کی وجہ سے ۴ دنوں میں ڈی چوک پارلیمنٹ ہاؤس سمیت دیگر سرکاری دفاتر جن میں ایف بی آر سپریم کورٹ، پی ایم سیکرٹریٹ، کینٹ بلاک، نجکاری کمیشن و دیگر دفاتر کے ملازین کی حاضری کافی کم رہی، سرکاری وغیر سرکاری ملازمین کو دھرنوں کے دنوں میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا چار روزہ دھرنے میں معمولات زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی جبکہ اس دوران مارکیٹیں بھی بند رہیں۔ دھرنے کے دوران غیر یقینی صورتحال کے پیش نظر عوام کی آنکھوں میں ایک ڈر اور خوف کی لہر

دوڑتی رہی، شہر اقتدار کی فضا کو دیکھ کر کچھ افراد کا کہنا تھا کہ کچھ ہونے والا ہے شہر اقتدار میں بسنے والے والدین نے اس دوران اپنے بچوں کو باہر نکلنے سے بھی روک دیا لیکن مذاکرات میں کامیابی کے بعد رونقیں رات میں ہی بحال ہونا شروع ہو گئیں ہیں۔ سڑکوں پر ٹریفک رواں دواں اور شہریوں کے چہرے پر مسکراہٹیں بکھرنا شروع ہو گئیں۔ مارکیٹیں کھل گئیں اور چار روز سے گھروں میں موجود لوگوں نے خریداری کے لیے مارکیٹوں کا رخ کرلیا ہے۔

اسلام آباد میں مذاکرات کامیاب
ڈی چوک میں دھرنا ختم

روزنامہ پاکستان لاہور ۳۱ مارچ ۲۰۱۶ء

اسلام آباد (مانیٹرنگ ڈیسک) اسلام آباد ڈی چوک میں جاری دھرنے کے مظاہرین اور حکومت کے درمیان مذاکرات کامیاب ہو گئے اور ۷ نکات پر مشتمل معاہدے پر اتفاق کرلیا گیا ہے جس کے بعد قائدین نے دھرنہ ختم کر دیا۔ اسلام آباد، راولپنڈی کی انتظامیہ اور دھرنا قائدین کے درمیان مذارات کے کئی ادوار ہوئے آخری مذاکرات خواجہ سعد رفیق کے گھر ہوئے جو کامیاب رہے۔ تفصیلات کے مطابق وزیر داخلہ چودھری نثار سے دھرنے کے قائدین ثروت اعجاز قادری، پیر افضل قادری اور اویس نورانی نے ملاقات کی جس میں دونوں فریقین کے درمیان ۷ نکات پر مشتمل معاہدے پر اتفاق کرلیا گیا جس کے بعد مظاہرین ڈی چوک سے منتشر ہو گئے، مذاکرات کی کامیابی کے بعد حکومت نے اسلام آباد اور راولپنڈی میں موبائل فون سروس بحال کر دی۔ ذرائع کہنا ہے کہ مذاکرت کا آخری مرحلہ وفاقی وزیر ریلوے خواجہ سعد رفیق کے گھر

پر ہوا۔ دھرنا مظاہرین اور حکومت کے درمیان مذاکرات کی کامیابی میں شاہ اویس نورانی اور رفیق پردیسی نے اہم کردار ادا کیا۔ حکومت اور مظاہرین کے درمیان ان سات نکات پر اتفاق کیا گیا ہے کہ ۲۹۵ سی میں کوئی ترمیم نہیں ہوگی، دھرنے کے دوران گرفتار افراد و رہا کیا جائے گا۔ علماء کرام پر مقدمات کی واپسی کا جائزہ لیا جائے گا، توہین رسالتؐ کے مقدمے میں کسی شخص کے ساتھ رعایت نہیں کی جائے گی، فورتھ شیڈول میں نظر ثانی کے ذریعے بے گناہ افراد کو نکالا جائے گا۔

گوجرانوالہ، تنظیمات اہلسنت کا پریس کلب کے باہر احتجاجی مظاہرہ

روزنامہ پاکستان لاہور ۳۱ مارچ ۲۰۱۶ء

گوجرانوالہ (بیورو رپورٹ) تنظیمات اہلسنت پاکستان کے زیر اہتمام لاہور میں دہشت گردی اور اسلام آباد میں علماء اہلسنت پر تشدد اور گرفتاریوں کے خلاف پریس کلب کے باہر امیر تحریک صراط مستقیم منیر احمد قادری، سنی تحریک کے ضلعی راہنما حافظ محمد طاہر رضا قادری و دیگر کی قیادت میں احتجاجی مظاہرہ کیا۔ اس موقع پر علامہ یاسین نعیمی، آصف مغل، طارق قادری ڈاکٹر عبدالرشید، حکیم محمد اسد، علامہ محمد عمران رضا بھی موجود تھے، مظاہرین۔ اس موقع پر مقررین نے کہا کہ سانحہ لاہور کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے نہتے اور معصوم شہریوں کی جانوں سے کھیلنے والے انسان کہلوانے کے بھی لائق نہیں دہشت گردوں کا کوئی مذہب نہیں۔ مقررین نے دہشت گردی کرنے والوں کو کڑی سزا دینے کا مطالبہ کیا اور اسلام آباد میں علماء اہلسنت رہنماؤں اور کارکنوں پر تشدد اور گرفتاریوں کی مذمت کرتے ہیں۔ مقررین نے مطالبہ کیا ہے کہ گرفتار ہونے والوں کو فی الفور رہا کیا جائے۔

دھرنا مظاہرین کے قائدین سے مذاکرات کامیاب ہونے کے بعد اسلام آباد میں تین روز سے معطل موبائل سروس بحال کر دی گئی۔ مذاکرات کی کامیابی میں وفاقی وزیر ریلوے خواجہ سعد رفیق، وزیر مملکت برائے مذہبی امور پیر امین الحسنات، وزیر خزانہ اسحاق ڈار نے اہم کردار ادا کیا، سینیٹر اسحاق ڈار نے دھرنا ختم کرنے کی صورت میں بعض مطالبات پر عمل کی یقین دہانی کرائی۔ ذرائع کے مطابق وزیر اعظم نواز شریف ی زیر صدارت ہونے والے اجلاس میں سعد رفیق نے مذاکرات کی ذمہ داری لی تھی اور کہا تھا کہ انہیں یہ ذمہ داری دی جائے تو وہ معاملے کو پر امن طریقے سے حل کروالیں گے جس کے بعد سعد رفیق کی رہائشگاہ پر مذاکرات ہوئے۔ ذرائع کے مطابق مذاکرات کے آخری مرحلے میں وفاقی وزیر خزانہ سینیٹر اسحاق ڈار و بلایا گیا جنہوں نے مذہبی تنظیموں کے قائدین کو یقین دہانیاں کرائیں جس کے بعد دھرنا ختم کر دیا گیا۔ ذرائع کے مطابق بعض مطالبات نا قابل تسلیم تھے جنہوں حکومت نے یکسر مسترد کر دیا۔ ذرائع کا دعویٰ ہے کہ مظاہرین آنے فیس سیونگ مانگی تھی اور حکومت بھی خون خرابہ نہیں چاہتی تھی اس لیے معاملے کو پر امن طریقے سے حل کر لیا گیا۔ وفاقی حکومت اور علمائے اہلسنت کے درمیان ۷ نکاتی معاہدہ ہوا ہے۔ جس میں اس بات پر اتفاق رائے کیا گیا ہے وفاقی حکومت ۲۹۵ سی میں ترمیم نہیں کرگی۔ دھرنے یں گرفتار کارکنوں کو رہا کر دیا جائے گا۔ توہین رسالت کے مقدمہ میں سزایافتہ افراد کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کی جائیں گی۔ فورتھ شیڈول پر نظر ثانی کی جائے گی اور اس میں سے بے گناہ علماء کرام ے نام نکالے جائیں گے۔ علماء کرام کے خلاف مقدمات واپس لئے جئیں گے۔

گجرات: علماء کرام کی پکڑ دھکڑ جاری، ۷۰ امظہرین کے خلاف مقدمہ درج

روزنامہ پاکستان لاہور ۳۱ مارچ ۲۰۱۶ء

گجرات (بیورو رپورٹ) اسلام آباد میں ممتاز قادری کی رسم چہلم کے موقع پر دیئے گئے دھرنے کے سلسلہ میں گجرات میں بھی علماء اکرام اور کارکنوں کی پکڑ دھکڑ کا عمل جاری رہا ہے۔ گجرات شہر کے مختلف علاقوں سے علامہ محمد عظیم قادری، محمد سعید سعیدی، ارشد نقشبندی، پیر نذیر سمیت دیگر متعدد علماء اکرام اور کارکنوں کو گرفتار کر کے تھانہ میں بند کر دیا گیا لالہ موسیٰ میں بھی مشتعل مظاہرین نے جی ٹی روڈ پر کئی گھنٹے احتجاج کیا جی ٹی روڈ بند ہونے سے لاہور اور راولپنڈی کے درمیان رابطہ منقطع ہو کر رہ گیا صوتحال کی سنگینی ے پیش نظر رائے ضمیر الحق ڈی پی او گجرات بھی موقع پر پہنچ گئے اور مظاہرین سے مذاکرات کیے لالہ موسیٰ میں مظاہرین کی طرف سے شاہراہ عام بند کرنے اور حکومت کے خلاف نعرے بازی کرنے پر دو درجن کے قریب افراد کو حراست میں لے لیا گیا جبکہ ۲۲ نامزد افراد سمیت ۱۷۰ مظاہرین کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا ہے دوسری طرف علماء اکرام کا موقف ہے کہ ہم پر امن لوگ ہیں کسی کو نقصان پہنچایا نہ کسی کی املاک تباہ کی پھر بھی بے وجہ گرفتاریاں سمجھ سے بالاتر ہیں ممتاز حسین قادری شہید کے عدالتی قتل پر احتجاج کرنا ہر صاحب ایمان کے ایمان کی دلیل ہے حکومت وقت کو اس عدالتی قتل کی ذمہ داری سے مبرا نہیں کیا جا سکتا سنگین جرائم میں بند جیلوں میں پھانسی کے منتظر قیدیوں کو تو پھانسی نہیں دی گئی مگر ممتاز قادری کو پھانسی دے کر بیرونی طاقتوں کو خوش کیا گیا علماء اکرام نے مطالبہ کیا کہ فوری طور پر تمام کارکنوں اور علماء اکرام کو رہا کیا جائے۔

اُمید ہے حکومت معاہدے کی پاسداری کرے گی

ثروت اعجاز قادری

روزنامہ ایکسپریس گوجرانوالہ ۳۱ مارچ ۲۰۱۶ء

اسلام آباد (سپیشل رپورٹر، نیوز ایجنسیاں) سربراہ سنی تحریک ثروت اعجاز قادری نے کہا ہے کہ حکومت کی جانب سے 295C میں کوئی ترمیم نہ کرنے کا اعلان خوش آئندہ ہے، اُمید ہے حکومت معاہدے کی مکمل پاسداری کرے گی، بھوک پیاس اور دیگر تکالیف کے باوجود کارکنان کی ثابت قدمی کو سلام پیش کرتے ہیں۔ ڈی چوک میں دھرنے کے شرکاء سے الوداعی خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ راولپنڈی اور اسلام آباد سے اہلسنت کے ۱۰ ہزار سے زائد کارکنان کو مختلف اضلاع کی جیلوں اور تھانوں میں رکھا گیا ہے، حکومت انہیں فوری رہا کرے۔ ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لیے پرامن جدوجہد جاری رہے گی۔ ثروت اعجاز قادری نے کہا کہ ۷ اپریل کو کراچی سے اسلام آباد کی جانب لانگ مارچ سے متعلق ہم خیال جماعتوں سے مشاورت کریں گے، توڑ پھوڑ جلاؤ گھیراؤ سے اہلسنت کا کوئی تعلق نہیں۔ را کے ایجنٹ سے توجہ ہٹانے کے لیے توڑ پھوڑ کرائی گئی اور اس کا الزام ہمارے پرامن مظاہرین پر لگایا گیا، ہماری بات بروقت سنی جاتی تو یہ نوبت نہ آتی۔

سینکڑوں مظاہرین اڈیالہ، ۳۰۰ اٹک جیل منتقل

روزنامہ ایکسپریس گوجرانوالہ ۳۱ مارچ ۲۰۱۶ء

اسلام آباد نیوز ایجنسیاں) اسلام آباد پولیس نے گزشتہ روز بھی دھرنے میں شرکت کے لیے آنے والے سینکڑوں مظاہرین کو گرفتار کر کے اڈیالہ جیل منتقل کر دیا جبکہ جگہ کم پڑنے کے باعث ۳۰۰ سے زائد مظاہرین کو اٹک جیل منتقل کیا گیا۔

مظاہرین کو بظاہر پر امن نہیں کہا جا سکتا، اسلام آباد ہائیکورٹ

روزنامہ ایکسپریس گوجرانوالہ ۳۱ مارچ ۲۰۱۶ء

اسلام آباد (جنرل رپورٹر) اسلام آباد ہائیکورٹ نے دھرنے کے شرکاء کو اشیائے خوردنوش کی فراہمی اور واپس جانے والے مظاہرین کو گرفتار کرنے کے خلاف درخواست پر وزارت داخلہ اور آئی جی اسلام آباد کو نوٹس جاری کرتے ہوئے سماعت یکم اپریل تک ملتوی کردی۔ رضوان غفور بھٹی کی جانب سے دائر درخواست کی سماعت گزشتہ روز عدالت عالیہ کے جسٹس محسن اختر کیانی نے کی۔ درخواست گزار نے بتایا مظاہرین کو پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر یرغمال بنایا گیا، انہیں خوراک، پانی اور صحت کی سہولتوں سے محروم کیا گیا۔ اس پر جسٹس محسن اختر کیانی نے ریمارکس دیئے کہ بادی النظر میں اس وقت مظاہرین کو پرامن قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بعدازاں انہوں نے سماعت یکم اپریل تک ملتوی کر دی۔

مذہبی تنظیموں کے مختلف شہروں میں دھرنے معاہدے پر منتشر ہو گئے

روزنامہ ایکسپریس لاہور ۳۱ مارچ ۲۰۱۶ء

گوجرانوالہ، سیالکوٹ، نوشہرہ ورکاں (کرائم رپورٹر، نمائندگان ایکسپریس)

---

[1] حافظ غلام حیدر خادمی، مولانا خاور حسین نقشبندی اور علامہ خورشید الازہری خطیب ڈونگے باغ نے تحریک ناموس رسالت کو منظم کیا۔ (خالد محمود قادری)

مذہبی تنظیموں کے زیر اہتمام گوجرانوالہ، سیالکوٹ، حافظ آباد، نوشہرہ ورکاں، چونڈہ سمیت مختلف شہروں میں اسلام آباد کے مظاہرین سے اظہار یکجہتی کے لیے ریلیاں نکالی گئیں اور دھرنے دیئے گئے، گوجرانوالہ میں شیرانوالہ باغ کے پاس مذہبی جماعتوں نے پرامن احتجاج کیا تاہم اسلام آباد دھرنا ختم ہونے کے بعد مظاہرین واپس لوٹ گئے۔ چونڈہ میں ریلی نکالی گئی، حافظ آباد میں سینکڑوں کارکنوں نے فوارہ چوک میں احتجاجی درنا دیا۔ نوشہرہ ورکاں کے تھانیوالہ چوک میں کئی گھنٹے طویل دھرنا دیا گیا تاہم بعدازاں مظاہرین منتشر ہو گئے۔

معاہدے کو دیکھ کر لگتا ہے حکومت نے محفوظ راستہ ڈھونڈا

روزنامہ دنیا یکم اپریل ۲۰۱۶ء

کراچی (ٹی وی رپورٹ) میزبان شاہزیب خانزادہ نے جیو کے ''آج شاہزیب خانزادہ کے ساتھ'' کے خصوصی پروگرام میں تجزیہ پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ معاہدے کو دیکھ کر لگتا ہے کہ حکومت نے اپنا محفوظ راستہ ڈھونڈا ہے۔ وزیراعظم نواز شریف اور وزیر داخلہ چوہدری نثار کے دعوے درست ثابت نہیں ہوئے، معاملہ تو پرامن طور پر حل ہو گیا مگر ریاست مضبوط نظر نہیں آئی۔ انہوں نے کہا کہ اسلام آباد میں حکومت اور مظاہرین کے درمیان مذاکرات کامیاب ہو گئے جس میں سات نکات پر اتفاق ہوا ہے، مذاکرات کی کامیابی پر مظاہرین کی طرف سے خوشیاں منائی جا رہی ہیں، اب یہ بحث ہو رہی ہے کہ کیا حکومتیں کسی بھی ہجوم کے آگے اس طرح سے گھٹنے ٹیک سکتی ہے یا نہیں، کیا حکومت نے وہی کیا جس کا وزیراعظم نواز شریف نے پرسوں اپنی تقریر میں دعویٰ کیا تھا، کیا حکومت نے وہی

کیا جس کا وزیر دالہ چوہدری نثار نے کل اپنی تقریر میں اعادہ کیا تھا، کیا حکومت کو یہی کرنا چاہئے تھا جو حکومت نے کیا، ایک ہجوم آیا اس نے شیشے توڑے، جلاؤ گھیراؤ کیا، فتوے جاری کیے اداروں کے خلاف، چیف جسٹس، وزیر داخلہ، وزیر اعظم اور آرمی چیف کے خلاف ایسی اشتعال انگیز تقاریر کیں جو خطرناک ثابت ہوسکتی ہیں [1] شاہزیب خانزادہ نے کہا کہ ریاست کی رٹ نظر آنی چاہیے لیکن پچھلے تین دنوں میں ریاست کی رٹ نظر نہیں آئی اور بدھ کے مذاکرات سے بھی ثابت ہوگیا کہ ریاست کی رٹ نہیں تھی، اب ایک ایسی روایت قائم ہوگئی ہے کہ اگر کسی کو بھی اعتراض ہے، کوئی بھی اگر اپنا مطالبہ منوانا چاہتا ہے تو چند سو افراد کو جمع کر کے اسلام آباد میں جا کر بیٹھ جائے، شیشے توڑے جلاؤ گھیراؤ کرے، دھمکیاں دے، ریاست کے دارالحکومت میں بیٹھ کر آرمی چیف، وزیر اعظم، وزیر داخلہ اور دوسرے وزراء کو دھمکیاں دے اور اس کے بعد اپنے مطالبات بھی منوائے اور جشن منائے، مظاہرین کی قیادت نے ان کے جذبات کو اس قدر بھڑکا دیا ہے کہ وہ اپنی قیادت کی طرف سے پاکستانی اداروں کا شکریہ ادا کرنے تک کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ شاہزیب خانزادہ کا کہنا تھا کہ ن لیگ کے دور اقتدار میں دوسری مرتبہ اسلام آباد میں حکومت نے گھٹنے ٹیکے، عوام نے دوسری دفعہ دیکھا کہ جس آئینی ذمہ داری کی نواز شریف بات کر رہے تھے وہ ان کی طرف سے پوری نہیں کی گئی، وزیر اعظم اور وزراء واضح کریں کہ وزیر اعظم کی آئین کی پاسداری اور حکمرانی کے حوالے سے سوچ کیا ہے کیونکہ وزیر اعظم کی طرف سے ۴۸ گھنٹے میں تین مختلف باتیں نظر آئی ہیں، وزیر داخلہ بھی اپنی پوزیشن بتائیں، چوہدری نثار کی طرف

---

[1] مذکورہ عبارت میں مولانا خادم حسین رضوی، مولانا اشرف آصف جلالی اور پیر محمد افضل قادری کی تقاریر کے متعلق اشارہ ہے۔

سے کل کہا گیا تھا کہ حکومت نہ تو مذاکرات کر رہی ہے اور نہ مذاکرات کرے گی، کل صبح تک دھرنا ختم کیا جائے ورنہ آپریشن ہوگا، سیاسی سطح پر بات ہو رہی ہے اور نہ ہوگی لیکن اسحاق ڈار اور خواجہ سعد رفیق یقینی طور پر سیاسی شخصیات ہیں اور یہ بات انتظامی سطح پر نہیں سیاسی سطح پر ہی ہوئی ہے۔ شاہزیب خانزادہ نے کہا کہ معاہدے کو دیکھ کر لگتا ہے کہ حکومت نے اپنا محفوظ راستہ ڈھونڈا ہے، معاملہ تو پرامن طور پر حل ہو گیا ہے مگر ریاست مضبوط نظر نہیں آئی، وزیراعظم نواز شریف اور چوہدری نثار کے دعوے درست ثابت نہیں ہوئے ہیں، وزیراعظم اور چوہدری نثار کی طرف سے پی ٹی آئی کے دھرنے کے بعد بھی کہا گیا تھا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی بھی منہ اٹھا کر اسلام آباد میں آجائے اور احتجاج و توڑ پھوڑ کرے، اس وقت ایسا ہوا اور اب دوبارہ ایسا ہوا ہے، اگر ایک دفعہ یہ مثال بن گئی کہ کوئی بھی اسلام آباد آئے، جلاؤ گھیرو کرے اور ریاست اس کے بعد گھٹنے ٹیک دے تو آئندہ بھی ایسا ہونے کی توقع کی جاسکتی ہے۔ شاہزیب خانزادہ نے کہا کہ اس ملک میں معاملہ یہ ہے کہ ایک طرف متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین کی تقاریر پر اس الزام کے تحت پابندی ہے کہ وہ اداروں کیخلاف تقاریر کرتے ہیں، متحدہ قومی موومنٹ نے رینجرز کے خلاف احتجاجی ریلی نکالی جس میں کچھ تقاریر ہوئی، اس کے بعد ایم کیو ایم کے ہزاروں کارکنوں کے خلاف مقدمات قائم کیے گئے، آج تک کچھ ایسے رہنما بھی جو اس وقت پاکستان میں نہیں تھے اپنی ضمانتیں کراتے نظر آتے ہیں، دوسری طرف اسلام آباد میں ہونے والا یہ احتجاج ہے جس میں ہر قسم کی تقاریر ہوئی ہیں۔ پاکستان کے وزیراعظم، آرمی چیف، وزیر داخلہ کے خلاف نفرت انگیز تقاریر ہوئیں، لیکن یہاں پر ریاست نے مذاکرات بھی کیے اور گھٹنے ٹیک کر مذاکرات کیے۔ شاہزیب خانزادہ نے کہا کہ ریاست ایک جگہ تو اپنی رٹ آئین اور قانون کے ڈنڈے کے

تحت بحال کرتی ہے، الطاف حسین کی طرف سے ایسی تقریر ہوگئی جو انہیں نہیں کرنی چاہئے تھی تو ریاست ایسے ایکشن میں نظر آئی کہ سینکڑوں ایف آئی آرز درج ہوگئیں، ایک ریاستی ادارے کے خلاف ریلی نکالی گئی تو ریاست نے ہزاروں ایف آئی ارز متحدہ قومی موومنٹ کے کارکنوں کے خلاف درج کرادیں مگر آج اسلام آباد میں ریاست نے گھٹنے ٹیک دیئے، یہ ایسے موقع ہوتے ہیں جب لوگوں کو یہ کہنے کا موقع ملتا ہے کہ ریاست Choose Bick کرتی ہے، ریاست سیاسی انتقام کا نشانہ بناتی ہے، ریاست کا رویہ ہمارے ساتھ کچھ اور ہے، پہلے بھی جب عمران خان نے دھرنا دیا تھا اس کے بعد بھی ایم کیو ایم کے رہنماؤں نے کہا تھا کہ اگر ہم ایسا کرتے تو ہمارے ساتھ کیا ہوتا، یہاں ایم کیو ایم کے رہنماؤں کے خلاف تو مقدمات قائم ہیں، ایم کیو ایم کے قائد کی تقاریر پر پابندی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ پچھلے تین دنوں میں ریاست، ریاستی اداروں، آرمی چیف اور وزیراعظم کے خلاف تقاریر تقاریر ہوئی ہیں اس کے خلاف کیا ہوگا۔ نمائندہ جیو نیوز اعزاز سید نے پروگرام میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ چوہدری نثار مظاہرین سے مذاکرات کے لیے تیار نہیں تھا، حکومت اور مظاہرین کے درمیان معاہدہ کروانے میں خواجہ سعد رفیق نے اہم کردار ادا کیا، خواجہ سعد رفیق نے وزیراعظم کو بھی مذاکرات پر قائل کیا، خواجہ سعد رفیق رات گئے مظاہرین کی قیادت سے مذاکرات کرتے رہے، جب مظاہرین کی قیادت کی طرف سے ان کے خلاف مقدمات ختم کرنے اور گرفتار افراد کی رہائی کا مطالبہ رکھا جاتا تو مذاکرات ناکام ہو جاتے تھے کیونکہ یہ معاملہ چوہدری نثار کے پاس تھا، بدھ کو وزیراعظم کے حکم پر ہی حکومت نے لچک کا مظاہرہ کیا ہے۔ سینئر تجزیہ کار طلعت حسین نے کہا کہ حکومت اور مظاہرین کے درمیان جن مطالبات پر معاہدہ ہوا یہ احتجاج کی بنیاد نہیں تھے، مظاہرین میں بھی مطالبات کے

حوالے سے بہت ابہام تھا، چوہدری نثار کو ایسی بات نہیں کرنی چاہئے جس پر حکومت کی مزید سبکی ہو، چوہدری نثار کہتے ہیں کہ کسی قسم کے مذاکرات نہیں ہوئے، اگر مذاکرات کی میز پر حکومت اتنی ہی مضبوط تھی تو ۷۲ گھنٹے کیوں لگائے اور انکوائریاں کیوں کروا رہے ہیں، ممتاز قادری کے جنازے کے بعد واضح ہو گیا تھا کہ ان کے چالیسویں پر ان کے حمائتی کیا کام کرنا چاہتے ہیں، اگر حکومت انتظامی طور پر تیار نہیں تو چاندنی چوک اور فیض آباد پر کنٹینرز کیسے لگ گئے اور پولیس کیسے وہاں آ گئی۔ طلعت حسین کا کہنا تھا کہ چوہدری نثار تو سکندر کے واقعہ کے بعد سے یہی کہہ رہے ہیں کہ اسلام آباد میں ایسا نہیں ہونے دیا جائے گا، چوہدری نثار انکوائری کی بات کر کے تسلیم کر رہے ہیں کہ مرکز اور پنجاب دونوں نے انتہائی نکمے پن کا مظاہرہ کیا ہے، حکومت کے پاس کوئی لائحہ عمل نظر نہیں آ رہا تھا، جس میٹنگ میں اسحاق ڈار بیٹھتے ہیں وہ انتہائی حکومتی اور سیاسی ہوتی ہے، خواجہ سعد رفیق بھی سیاسی نمائندے ہیں۔

دھرنا کسی ابتری یا خون خرابے کے بغیر انجام کو پہنچ گیا

روزنامہ دنیا یکم اپریل ۲۰۱۶ء

اسلام آباد (محمد صالح ظافر، خصوصی تجزیہ نگار) مقام شکر ہے کہ مذہبی مظاہرین کا دھرنا ایک ہفتے سے بھی کم دنوں میں کسی ابتری یا خون خرابے کے بغیر پرامن طور پر انجام کو پہنچ گیا جنہوں نے وفاقی دارالحکومت کے اعصابی مرکز ریڈ زون کو یرغمال بنا رکھا تھا موجودہ حکومت کے تین سال قبل صریر آرائے اقتدار آنے کے بعد دو سال سے بھی کم مدت میں یہ دوسرا دھرنا تھا جس نے اسلام آباد کے حد درجہ حساس علاقے کو یرغمال بنا لیا تھا۔ قبل ازیں تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان اور پاکستان عوامی تحریک کے مولانا طاہر القادری نے پورے ملک سے اپنے حامیوں کو یکجا کر کے کم و بیش ساڑھے چار مہینے تک نہ صرف اسلام

آباد کو محصور کر کے رکھ دیا تھا بلکہ پوری دنیا میں پاکستان کی جگ ہنسائی کرائی تھی پہلا دھرنا سیاسی قوتوں نے اور دوسرا مذہبی عناصر نے دیا دونوں دھرنوں میں بظاہر جن مطالبات کو اساس بنا کر اودھم مچایا گیا وہ کسی طور پر بھی پورے نہیں ہوئے یہ اندازہ لگانا دشوار نہیں کہ ایسی سرگرمیاں اپنے بادی النظر کے مقاصد تو رکھتی ہیں جن میں بہت دلکش نعرے اور گفتگو کو اساس بنایا جاتا ہے تاہم ان کی پشت پر کارفرما اداروں سے عامۃ الناس کو آگہی نہیں ہوتی۔ حکومت بھی خفیہ اور کبھی اعلانیہ مظاہرین سے سلسلہ گفتگو جاری رکھتی ہے جبکہ اصل مذاکرات کہیں اور برپا ہو رہے ہوتے ہیں جن میں حکومت تو موجود ہوتی ہے لیکن مظاہرین یا ان کی قیادت زیادہ آگاہ نہیں ہوتی۔ جونہی پس چلمن معاملات طے پاتے ہیں پردہ سیمیں پر جاری امور بھی حسن وخوبی کے ساتھ نمٹا دیئے جاتے ہیں۔ وفاقی انتظامیہ کو حکومت کے مخالفین آڑے ہاتھوں لے رہے ہیں کہ وہ ہر مرتبہ چند سو یا چند ہزار افراد کو پیش قدمی کی اجازت دیتی ہے وہ بڑھتے بڑھتے ریڈزون پر قابض ہو جاتے ہیں یہ دوسرا موقع ہے کہ دھرنائی ڈی چوک میں حلقہ بند ہو کر بیٹھ گئے ماڈل ٹاؤن لاہور کا سانحہ جس میں ''مدعیوں'' نے اپنے ہر مخالف اور محترم شخصیت کا نام بطور ملزم درج کرا دیا تھا جس نے حکومت کو پریشان کن حد تک زچ کیا۔

دھرنا قائدین کو مذاکرات کے لیے خود آنا پڑا

روزنامہ دنیا یکم اپریل ۲۰۱۶ء

اسلام آباد (ارشد وحید چوہدری) دھرنا مظاہرین کی قیادت نے ڈی چوک خالی کرنے کے لیے باعزت واپسی کا راستہ مانگا۔ ثالثی کے ذریعے حکوت کو ۱۰ نکات پیش کیے جبکہ صرف ایک حکومتی نمائندے کو ساتھ ڈی چوک بھیجنے کی درخواست بھی کرتے رہے۔ جنگ رجیو نیوز کو اعلیٰ سطح کے حکومتی ذرائع سے حاصل کردہ مذاکرات کی اندرونی کہانی سامنے

آ گئی ہے جس کے مطابق دھرنا مظاہرین کے ساتھ ایسا ہی ہوا کہ وہ کمبل کو چھوڑنا چاہتے تھے لیکن کمبل انہیں نہیں چھوڑ رہا تھا۔ ذرائع نے بتایا کہ دھرنا مظاہرین حکومت کی طرف سے آپریشن شروع کرنے کے اعلان کے بعد باعزت واپسی کا راستہ طلب کرتے رہے۔ مظاہرین کی قیادت نے دس نکات ثالثی کرانے والوں کے ذریعے حکومت کو پہنچائے اور ان کی درخواست تھی کہ مظاہرین کو واپسی کے لیے باعزت راستہ دیا جائے۔ ثالثی کرانے والے حکومتی ٹیم سے بار بار کسی نمائندے کو ڈی چوک بھیجنے کے لیے اصرار کرتے رہے لیکن حکومت نے انکار کر دیا جس کے بعد انہوں نے ملاقات کی درخواست کی جس پر حکومت کی طرف سے پیغام دیا گیا کہ ان کے پاس کوئی حکومتی نمائندہ نہیں جائے گا چنانچہ انہیں خود آنا پڑا۔

دھرنے کا پرامن اختتام!

روزنامہ جنگ یکم اپریل ۲۰۱۶ء

وفاقی دارالحکومت کے قلب میں ڈی چوک پر سنی تحریک کا دھرنا چار روز جاری رہنے کے بعد بالآخر مذاکرات کی کامیابی کے نتیجے میں بدھ کی رات پرامن طور پر ختم ہو گیا جس کے بعد اگرچہ ئی حوالوں سے ظاہر کئے گئے تشویش کے بعد پہلو بظاہر معدوم ہو چکے ہیں تاہم من حیث القوم ہمیں اس بات پر ضرور سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے کہ وطن عزیز میں احتجاج یا مطالبات کے نام پر کئے جانے والے مظاہرے اور دھرنے ایسے اعصاب شکن کیوں بن جاتے ہیں جن سے قوم کی روز مرہ زندگی تتر بتر ہو کر رہ جاتی ہے۔ بڑے مظاہروں کے اثرات بہرحال بڑے ہوتے ہیں مگر چھوٹے مظاہروں کے حوالے سے بھی یہ بات عام طور پر محسوس کی جاتی ہے کہ مظاہرین کسی بھی سڑک کو بند کر کے عام لوگوں کی آمدورفت ہی نہیں شہر کی کاروباری زندگی کو بھی مفلوج کر دیتے ہیں۔ کراچی جیسے تجارتی شہر

میں آئے روز چھوٹی بڑی تنظیموں کی طرف سے مختلف عنوانات سے مظاہرے اور جلوس راستوں کی بندش اور ٹریفک جام کے مسائل پیدا کرتے رہتے ہیں۔ان مظاہروں سے امن وامان کے مسائل نہ پیدا ہوں تو بھی شہریوں کے لاکھوں گھنٹے ضائع ہوتے ہیں جبکہ آئے روز کی اعصاب شکن صورت حال ان کی سماجی زندگی کو بھی متاثر کرتی ہے۔ دوسرے مقامات پر بھی صورت حال اس سے مختلف نہیں ہے۔ اسلام آباد میں بدھ کی رات بعض قابل احترام شخصیات کے ثالثی کردار کے باعث دھرنے کے شرکاء کی گھروں کو واپسی کا جو راستہ ہموار ہوا بلا شبہ وہ حکومت اور دھرنا قائدین دونوں کی فہم وفراست سے ہی ممکن ہو مگر اس سے پہلے بھی بات چیت کے جو ادوار ہوتے رہے ان میں ملنے والے بعض اشاروں سے فریقین فائدہ اٹھاتے تو تین روز تک شہری کاروباری وسماجی زندگی اس طور پر مفلوج نہ ہوتی جیسے دیکھنے میں آئی۔ وطن عزیز میں آپریشن ضرب عضب کے شدید زخموں سے چور دہشت گردوں کی جانب سے نرم اہداف تلاش کرنے کے جو اندیشے موجود تھے وہ اسلام اباد اور کراچی میں مذاکرات کے نتیجے میں دھرنوں کے خاتمے کے اعلانات سے بڑی حد تک معدوم ہو گئے مگر جہاں بھی بڑے اجتماعات ہوں، وہاں ہجوم کے درمیان شرپسندوں کے شامل ہونے کے امکانات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ اسلام آباد میں دھرنے کے خاتمے کے بعد بعض لوگوں کی طرف سے کنٹینروں کو آگ لگانے اور کراچی میں ٹریفک پر پتھراؤ کی صورت میں فیصلے سے اختلاف کا تاثر دینے کی کوشش سامنے آئی ہے مظاہروں کا اہتمام سماجی زندگی کے کسی بھی عنصر کی طرف سے ہو، ان کا مقصد اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنے اور مطالبات منوانے کے علاوہ کسی ملکی بین الاقوامی پیش رفت پر خوشی یا ناراضی ظاہر کرنا ہو سکتا ہے۔ مظاہرے کا مقصد کچھ بھی ہو مگر اس کی بھی ایک تہذیب ہوتی ہے۔

کیا اس ڈسپلن کا مظاہرہ ہم پاکستانی نہیں کر سکتے جن کی اکثریت کے لیے پنج وقتہ

نمازوں کی صورت میں نظم وضبط کی پابندی کرنا فریضہ ٹھہرا ہے؟ حکومت کو سیاسی و مذہبی جماعتوں سمیت سماجی زندگی کے تمام حلقوں کے نمائندوں کی مشاورت سے مظاہروں کے مقامات کے تعین اور درسی نصاب میں اسباق شامل کرنے سمیت اس باب میں ایک طریقہ وضع کرنا چاہئے تاکہ مظاہرے اظہار جذبات تک محدود رہیں۔ دوسرے شہریوں کے لیے پریشانی کا ذریعہ نہ بنیں۔

دھرنا ختم کرنے کے لیے ن لیگ کی حکومت عملی قومی مفاد میں تھی

نجم سیٹھی

روزنامہ جنگ یکم اپریل ۲۰۱۶ء

کراچی (ٹی وی رپورٹ) سینئر تجزیہ کار نجم سیٹھی نے کہا کہ دھرنا ختم کرنے کے لیے مسلم لیگ ن کی حکمت عملی اچھی اور قومی مفاد میں تھی، حکومت چاہتی تھی کہ مظاہرین کو راستہ دیا جائے تاکہ یہ ڈی چوک سے بغیر کسی لڑائی جھگڑے کے چلے جائیں، خواجہ سعد رفیق اور اسحاق ڈار نے درمیان میں آکر دھرنے کے قائدین کو واپسی کا راستہ دیا، پرامن مظاہرین کی گرفتاری کے بعد رہائی انصاف کا تقاضا بھی ہے، اگر اسلام آباد میں تشدد پر اکسانے والوں کے خلاف کارروائی نہیں ہوگی تو کس کے خلاف ہوگی، ڈی چوک میں احتجاج کی اجازت نہ دینے کا فیصلہ بہت اچھا ہے، نجم سیٹھی نے کہا کہ دھرنا ختم کرنے کے لیے مسلم لیگ ن کی حکمت عملی اچھی اور قومی مفاد میں تھی۔ نجم سیٹھی نے کہا کہ مسلم لیگ ن میں ۹۰ فیصد لوگ مذہبی جماعتوں کے لیے نرم گوشہ رکھتے ہیں کیونکہ ان کا پس منظر بھی یہی ہے، دھرنا قائدین احتجاج سے کچھ حاصل نہیں کر سکے ہیں۔

حکومت اس میں مداخلت نہیں کرتی ہے۔ نجم سیٹھی کا کہنا تھا کہ ہر سیاسی جماعت

پہلے PPC-296-C میں ترمیم کے بارے میں کہہ چکی ہے، پرو پرویز مشرف اور پیپلز پارٹی کے زمانے میں اس کے طریقہ کار کو تبدیل کرنے کی بات کی گئی تھی مگر اس وقت بھی کچھ خاص نہیں ہوا، مسلم لیگ ن کا موقف ہے کہ توہین رسالت کے قانون کو تبدیل نہیں کرنا ہے البتہ طریقہ کار تبدیل کر دیا جائے تا کہ اس کا غلط استعمال نہ ہو۔

اسلام آباد دھرنا: زاہد سعید کو چیف سیکرٹری پنجاب لگا دیا گیا

روز نامہ نوائے وقت لاہور ۲/اپریل ۲۰۱۶ء

اسلام آباد (وقائع نگار خصوصی + نوائے وقت رپورٹ) وزیر اعظم نواز شریف نے ممتاز قادری کے چہلم سے شرکاء کو مناسب طریقے سے ہینڈل نہ کرنے اور اسلام آباد میں داخل ہونے سے روکنے کے لیے بہتر حکمت عملی نہ ہونے پر چیف سیکرٹری پنجاب کو تبدیل کر دیا، زاہد سعید کو نیا چیف سیکرٹری پنجاب تعینات کر دیا گیا۔ وزیر اعظم نواز شریف نے نئی تعیناتیوں اور تبادلوں کی منظوری دے دی۔ خضر حیات گوندل کو وفاقی سیکرٹری صنعت تعینات کر دیا گیا جبکہ یہاں موجود سیکرٹری عارف عظیم کو او ایس ڈی بنا دیا گیا ہے، خضر حیات گوندل کو جنوری ۲۰۱۵ء میں چیف سیکرٹری پنجاب لگایا گیا تھا، لاہور میں پیش آنے والے حالیہ سانحہ کے بعد پنجاب میں انتظامی ردوبدل کی توقع کی جا رہی تھی، وزیر اعظم نے تبادلوں کی منظوری دیدی۔ علاوہ ازیں وزیر داخلہ چودھری نثار نے ڈی چوک مسمار کر کے دوبارہ تعمیر کرنے کی ہدایت کر دی۔ وزیر داخلہ نے ہدایت کی کہ ڈی چوک ایسا تعمیر کیا جائے کہ دوبارہ کوئی دھرنا نہ دے سکے۔ ڈی چوک پر کسی قسم کے اجتماع یا دھرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

ہونے والے بل کو خاندانی نظام پر حملہ تصور کرتی ہے۔ حکومت کے دیئے گئے بل کے مقابلے میں جلد قومی اسمبلی میں قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق بل پیش کریں گے۔ کانفرنس میں سینیٹر سراج الحق، مولانا فضل الرحمٰن، مولانا سمیع الحق، حافظ محمد سعید، ڈاکٹر ابوالخیر زبیر، ساجد میر لیاقت بلوچ، حافظ حسین احمد، ابتسام الٰہی ظہیر، حافظ عاکف سعید، پیر سید ہارون گیلانی، خواجہ معین الدین محبوب کوریجہ حفظ سبطین، مولانا امجد خان، مولانا عبدالمالک، پروفیسر محمد ابراہیم، میاں مقصود احمد، ڈاکٹر سید وسیم اختر، سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، مولانا عبدالغفار، روپڑی، علامہ سید ثاقب اکبر، عبداللہ گل، عبدالرشید ترابی، پیر اعجاز ہاشمی، پیر محفوظ مشہدی، مولانا چراغ دین سمیت ملک بھر کی ۳۵ دینی جماعتوں اور وفاق المدارس کے ناظمین نے شرکت کی۔ علماء کرام اور دینی قائدین نے اس عزم کا اظہار کیا کہ پاکستان جن عظیم مقاصد کے لیے حاصل کیا گیا ان کے حصول تک چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ ملک پر ۶۸ سال سے سیکولر اور لبرل طبقہ قابض ہے جنہوں نے عوام سے زندہ رہنے کا حق چھین لیا ہے، ملک کے ۲۰ کروڑ عوام غربت، مہنگائی، بے روزگاری سمیت مسائل کی دلدل میں پھنسا دیا ہے اور اب اسلام دشمن قوتوں کے اشارے پر ملک کی نظریاتی سرحدوں کے خلاف سازشیں کی جارہی ہیں۔

صاحبزادہ ابوالخیر زبیر[1] نے کہا کہ قوم نے سیاسی قیادت کو ایک بار نہیں بار بار آزمایا ہے مگر عام آدمی کو جان و مال اور عزت کا تحفظ نہیں ملا۔ ہر طرف کرپشن اور لوٹ کھسوٹ ہے۔ لوگ بھوک کی وجہ سے خودکشیاں کر رہے ہیں۔ عوام کو بنیادی ضروریات زندگی مہیا کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے مگر آج تک کسی حکومت نے اپنی اس ذمہ داری کو پورا نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ دینی جماعتیں نظام مصطفیٰ ﷺ کے لیے متحد ہو جائیں تو اقتدار خود ان کی جھولی میں آ گرے گا۔

---

[1] صاحبزادہ ابوالخیر زبیر تحریک ناموس رسالت کے حوالے سے بہت سرگرم رہے قومی حوالے سے ان کا کردار بہت اہم ہے چاہیے کہ جمعیت علماء پاکستان کے دونوں دھڑے جلد متحد کر اجتماعیت کا سنگ میل بن جائیں۔ (خالد محمود قادری)

اسلام میں خودکش حملے جائز نہیں

صالح محمد ہاشمی

۴راپریل ۲۰۱۶ء، روزنامہ دنیا گوجرانوالہ

لاہور (نمائندہ جنگ) جمعیت علماء پاکستان کے رہنما علامہ سید صالح محمد شاہ ہاشمی نے کہا ہے کہ اسلام میں خودکش حملے جائز نہیں کیونکہ اسلام میں معصوم و بے گناہوں کی جان کی حرمت ہے اور کسی بے گناہ کو بلاجواز قتل کرنا یا کسی بھی طریقے سے اس کی جان لینا پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے، جولوگ خودکش دھماکوں کے ذریعہ بے گناہ عورتوں، بچوں و افواج پاکستان کونشانہ بنارہے ہیں وہ اسلام اور پاکستان کو بدنام کررہے ہیں۔ ان خیالات کا اظہارانہوں نے انجمن فدایان مصطفیٰ پاکستان کے زیراہتمام مختلف شہروں میں حالیہ دہشت گردی کے خلاف ملک بچاؤ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ جبکہ سیمینار سے مفتی خورشید مصدیقی، ملک محمد یوسف، قادری محمد اسحاق مدنی[1]، مولانا محمد ثاقب نقشبندی، محمد عمران یوسف، میاں راشد محمود، محمد انیس خورشید صدیقی، سردار محمد علی خان ایڈووکیٹ علامہ مولانا عاشق سعیدی، محمد تنویر خان، ظفر علی خان جتوئی مولانا محمد طاہر سیالوی نے بھی خطاب کیا۔

---

[1] قاری محمد اسحاق مدنی ضلع پاکپتن تحصیل عارف والا میں ایک باصلاحیت، دردمند اور مستقل مزاج کارکن ہیں۔ انہیں پیرسید خلیل الرحمان کی رفاقت، سرپرستی اور مشاورت حاصل ہے دونوں ملکر دینی سرگرمیوں میں ہمیشہ فعال کردار ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔

ملین مارچ ہوگا دینی جماعتوں کا اجلاس فیصلہ موخر

روزنامہ خبریں لاہور

۱۳ اپریل ۲۰۱۶ء

لاہور (جنرل رپورٹر) جماعت اسلامی پاکستان کے ہیڈ کوارٹر منصورہ میں منعقدہ ملک بھر کی مذہبی جماعتوں اور دینی اداروں کی نظام مصطفیٰ ﷺ کانفرنس میں ملک بھر کی دینی قیادت نے عہد کیا ہے کہ وہ ملک کی اسلامی ونظریاتی شناخت کو قائم رکھنے کے لیے وہ متحد ہیں اور متحد رہیں گے۔ دینی قیادت نے ملک میں ۷۷ء کی طرز پر نظام مصطفیٰ ﷺ تحریک چلانے کا اعلان کرتے ہوئے کہا ہے کہ ملک کی دینی قیادت ملت کفر کے عزائم اور ان کے ایجنٹوں کے خلاف سیسہ پلائی دیوار ہے پنجاب اسمبلی سے حقوق نسواں کے نام سے پاس

﴿باب ہشتم﴾

کیا نظریہ پاکستان کو پھانسی دیدی گئی ہے؟

خالد محمود قادری

امریکی سرپرستی میں ملک کا سیکولر لبرل اور لادین طبقہ ایک بار پھر ملک کے اسلامی و نظریاتی تشخص اور آئین میں اسلامی دفعات بالخصوص توہین رسالت کے قانون کے خلاف سرگرم عمل ہو گیا ہے اور بدقسمتی سے ان عناصر کو حکومتی سرپرستی بھی حاصل ہے ایک طرف پنجاب حکومت حقوق نسواں کے نام پر خلاف آئین بل منظور کر رہی ہے جب کہ دوسری طرف عاشق رسول مقبول غازی ممتاز قادری کو رات کی تاریکی میں پھانسی چڑھا دیا گیا اور اس سے قبل ملک کے منتخب وزیراعظم نے کھلے بندوں اعلان کیا کہ ''عوام کا مستقبل

جمہوری اور لبرل پاکستان سے وابستہ ہے" اس کے بعد کوئی ابہام باقی نہیں رہتا کہ اسلام کے نام پر حاصل کی جانے والی مملکت خداداد پاکستان میں کون سا کھیل کھیلا جا رہا ہے سچ تو یہ ہے کہ غازی ممتاز حسین قادری کو دی جانے والی پھانسی کی پھانس ہر کلمہ گو کے دل میں پیوست ہو کر رہ گئی ہے اب اس کو زبان دینے کے لیے السواد الاعظم اہل سنت و جماعت کے علماء و مشائخ ملک بھر میں "یوم وفائے رسول" منا رہے ہیں "تحفظ ناموس رسالت ﷺ" کانفرنس منعقد کر رہے ہیں اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لیے تحریک چلانے کے عزم و عمل کا اعلان بھی کر رہے ہیں اور یہ صورتحال تمام اُمت کے افراد کو پوری طرح متوجہ کیے ہوئے ہے یوں نظر آ رہا ہے جیسے آزمائش، دکھ اور امتحان کی یہ گھڑیاں کسی معرکہ حق و باطل کی بساط بچھا رہی ہیں اور یوں نظر آ رہا ہے کہ اب کے کھجور کی پکی ہوئی فصل مومنوں کے قدموں کے لیے زنجیر شیطانی نہیں بن پائے گی اب شہروں اور بستیوں سے، دور و نزدیک سے نکلنے والے شمع رسالت ﷺ کے پروانوں کے قافلوں کی رو ہے کہ ٹوٹ نہیں رہی اور اب غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے کا نعرہ شوق شہادت کی جوت جگائے اور نعرہ تکبیر اللہ اکبر کی بلند آہنگ تکبیر روح کو گرمائے عزم و یقین اور ایمان پرور لمحوں کا سماں پیدا کیے ہوئے ہے ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے بعد ایک بار پھر مسلمان اُمت شاندار اسلامی جذبات کے لحاظ سے روح پرور لمحات سے سرفراز ہو رہی ہے غازی ممتاز حسین قادری رضوی شہیدؒ کی قربانی نے تسبیح کے دانوں کی طرح بکھری ہوئے اُمت کو یکجا کر دیا ہے۔ اب تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے حیات آفریں ٹائٹل سے اُمت مسلمہ کو بیدار، ہوشیار اور خبردار رکھنے کے لیے جمعیت علماء پاکستان، دعوت و تحریک اور نظم و ضبط کا شاندار کام انجام دینے کے لیے فکر مند ہو رہی ہے اب محبت رسول ﷺ کا جذبہ بچوں سے لیکر بوڑھوں تک پھیل رہا

ہے اور ایک ولولہ ابر رہا ہے جو قابل دید ہے ہر ایک دل میں یہ خواہش انگڑائی لے کر اٹھ بیٹھی ہے کہ غازی ممتاز شہیدؒ کے قافلہ ناموس رسالت ﷺ کا حدی خواں بن کر اللہ کی رضا جوئی اور رسالت مآب ﷺ کی خوشنودی و اطاعت کا حامل بن جائے۔

اب یہ کہنا بھی غلط نہ ہو گا کہ یہاں کی این جی اوز، سول سوسائٹی اور دیگر سیکولر و لبرل افراد پر استعمار کی طرف سے کی جانے والی اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری کو ممتاز قادریؒ کی شہادت کے ردعمل میں اٹھنے والے جذبات کے سیل رواں میں تنکوں کی طرح بہہ گئی ہے ہزاروں، لاکھوں کے مجمعوں اور شان رسالت مآب ﷺ پر مر مٹنے کا جذبہ، عزم و اظہار سبحان اللہ۔ گویا ہر ایک دل کی دھڑکن رسالت مآب ﷺ کے ساتھ وقف ہو گئی ہے غازی علم الدینؒ نے بھی ایک گستاخ رسول کا سر قلم کیا، غازی عامر عبدالرحمٰن شہیدؒ نے بھی ایک جرمن نازی شاتم رسول کو فی النار کیا لاکھوں لوگوں نے ان کے جنازہ میں شرکت کی اور اب نواز شریف و شہباز شریف کی مسلم لیگی حکومت نے طاغوت کی خواہش پر رات کی تاریکی میں غازی ممتاز حسین قادری شہیدؒ کو پھانسی دی تو الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کو سانپ سونگھ گیا انہوں نے شاہ سے بڑھ کر شاہ سے وفاداری دکھائی مکمل بلیک اوٹ کیا ہر طرح کی خبر بریک کر دی یوں موجودہ حکومت نے بھی اپنے چہرے پر کالک ملی ہے اور اپنا نام بدبختوں میں درج کروایا۔ جہاں غازی علم الدین شہیدؒ اور غازی عامر چیمہ شہیدؒ کے قاتلوں کا نام درج ہے ممتاز قادری شہیدؒ کا خون اب ان نام نہاد حکمرانوں کی جڑوں میں بیٹھ گیا ہے یہ خون ان کے لیے وبال جان بن جائے گا اور تاریخ کے عبرت کدوں میں ایک نئی تاریخ رقم کرے گا اور دنیا ان ظالم حکمرانوں کا حشر اپنی آنکھوں سے دیکھے گی اور یوں یہ اب حق حکمرانی کھو بیٹھے ہیں یہ عدل نہیں کر سکے انہوں نے عدل کے ترازو میں جھوک مار دی ہے ان کا پیمانہ انصاف اپنا اعتبار کھو بیٹھا ہے حالانکہ اس ملک میں ملعون آسیہ گستاخ رسول سمیت اس

قبیل کے ۲۶ گستاخوں کو عدالت سزا سنا چکی ہے مگر حکومت ان کے معاملہ میں خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے اور اس حکومت کے انصاف کا عالم یہ ہے کہ اکبر بگٹی شہید، سانحہ لال مسجد کے ذمہ دار اور دستور پاکستان کو پھاڑنے والے، ججوں کو قید کرنے والے دستور پاکستان کی دفعہ ٦ کے ملزم پرویز مشرف کو خود ملک سے فرار کرا چکی ہے یہاں کی عدالتیں بھی انصاف کے تقاضے پورے نہیں کر رہی ہیں ہم بانگ دہل کہتے ہیں کہ غازی ممتاز حسین قادری شہیدؒ قوم کے ہیرو ہیں اور لاکھوں افراد نے ان کے جنازے میں شرکت کی ہے اور ان کے اس عمل نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان سب کے دل رسول اللہ ﷺ کی محبت کے ساتھ دھڑکتے ہیں اور کوئی خواہ کسی سطح کا بھی گستاخ ہو تو وہ اپنی سزا موت کی صورت میں ہی پائے گا۔(انشاءاللہ)

جمعیت علماء پاکستان کی قیادت یہ سمجھتی ہے کہ ملک کے نظریاتی تشخص کے خلاف ازم کے فروغ کے لیے ان کے پاس فرصت ہے ممتاز قادری شہیدؒ کی شہادت کے بعد پاکستان اور دوسری اسلامی ممالک کے عوام نے روضہ رسول ﷺ کے سامنے ان کے خلاف نعرے لگا کر اور احتجاج کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ اس فیصلے کی مذمت کرتے ہیں۔ اور گستاخ رسول سلمان تاثیر سابق گورنر صوبہ پنجاب کو واصل جہنم کرنے والے ملک ممتاز حسین قادری شہید کو پھانسی دے کر اب یہ کس منہ سے سرکار ﷺ کے آستانہ عالیہ پر حاضری دیں گے۔ اب حالات کا تقاضا ہے کہ تمام محبّ وطن اور اسلام پسند افراد اور جماعتیں ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو کر لبرل ازم کا مقابلہ کریں حیرت ہے کے حکومت کس طرح ۲۰ کروڑ عوام کے مفاد کو نظر انداز کر کے فرہنگی واستعماری مفاد کے لیے فکر مند ہے وہ لوگ جنہوں نے ممتاز قادری شہیدؒ کی زیارت حاصل کی اور ان کے پرنور چہرے کو دیکھنے کا شرف پایا چمکتا دمکتا پرنور چہرہ دیکھنے والوں کے دل میں یہ تمنا جاگی کہ یہ زیارت انہیں اللہ کی

طرف سے دی گئی ہے۔ اصل یہ ہے کہ سرمایہ درانہ نظام کی محافظ حکومت نے ممتاز قادری شہید کو پھانسی دے کر ان لوگوں کی محبت کو للکارا ہے جن کے دل محبت رسول ﷺ کے ساتھ دھڑکتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ پر اپنی جان نچھاور کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اب یہ تو طے ہے کہ جو بھی گستاخی رسول کرے گا اس کا حشر ناپاک گورنر سلمان تاثیر جیسا ہی ہوگا۔ موجودہ حکومت نے اقتدار کی خاطر یہ جو استمار کے اشارہ پر کارنامہ انجام دیا ہے اس نے اپنے رب کو ناراض کرلیا ہے اور اب حکومت کے ڈیتھ وارنٹ پر دستخط ثبت ہو گئے ہے موجودہ حکمرانوں کا حشر عبرتناک، شرمناک اور خوفناک ہوگا۔ میڈیا نے ممتاز قادریؒ کی شہادت کی خبر بریک کی اور ان کے جنازے کو بلیک اوٹ کر کے ایک بہت بڑا ظلم کیا ہے غازی ممتاز قادریؒ کو شہید کر کے نواز شریف نے اپنا نام امت کے میر جعفروں اور میر صادقوں میں لکھوا لیا ہے اب غازی ممتاز قادری شہیدؒ کو سزا دینے والوں کو اس جرم کی سزا ملے گی اور ان کو دنیا میں کہیں جائے پناہ نہیں ملے گی۔ اب حکومت نے کروڑوں ممتاز قادری پیدا کر دیے ہیں علامہ اقبال اور قائداعظم نے غازی علم الدین کا ساتھ دیا اور ان کا ساتھ اختیار کیا آج کی گورنمنٹ طاغوت کا ساتھ دیا اور طاغوت کا ساتھ اختیار کیا، یہ حکومت ناکام ہوگئی ہے یہ حکومت مالی، اخلاقی، فکری، نظریاتی، معاشی اور تہذیبی ہر لحاظ پر فیل ہوگئی ہے ان حکمرانوں کی لبرل اور سیکولر پالیسیوں کے خلاف ملک کے عوام نے ریفرنڈم پیش کر دیا جنازے میں شریک ہوکر جنازے پر روح پرور مناظر دیکھنے میں آئے۔ فضا نعرہ تکبیر و رسالت سے گونجتی رہی۔ درود و اذکار کا ماحول تھا جوش و خروش دیدنی اور ہر آنکھ اشکبار تھی لبیک یا رسول اللہ لبیک کے نعرے گونجتے رہے رہبر و رہنما مصطفیٰ مصطفیٰ اور خاتم الانبیاء یا مصطفیٰ یا مصطفیٰ ﷺ کے نعرے گونجتے رہے عاشق مصطفیٰ ﷺ مرنے والے نہیں۔

تیرا میرا رشتہ کیا
لا الہ الا اللہ

گستاخ رسول کی ایک سزا
سر تن سے جدا سر تن سے جدا
تم پھانسی سے کیا مارو گے
ہم غازی بن کر آئیں گے
تم اپنے منہ کی کھاؤ گے
ہم غازی بن کر آئیں گے
غلامی رسول میں
موت بھی حیات ہے

سازش کی جا رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس سازش کا مقابلہ کرنے کے لیے عوام میں آگہی مہم چلا رہی ہے ہمیں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ ممتاز قادری شہیدؒ کی پھانسی محض ایک شخص کا قتل نہیں بلکہ یہ ناموس رسالت ﷺ کا معاملہ ہے اگر اس معاملہ میں خاموشی اختیار کر لی جائے۔ تو یہ حکمرانوں کے اقدام کی تائید کے مترادف ہو گا گزشتہ دنوں ممتاز قادری شہیدؒ کی پھانسی کے خلاف علماء اہلسنت و جماعت کی طرف سے پورے ملک میں ناموس رسالت ﷺ ریلیاں، کانفرنسیں اور جلسوں کا انعقاد بڑے پیمانے پر کیا جاتا رہا ہے اور ان کی طرف سے عوام کو بتایا گیا کہ امریکہ اور اس کے حواریوں کی طرف سے ناموس رسالت ﷺ کے محاذ پر ایک جنگ مسلط کر دی گئی ہے اب اس جنگ کا مقابلہ کرنے کے لیے امت کے ہر فرد کو اپنا کردار ادا کرنا ہو گا الحمدللہ! ہمارے عوام بھی اب امریکی ایجنٹوں

سے دو دو ہاتھ کرنے کے لیے تیار ہیں آج عوام خالصتاً نبی کریم ﷺ کی محبت سے دوچار ہو رہے ہیں اور یہ اعلان کر رہے ہیں کہ گستاخ رسول کی سزا صرف اور صرف موت ہے غازی ممتاز قادری شہیدؒ کو پوری امت سلام کرتی ہے کہ انہوں نے اپنی جان دے کر تاریخ رقم کی اور امت کے لیے ان کی قربانی ایک مثال اور نمونہ عمل ہے غازی عامر چیمہؒ کو جرمنی میں شہید کیا گیا کہ انہوں نے بھی گستاخ رسول کو واصل جہنم کیا تھا ان کا یہ عزم تھا کہ اگر مجھے دوبارہ موقع ملا تو پھر میں ناموس رسالت ﷺ کے خلاف بات کرنے والوں کو واصل جہنم کروں گا غازی عبدالقیوم شہیدؒ، غازی مرید حسین شہیدؒ، غازی علم الدین شہیدؒ غازی عامر چیمہ شہیدؒ اور اب غازی ممتاز حسین قادری شہیدؒ ہمارے قومی ہیرو ہیں جناب یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ دستور کی شق 295-C جو تحفظ ناموس رسالت کے حوالے سے ہے جو اسے نکالنے کی کوشش کرے گا وہ عوام کے غیض وغضب سے نہ بچ سکے گا۔ ملک میں سود، بے حیائی اور کرپشن اور آلودگی بے پناہ ہے حکومت اصلاح احوال کے لیے آمادہ نہیں البتہ سیکولر اور لبرل

آنکھوں نے کہا، آنکھوں نے سنا
کچھ بھی نہ کہا اور کہہ بھی گئے

دوستو! عشق رسول ﷺ ہم مسلمانوں کی نبی مہربان ﷺ سے محبت کی معراج ہے (انشاءاللہ) پاکستان میں اللہ اور رسول ﷺ کا قانون نظام مصطفیٰ ﷺ ہی چلے گا تاریخ یہ کہتی ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ پر فخر کرنے والے کروڑوں جبکہ یزید کا نام لیوا ایک بھی نہیں ہے غلامان مصطفیٰ ﷺ بیدار ہیں اور انشاءاللہ فتح بھی غلامان مصطفیٰ ﷺ کی ہوگی۔ پاکستان کو پاکستانیوں اور پاکستانیت کو اندر سے خطرہ ہے یہی وہی لابی ہے جس نے اقتدار و آسائش کے لیے مغربی پاکستان کو گنوا دیا تھا اب یہ مافیا لبرل ازم کی مالا جپ رہی ہے ۷۰ سال گزر گئے ملک میں اسلام کا قانون نافذ نہیں ہو سکا نسواں بل کی آڑ میں

عورتوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے۔ یہ دراصل سابق حکمرانوں، پرویز مشرف اور زرداری کا نامکمل ایجنڈا ہے جسے موجودہ حکمران پورا کرنے پر جتے ہوئے ہیں رنگ ونسل اور مفادات سے بالا رہ کر ہم کو نظریہ پاکستان کا پرچار کرنا ہے جمعیت علماء پاکستان اور اس کی ہم عناں تنظیموں کو چاہیے کہ جگہ جگہ ناموس رسالت ریلیاں، کانفرنسیں اور جلسے کریں تا کہ لبرل ازم کا جنازہ نکل جائے۔

غلامی رسول ﷺ مسلمان کی متاع حیات ہے پاکستان کی تمام دستاویزات میں قرارداد مقاصد شامل ہے اس ملک میں اللہ کی حاکمیت اور اقتدار اعلیٰ کا اقرار کیا گیا ہے لیکن سیکرلرازم کے علمبردار حکمران یہاں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔

۷۳ء کا آئین اس اُمت کا متفقہ آئین ہے اور اس میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتا وہ کافر ہے پاکستان میں ہندو، سکھ، یہودی سب کو رہنے کی اجازت ہے لیکن گستاخ رسول کے لیے یہاں کوئی گنجائش نہیں ہے تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جن لوگوں نے بھی اللہ کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخیاں کی ہیں ان کا انجام عبرتناک ہوا ہے پاکستان ایک ملک نہیں بلکہ یہ ایک نظریہ اور فکر کا نام ہے حکمران ٹولہ اپنی آنکھیں کھول کر کانوں سے سنے کہ ممتاز قادری شہیدؒ کے جنازے میں لاکھوں افراد نے بھرپور شرکت کر کے اس صفرنامے پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ ناموس رسالت ﷺ کے حوالے سے عوام کوئی گستاخی برداشت نہیں کریں گے انگریز کے وانسرائے کا کردار ادا کرنے والے حکمرانوں نے اسلامی شریعت اور قانون سے غداری کی ہے آسیہ مسیح سمیت ۲۶ گستاخ جیلوں میں بند ہیں لیکن ان کی سزائے موت پر عمل درآمد نہیں کیا جا رہا تو حکمران سنیں یہاں

ہر پاکستانی ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت کے لیے غازی ممتاز قادری شہید بننے کے لیے تیار ہے نواز شریف نے ایک عاشق رسول کو پھانسی دے کر اپنی حکومت اور اپنے لیے تباہی کا سامان جمع کیا ہے اور حضور اکرم ﷺ کی محبت نے تو آج کی انسانیت کو فرش سے عرش تک پہنچا دیا اور جنت کا راستہ دکھا دیا ہے مغرب ترقی کی تمام تر منزلیں سر کرنے کے باوجود آج تک انسانیت نہیں سیکھ سکا دنیا اور آخرت کی کامیابی و کامرانی صرف اور صرف عشق مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ ہے۔ ہم نے دیکھا کہ جیسے جیسے حکمران اور میڈیا ممتاز قادری شہیدؒ کے ایشو کو نظر انداز کرتا جا رہا ہے ویسے ویسے اللہ تعالیٰ ان کی شان میں اضافہ کرتا جا رہا ہے۔

ہائے افسوس! ہمارے حکمران غیروں کے آلہ کار بن گئے غیروں کے یہ غلام حکمران اپنے دین وطن، قوم اور نظریات کے خلاف سازشوں کا حصہ بن کر رہ گئے ہیں اور انہوں نے غیروں کے کہنے پر دستور میں تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے قانون کی شق 295-C کو ختم کرنے کی ٹھانی اور ممتاز قادری شہیدؒ کو رات کی تاریکی میں پھانسی دیدی۔

عوام ان حکمرانوں سے یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ نشتر پارک کراچی کے ۵۰ شہداء اور علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی شہیدؒ کے قاتلوں کو کیا پھانسی دیدی گئی ہے کیا شاتمین رسول کو پھانسی دی گئی کیا ان کی نظر میں صرف ایک خطرناک مجرم ممتاز قادری شہیدؒ رہ گیا تھا جس کو رات کی تاریکی میں اتنی جلدی پھانسی کے تختہ پر چڑھا دیا گیا کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوئی۔ یہ ممتاز قادری کو پھانسی نہیں دی گئی بلکہ تحریک پاکستان، نظریہ پاکستان کو پھانسی دیدی گئی ہے نبی کی ناموس پر جو قربان ہو وہ زندہ ہے ممتاز قادری شہید کا خون آخری دم تک ان کے گریبان میں ہاتھ ڈالے گا۔ الحمد اللہ نواز شرف کا پیچھا کرتا رہے گا ممتاز قادری تو روز محشر بھی ان کے گریبان میں ہاتھ ڈالے گا۔ پاکستان کے عوام بیدار ہیں اور اپنے آقا و مولا نبی ﷺ کی شان پر مر مٹنے کے لیے تیار ہیں انشاء اللہ فتح غلامان مصطفیٰ کی ہو گی اور شکست

استماری غلاموں کے حصے میں آئے گی۔

حکمران اپنی قولی و عملی اقدامات سے پاکستان سے حقیقی مقاصد سے انحراف کا راستہ اختیار کیے ہوئے ہیں ہماری صفوں میں اتحاد و قوت اور تحریک کی ضرورت ہے، ہم کسی بھی صورت میں پاکستان کے اسلامی تشخص کو تبدیل نہیں ہونے دیں گے۔

حکمرانوں نے صرف اور صرف مغربی، قوتوں کی خوشنودی کے لیے دن دیہاڑے قتل کرنے والے ریمنڈ ڈیوس کو رخصت کیا جبکہ ایک سچے عاشق رسول ﷺ کو دار پر لٹکا دیا۔

قائداعظمؒ نے پاکستان کو ایک اسلامی اسٹیٹ ابنانے کے لیے قربانیاں دیں جبکہ ہمارے حکمران پاکستان کو لبرل بنانے اور اس کا نظریاتی تشخص مجروع کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

عشق رسول ﷺ مسلمانوں کی متاع عزیز اور سرمایہ ہے صحابہ کرام کا مقام و مرتبہ غلامی و اتباع رسول ﷺ کی وجہ سے ہے خود بانی پاکستان قائداعظم نے گستاخ رسول کو قتل کرنے والے غازی علم الدین شہیدؒ کا کیس لڑا لیکن موجودہ حکمران غازیان اسلام کو پھانسیوں کا تحفہ دے رہے ہیں محبت رسول اور غلامی رسول ہر چیز پر مقدم ہے ہمارا ہر رشتہ، مسلم بھائی چارہ اور کلمہ طیبہ رسول اکرم ﷺ کے باعث ہے بزرگوں، بچوں، عورتوں، اور بوڑھوں کا واحد سہارا یہ اسم مبارک ہے جبکہ ان حکمران نے اپنے ذاتی مالی مفادات کے لیے عافیہ صدیقی، ایمل کانسی یوسف رمزی، اسامہ بن لادن کو بیچ دیا۔ ملک میں امریکہ اور آئی ایم ایف کی ڈکٹیشن پر بنائی جانے ولی پالیسوں کے باعث مہنگائی ہے لاقانونیت ہے قانون ناموس رسالت کی حفاظت اور غازی ممتاز قادری شہید کی شہادت کے حوالے سے ہمارے جذبات ایک جیسے ہیں اور حکمرانوں کے سامنے قوم سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنی رہے گی۔ (انشاءاللہ)

دوستو! غازی ممتاز حسین قادریؒ نے اپنے آپ کو ناموس رسول ﷺ پر نثار کر دیا

اب وہ زندہ جاوید ہو گئے ہیں شہادت نے انہیں عالم اسلام اور اُمت مسلمہ کا ایک روشن کردار امام بنا دیا ہے دنیا جانتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے محبت کے حوالے سے کوئی دوسرا آپشن نہیں یہ زندگی کا مقصد اور معراج ہے صحابہ کرام کو دنیا میں ہی جنت کی بشارت دی گئی وہ بہت زیادہ مال و دولت اور جاگیریں نہیں رکھتے تھے بلکہ نبی اکرم ﷺ سے وفا، اتباع، ادب، عشق اور محبت کی بنا پر انہیں یہ مقام بلند نصیب ہوا اس عمل و فکر اور کردار کی بدولت صحابہ آج انسانیت کے لیے بلکہ پوری کائنات کے لیے ناقابل تسخیر راہنما اور علامت بن گئے اس طرح حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد سمیت سب کچھ دین کی راہ میں قربان کر دیا جس کی وجہ سے اب وہ قیامت تک اُمت کے دلوں میں زندہ رہیں گے تاریخ انسانیت میں جس نے بھی حق کا ساتھ دیا ہے اللہ نے اسے سرخرو کر دیا اور اب ممتاز قادری شہیدؒ بھی اس صف میں شامل ہو گئے ہیں۔ فتح علی شیدا کے بقول

وے صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں
اب دیکھنے کو جن کے آنکھیں ترستیاں ہیں

صلیبی دانش کے تعاقب میں!

(کچھ مغالطہ آمیز سوالوں کے جوابات)

خالد محمود قادری

(۱)

"شذرات فکر انگیز"

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ
ان کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تیری

دوستو! یہ قصہ نیا نہیں پرانا ہے بس بیس بدل بدل کر سامنے آتا رہتا ہے لاہور کے ایک ہندو راج پال نے ۱۹۲۳ء میں ایک کتاب لکھی راج پال نے کتاب لکھی بہت غلط کیا۔ کسی بھی مذہب کی کسی بھی مقدس ہستی، نشانی، عبادت گاہ وغیرہ کی تقدیس دوسرے مذاہب کے لوگوں پر فرض ہوتی ہے اور انسان نے تاریخ میں منظم معاشرے کی بنیاد شاید کچھ انسانی بنیادی حقوق اور اکٹھ میں مل جل کر رہنے کے لیے رکھی تھی خیر، راج پال کی کتاب نے مسلمانان ہند میں طوفان برپا کر دیا۔ اور مختلف مسلم اور غیر مسلم راہنماؤں نے اپنے اپنے دائرہ کار میں اس قبیح حرکت کی ڈٹ کر مخالفت کی۔ مسلمانان ہند کی جانب سے اس معاملے پر اگے بڑھنے والوں میں مولانا سید دیدار علی شاہ الوری قادری، مولانا سد حبیب احمد جلالپوری، علامہ محمد اقبال وغیرہ بھی بہت نمایاں تھے۔

کہتے ہیں کہ برصغیر میں آسماں نے اس تحریک سے زیادہ پر جوش، ایمان افروز جدوجہد ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لیے نہیں دیکھی علماء حق اہل سنت و جماعت نے بھی راج پال، اس کی کتاب کے خلاف اور رسول اللہ آقا ﷺ کی شان کے حق میں شعلہ بار تقاریر کیں تحریریں لکھیں فتاویٰ جاری کیے۔ احتجاج کی آواز کو منظم کیا اور ملک کے کونے کونے میں پھیلا دیا۔ روزنامہ سیاست کے مالک و مدیر سید حبیب احمد جلالپوری اس تحریک کے سب سے پر جوش موئید و معاون تھے ہر ہفتے کیس کی روئیداد رپورٹ کی صورت میں شائع کر دیتے لاہور کا دار العلوم حزب الاحناف، دار العلوم نعمانیہ اندرون ٹیکسالی گیٹ اس عنوان پر سب سے موثر کردار ادا کر رہے تھے۔

اس دوران جب تحریک عروج پر چل رہی تھی تو دہلی دروازے میں ہر روز ایک جلسہ عام منعقد ہوتا۔ جس میں سید دیدار علی شاہ، مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری مرکزی خطیب وزیرخان مسجد لاہور مولانا سید حبیب احمد مالک و مدیر روزنامہ سیاست اور دیگر علماء غیرت ایمانی کو دوبالا کرنے والی جذبات انگیز تقاریر کرتے ان کی اُسی زمانے کی ایک تقریر کا مفہوم کچھ اس طرح تھا کہ ''جنت کے دریچوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا شدت غم اور اداسی کی کیفیت میں ہیں کہ کوئی ہے جو میرے اور اللہ کے محبوب ﷺ کی توہین کا بدلہ لے۔

اس بیان نے ایک ماحول بنا دیا ایک منظر پیدا ہو گیا اب کئی نوجوان اس مقدس مشن کے لیے اپنی جوانیاں راہ حق میں نثار کرنے کے لیے بے قراریوں اور بے چینیوں سے سرشار ہو گئے ان خوش قسمت نوجوان میں سے ایک نوجوان علم دین نے جو کہ لاہور کوچہ چابک سواراں کے رہنے والے ایک بڑھی مستری طالع مند کے بیٹے تھے اور شاید اپنے ابا کے ساتھ ہی کوہاٹ میں مزدوری کرتے تھے ان دنوں لاہور آئے ہوئے تھے راج پال کو للکارا اور چھڑی گھونپ کر اُسے دوزخ پہنچا دیا۔ راج پال قتل ہو گیا۔ علم دین کو جیل ہو گئی مقدمہ بنا علم دین کا مقدمہ قائداعظم محمد علی جناح نے علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کی فرمائش پر لڑا، ہار گئے اور یوں ۳۱، اکتوبر ۱۹۲۹ء کو غازی علم دین کو میانوالی جیل کے اندر تختہ دار پر لٹکا دیا گیا تختہ دار پر جھولتے وقت غازی علم دین شہیدؒ کی عمر مبارک ۲۰ سال ۱۰ مہینے اور ۲۶ دن تھی۔

ان کی پھانسی پر شاعر مشرق حکیم الامت علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے یہ تاریخی فقرہ بھی کہا جو پاکستان میں مذہب کی مقبول تاریخ کا حصہ ہے ''اسی گلاں کر دے رہ گئے، تے ترکھاناں دا منڈا بازی لے گیا!''

اب وقت کے پہیے کو گھما کر ہم اور آگے بڑھاتے ہیں اور اسے ۲۰۰۶ء میں لے آتے ہیں جرمنی میں زیر تعلیم عامر عبدالرحمٰن چیمہ نے جرمن اخبار ڈائی ویلٹ کے ایڈیٹر راجر

کاپل کو مارچ کے مہینے میں اس کے دفتر میں گھس کر قتل کر دیا تھا کیونکہ راجر کاپل نے ڈنمارک میں شائع ہونے والے اخبار میں آقا محمد ﷺ کی شبیہ شائع کر دی تھی عامر چیمہ گرفتار ہوئے پھر ان پر تشدد کیا گیا اور جیل کے پراسرار حالات میں ان کی شہادت واقعہ ہوئی میری رائے میں ان پر تشدد کیا گیا ہوگا مگر حتمی رائے معلوم نہیں ہوسکی خیر ان کا جسد خاکی ۲۱ مئی ۲۰۰۶ء کو وزیرآباد تحصیل میں ساروکی کے مقام پر تاریخ ساز جنازے کے بعد ان کو دفنا دیا گیا۔ عامر چیمہ شہید اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے تین بہنیں ہیں۔ ان کے والد پروفیسر نذیر احمد چیمہ ہیں۔

علماء اہل سنت و جماعت بریلوی مکتبہ فکر اُس وقت بھی بڑی تعداد موجودگی رکھتے تھے پرعزم اور پرجوش تھے آج بھی راولپنڈی اور اسلام آباد جیسے جڑواں شہر بریلوی علماء رینجرز اور سپاہیوں کے تشدد کے خوف کے سائے تلے رینگ رہے ہیں پولیس ہے رینجرز ہے فوج بھی آ گئی ہے اور شہر میں ایک عمومی سا خوف ہے جس کے سائے تلے یہ ہجوم رینگ رہا ہے سکول میں چھٹی جلد ہو رہی ہے اور پولیس والے اپنے Riat gear میں ملبوس ڈیوٹی دے رہے ہیں۔

غازی علم الدین شہیدؒ غازی عبدالرحمٰن چیمہ شہیدؒ اور

اب ملک محمد ممتاز حسین قادری شہیدؒ ہیں

ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت کے لیے اپنی جان قربان کرنا ان تینوں خوش نصیبوں کا حصہ ہے یہ کام ضروری تھا انبیاء کی ناموس کا پہرہ دینا یہ کام مذہب وملت کے لیے انتہائی اہم ہے اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مذہب کی بنیاد پر سیاست کرنے والے رہنماؤں کے لیے یا ان کے بچوں کے لیے یہ کیوں ضروری نہ تھے کہ وہ شاتموں، دجالوں اور خاطیوں کو فی النار کرتے؟

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا علامہ اقبالؒ محبت اور عشق رسول کے حوالے سے بار بار جو غیرت ایمانی کا اظہار وابلاغ کرتے نظر آتے ہیں کیا وہ دکھاوا تھا؟ اب یہاں تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ یہاں مادیت پسند، دنیا پرست، ترقی پسند، لبرل، سیکولر، ملحد، بے دین، اخلاقی وایمانی اقدار سے بے بہرہ لوگ شیطانی، حیوانی اور غیر انسانی زندگی گذارنے والے استمار کے دریوزہ گر، طاغوت کے پس خوردہ کی ریزہ چینی کرنے والے اور شیطانی گروہوں کے حمائتی، حواری اور درباری ان کے پیٹ میں مروڑ اٹھتا ہے یہ پوچھتے ہیں ناموس رسالت کی خاطر کسی راج پال، راجر کاپل اور سلمان تاثیر کو ماردینے سے کیا رسول اللہ کی عظمت بڑھ جاتی ہے؟ میں سوچتا ہوں اور خیال کرتا ہوں کہ یہ لوگ بصیرت سے ایسے تہی ہیں کہ انہیں دودھ اور زہر کے درمیان کوئی پہچان نہیں ہے راستے سے کانٹے ہٹانے اور راستے میں پھول بچھانے کے عمل میں ان کو کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ یہ کردار اور فکر دونوں کے اعتبار سے بانجھ لوگ ہیں حلال وحرام کے درمیان امتیاز ان کو حاصل ہی نہیں ہے۔

(۲)

''شذرات فکر انگیز''

الحمدللہ! رسول اللہ کی تعلیمات کے زیر اثر روئے زمین کے تمام مسلمان دوسرے مذاہب کی کتب، انبیاء اور عقائد ونظریات حتی کہ عبادت گاہوں کے حوالے سے بھی احترام کا قرینہ رکھتے ہیں ہندو، یہودی، عیسائی یہ سب خدا کی نافرمان قومیں ہیں یہ آسمانی ہدایت سے محروم لوگ ہیں انہوں نے مقدس نبیوں کی نافرمانی اور حرکت کا ارتکاب کیا۔

غازی علم دینؒ عامر عبدالرحمٰن چیمہؒ اور ملک ممتاز قادریؒ تینوں کا مقصد اعلیٰ، تینوں کی زندگی پاکیزہ، تینوں کے والدین نیک، تینوں کا کارنامہ قابل فخر ہے کسی سیکوکر، جدت پسند، لبرل اور بے دین دانشور کو یہ لاف، گزاف ہانکتے سنا ہے کہ ان ہیروز کے پسماندگان کا

کیا ہوا۔ ان کے جنازوں پر گلے پھاڑ پھاڑ کر تقریریں کرنے والے دو دن چار دن کے بعد ہر چیز بھول گئے۔ ان کی ضرویات، ان کے بچوں کی تعلیم وتربیت، ان کے والدین بہن بھائیوں، آل اولاد کی باقی زندگی کیسی رہی؟ ان کے شب وروز کیسے گزر رہے ہیں۔ یہ سوال دراصل ایک ہدائت سے محروم اور بنجر ذہن سے اٹھنے والا سوال ہے آسمانی ہدایت سے محروم اور دینی افلاس میں مبتلا لوگوں کا سوال ہے اللہ کریم نے ہر ذی روح کے رزق اور زندگی کا ذمہ خود لے لیا ہے کسی انسان کی کیا اوقات کے کسی انسان کو سانس، رزق، زندگی اور صحت دے سکے، اے کافرانہ تہذیب کی گود میں پروان چڑھنے والے بچارے! تیرا دین، ایمان زندگی، مادیت زدہ ہے تو روحانی، آسمانی تعلیمات سے محروم ہے کورا ہے تیری زندگی ان بیلنس ہے تجھے اقبالؒ کا پیغام شاید یاد نہیں کہ

ان شہیدوں کی دیت اہل کلیسا سے نہ مانگ
قدرو قیمت میں ہے خون جن کا حرم سے بڑھ کر

عام انسانوں کو موت، بیماری، بھوک، پیاس، افلاس اور غربت کا احساس دلا کر، خوف دکھا کر دین بیزاری کا سبق پڑھانے والا فلسفہ الحادوزندقہ پرمبنی شیطانی ذہنوں کا تیار کردہ شاخسانہ ہے حق وباطل کی کش مکش میں اگر پیٹ پر پتھر باندھ کر حمائت حق میں کھڑے ہونے کی ضرورت پیش آئی تو بھی اولاد ابراہیم حق پر عزم واستقلال کے ساتھ کھڑی رہے گی۔ (انشاءاللہ)

اے ظالمو! کیا ترقی پسندی کے لیے ضروری ہے کہ خدا کے پیارے کی توہین کی جائے ان کی تحقیر کی جائے اور اُن کے احکام کا مذاقِ اڑایا جائے۔ یہ غازی علم دین، عامر چیمہ اور ممتاز قادری تو اللہ کے بھیجے ہوئے لوگ ہیں اللہ نے ان کو پیدا فرمایا کہ اپنے دشمن کا قلع قمع ان سے کروایا۔ دیکھئے اس باب میں اللہ کا حکم تو بہت واضح ہے دیکھئے سورۃ المائدہ آیت نمبر ۳۳

ترجمہ: اور وہ کہ اللہ اور اُس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کیے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمین سے دور کر دیئے جائیں یہ دنیا میں اُن کی رسوائی ہے اور آخرت میں اُن کے لیے بڑا عذاب ہے''۔

یعنی اللہ تعالیٰ سے لڑنا یہی ہے کہ اس کے پیاروں سے عداوت کرے جب کہ حدیث شریف میں وارد ہوا کہ اس آیت میں قطاع طریق یعنی رہزنوں کی سزا کا بیان ہے شان نزول ۶ ھ میں عرینہ کے چند لوگ مدینہ طیبہ میں آ کر اسلام لائے اور بیمار ہو گئے اور ان کے رنگ زرد ہو گئے پیٹ بڑھ گئے حضور ﷺ نے حکم دیا کہ صدقہ کے اونٹوں کا دودھ اور پیشاب ملا کر پیا کریں ایسا کرنے سے وہ تندرست ہو گئے مگر تندرست ہو کر مرتد ہو گئے اور پندرہ اونٹ لے کر وہ اپنے وطن کو چلتے سید عالم ﷺ نے ان میں حضرت سیار کو بھیجا ان لوگوں نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور ایذائیں دے کر شہید کر ڈالا پھر جب یہ لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں گرفتار کر کے حاضر کیے گئے تو ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اب اس آیت مقدسہ میں ابتدائی حصے میں محاربہ کی جزاء میں بھی قتل کو بیان کیا گیا ہے جس سے بالبداہت معلوم ہوتا ہے کہ فساد فی الارض اور قتل کے علاوہ یہ تیسری صورت (محاربہ) ہے جس کو قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے پس ان مثالوں سے منکروں کا بطلان ہر عقل و شعور رکھنے والے شخص پر بالکل واضح ہو جاتا ہے یہاں میں بڑے ادب و احترام سے کہتا ہوں کہ بعض لبرل و ترقی پسند کالم نگار ایجنڈے کے مطابق گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کے جرم میں ممتاز قادری موت دیئے جانے کے بعد بڑے بڑے خوش ہیں بڑے بغلیں جھانک رہے ہیں

طنز وتحقیر کے تیر برسار ہے ہیں اپنی ذاتی اور نجی مجالس میں افسوسناک گفتگو کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں وہ مذہب کو مذہبی قوتوں کو خاص نشانہ بنار ہے ہیں ان کا ہدف ہر لمحہ بدلتا رہتا ہے کبھی وہ کانگرسی مولویوں کو تحریک پاکستان کا سب سے بڑا دشمن قرار دے کر غصہ اتارتے ہیں کبھی جماعت اسلامی کے لتے لیتے ہوئے نظر آتے ہیں کبھی اہلحدیث مکتبہ فکر اور کبھی اہلسنت و جماعت کے علماء بریلی و بدایوں مرادآباد و میرٹھ اور سنبھل و اعظم گڑھ لاہور و لائل پور کو نشانے پر رکھ کر گالی دیتے ہیں اس پر بھی ان کا جی نہیں برتا تو مولوی کو جاہل ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے کبھی عسکریت پسندی تو کبھی انتہاء پسندی کا راگ الاپتے ہیں وہ لٹھ بردار ملا ہونے کا طعنہ بھی دیتے ہیں اُن کا کہنا یہ ہے کہ پاکستان میں سانس لینا تو درکنار یہاں مولوی کو نظر بھی نہیں آنا چاہیے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء اور پھر تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ ۱۹۷۷ء کو یاد کر کے ان کے پیٹ میں مروڑ اٹھتا ہے یہ این جی اوز کا روپ دھار کر تو کبھی اسٹبلیشمنٹ کی آڑ میں دینی قوتوں کو نکیل ڈالنے کی فکر میں رہتے ہیں پہلے کہتے تھے ان کو کوئی ووٹ نہیں دیتا مولوی چور دروازے سے اقتدار میں شامل ہونے کی کوشش کر رہا ہے گویا ملک میں رہنے والے تمام لبرل جو یہاں کا نمک کھاتے ہیں اور استمار کے سفارتخانوں سے وظیفے لیتے ہیں ان میں چندسو وہ بےضمیر بھی شامل ہیں جو سول سوسائٹی کی آڑ میں الحادو زندیقیت کے فروغ کے لیے ہلکان ہوئے جار ہے ہیں ان ظالموں کا اپنے وطن، اپنی مٹی، اپنے نظریہ حیات، اپنے معاشرے، اپنے سماج اور یہاں کی اقدار کے ساتھ انسانی لحاظ سے غالبًا کوئی بھی رشتہ و ناطہ نہیں ہے یہ مادر پدر آزاد ہیں حیوانی اور غیر انسانی زندگی جو ہر قدغن سے آزاد ہوں ان کا مطلوب ہے یہ روحانی اور خلوص نیت سے محروم طبقہ ہے۔ موقع پرست، ابن الوقت، خودغرض، بے دین، بے مروت، بے لحاظ، خدا اور سول کے احکامات کے منکر لوگ ہیں ہر مخلص، مسلمان پر تنقید ان کا حق ہے۔ لیکن مرزائیوں، ذکریوں، بہائیوں، بروزیوں، دجالوں، ایجنٹوں، خاطیوں اور منکروں گندے ولچر اور بیہودہ لوگوں کے یہ دوست ہیں حضرت اقدس مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کی حکمت و دانائی کی

بدولت جب ملی یکجہتی کونسل اور متحدہ مجلس عمل کی بدولت دینی جماعتوں میں نفرت کی خلیج کم ہوئی حسد و دشمن کی آگ مدہم ہوئی فرقہ وارانہ ماحول پر قابو پالیا گیا علماء نے الیکشن میں حوصلہ افزائی ماحول کو پیدا کیا تو ان ظالموں کے طوطے اڑنے لگے پھر یہ ہانکنے لگے کہ ان مذہبی پروفیسر گروپوں نے حکومتوں کے خلاف تحریکیں چلانا اور انہیں کامیاب بنانے کے لیے کوئی نہ کوئی جواز گھڑ ہی لیا ہے اور یہ مسلکی اختلافات بھلا کر محمود و ایاز کی طرح ایک ہی صف میں کیونکر کھڑے ہو گئے ہیں اور یہ بڑے خطرناک لمحات ان کے نزدیک پیدا ہو گئے جب علماء نے عوام میں اپنا اعتماد سیاسی طور پر بحال کرنا شروع کر دیا۔ یہ چپ ہو گئے ، ان کو سانپ سونگھ گیا اور ایسے لگے جیسے ان کے وجود سے پاکستان خالی ہو گیا ہے۔

(۳)

''شذرات فکر انگیز''

کئی برس کے بعد یہ دوسرا موقع تھا کہ جب بدی کی قوتوں نے اپنے زعم میں سلمان تاثیر، عاصمہ جہانگیر، شیری رحمٰن اور پوپ بینی ڈکٹ کی شے پر اُدھم مچا رکھا تھا ہر تقدس، عصمت، عزت، آبرو، توقیر اور انسانیت پر یہ بدنہاد ٹولہ حملہ آور تھا یہ اتنے بے لگام اور بدزبان ہو گئے کہ ان کی گستاخیاں بے ادبیاں اور سازشیں اسلامی، اسلامی احکام، بانی اسلام اور آسمانی ہدایت کے صحیفے قرآن تک جا پہنچیں گرد و غبار اتنا اڑا کہ راستہ نظر نہیں آ رہا تھا ایسے میں خدا تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کا ستیاناس کرنے کے لیے ممتاز قادری کے کردار کا انتخاب کر لیا اُن کی للکار، انداز، ادا، اور پر وقار جانثاری کے جذبے نے شیطانی قوتوں کے ارمان ایک ہی وار میں ٹھنڈے کر دیئے۔

عامۃ الناس نے گویا ملک کے سواد اعظم، علماء و شائخ اور جانثاران مصطفے ﷺ

نے پر پور کردار ادا کیا ممتاز قادری کی حمایت میں پر ایمان وکلاء کی بڑی اکثریت بھی برسر پیکار رہی۔ حکومت انڈر پریشر تھی سیکولر، جدت پسند اور لبرل زیر زمین سرگرم ہو گئے۔ ایسے میں سپریم کوٹ کے جج بھی جانبدار بن گئے وہ بیرونی ایجنڈے پر کام کرر ہے ہیں ان کے کان میں جو ڈالا گیا انہوں نے سب وہی سنا جو انہیں سنایا گیا اور انہوں وہی چبایا اُن کے منہ میں جو دانہ پھینکا گیا اُسے چبالیا۔ لادینیت کے علمبردار اب ممتاز قادری کے کردار کو کیس کو طالبان اور دہشت گردی، انتہا پسندوں کے ساتھ جوڑنے کے لیے انتہائی کوشش میں لگے رہے حتی کہ حکمرانوں کو بلیک میل کرنے کے لیے کہا گیا کہ حکومت شدت پسندوں کی سرپرست ہے اور دہشت گردی اپنی جگہ ایک مسئلہ ہے اس طرح کرپشن اور غنڈہ گردی ایک الگ مسئلہ ہے اتحاد کے علمبرداروں نے بہر حال اس ساری صورتحال کو مکس اپ کردیا اور مجموعی تاثر یہ دیا کہ یہ سب انتہاء پسندی کا کاشاخسانہ ہے حالانکہ انتہا پسند تو وہ خود بنے ہے جنہوں نے انسانی جذبات، حقوق، اقدار، عقائد، نظریات کو درخورے اتنا کیے بغیر مقدس قرآن اور صاحب قرآن کو تحقیر و توہین اور استہزاء کا نشانہ بنا لیا وہ عاشقان رسول ﷺ جو غلامی رسول ﷺ کے تعلق کی نسبت سے ناموس رسالت ﷺ کا پہرہ دے رہے ہیں یہ تو کائنات کے منتخب لوگ ہیں یہ زمین کا جوہر ہیں جن کے کردار پر انسانیت کو فخر ہے یہ تو خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے حکم ربانی کی تکمیل و تعمیل میں جان ہتھیلی پر لیکر نکلنے والے سرفروشان حق کے گروہ کے رکن رکین ہیں اب غیر ریاستی عناصر یا نان اسٹیٹ ایکٹرز قاتلوں، دہشت گردوں اور کرائے کے تخریب کاروں کو ان سے کیا نسبت ہے یہ دونوں بالکل مختلف کردار ہیں ایک رحمٰن کا بندہ ہے تو دوسرا شیطان کا بندہ ہے۔ ایک کی نظر خدا پرستی پر ہے دوسرے کی ظر مادہ پرستی پر ہے اہل حق کے ہدی خواں ممتاز قادری ہیں انہوں نے ایک گستاخ اور غلیظ کردار کا خاتمہ کر کے انسانیت کا سر فخر سے سربلند کر دیا ہے۔

ممتاز قادری کی سزائے موت کے لمحات میں انہی نفس پرستوں، خود پرستوں اور استعمار پرستوں کی ایماپر حکومت کے بزدل اور خائن ذمہ داران نے سامراجی قوتوں کو خوش کرنے کے لیے بلیک اوٹ کیا اور ''میڈیا کنٹرول'' کے اس تجربے پر کروڑوں انسانوں کے حقوق سلب کرنے والی جمہوری حکومت اوراس کے پشت پناہ خوش دکھائی دے رہے ہیں ہم پوچھتے ہیں کہ آزادی اظہار کا واویلہ کرنے والے اور انسانی حقوق کی آڑ میں استعماری حقوق کے ایجنڈے کی تکمیل کررہے ہیں اس وجہ سے مظاہرین کی طرف سے ٹی وی کی ڈی ایس این جی وین کا اگر تھوڑی دیر محاصرہ کر کے احتجاج کیا گیا تو یہ ان بے آواز شہریوں کا حق ہے کہ وہ اپنے خلاف ہونے والی ناانصافی پرآواز بلند کریں۔

استمار کے زلہ زبان بے ضمیروں کو کوئی ایک تکلیف تو ہی نہیں انہیں یہ بھی شکوہ ہے کہ ممتاز قادری کی نماز جنازہ کے لیے دارالخلافے سے جڑے شہر راولپنڈی کے ایک معروف مقام ''لیاقت باغ'' میں اجازت کیوں دی گئی؟

ہم پوچھتے ہیں آپ کے ذوق کے مطابق یہ اجازت کہاں ملنی چاہیے تھی ملنی بھی چاہیے تھی یا نہیں تو ان بدفطرت، بدطینت اور بدلگام لوگوں کا خیال یہ ہے کہ ان کڑوڑں لوگوں کے یہاں کوئی کیا حقوق نہیں ہیں؟ آخران کو یہ تکلیف کیوں ہے کہ ''قبازہ کے لیے اتنا وقت دیا گیا کہ ملک کے طول وعرض سے لوگ راولپنڈی پہنچ گئے۔ اور اتنا بڑا اجتماع اکٹھا ہوگیا کہ یہ ملکی تاریخ کا سب سے بڑا اجتماع قرار پا گیا''

یہ سوچ کتنی گھٹیا ہے کہ یہ سچ کو اور سچ کی آواز کو اپنے جھوٹ اور ناانصافی کی بھینٹ چڑھانا چاہتے ہیں ان کا مزید کہنا ہے کہ

''کہیں نہ کہیں ایسی طاقتیں موجود ہیں جو یہ سب کچھ کروانے کی پوزیشن میں ہیں کہ ممتاز قادری کی نماز جنازہ کا اہتمام اور ذوالفقار علی بھٹو اور اکبر بگٹی کی نماز جنازہ کے مابین تقابل سے اندازہ ہوتا ہے کہ پاکستان میں طاقت کے حقیقی سرچشموں اور سیاسی قوتوں

کے مابین بڑا فرق ہے"

ہفت روزے "ہم شہری" کے گمراہ کن تجزیہ نگار کے جواب میں ہم صرف یہی کہیں گے کہ الحادی تنخواہ دار قوتیں تو حق سچ کی ہر آواز کو دبانے کے لیے اپنا ہی زور استعمال کر کے خوش تھیں کہ اس ان کے کالے جرم کے ارتکاب کی کسی کو بھنک بھی نہ پڑے گی لیکن کیا جائے جس سچ کو حق بلند کرنا چاہے اُسے کون نیچا دکھا سکتا ہے وہ لافانی کردار جس کی ایف آئی آر آسمانوں پر کاٹی جا چکی تھی اس کے ساتھ بھلا بھٹو اور بگٹی کو کیا نسبت؟

تاریخ کا یہ سب سے بڑا، موثر، پرامن، بامقصد، منظم اور تاریخ ساز نماز جنازہ کا اجتماع تاریخ کا ایک روشن باب ہے اس کے، پیچھے کوئی سرکاری سرمایہ نہیں آسمانی تائید ہے اسی لیے آپ ایسے نام نہاد، کم فہم دانشوروں کی آنکھیں چکا چوند ہو کر رہ گئی ہیں

ہم سمجھتے ہیں کہ ملک ممتاز قادری شہیدؒ کے مقدمے میں جانب دار جج صاحبان کا کردار خود ایک سوالیہ نشان ہے؟ انہوں نے انصاف کے تقاضے پورے نہیں کیے انسداد توہین رسالت کے تحت سزائے موت پانے والے درجنوں افراد کو وہاں گونگے بہرے اور آندھے بنے نظر آتے ہیں ان کا قانون کیا صرف کمزور پر لاگو ہوتا ہے دنیا بھر کے مذہبی طبقات بالخصوص پاکستانی علماء ومشائخ کی بے بسی پر رونا ہے وہ اتنے کمزور اور بے بس ہیں کہ مذکورہ قانون کو بنے ہوئے ۳۱ برس گزر گئے لیکن سزا یافتہ گستاخوں کو آج تک ہماری عدالتیں سزا نہیں دے سکیں؟ ہائے افسوس! ہمارے حکمران کتنے دوہرے معیار کے حامل ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بین الاقوامی دباؤ پر ممتاز قادری کے کیس میں کیے جانے والے فیصلہ پر ایک جانبدارانہ فیصلہ ہے عدالتی قتل ہے اس میں ہرگز انصاف کے تقاضے پورے نہیں کیے گئے شیطانی قوتیں کو خوش کرنے کے لیے یہ سب کیا گیا ہے؟

(۴)

"شذرات فکر انگیز"

ہم ایک لمحے کو فرض کر لیتے ہیں کہ عدالت نے ممتاز قادری کو بلا جواز سزا سنائی ہے اس فیصلے میں کئی سقم تھے ایسا کیوں ہوا؟ ممتاز قادری کے والدین کو اچانک ملاقات کے لیے جبراً طلبی اور آناً فاناً سزائے موت کے فیصلے پر عملدرآمد آخر اس قدر جلدی کی ضرورت کیا تھی؟ اور یہ سب رات کی تاریکی میں کیوں ہوا؟ ایک اس فیصلے کے لیے خاص وقت کا انتخاب کیوں کیا گیا؟ ہر چیز کو اندھیرے میں رکھ کر کس کو خوش کیا گیا؟

ممتاز قادری کو شہید کر کے ہمارے حکمرانوں نے اپنے غیر مسلم آقاؤں کو کیا پیغام دینا چاہا؟ یہ اور اس قسم کے درجنوں اور بھی سوالات ہیں جو جواب طلب ہیں؟ کون دے گا ان سوالوں کے جواب؟ ممتاز قادری کے کارنامہ سے دنیادار سیاستدانوں بھٹو اور بگٹی کو کیا نسبت ہے؟ اپنے دل کی آنکھ سے دیکھیں؟

یہ ٹھیک ہے کہ بھٹو کو بندوقوں کے سائے تلے دفن کر دیا گیا بگٹی کو تو ایک شخص پرویز مشرف کی انا کی بھینٹ چڑھنا پڑا اور ان کے قتل میں نامزد ملزم پرویز مشرف بنا عدالت میں پیش ہوئے ہی بری بھی ہو چکے ہیں دبئی بھی جا چکے ہیں بگٹی کو دفن کرنے کے لیے بھی ان کے لواحقین کو حق نہیں دیا گیا عسکری سائے تلے تابوت کو تالا لگا کر ایک محب وطن بلوچ کو دفنا دیا گیا اس طرح پنجاب کے ایک نام نہاد مادر پدر آزاد گستاخ گورنر جب اپنے کوتوتوں کی بدولت اپنے عبرت ناک انجام سے دوچار ہونا پڑا تو اس کا گناہ اتنا بڑا تھا کہ اس کے گھر والے بھی اس کی ارتھی کو کندھا دینے پر آمادہ نہ ہوئے اُس نے اشتعال، نفرت، تعصب اور غیض وغضب کی جو فضا پیدا کر رکھی تھی اس کی وجہ سے ہر کوئی خود کو مجرم سمجھ رہا تھا ہر کوئی اُس سے اپنے کسی بھی تعلق کی تردید کر رہا تھا۔ جس بے کسی، بے بسی کے ساتھ سلمان تاثیر کا جنازہ گورنر ہاؤس کی بلند دیواروں کے پیچھے چھپ کر ہیلی کاپٹر کی فضائی نگرانی میں ہوا۔ گورنر ہاؤس کے مولوی سمیت کوئی عالم دین اس گستاخ کا جنازہ پڑھانے کے لیے آمادہ نہیں تھا

چند لوگ خوف زدہ ماحول میں وہاں جمع ہوئے جہاں سیکورٹی فورسز کا مضبوط حصار تھا۔ ان ہدایت سے محروم لوگوں کی خواہش تو بس یہ تھی کہ

''کیا ایسا ممکن تھا کہ اڈیالہ جیل سے کوئی نیم فوجی دستہ ممتاز قادری کی لاش کو ایمبولینس میں لے جاکر اس کی وصیت کردہ جگہ پر دفن کر دیتا''۔

کچھ کام ایسے ہوتے ہیں جن کے حوالے سے انسان بے بس ہے ایسی ہی بے بس اللہ نے اپنے دشمنوں پر مسلط کر رکھی ہے ممتاز قادری کو خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت اور حمایت واعانت حاصل ہے وہ تو خدائی مشن کے سپاہی ہیں الحمد للہ! اپنے مشن میں سرخرو ٹھہرے اور ایک زمانہ اُن کے کردار پر شاید ہے وہ ایک صاف ستھرے، باکردار، متقی، پرہیزگار اور محبت وطن شہری ہونے کے ناطے سے قابل احترام انسان تھے۔ انہوں نے قانون ہاتھ میں لینے والوں کے اگر ہاتھ کاٹے ہیں تو بہت بڑھیا کردار ادا کیا ہے یہ انسانیت پر اُن کا احسان عظیم ہے ہمارا عہد اس لحاظ سے عہد زریں کہلائے گا کہ ہم سب کو یہ اعزاز بہرحال نصیب ہے کہ ہم غازی ملک ممتاز قادری شہیدؒ کے عہد میں رہ رہے ہیں۔

یحییٰ خان پر مالی بددیانتی کا الزادم لگانا شاید آسان نہ ہو لیکن وہ بدکردار ضرور تھا انہی بدکرداریوں کی وجہ سے بڑے لوگ اُس کے اردگرد مکھیوں کی طرح بھنبھناتے رہتے تھے وہ عیاش، شرابی اور اخلاقیات سے محروم انسان تھا اُس نے ملک توڑ دیا بھٹو نے بھی اس کارخیر میں کافی حصہ ڈالا؟ کیا ان دونوں کا احتساب ہوا ملک وقوم کو ذاتی ہوس اقتدار کی بھینٹ چڑھا کر ڈبونے والوں کو احتساب کے کٹہرے میں کھڑا کیا گیا ہرگز نہیں؟

انہوں نے آئین وقانون کو پائمال کیا آدھا ملک ٹوٹ گیا ۹۰ ہزار فوجی بھارت جیسے ازلی دشمن کی جیلوں میں قید ہو کر رہ گئے تاریخ نے بھی ان کا احتساب نہیں کیا۔ ان کے دست و بازو وہ سرمایہ دار، جاگیردار اور مالدار لوگ تھے جن کی نسلیں آج بھی پاکستان کی تقدیر سے کھیل رہی ہیں اکبر بگٹی اپنے انجام کو پہنچا لیکن کیا انصاف کی ضرورت ان بے

انصافوں کو نہیں ؟ جو سلمان تاثیر کی والیشن، اشتعال انگیزی انتہا پسندی اور مغرب کی خوشنودی کے لیے کی جانے والی دین بیزار کوشش پر قتل ہو جانے کے بعد بھی موم بتیاں جلاتے ہیں اُس کی یاد میں شمیں روشن کرتے ہیں روئے زمین پر اس سے زیادہ بد بخت، خبیث اور لعین کیا کوئی اس عہد میں گزرا ہوگا جو رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کا ہم نوا بن کر ان کے گندے نظریات کو سپورٹ کرے اُن کی حوصلہ افزائی کے لیے کردار ادا کرے اور انہیں جرات دلائے کہ میں یہ قانون ہی بدل دوں گا۔ تف ہے ایسے نظریات پر۔

(۵)

''شذرات فکر انگیز''

ملک کا اربوں کھربوں روپیہ لوٹ کر لے جانے والے قومی مجرموں کا حشر کیا ہو گا؟ یہ انصاف کرنے والی عدالتوں کو اپنی کٹھ پتلیاں بنا کر خوش ہوتے ہیں۔

عدالتوں اور حکومت کی طرف سے، پریس اور اہل قلم کی طرف سے ممتاز قادری کے مسئلے پر کیئے جانے والی ناانصافی کے خلاف اگر چند ہزار افراد نے ڈی چوک میں دھرنا دے دیا تو کیا قیامت آ گئی یہ مغرب کے تنخواہ دار این جی اوز، سول سوسائٹی اور نام نہاد ضمیر فروش، قلم کار اشتراکی، فاشسٹ اور کمیونزم کے نظریات کی پیوند کاری میں لگے رہے ہیں ان کو بے نقاب ہونا چاہیے اور ان کو بھی احتساب کی منزل سے گزرنا چاہیے اور پوچھنا چاہیے کہ رہتے یہاں ہو اور غیر ملکی نظریات کے لیے کام کرتے ہو کیوں؟ اگر ان کے نظریات اتنے ہی عزیز ہیں تو اسی جہنم کا ایندھن بن جاؤ۔

یہ مغالطہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جماعت الدعوۃ، حقانی نیٹ ورک، لشکر جھنگوی، سپاہ صحابہ اور مسعود اظہر گروپ کا ممتاز قادری شہید کے نظریہ حیات سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن یہ سیکولر عناصر ان کے مغالطے میں ان کو گالی دیتے نظر آتے ہیں کتنے جھوٹے،

دغاباز اور مکار ہیں یہ نیلے پیلے، گہرے سرخ اپنے حیلوں میں۔ ان کے اندر برداشت نام کی کوئی چیز نہیں جب ان کی گردن ناپی جائے تو انسانی حقوق کی دہائی دیتے ہیں اور یہاں قومی مفاد کے اصول پر اپنے ناجائز اور دین بیزار سرگرمیوں کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

یہ ملک نظریہ پاکستان، نظریہ اسلام کے نام پر وجود میں آیا یہاں ایسے دین بیزار انسانیت بیزار لوگوں کی بھلا کیا ضرورت ہے؟

یہاں اس بات کی جانب توجہ مبذول کرانا ضروری ہے کہ ممتاز قادری کے تختہ دار پر پروانہ نثار ہو جانے سے کہانی ختم نہیں ہوئی۔ اب تو ان لوگوں کے خلاف بھرپور کاروائی کی ضرورت ہے جو اپنی مغالطہ آمیز تحریروں، تقریروں اور سازشی کردار سے تقدس مآب ہستیوں، اسلامی قوانین اور خود اسلام کو ہدف بناتے ہیں این جی اوز اور سول سوسائٹی کی سرگرمیوں کی مانیٹرنگ تب ضروری ہے ان کی سرگرمیوں، اجتماعات پر نظر رکھنا اہم ہے آزادی اظہار کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ قرآن اور صاحب قرآن کی ذات پر کیچڑ اچھالا جائے اس کی ہرگز اجازت فراہم نہ کی جائے گی۔

پاکستان کے بارے میں ایک عمومی تاثر ہے کہ اس ملک کا ماحول غیر ملکی ایجنڈے پر کام کرنے والے سیکولر، ترقی پسند اور مادہ پرستانہ نظریات کے حامل افراد کے لیے بہت موزوں ہے جو معاشرے میں ہر طرف پھیل چکے ہیں اور اس پر مستزادہ سرپرستی ہے جو ان نظریات کو بھارت، اسرائیل، برطانیہ، امریکہ اور جرمنی وغیرہ سے حاصل ہے یہ عناصر ایک مدت سے وطن عزیز کے گلی کوچوں کو معصوموں کے خون سے رنگین کر رہے ہیں یہ لوگ بلوچستان، کراچی، سندھ، پنجاب ملک کے ہر حصے میں ان نامانوس لوگوں کا نیٹ ورک موجود ہے ملک کی نظریاتی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کے لیے یہاں مغربی ثقافت وتہذیب کو رواج دینے کے لیے یہ ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں پاکستان تعلیمی اداروں کے نصاب پر

ماثر انداز ہونے کے لیے ہر سال حکمرانوں کو بجٹ دیتے ہیں اور کچھ نہ کچھ نیا نصاب میں لا ڈالتے ہیں یہ لوگ بہت اثر ورسوخ رکھتے ہیں مرزائیت، عیسائیت، یہودیت اور ہندویت ان کی پشت پر موجود ہے۔ ہندوستان کا مولوی وحید الدین پاکستان میں جاوید احمد غامدی اور عمار خاں ناصر آف گوجرانوالہ انہی قوتوں کی پشت پناہی میں کام کر رہے ہیں۔ اور انہی کے ایجنڈے کو تکمیل تک پہنچا رہے ہیں۔ ان کا مشترکہ ایجنڈا ہے کہ جدیدیت کی آڑ میں ہر طرح کی وارداتیں، گھاتیں اور سازشیں کرتے رہیں۔

یہ اتنے دلیر ہو گئے ہیں کہ اب باقاعدہ مذہبی جماعتوں اور اُن کے عقائد و نظریات پر اشتعال انگیز نقطہ نظر پیدا کر کے انہیں اکساتے ہیں سلمان تاثیر کے قتل پر ان لوگوں نے بہت واویلا کیا اپنے سر پر خاک ڈالی اپنے سرپرستوں کو پکارتے رہے حالانکہ شیطان ان سے اپنا کام نکلوا کر انہیں تنہا چھوڑ دیتا ہے۔

غازی ممتاز قادری شہیدؒ کے عمل پر تمام جمہور نے تحسین و آفرین کے پھول برسائے اُس کی محبت میں قربان ہوئے عدالت میں ابتدائی پیشیوں پر اس کو ہار پہنائے گئے اس کی آمد پر وکیلوں کی طرف سے گل پاشی کی جاتی رہی عوام اور علماء نے اس کا پر جوش استقبال کیا عوامی حمائت قدرتی تھی لوگوں نے سکھ کا سانس لیا کہ معاشرہ ایک بدبودار انسان سے پاک ہو گیا ہے لوگوں نے سماجی رابطوں کی ویب سائٹ پر بھرپور ردعمل دیا ہزاروں لاکھوں افراد نے ان کی حمائت میں فیس بک پر صفحات بنائے انہوں نے غازی شہیدؒ کی تصویر کو اپنی پروفائل میں پکچر کے طور پر لگایا۔ فیس بک کا ایک اسلامی ورژن، ملت فیس بک قادری کو پسند کرنے والی سواد اعظم کے لیے ایک پسندیدہ جگہ بن کر سامنے آئی۔ غازی ممتاز قادری شہیدؒ کے مشن کی صداقت یہ ہے کہ مختلف مذہبی طبقات، وکلاء، اساتذہ، عامۃ الناس کی طرف سے جو مقبولیت، محبت اُن کو تختہ دار پر جھولنے سے پہلے حاصل تھی اُن کے عزم و استقلال اور غیر متزلزل استقلال کی وجہ سے دوگنا اور بڑھ گئی ہے اس کو سزائے موت دینے

جانے کے خلاف ملک کے طول و عرض میں اس کی حمائت میں جلسے، جلوس، ریلیاں، دھرنے، کانفرنسیں اور تعزیت پروگراموں کی برمار ہے۔

لیکن افسوس ہے کہ غیر ملکی دباؤ کے تحت پاکستانی حکومت نے ایک ایسے ہیرو کو پھانسی چڑھا دیا ہے جو محبِ وطن، دین پسند طبقات میں بہت مقبول تھا جو جمہور کا ہیرو اور فخر تھا یہ کسی بھی حساب سے کوئی چھوٹا واقع ہر گز نہیں ہے۔

(٦)

''شذرات فکر انگیز''

اکتوبر ۲۰۱۵ء میں جب پاکستان کی سپریم کورٹ نے ممتاز قادری کی سزائے موت کو برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا تو غیر ملکی طاقتوں کو خوش کرنے کے لیے اس میں لکھا کہ توہین رسالت کے حوالے سے قوانین تنقید سے مبرا نہیں ہیں خصوصاً اس تناظر میں کہ توہین رسالت قوانین کو متبرک خیال کیا جاتا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ جج صاحبان کا یہ نقطہ نظر غور و فکر کے بغیر ہے ساڑھے چورہ سو سال میں جس قانون کو چیلنج کرنے کی جرات کسی مائی کے لال کو نہیں ہوئی اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی بدنیت انسداد توہین رسالت کے قوانین کو بدلنے کے لیے چیلج کرنے کی جرأت کرے پچھلے ہفتوں میں پنجاب میں اور مرکز میں حکمران جماعت کی حکومت ہے انہوں نے تبلیغی جماعت پر پابندی عائد کردی حکومت کا خیال تھا کہ یوں دہشت گردوں کو ایک سہولت کار اور معاون کا کردار یہ جماعت ادا کر رہی ہے پھر اس کی وجہ سے ملک میں فرقہ وارانہ صورتحال میں اضافہ ہو رہا ہے اور یہ کہ یہ افراد مختلف اداروں میں تبلیغ اسلام کی آڑ میں جا کر مختلف لوگوں کو اپنے نظریات اور مقاصد کے لیے ورغلاتے ہیں اسی طرح حقوق نسواں بل کے حوالے سے بھی حکومت اور مذہبی طبقات کے درمیان ایک محاذ آرائی کا منظر ہے

دہشتگردی ، فرقہ واریت اور انتہائی پسندی ایک الگ چیز ہے ناموس رسالت ﷺ کا مسئلہ اور اس کا تقدس اور نزاکت ایک اور چیز ہے دونوں کو الگ الگ رکھنا اور دیکھنا ضروری ہے ماحول میں ناموس رسالت کے حوالے سے ایک قابل ذکر توانائی اور اُمید بڑی نمایاں ہے اُمت اس حوالے سے کوئی مصلحت اور کمزوری نہیں دکھارہی دوٹوک موقف ہے جبکہ دہشت گردی ،انتہاپسندی اور فرقہ واریت کے خاتمے پر تمام قوم متحد و منظم ہے گزشتہ مہینوں اور سالوں میں ان سخت گیر اور بھیانک آوازوں کے خلاف حکومتی اقدامات کی سب نے حمایت کی ہے پرجوش تائید کی ہے فوج، رینجرز اور پولیس کی کاروائیوں کی حمایت مستقل انداز سے جنرل راحیل شریف جبکہ پر جوش انداز میں وزیر پاکستان میاں محمد نواز شریف بھی ضرور کر رہے ہیں ٹارگٹ کلرز،خودکش حملوں میں کافی کمی آئی ہے امن کی صبح نمودار ہورہی ہے یہ بہت سادہ سی بات ہے کہ لشکر جھنگوی، سپاہ صحابہ، تبلیغی جماعت،جمیت علماء اسلام (ف) اور (س) گروپ، جماعۃ الدعوہ پاکستانی طالبان، احرارالہند وغیرہ نام بدل بدل کر جو کاروائیاں کرتی رہی ہیں یہ آج کا سلسلہ نہیں ہے پچھلے تقریباً (۳۵) پینتیس سال سے بائی فورس اقتدار پر قبضہ کرنے کی تیاری اور اقدمات جاری تھے۔ جسے پاکستان آرمی نے مکمل بے نقاب کیا ہے اور کچل ڈالا ہے۔

ان کاروائیوں کی وجہ سے لوگ ہراساں تھے ملک ایک خوفزدہ کالونی میں تبدیل ہو چکا تھا اب جہاں تک ممتاز قادری کا معاملہ ہے تو اسکا رخ مقامی قوانین اور گورنر سلمان تاثیر کی جانب تھا اس کے غیظ وغضب کا رخ پاکستانی ریاست کی طرف نہیں تھا نہ ہی افغانستان یا انڈیا کی طرف تھا۔

ممتاز قادری کے پیش نظر جغرافیائی سرحدوں کی بجائے نظریاتی سرحدوں پر تھی۔ اُس نے افغانستان میں بیٹھ کر، منہ پر نقاب چڑھا کر، بارود کی بارش کر کے یارات کے

اندھیرے میں کوئی حرکت نہیں کی۔ اُس نے کسی کو راز دار، یا فریق نہیں بنایا وہ اپنی نوعیت کا واحد کردار ہے جس کا مشن اُس کے ذریعہ مکمل ہو گیا۔

ممتاز قادری اپنی جانثاری، فدا کاری اور سرفروشی کے ذریعے آنے والی نسلوں کو ایک توانا پیغام دے گیا ہے اُس نے محبت کرنے والوں کو ایک طویل قانونی جنگ لڑنا ہوگی انسداد توہین رسالت قانون پر عمل درآمد کو یقینی بنانا ہوگا غازی ممتاز قادری شہیدؒ کی قربانی نے بہر حال حالیہ چند ہفتوں میں حکمرانوں کو مسئلہ کی احساسیت کی طرف متوجہ کیا ہے اور جو جوت جگائی ہے اس سے حکمران طبقہ چوکس ہو گیا ہے۔

میڈیا بے لگام یا صلیبی آویزش کا طوفان

(ملکی تناظر میں)

ہمارے ہاں یہ بہت زور و شور سے دہائی دی جاتی ہے کہ آزادئ اظہار کے لیے میڈیا نے بڑی قربانیاں دی ہیں مقدمات، دھمکیاں، جیلیں برداشت کیں اور کئی صحافیوں کی جانیں اس راہ میں کام آ گئیں۔ پھر یہ دعویٰ بھی کیا جاتا ہے کہ جو دکھتا ہے ہم وہی دکھاتے ہیں اور یہ کہ کیمرہ جھوٹ نہیں بولتا۔

مگر ہم اس کے برعکس لمحہ موجود میں بہت کچھ دیکھ رہے ہیں جان رہے ہیں اور رونما ہوتا ہوا محسوس کر رہے ہیں ہمارا میڈیا بہت ابن الوقت ہے ضمیر فروش ہے بکاؤ مال ہے عوامی حقوق کی کوئی قدر و قیمت اس کے سامنے نہیں ہے انسانی حقوق کی آڑ میں اپنے مفادات سمیٹنے والا یہ گروہ سب سے زیادہ ناانصافی جمہور کے ساتھ کر رہا ہے اس کی تازہ

بہترین مثال غازی ممتاز قادری شہیدؒ کے کیس کے دوران جج صاحبان کی طرف سے ہر قدم پر استغاثہ کی حمایت اور سپورٹ کے لیے ایک فریق کا کردار ادا کرنا عدالتی انصاف کو مجروح کرنے کی مترادف ہے غازی ممتاز قادری شہیدؒ کے کیس کو اسلامی، انسانی، اخلاقی اور الہامی اقدار اور جمہور کے جذبات کو مکمل طور پر نظر انداز کر کے لیا گیا ہے استعماری دباؤ پر ان کے فیصلے کو جلد از جلد انجام تک پہنچانے کے اقدامات کیے گئے جبکہ شتم رسول کے حوالے سے سزا یافتہ عیسائی آسیہ ملعونہ کے علاوہ ۱۲۰ افراد سزا یافتہ ہیں جبکہ ان کو مغرب کے دباؤ میں سزائیں دی جارہی اُن کو رعاتیں دی جارہی ہیں۔

ہمارا میڈیا ہر اقدام کرتے ہوئے صلیبی ترجیحات اور مفادات کو پیش نظر رکھتا ہے صلیبی قدروں کی پاسداری کرتا ہے گویا اسلامی جمہوری عوام کے خلاف ہمارا میڈیا ایک جانبدار فریق کا رول بڑی بے باکی اور سفاکی کے ساتھ ادا کر رہا ہے۔ اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلویؒ نے بہت پہلے غالباً اس صورت حال کے پیش نظر فرمایا تھا کہ:

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو! جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
چوروں نے تیری گھڑی تا کی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے
آنکھیں ملنا جھنجلا پڑنا لاکھوں جمائی انگڑائی
نام پر اٹھنے کے لڑتا ہے اٹھنا بھی کچھ گالی ہے
وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا

پس منظر اس صورتحال کا کچھ اس طرح ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شان اقدس

میں ملعونہ آسیہ نے صریح گستاخی کی تو پاکستان کے عدالتی نظام کے تحت جرم ثابت ہونے پر اسے ''موت'' کی سزا سنائی گئی اس سزائے موت پر ایک طے شدہ سازش کے تحت قادیانی، عیسائی اور برل طبقہ کی طرف سے کچھ ضمیر فروش کٹھ پتلی اینکرز نے میڈیا کے ذریعے اس انداز میں احتجاج کیا کہ آسیہ ملعونہ کا کیس پس منظر میں چلا گیا اور آئین میں تحفظ ناموس رسالت کے حوالے سے موجود قانون کے خلاف ہرزہ سرائی شروع ہوگئی۔

قادیانی اور عیسائی ایجنٹوں نے اپنے گماشتوں کے ذریعے ایک خالص دینی وعلمی اور متفقہ مسئلے کو عین چوراہے کا موضوع بنادیا ہے لیکن گورنر کے قتل کے بعد پرنٹ والیکٹرانک میڈیا میں ناموس رسالت ﷺ کے حساس ترین موضوع پر اس طرح زور آزمائی کی گئی کہ دانستہ وغیرہ دانستہ طور پر پروگرام کرنے اور سننے والے بھی بسا اوقات توہین رسالت کے مرتکب ہوتے دکھائی دیتے رہے ہیں۔

اب تو یوں لگتا ہے کہ پاکستان میں الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کی آزادی اظہار، آوارگی اور لادینت والحاد کی حد تک بڑھ چکی ہے مغرب میں ہولوکاسٹ سمیت کئی عنوانات پر میڈیا کو پابند بنایا جاتا ہے کہ وہ ان حساس موضوعات کو زیر بحث نہیں لا سکتے۔ لیکن مغربی میڈیا کی نقالی میں مدہوش ومست پاکستانی میڈیا اس ''حد'' کی پابندی کیوں نہیں کرتا کہ ''حساس ترین'' موضوعات کو زیر بحث نہ لایا جائے۔

پاکستان میں ٹی وی چینلز کی بہتات اور ان کی آپس کی کاروباری مخاصمت کی وجہ سے ہی قانون تحفظ ناموس رسالت اس وقت میڈیا کا ''ہاٹ ایشو'' بن کرہ گیا ہے اور ہر چینل اپنی ریٹنگ بڑھانے کے لیے ہر ماجھے ساجھے کو ''دینی اسکالر'' کے روپ میں پیش کر رہا ہے اور کہیں بنیادی دینی تعلیم اور اخلاقی اقدار سے محروم پارلیمنٹر نیز اور اسلام دشمن این جی اوز کے نمائندوں کو دانش وروں کے طور پر پیش کیا جارہا ہے جو دانش ورکم اور دانش وروں

کا کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے جو دانش ورکم اور دانش خرزیادہ ہیں۔

ان دانش وروں کی نظر میں اسلام کے نام پر بننے والے ملک ''پاکستان'' میں اس وقت سب کے حقوق ہیں لیکن اسلام، مسلمان اور بانیٔ اسلام کے غالبًا کوئی حقوق نہیں ہیں اس ملک میں ایک بدکردار، شرابی اور خائن صدر مملکت اور گورنر کو استثناء حاصل ہے ایک عام آدمی کے تحفظ کے لیے تو ''ہتک عزت'' کا قانون موجود ہے اور اس پر کسی کو کوئی اعتراض بھی نہیں ہے لیکن اس ملک میں نبی الانبیاء علیہ کی ناموس وعزت کے لیے قانون کے موجود ہونے پر اعتراض کیا جا رہا ہے کیوں؟ یہاں انسانوں کے بنائے ہوئے دستہ پاکستان کو تو ایک مقدس کتاب کے طور پر مانا جاتا ہے اور اس حفاظت کے لیے ''یوم دستور'' منایا جاتا ہے لیکن آسمانی قانون، دستور، ہدایت پر مبنی مقدس کتاب قرآن مجید فرقان حمید کی بالادستی کو ماننے سے انکار کیا جاتا ہے اس کے قوانین کو'' کالا قانون'' کہنے کی گستاخی یہاں کے حکمران طبقات کرتے ہوئے پائے گئے ہیں۔

گستاخ گورنر سلمان تاثیر کے قتل کو میڈیا اینکرز اور نام نہاد کالم نگار انتہائی عجیب و غریب انداز میں پیش کر کے پوری قوم کے زخموں پر نمک پاش کرتے رہے اور گمراہ کن تاویلات پیش کرتے رہے اس طرح کی قیل وقال سے قطع نظر انہوں نے گورنر تاثیر کے ان گمراہ کن خیالات اور کھلی گستاخیوں کو مدنظر رکھنا کیوں گوارہ نہیں کیا؟ جو اس نے مرنے سے پہلے گستاخانہ گفتگو کی اور آخری دم تک اُس پر ڈٹا رہا تاثیر کی بیٹی ہانکتی ہے کہ ''اُن کے والد نے ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم کے حوالے سے جو کچھ سوچا تھا وہ ان کی زندگی میں ضرور شرمندۂ تعبیر ہوگا ان کے والد آئین کی اس شق کے مخالف تھے جس میں احمدیوں (قادیانیوں) کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔'' (روزنامہ جنگ، ۱۱ جنوری ۲۰۱۱ء)

تاثیر کو بھی اپنی گورنری کا جھوٹا زعم تھا اور میڈیا کو بھی یہی زعم ہے کہ ان کے

پروگرام کی ریٹنگ بھی اس وقت بڑھے گی جب یہ دانستہ و نادانستہ گستاخان رسول کے دفاع کو اپنا فریضہ بنالیں گے یہ بات جذباتی ہرگز نہیں بلکہ حقیقت پرمبنی ہے بطور مثال صرف ایک اینکر و کالم نگار کے اپنے لکھے ہوئے کالم کا مختصر حصہ پیش نظر ہے ملاحظہ فرمایئے۔

''بریلوی علماء نے خصوصی طور پر انتہائی موقف اپنایا...... میں بھی اپنے طور پر انتہائی موقف اپنائے بیٹھا تھا ایک مقبول ٹی وی شو کے میزبان کے لیے یہ ایک بہت مشکل صورتحال تھی میں نے ایک اور خطرہ مول لیا۔ جنازے کے دن میں نے ایک اور اہم اسلامی اسکالر مفتی منیب الرحمٰن کا انٹرویو لیا اور انہوں نے تاثیر کے لواحقین سے تعزیت کا اظہار کیا...... مفتی منیب کے بیان کے بعد مجھے کچھ سکون ہوا کہ بالآخر اسلامی اسکالرز میں سے کوئی تو تھا جس نے کھلے عام اس قتل کی مذمت کرنے سے انکار کر دیا تھا میں نے اسے چیلنج جانا...... وہ (فضل الرحمان) کی مذمت کرنے کے موڑ میں نہیں تھے لیکن میں اس دوران بار بار اپنے سوال کو دہرا رہا تھا بالآخر مولانا صاحب نے سلمان تاثیر کے قتل کی مذمت کر ہی ڈالی، یہ میری فتح نہیں تھی یہ ان سب لوگوں کی فتح تھی جو بانی پاکستان محمد علی جناحؒ کی تعلیمات پر یقین رکھتے ہیں...... پنجاب اسمبلی نے بلوغت کا ثبوت دیتے ہوئے سلمان تاثیر کے قتل کی مذمت کی۔ (روزنامہ جنگ ۱۱ جنوری ۲۰۱۱ء)

ہم حیران ہیں کہ گستاخ گورنر کے قتل کی زبردستی مذمت کروانے والے یہ بے دین اینکرز اتنے جنونی کیوں ہو گئے ہیں کیا انہیں یہ علم بھی نہیں رہا کہ وہ خود بھی مسلمان بلکہ محافظ ختم نبوت کہلانے میں فخر محسوس کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں'' انتہائی موقف ''مقبول ٹی وی شو'' مفتی منیب الرحمٰن کے بیان کے بعد کچھ سکون، قتل کی مذمت سے انکار کو چیلنج گردانا، یہ سب میری فتح نہیں تھی۔

ایسے الفاظ اور جملے اگر کسی لادین کے قلم سے نکلتے تو زیادہ بہتر تھا ان نت نئے مجتہدین کو معلوم ہونا چاہیے کہ بانیٔ پاکستان کی تعلیمات کیا تھیں اگر بانی پاکستان کے نزدیک گستاخ رسول کو قتل کرنے والا غلط راہ پر اور گناہ گار ہے تو خود بانیٔ پاکستان غازی علم دین شہید کے وکیل بننے پر فخر محسوس نہ کرتے۔''

رسول اللہ ﷺ کی شان تو وراء الوراء ہے آپ کے ادنیٰ غلاموں کا مقام و مرتبہ اور عزت و ناموس کسی بھی حامد میر، نذیر ناجی، عرفان صدیقی، نثار، ہارون کے دفاع کی قطعاً محتاج نہیں۔ ان سب کو بھی دنیاوی عزتیں نبی پاک ﷺ کے نعلین پاک کے تسموں کو لگنے والی دھول کے صدقے میں ملی ہیں مقام نبوت تو ہے ہی اتنا حساس ترین مقام کہ پل بھر میں عمر بھر کا سرمایہ ذرا سی بے ادبی پر چھن جاتا ہے اور خبر بھی نہیں ہوتی۔ اس لیے تو قرآن مجید فرقان حمید فرماتا ہے۔

ترجمہ: نبی پاک ﷺ کی آواز سے اپنی آوازوں کو پست رکھو کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ (القرآن)

''ورفعنالک ذکرک'' اس ارشاد خداوندی میں جہاں رسول اللہ کا ذکر بلند کرنے کی ضمانت اللہ تعالیٰ نے دی ہے وہاں شارحین کے بقول غلامان مصطفیٰ ﷺ کا بھی ذکر بلند ہوتا رہے گا تبھی تو تمام طوفانوں اور تھپیڑوں کے باوجود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے مقدس قافلے کے بعد حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت اور دیگر ائمہ فقہاء حضرت سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ، حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندیؒ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حضرت امام فضل حق خیر آبادیؒ حضرت امام احمد رضا محدث بریلویؒ غازی علم دین شہیدؒ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقیؒ غازی عبدالقیومؒ، نمازی احمد شیر خان نیازی، غازی عامر عبدالرحمٰن چیمہؒ اور اب غازی ملک

ممتاز حسین قادری شہیدؒ وغیرہ کا ذکر ہر آن کہیں نہ کہیں دنیا میں جاری وساری ہے اور ان شاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا۔ مخالفین لاکھ جھوٹ بولیں، سچائی کو چھپائیں، اداریے لکھیں، کالم لکھیں احتجاج کریں، مظاہرے کریں میڈیا پروپگینڈا کریں حتیٰ کہ اپنی پیدائش کا عمل بھی بار بار دہرا کر پہلے سے زیادہ پھرتی، چالاکی، فریب کاری سے آسمان کے ان روشن ستاروں پر تھوکنے کی کوشش کریں تو ان کا اپنا منہ ہی گندہ ہوگا اور یہ ستارے سراجاً منیرا کے حسین القاب والے آقا ﷺ کے اردگرد یونہی چمکتے دمکتے رہیں گے۔

باب نہم

اسلام میں توہین رسالت ﷺ کی سزاء

از۔ خالد محمود قادری

اسلام میں عقیدہ توحید کے بعد دوسرے نمبر پر عقیدہ رسالت (ﷺ) پر ایمان لانا لازم وملزوم اور بہت ضروری ہے تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ تمام پیغمبروں پر ایمان لائیں اور ان کا ادب واحترام کریں اور پھر نبی آخرالزمان حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے کے بعد ان کی اطاعت کریں اور آپ ﷺ کی جملہ امور حیات میں پیروی بھی کریں اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

ترجمہ: ہر وہ شخص جو اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے اللہ کے رسول ﷺ کی حیات طیبہ میں بہترین نمونہ ہے۔

(آل عمران۔ ۳۱)

ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

ترجمہ: اے پیغمبر ﷺ آپ فرما دیں اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو

پھر میری اتباع کرو اور پھر اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

ایک تیسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

ترجمہ: جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

(القرآن)

قرآن کریم کی مذکورہ آیات سے واضح ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کے لیے نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی کا اسوہ حسنہ موجود ہے آپ کی اتباع کرنے سے ہی مسلمان اللہ کو راضی کر سکتے ہیں اور اس کی رضا اور رحمت و محبت بھی حاصل کر سکتے ہیں اس سے مسلمانوں کے گناہ کی بخشش ہوگی تیسری آیت میں تو اللہ کریم نے اطاعت رسول (ﷺ) کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے اس کی یہی وجہ ہے رسول اللہ ﷺ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نمائندے ہیں تمام الٰہی تعلیمات نہ صرف اللہ تعالیٰ کے بندوں تک پہنچانے والے ہیں بلکہ قرآن وسنت، آثار صحابہ اور مذاہب اربعہ کی روشنی میں رسول اکرم ﷺ کی نصرت واعانت اور احترام واکرام واجب ہے اور آپ کے خلاف تحقیر آمیز الفاظ لکھنے والے کہنے والے، گالیاں دینے والے اور برا بھلا کہنے والے شخص کو قتل کرنا واجب ہے اندلس کے قاضی القضاہ قاضی عیاض نے اپنی معروف تصنیف ''الشفاء'' میں توہین رسالت کے موضوع پر کئی ابواب قلمبند کیے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ ''تمام علماء اُمت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شاتم رسول (ﷺ) یا وہ شخص جو آپ ﷺ کی ذات میں نقص نکالے کافر ہے اور مستحق عذاب ہے اور پوری اُمت کے نزدیک واجب القتل ہے اس طرح امام مالکؒ نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ ''جو شخص حضور اکرم ﷺ کو یا کسی اور نبی کو گالی دے، اسے قتل کیا جائے اسے قتل کیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر''۔

ناموس رسالت ﷺ کے بارے میں غیرت الٰہی اس قدر احساس ہے کہ قران نے گستاخان رسول (ﷺ) کو ہمیشہ سخت لہجے میں جواب دیا ان پر لعنتیں برسائیں اور ان کو عذاب الیم کی وعیدیں سنائیں مثلاً ابولہب کے بارے میں سورہ لہب نازل ہوئی، امیہ بن خلف کے بارے میں سورۃ ہمزہ اور ابی بن خلف کے بارے میں سورۃ یٰسین کی آیات ۷۸ تا ۸۳ عقبہ بن ابی معیط کے بارے میں سورہ فرقان کی آیات ۲۳۔۳۱ ولید بن

مغیرہ کے بارے میں سورۃ زحزف آیت ۳۱۔۳۲ اور سورۃ القلم کی آیات ۸ تا ۱۲ نضر بن الحارث کے بارے میں سورۃ القمان آیت ۶۔۷ اور عاص بن وائل سہمی کے بارے میں مکمل سورۃ کوثر کی آیات نازل ہوئیں۔ یہ تو رب ذوالجلال کا توہین رسالت کرنے والوں کے خلاف سخت ردعمل تھا ان سب دشمنوں کا خوفناک انجام کسے معلوم نہیں خصوصاً ابولہب اور اس کے بیٹے عتیبہ، ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل سہمی کی موتیں کتنی عبرتناک، بھیانک اور ہولناک تھیں۔

پھر خود رسول مقبول ﷺ کے حکم پر اس طرح کے پندرہ کے لگ بھگ گستاخوں کا قتل اور عبرتناک انجام سب کے سامنے ہے۔

یہ اللہ تبارک وتعالٰی نے حضور اکرم ﷺ کی اطاعت واتباع مسلمانوں پر واجب قرار دی تو اس کے لیے دل میں احترام اور حب رسول کا جذبہ پیدا کیا اور توہین رسالت سے خود اللہ کریم نے حضرت محمد ﷺ کا دفاع کیا۔ اور مسلمانوں پر بھی رسول اکرم ﷺ کی عزت وناموس اور آبرو کا احترام کرنا اور اس کی حفاظت کرنا واجب قرار دیا۔ جب تک آپ ﷺ کی سچی محبت دل میں موجود نہیں۔ کوئی آپ ﷺ کی پیروی کیسے کرسکتا ہے۔ گویا

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

توہین رسالت ایکٹ 295C کا پس منظر

از۔خالد محمود قادری

برصغیر پاک و ہند میں دور سلاطین ہو یا ان کے عدالتی مقامات میں فیصلے، وہ قرآن وسنت اور فقہ کی روشنی میں کیے جاتے رہے ہیں مغلوں کے زوال کے بعد ۱۸۶۰ء میں انڈین پینل کوڈ کو نافذ کیا گیا تھا خود انگلینڈ کے مجموعہ قوانین میں ACT BLASPHEMY شامل ہے۔ ۱۸۹۸ء میں (دفعہ 29-A) تعزیرات ہند میں شامل کی گئی جس کے تحت حکومت برطانیہ کے خلاف منافرت پھیلانے یا توہین حکومت کے جرم کی سزا عمر قید میں مقرر کی گئی ۱۹۸۸ء میں (53-A) کا بھی اضافہ کیا گیا جس کا متن حسب ذیل ہے۔

جو الفاظ یا بذریعہ تحریر، تقریر یا مشاورت یا کسی دوسرے طریقے سے ہز میجسٹی کی رعایا کی مختلف جماعتوں میں دشمنی یا منافرت کے جذبات ابھارنے یا انہیں بھڑ کانے کی کوشش کرے اسے دو سال قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

راج پال اور نتھو رام کے خلاف کیس اس جرم کے ارتکاب میں رجسٹرڈ ہوا۔ سیشن جج کی عدالت سے راجپال کو سزا دی گئی مگر لاہور ہائی کورٹ نے اسے ختم کر دیا۔ جس کے خلاف مسلمانان ہند میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی اور ہر پلیٹ فارم سے سخت احتجاج ہوا۔ جب قانون یا عدلیہ نے مسلمانوں کے زخمی جذبات پر پھاہا نہ رکھا تو غازی علم دین شہیدؒ نے راجپال کو جہنم واصل کر کے پھانسی کی سزا پائی اور زندہ جاوید ہو گیا جب برطانوی حکومت نے مسلمانوں کے جذبات کو دیکھا کہ اس دفعہ (53-A) سے وہ مجروح ہو رہے ہیں تو ان کی اشک شوئی کے لیے (215-A) کو قانون فوجداری کے ترمیمی ایکٹ میں ۱۹۲۷ء کے

دوران ضافہ کیا گیا جس کے تحت دو سال تک قید جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی تھیں۔

قیام پاکستان کے بعد ۲۳ مارچ ۱۹۵٦ء کو ''ہز میجسٹی کی رعایا'' کے الفاظ کو ''پاکستان کے شہریوں'' کے الفاظ میں تبدیل کر دیا گیا۔

۱۹٦۱ء میں ایک ترمیمی آرڈیننس کے ذریعے (298-A) میں یہ اضافہ کیا گیا۔

''جو کوئی تحریری یا تقریری، اعلانیہ، اشارتاً یا کنایتاً یا کنایۃً یا بلاواسطہ امہات المومنین رضی اللہ عنہا یا کسی اہل بیت یا خلفائے راشدین میں سے کسی کی بے حرمتی کرے اسے تین سال تک سزا یا سزائے تازیانہ تاویانہ دی جائے گی یا دونوں سزائیں بھی دی جائیں گی۔

اس دفعہ امہات المومنین رضی اللہ عنہا اور اصحاب رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کو تو قابل تعزیر گردانا گیا مگر خود اس مقدس ہستی ﷺ جن سے نسبت کی وجہ سے ان کو یہ رتبہ حاصل ہوا ان کی شان میں گستاخی کی کوئی سزا مقرر نہیں کی گئی تھی۔

بظاہر تو اٹھانویں فی صد مسلم آبادی کا حامل ملک ہے اور یہاں سرور کونین ﷺ کے خلاف کسی کو دریدہ دہنی کی جرأت نہیں ہونی چاہیے لیکن زود فراموش قوم کے ان ڈلمل یقین دانشوروں اور نام نہاد اینکروں کو کون سمجھائے کہ ۱۹۸۳ء میں پاکستان کے دل لاہور میں گستاخانہ مواد پر مشتمل ایک کتاب لکھی گئی تھی جس کا نام Heauenly Communisim (آفاقی اشمالیت) تھا مصنف مشتاق راج ایڈووکیٹ کی اس کتاب کو تعلیم یافتہ طبقے میں مفت تقسیم کیا گیا کتاب کی آشاعت پر لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن اور پنجاب بار کونسل نے مشتاق راج کی رکنیت ختم کر کے حکومت سے مطالبہ کیا کہ کتاب کو ضبط اور مصنف کو گرفتار کر کے عبرتناک سزا دی جائے۔

لاہور ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن کے اجلاس میں (جس کی صدارت صدر بار جناب سید افضل حیدر کر رہے تھے) ایک قرارداد پیش کی گئی جس میں مطالبہ کیا گیا کہ ملک میں توہین رسالت ﷺ کی سزا مقرر کی جائے۔ کیونکہ اس وقت تک تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295-A میں توہین رسالت جیسے سنگین اور انتہائی دلازار جرائم کی سزا مقرر نہیں تھی یہ قرارداد ملاؤں کے کسی اجتماع میں پیش نہیں ہوئی نہ اس کی صدارت جنرل ضیاء الحق یا اس کا کوئی پیروکار کر رہا تھا ایک روشن خیال پیپلز پارٹی کا حامی اور جدیدیت کا علمبردار مگر جذبہ عشق رسول ﷺ سے سرشار سید افضل حیدر ایڈووکیٹ کر رہا تھا چنانچہ یہ قرارداد اتفاق رائے سے منظور کر لی گئی۔

قواعد کے مطابق قرارداد پیش ہونے کے بعد ایک رکن نے تجویز پیش کی کہ کتاب کے مصنف مشتاق راج کو بھی اجلاس میں طلب کیا جائے اس سے پہلے کہ کوئی دوسرا رکن اس تجویز کی مخالفت کرتا بیرسٹر ملک سعید حسن نے (پیپلز پارٹی کے جانثار کارکن اور محترم بے نظیر بھٹو کے دور میں لاہور ہائیکورٹ کے جج بنے) جن کی آزاد خیالی، قانون پسندی اور مذہبی رواداری کے سب معترف تھے نے کھڑے ہو کر اس تجویز کی مخالفت کی۔ ان کا چہرہ اُس وقت غصے سے سرخ اور آواز معمول سے بلند تھی انہوں نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ ''اگر اس گستاخ کو یہاں بلایا گیا تو میں اسے اجلاس سے اٹھا کر باہر پھینک دوں گا''۔

اس موقع پر نہ تو جنرل ضیاء الحق کی فوجی آمریت کے شدید مخالفین نے کتاب کو آزادیٔ اظہار کا بہترین شاہکار قرار دینے کی کوشش کی، نہ مشتاق راج کو روشن خیال اور مذہبی رواداری کی علامت بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا اور نہ یہ سوال اٹھایا کہ آخر تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے قانون کی ضرورت کیا ہے؟

البتہ امریکہ و یورپ نے حسب عادت مشتاق راج کے حق میں آواز بلند کی اور انسانی حقوق کی علمبردار ایک قانون دان وکیل (سابق صدر سپریم کورٹ بار عاصمہ جہانگیر) نے بھی اسے انسانی حقوق کا مسئلہ قرار دیا ایک سیمینار میں انہوں نے رسول اکرم ﷺ کے بارے میں غیرمحتاط زبان استعمال کرنے کے بعد فوراً رجوع کرلیا تھا۔

دراصل ذات رسالت ماب ﷺ سے مسلمانوں کی والہانہ وابستگی ووارفتگی جس طرح امریکہ و یوپ کے مادیت پرستوں اور دین و مذہب سے بیگانہ اباحیت پسندوں کے لیے ناقابل فہم ہے اس طرح ان دین بیزار اور مذہب دشمن عناصر کے لیے بھی ناقابل قبول ہے جو اقبال اور قائد کے پاکستان کو سیکولر، لبرل اور ترقی پسند ریاست اور عریاں تہذیب کی آماجگاہ بنانے کے درپے ہیں۔

''حیات اقبال'' میں شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ کی حیات کا یہ ایک واقعہ چشم کشا ہے کہ ایک دن علامہ کے گرد ان کے ارادت مند جمع تھے اور علمی مسائل پر گفتگو ہو رہی تھی اسی اثناء میں کالج کے چند طلباء بھی آ کر شریک محفل ہو گئے دوران گفتگو ایک طالب علم نے حضور اکرم ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کو ''محمد صاحب'' کہہ کر لیا۔ علامہ غصے سے کانپنے لگے، چہرہ سرخ ہو گیا، فرمایا اسے نکال دو میری مجلس سے اس نابکار کو میرے آقا ﷺ کا نام لینے کی تمیز بھی نہیں۔''

پھر آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ اور بڑی دیر تک یہ کیفیت جاری رہی۔ٹرینٹی کالج آکسفورڈ کا فیلو باسورتھ سمتھ اپنی کتاب ''محمد اینڈ محمد نزم'' میں لکھتا ہے ''عیسائی اسے یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمد (ﷺ) کے پیغام نے آپ ﷺ کے پیروکاروں میں وہ نشہ پیدا کر دیا تھا جس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ابتدائی پیروؤں میں بھی تلاش کرنا بے سود ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لے گئے تو ان کے پیرو اپنے مقتداء کو

موت کے پنجے میں گرفتار چھوڑ کر چل دیئے برعکس اس کے کہ محمد ﷺ کے پیروکار اپنے مظلوم پیغمبر (ﷺ) کے گرد آئے اور آپ کے بچاؤ کے لیے اپنی جانوں کو خطرے میں ڈال کر تمام دشمنوں پر ایک کو غالب (نبی آخرالزماں) کر دیا۔

سہیل بن عمر نے صلح حدیبیہ کی شرائط لکھیں تھیں اس نے واپسی پر اہل مکہ سے کہا ''لوگو! جو کچھ میں نے محمد ﷺ کی مجلس میں دیکھا وہ ایران کے دربار اور شاہ روم کی مجلس میں بھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ ان کا نبی جب وضو کرتا ہے تو وہ اس کے پانی کو نیچے نہیں گرنے دیتے ہاتھوں پر لے کر اپنے منہ پر ملنے لگتے ہیں ان کے جب (بال مبارک) کاٹے جاتے ہیں تو وہ بال نیچے نہیں گرنے دیتے اور انہیں آپس میں بانٹ لیتے ہیں ان کے لعاب دہن کو ہاتھوں میں لے کر اپنے ہاتھوں پر مل لیتے ہیں تم کس شخص کی بات کرتے کرتے ہو کیا تم اس کا مقابلہ کروں گے؟''

دانشمندی کا تقاضا تو یہ ہے وہ اس دلخراش واقعہ کے بعد ہر شخص اور گروہ اپنے اندر فکر اور طرز عمل کا ناقدانہ جائزہ لے۔ معاشرے میں قانون شکنی کے روز افزوں رجحانات کا تجزیہ کر کے فرقوں، ذات برادری، نسلی ولسانی گروہوں اور سیاسی دھڑوں میں بٹی اس قوم کو مزید تقسیم ہونے سے بچایا جائے۔

مذکورہ قانونی سقم کے خلاف جناب محمد اسماعیل ایڈووکیٹ قریشی کی جانب سے ۱۹۸۴ء میں فیڈرل شریعت کورٹ میں پٹیشن دائر کی گئی ابھی شریعت کورٹ میں فیصلہ نہ ہوا تھا کہ محترمہ نثار فاطمہ زہرا ممبر قومی اسمبلی نے ملک کے سنئیر علماء اور وکلاء کے توسط سے قومی اسمبلی میں توہین رسالت ﷺ کے مجرم کے خلاف سزائے موت تجویز کرنے کا بل پیش کیا جسے فوجداری قانون ترمیمی ایکٹ ۱۹۸۶ء کی صورت میں منظور کر کے تعزیرات پاکستان دفعہ 295-C کی صورت میں نافذ کیا گیا جس کا متن یہ ہے کہ جو کوئی عملاً زبانی یا

تحریری طور پر بہ طور طعنہ زنی یا بہتان تراشی بالواسطہ یا بلاواسطہ اشارتاً یا کنایۃً محمد ﷺ کی توہین یا تنقیص یا بے حرمتی کرے وہ سزائے موت یا سزائے عمر قید کا مستوجب ہوگا اور اسے سزائے جرمانہ بھی دی جاسکتی ہے۔

توہین رسالت کے متذکرہ بالا بل میں اہانت رسول ﷺ کی سزاء بطور سزائے موت کا مطالبہ بھی کیا گیا تھا لیکن اس میں متبادل کے طور پر عمر قید بھی رکھی گئی فیڈرل شریعت کورٹ نے ۱۳۰ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو اس قانونی سقم کا ازالہ کرتے ہوئے C-295 میں ترمیم کر کے عمر قید کے الفاظ حزف کر دیئے یہ فیصلہ پی ڈی ایل میں شائع ہو چکا ہے۔

اس وقت پاکستان میں جو قانون توہین رسالت رائج ہے وہ درحقیقت فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے مورخہ ۱۳۰ اکتوبر ۱۹۹۰ء کی روشنی میں ہے اور اس اعلیٰ عدالت کی ہدایت کے مطابق ترمیم کر کے نافذ کیا گیا فیڈرل شریعت کورٹ کا یہ فیصلہ عدالت کے جن پانچ جج صاحبان نے دیا ان کے اسمائے گرامی درج زیل ہیں۔

(۱) جناب چیف جسٹس گل محمد خان (سابق جج لاہور ہائی کورٹ)

(۲) جناب چیف جسٹس عبدالکریم خان (سابق جج پشاور ہائی کورٹ)

(۳) جناب چیف جسٹس عبدالرزاق تھہیم (سابق جج کراچی ہائی کورٹ)

(۴) جناب چیف جسٹس فدا محمد خان (پی ایچ ڈی اسلامی قانون)

(۵) جناب چیف جسٹس عبادت یار خان (سابق جج کراچی ہائی کورٹ)

مختلف مکاتب فکر کے چھ جید علماء کرام، فقہاء عظام نے بنچ میں شامل جج صاحبان کی معاونت کی ملک کی اعلیٰ عدالت نے لاہور، کراچی اور اسلام آباد میں متعدد تاریخوں پر اس کی سماعت کی تھی اور معاملے کا قرآن وسنت کی روشنی میں جائزہ لے کر

ٹھنڈے دل ودماغ سے یہ فیصلہ صادر کیا تھا کہ نبی اکرم ﷺ اور دوسرے تمام پیغمبران اسلام کی شان میں گستاخی کے کلمات ادا کرنے والے بدقسمت شخص کی سزا سزائے موت سے کم نہیں ہے۔ جو کوئی عملاً زبانی یا تحریری طور پر بطور طعنہ زنی یا بہتان تراشی بالواسطہ یا بلاواسطہ، اشارتاً یا کنایتاً حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی توہین یا تنقیص یا بے حرمتی کا ارتکاب کرے وہ سزائے موت کا مستوجب ہوگا اور اسے سزائے جرمانہ بھی دی جائے گی اگر وہی اعمال یا چیزیں دوسرے پیغمبروں کے متعلق کہی جائیں تو وہ بھی اسی مستوجب ہوگا۔

قرآن وسنت نے حد اور تعزیری سزاؤں کے لیے چند شرائط مقرر کی ہیں

نیت، ارادے اور قصد یعنی INTEMTION کو جرم کا بنیادی رکن قرار دیا اس اصول کی نشاندہی کرتی ہے۔

اس دفعہ 295-C کو قرآن وسنت سے ہم آہنگ کرنے کے لیے دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ اگر قصداً گستاخی کی ہو تو سزائے موت کا مستحق ہے مگر بلا ارادہ یا غلطی سے کوئی بات منہ سے نکل جائے تو اس صورت میں سزائے موت کی بجائے تعزیر لاگو کی جائے گی جس میں کوڑوں کی سزا اور جرمانہ شامل ہو سکتے ہیں۔

کچھ مزید گذارشات

باعث تخلیق کائنات محمد ﷺ کے گستاخ سے دنیا کو پاک کر دینا حضور علیہ الصلوٰۃ

واسلام کے ہر غلام کا اولین فریضہ ہے اس کے لیے ریاست کے قانون کو نافذ کرنے والے اداروں کا انتظار کرنا اور ان کا سہارا لینا غیرت ایمان کے منافی ہے اپنی جان اور اپنے مال کے تحفظ کی خاطر ایک شہری خود اقدام کرسکتا ہے اس کے لیے ضروری نہیں کہ ریاستی مشینری کی قانونی کاروائی کا انتظار کرے ناموس رسالت ﷺ تو جان ومال، عزت آبرو سے لاکھوں کروڑوں درجہ عزیز ہے لہٰذا اس کو قانون نافذ کرنے والے اداروں کی ذمہ داری قرار دے کر اپنے ہاتھ باندھ لینا ایمان مستقیم اور عقل سلیم دونوں کے خلاف ہے تاریخ اسلام کے ابتدائی دور کا بغور مطالعہ کرنے سے ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی کہ کسی نے حکومت کے اعلیٰ یا ادنیٰ افسر کے پاس جا کر رپورٹ کی ہو کہ فلاں شخص نے میری موجودگی میں

میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ لہٰذا آپ اس کے خلاف قانونی کاروائی کریں عہد رسالت ﷺ میں توہین رسالت ﷺ کے ارتکاب کی کئی مثالیں ملتی ہیں کہ صحابہ نے اگر کسی گستاخ کو پایا تو اسے خود ہی قتل کیا اور بعد میں حضور ﷺ کو اطلاع دی دیکھئے صحیح نسائی میں ہے کہ ایک صحابی کی بیوی گستاخ رسول تھی ایک دن اس نے توہین کا ارتکاب کیا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ میری بیوی میرے دو بیٹوں کی ماں تھی میری خدمت گزار تھی مگر آپ ﷺ کی گستاخ تھی اس نے میرے سامنے آپ کی گستاخی کی ہے۔ لہٰذا میں نے اسے قتل کر دیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں جا کر عرض کیا آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ اس آدمی پر میرا حق ہے اور اس نے اپنا حق ادا کر دیا ہے نیز آپ ﷺ نے فرمایا گواہ رہو اس عورت کا خون ساقط

ہے اس طرح حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک ایسی عورت کو قتل کر دیا جو نبی اکرم ﷺ کو گالیاں دیتی تھی ایک صحابی نے اپنی گستاخ رسول بہن کو قتل کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا قصہ سنایا تو آپ ﷺ نے اس عورت کا خون ساقط کر دیا۔ اس طرح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو قتل کر دیا جس نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا فیصلہ کروایا اور اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر حضور ﷺ کے فیصلہ پر عدم اطمینان کا اظہار کیا اور اپنے معاملے کا فیصلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کروانا چاہا صحیح ابوداود شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت حضور ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے گلا گھونٹ کر اسے مار دیا حضور ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے اس کا خون ساقط قرار دے دیا۔

یہ بات تو قوم موسیٰ کے فضائل میں سے ہے کہ مشکل وقت میں وہ کہہ دیتے تھے کہ اے موسیٰ! آپ جائیں اور آپ کا رب! یہ کام ہمارے بس سے باہر ہے اس طرح یہ بات ہے کہ اپنی جان و مال کا تحفظ تو خود کریں اور بعد میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اطلاع کریں مگر جب تحفظ ناموس رسالت ﷺ کا معاملہ ہو تو صرف پولیس کو رپورٹ کر دیں اور بس! پولیس جانے اور اس کا کام!! اس طرح خالی خولی نام نہاد عاشق رسول ﷺ بھی کہلوائے اور ممکنہ اور مشکل صورتحال سے دوچار ہونے سے بھی بچ جائے! اور وہ یہ کہ توہین رسالت ﷺ کے اصل قانون پر خود عملدرآمد کرنے کی صورت میں قتل کے الزام میں گرفتار ہوتے، مقدمہ چلتا، موقف عدالت تسلیم کر لیتی تو بری ہو جاتے ورنہ غازی علم دین کی طرح شہادت سے سرفراز ہوتے۔

پاکستان میں رائج قانون توہین رسالت ﷺ (یعنی تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295-C) تو ملزم کو تحفظ فراہم کرتا ہے اس طرح وہ حضور پاک ﷺ کی غیرت مند غلاموں

کے اقدام سے محفوظ ہو جاتا ہے اور بالآخر شک کا فائدہ اٹھا کر عدالت سے بھی عموماً بری ہونے کا اہتمام کر لیتا ہے مجھے C-295 تعزیرات پاکستان پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ اس طرح توہین کے قبیح فعل کو کئی ہندسوں سے ضرب دینا پڑتی ہے پولیس کے ہاں رپورٹ درج کرانے والا توہین رسالت ﷺ پر مبنی نا قابل بیان الفاظ کو دہرائے گا پھر پولیس محرران الفاظ کو لکھ کر دہرائے گا پھر پولیس کا تفتیشی افسر اپنی تفتیش میں ضمنیاں لکھتے وقت اور گواہوں کے بیانات زیر دفعہ ۱۶۱ ضابطہ فوجداری اور چالان کی آخری رپورٹ مرتب کرتے وقت توہین آمیز الفاظ دہرائے گا اس کے بعد عدالت اپنی کاروائی کے دوران گواہوں کے بیانات ریکارڈ کرتے وقت اور ملزم پر چارج فریم کرتے وقت غرض بے شمار مرتبہ توہین رسالت ﷺ پر مبنی الفاظ دہرائے گی یہ صورتحال کی بھی صاحب ایمان حضور پاک ﷺ کے کلمہ گو کے لیے قابل برداشت نہیں ہو سکتی۔ خصوصاً جب کہ نتیجا بھی بریقینی ہو! توہین رسالت ﷺ کے قانون پر سیخ پا ہونے والے وہ لوگ ہیں جو بنی نوع انسان کے عظیم محسنوں یعنی اللہ کے برگزیدہ پیغمبروں کے خلاف بغض رکھتے ہیں اور ان کے بے ادبی و گستاخی کا ارتکاب کرتے ہیں اس لیے وہ توہین رسالت ﷺ کے قبیح اور گھناونے فعل کے مجرموں کے ساتھ ہمدردی کے جوش میں احترام انسانیت اور احترام قانون جیسی اعلیٰ اقدار کو پامال کر دیتے ہیں جب ایک عام انسان کی توہین قانوناً جرم ہے تو کیا مسلمانوں کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ راحت قلب و جاں مونس جن و انس پیغمبر ﷺ کی توہین کو سنگین جرم قرار دیں!

مرزائی مذہب کی غرض و غایت ہی یہ ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے عشق مصطفیٰ ﷺ کا جذبہ محو کر دیا جائے کیونکہ جذبہ جہاد کی اصل قوت محرکہ محبت و عشق

مصطفیٰ ﷺ ہی ہے جب کوئی شخص مرزائی مذہب قبول کر لیتا ہے تو اسے حضور ﷺ کے ساتھ محبت نہیں رہتی بلکہ وہ آپ کے ساتھ ایک گونا بغض رکھتا ہے پنڈت جواہر لال نہرو کے نام علامہ محمد اقبالؒ کا ایک خط ہے جس میں لکھتے ہیں کہ مرزائیوں کی حضور پاک ﷺ کے خلاف بغض رکھنے پر میں نے اُس وقت تک یقین نہیں کیا جب تک میں نے اپنے کانوں سے ایک مرزائی کو نبی کریم ﷺ کی شان کے منافی گفتگو کرتے ہوئے سن نہیں لیا۔ غازی علم دین نے راجپال کو جہنم واصل کر دیا تو علامہ محمد اقبالؒ نے فرمایا ''اسی گلاں کردے رہ گئے تے ترکھاناں دا منڈا بازی لے گیا''۔

مولانا سید دیدار علی شاہ آلوریؒ اور مولانا سید حبیب احمد جلالپوریؒ نے غازی علم دین کیس میں بہت تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ اس کے برعکس مرزائی سربراہ مرزا بشیر الدین محمود نے اپنے اخبار ''الفضل'' میں بیان دیا کہ ''غازی علم دین نے جہالت کا کام کیا ہم اس کے اس فعل سے اعلان برأت کرتے ہیں۔''

اسی طرح غازی ممتاز قادری شہیدؒ کے کیس میں روزنامہ اوصاف، روزنامہ نوائے وقت، روزنامہ امت، علامہ محمد حنیف قادری قریشی آف راولپنڈی، مولانا حافظ خادم حسین رضوی آف لاہور، ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی آف لاہور، پیر محمد افضل قادری آف مراڑیاں شریف گجرات، مولانا پیر سید حسین الدین شاہ آف راولپنڈی اور دیگر علماء نے بھی تاریخی کردار ادا کیا۔ اس دوران سابق جسٹس غازی نذیر احمد اور سابق جسٹس میاں نذیر اختر کا کردار بھی لائق تحسین رہا۔ جب کہ مولانا شیرانی، چوہدری نثار علی خان، شریں رحمٰن، طاہر القادری اور دوسرے بہت سے مختلف نقطہ نظر رکھتے ہیں۔

سچ تو یہ ہے کہ مسلمان دنیا کی ہر حقیقت کے بارے میں مصالحانہ رویہ اختیار کر سکتا

ہے اپنے ہر مفاد اور وابستگی کو قربان کر سکتا ہے لیکن سرکار دو جہاں حضرت محمد ﷺ کی عزت و ناموس پر کوئی مصالحت اختیار نہیں کر سکتا اور یہ وابستگی محض کسی جذباتی نوعیت کی نہیں ہے بلکہ اس کا مسلمانوں کے عقیدہ، ثقافت، قانون اور تہذیب وتمدن سے بھی بڑا گہرا تعلق ہے اسلام میں ہر چیز کا آخری اور حتمی حوالہ حضور ﷺ کی ذات گرامی ہے۔

یہ بات قرآن نے بھی واضح اور غیر مبہم انداز میں بار بار بیان کی ہے سنت رسول ﷺ اور احادیث میں بھی یہی ذہن نشین کرائی گئی ہے اور فقہاء کرام، متکلمین، مفسرین، محدثین، مورخین بلکہ عامۃ الناس کا بھی اس پر روز اول سے اتفاق کامل رہا ہے ہر ایسا قول بالفعل جو سرکار دو عالم ﷺ کی اس حیثیت کو مجروع یا متاثر کرنے کی کوشش کرے اسلام کے خلاف بغاوت یعنی High Terason کے مترادف ہے جس کی کم از کم سزا موت ہے۔ امام عاشقاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلویؒ نے خوب کہا ہے کہ

کروں تیرے نام پر جاں فدا
نہ بس ایک جاں دوجہاں فدا
دوجہاں سے بھی نہیں جی بھرا
کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

مسئلہ توہین رسالت ﷺ

(قرآن کی روشنی میں)

از۔ خالد محمود قادری

کرے یہ کافر ہندی بھی جرات گفتار
اگر نہ ہو امرائے عرب کی بے ادبی

یہ نکتہ پہلے سکھایا گیا کس اُمت کو
وصال مصطفوی، افتراق بولہبی
نہیں وجود حدود و ثغور سے اس کا
محمد ﷺ عربی سے ہے عالم عربی
(اقبالؒ)

گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قتل کو پاکستان میں موجود ایک مغرب زدہ سیکولر طبقہ اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کر رہا ہے تا کہ قانون تحفظ ناموس رسالت کو ختم کیا جا سکے ایک انگریزی اخبار نے اس قانون کو ہی سلمان تاثیر کے قتل کا ذمہ دار ٹھہرا دیا موم بتیاں جلا کر مقتول کو خراج تحسین پیش کرنے والے روشن خیالی کے علم بردار تحفظ ناموس رسالت کو انسانوں کا بنایا ہوا قانون کہہ کر جھٹلانے کی کوشش میں ہیں جیسے وہ دوسرے اسلامی قوانین اور دینی شعائر پر مکمل عمل پیرا ہو گئے ہوں۔

توہین رسالت کی سزا پاکستان کے قانون کے مطابق قتل ہے کیا یہ سزا قرآن و حدیث سے ثابت ہے؟

اس حوالے سے ایک نئی بحث اس وقت سامنے آئی جب عاصیہ نامی عیسائی عورت کو ڈسٹرکٹ کورٹ ننکانہ نے توہین رسالت کے جرم میں مجرم قرار دے دیا۔ اس واقعہ کے کافی عرصہ کے بعد پنجاب کے مقتول گورنر سلمان تاثیر ڈسٹرکٹ جیل ننکانہ میں گئے جہاں انہوں نے عاصیہ ملعونہ سے ملاقات کی اور ملاقات کے بعد عدالتی فیصلے کو غلط قرار دیا اور قانون ''توہین رسالت'' کو'' کالا قانون'' قرار دیا۔ انہوں نے عاصیہ کی معافی کی اپیل کو صدر پاکستان تک پہنچانے کے عزم کا اظہار بھی کیا۔

بعض علماء نے رسول ﷺ کو رحمۃ للعالمین قرار دے کر عام معافی کے مسئلے کو

پروموٹ کرنے کی کوشش بھی کی اور دانستہ یا نادانستہ گورنر کی رائے کو بھی تقویت دینے کی کوشش کی۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی عزت و ناموس مسلمانوں کے لیے دنیا کے تمام رشتوں اور مال و مقام سے زیادہ اہم ہونی چاہیے قرآن مجید اور احادیث رسول ﷺ نے اللہ و رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والے گروہوں، افراد اور جماعتوں کی بہت شدید انداز میں مذمت کی ہے دیکھئے قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔

(۱) سورہ مجادلہ کی آیت نمبر ۲۰ میں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗٓ اُولٰٓئِکَ فِی الْاَذَلِّیْنَ (المجادلۃ: ۲۰)

ترجمہ: ''بے شک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں''

(۲) اس طرح سور الکوثر کی آخری آیت میں ارشاد فرمایا

اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ (الکوثر: ۳)

ترجمہ: بے شک آپ کا دشمن ہی بے نسل اور بے نام و نشان ہوگا''۔

یعنی آپ کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا آپ کی اولاد میں بھی کثرت ہوگی اور آپ کے متبعین سے بھی دنیا بھر جائے گی آپ ﷺ کا ذکر اذانوں کی پکار میں بلند ہوگا کلموں میں بلند ہوگا منبروں پر بلند ہوگا قیامت تک پیدا ہونے والے علماء، مدرس، خطیب، ادیب، دانشور، شاعر، محقق اور اسکالر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر مبارک بلند کرتے رہیں گے بے نام و نشان، جڑ کٹا اور ہر بھلائی سے محروم آپ کے دشمن ہیں شان نزول اس آیت کریمہ مبارکہ کی یہ ہے کہ جب سید عالم ﷺ کے فرزند حضرت قاسم کا وصال ہوا تو کفار نے آپ ﷺ کو ابتر یعنی منقطع النسل کہا اور کہا کہ اب ان کی نسل نہیں رہی ان

[illegible]

کریمہ نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کفار کی تکذیب کی اور ان کا رد بلیغ فرمایا۔

جہاں تک تعلق ہے توہین رسالت کی سزا کا تو میں سب سے پہلے اس بات کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ اجتہادی نوعیت کا نہیں ہے بلکہ قرآن وسنت کی نصوص قطعیہ سے ثابت اور ظاہر وباہر ہے اور اس پر تمام امت تواتر سے متفق چلی آرہی ہے کہ حضور ﷺ کے گستاخ کی سزا قتل ہے۔

اب اس ضمن میں سورہ فرقان کی تین آیات ۲۷ تا ۲۹ مشاہدہ ہوں۔

ترجمہ: اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبا چبالے گا کہ ہائے کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی (۲۷) وائے خرابی میری ہائے کسی طرح میں نے فلانے کو دوست نہ بنایا ہوتا (۲۸) بے شک اس نے مجھے بہکا دیا میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے اور شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ دیتا ہے (۲۹)

مختصر تشریح: حسرت وندامت سے یہ حال اگرچہ کفار کے لیے عام ہے مگر عقبہ بن ابی معیط سے اس کا خاص تعلق ہے شان نزول عقبہ بن ابی معیط، ابی بن خلف کا گہرا دوست تھا حضور سید عالم ﷺ کے فرمانے سے اس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دی اور اس کے بعد ابی بن خلف کے زور ڈالنے سے پھر مرتد ہو گیا اور سید عالم ﷺ نے اس کو مقتول ہونا کی خبر دی چنانچہ بدر میں مارا گیا یہ آیت اس کے حق میں نازل ہوئی کہ روز قیامت اس کو انتہا درجہ کی حسرت وندامت ہوگی اس حیرت میں وہ اپنے ہاتھ چاب لے گا۔

تفسیر ابن عباس، تفسیر جلالین اور تفسیر ابن کثیر کے مطابق یہ آیات مذکورہ اس وقت نازل ہوئیں جب ابی بن خلف کے اکسانے پر عقبہ بن ابی معیط نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی تھی اور نبی اکرم ﷺ نے اس کو تنبیہ کی کہ اگر تو مکہ کے باہر مجھے ملا تو میں تجھے قتل کردوں گا اس تناظر میں اللہ کے رسول ﷺ نے بدر کی جنگ کے موقع پر اس کو

رفتاری کی حالت میں قتل کیا۔

(۳) نجات اور جنت کے لیے نبی اکرم علیہ وسلم کی اتباع کی ہوتی ان کی ہدایت قبول کی ہوتی یعنی ایمان لایا ہوتا اور قرآن کو راہنما پاتا۔ شیطان بلا اور عذاب نازل ہونے کے بعد انسان سے علیحدگی کرتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابوداود اور ترمذی شریف میں ایک حدیث میں روایت ہے کہ سید عالم علیہ وسلم نے فرمایا آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو دیکھنا چاہیے کہ کس کو دوست بنانا ہے اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم علیہ وسلم نے فرمایا ہم نشینی نہ کر دیگر ایماندار کے ساتھ اور کھانا نہ کھلا مگر پرہیز گار کو مسئلہ بے دین اور بد مذہب کی دوستی اور اس کے ساتھ محبت واختلاط اور الفت واحترام ممنوع ہے۔

(۴) ابولہب حضور علیہ وسلم کے سگے چچا تھے آپ علیہ وسلم نے اہل مکہ کو کوہ صفا پر دعوت حق کے ابلاغ کے لیے جمع کیا تو ابولہب نے آپ علیہ وسلم کو ایذا پہنچائی تو جواباً اللہ تعالیٰ نے سورہ لہب نازل فرمائی دیکھئے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

ترجمہ: تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا۔ اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں وہ اور اس کی جورو لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا (سورۃ اللہب ۱تا۵) یعنی شان نزول جب نبی کریم علیہ وسلم نے کوہ صفا پر عرب کے لوگوں کو دعوت دی ہر طرف سے لوگ آئے اور حضور نے ان سے اپنے صدق وامانت کی شہادتیں لینے کے بعد فرمایا۔ انی لکم بین یدی عذاب شدید۔ اس پر ابولہب نے حضور سے کہا تھا کہ تم تباہ ہو جاؤ کیا تم نے ہمیں اس لیے جمع کیا تھا اس پر یہ سورۃ شریف نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم علیہ وسلم کی طرف سے جواب دیا۔ ابولہب کا نام عبدالعزیٰ ہے یہ عبدالمطلب کا بیٹا اور سید عالم علیہ وسلم کا چچا تھا بہت ہی گورا خوبصورت آدمی تھا۔ اس لیے اس کی کفیت ابولہب ہے اور

اس کنیت سے وہ مشہور تھا دونوں ہاتھوں سے مراد اس کی ذات ہے یعنی اس کی اولاد مروی ہے کہ ابولہب نے جب پہلی آیت سنی تو کہنے لگا کہ جو کچھ میرے بھتیجے کہتے ہیں اگر سچ ہے تو میں اپنی جان کے لیے مال واولاد کو فدیہ کروں گا اس آیت میں اس کا رد فرمایا گیا کہ یہ خیال غلط ہے اس وقت کوئی چیز کام آنے والی نہیں ہے ام جمیل بنت حرب بن اُمیہ ابوسفیان کی بہن جو رسول کریم ﷺ سے نہایت عناد وعداوت رکھتی تھی اور باوجود یکہ بہت دولت مند اور بڑے گھرانے کی تھی لیکن سید عالم ﷺ کی عداوت میں انتہا کو پہنچی ہوئی تھی کہ خود اپنے سر پر کانٹوں کا گھٹا لا کر رسول کریم ﷺ کے راستہ میں ڈالتی تا کہ حضور کو اور حضور کے احباب کو ایذا و تکلیف ہو اور حضور کی ایذاء رسانی اس کو اتنی پیاری تھی کہ وہ اس کام میں کسی دوسرے سے مدد لینا بھی پسند نہ کرتی تھی جس سے کانٹوں کا گٹھا باندھتی تھی ایک روز یہ بوجھ اٹھا کر لا رہی تھی کہ تھک کر آرام لینے کے لیے ایک پتھر پر بیٹھ گئی ایک فرشتے نے بحکم الٰہی اس کے پیچھے سے اس گھٹے کو کھینچا وہ گرا اور اس سے گلے میں پھانسی لگ گئی اور وہ مرگئی۔

(۵) اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ اور اپنی ذات سے جنگ کرنے والوں کو فسادی، انتہا پسند، دہشت گرد اور ظالم قرار دیا ہے اور انہیں بے نقاب کرتے ہوئے تنبیہ کرنے کے ساتھ ساتھ متوجہ کیا ہے، اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

ترجمہ: وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کیے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا اُن کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمین سے دور کر دیئے جائیں یہ دنیا میں اُن کی رسوائی ہے اور آخرت میں اُن کے لیے بڑا عذاب۔ (المائدہ۔۳۳)

مختصر تشریح: یعنی اللہ تعالیٰ سے لڑنا یہی ہے کہ اس کے اولیاء سے عداوت کریں

جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا اس آیت میں قطاع طریق یعنی رہزنوں کی سزا کا بیان ہے شان نزول یہ ہے کہ ۱۴ہجری میں عرینہ کے چند لوگ مدینہ طیبہ میں آ کر اسلام لائے اور بیمار ہو گئے اوران کے رنگ زرد ہو گئے پیٹ بڑھ گئے حضور ﷺ نے حکم دیا کہ صدقہ کے اونٹوں کا دودھ اور پیشاب ملا کر پیا کریں ایسا کرنے سے وہ تندرست ہو گئے مگر تندرست ہو کر وہ مرتد ہو گئے اور پندرہ اونٹ لے کر وہ اپنے وطن کو چلتے بنے سید عالم ﷺ نے ان کی طلب میں حضرت سیار کو بھیجا ان لوگوں نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور ایذائیں دیتے دیتے شہید کر ڈالا پھر جب یہ لوگ حضور کی خدمت میں گرفتار کر کے حاضر کیے گئے تو ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اس آیت مبارکہ میں فسادی کی سزا واضح طور پر قتل بتلائی گئی ہے عرف عام میں فسادی اس شخص کو کہا جاتا ہے جو افراد، خاندانوں اور برادریوں کے درمیان الٹی سیدھی باتیں پھیلا کر اشتعال پیدا کرتا ہے جس سے نفرتیں اور کدورتیں پیدا ہوتی ہیں اور بات دشمنی سے بڑھ کر قتل وخون ریزی تک جا پہنچتی ہے اب اس شخص سے بڑھ کر فسادی کون ہوگا یا ہوسکتا ہے جو اللہ اور رسول کے بارے میں الٹی سیدھی باتیں کر کے مسلمانوں کو اشتعال دلاتا ہے؟

اب حیرت کی بات تو یہ ہے کہ بعض نام نہاد دانشور، زنا، ڈکیتی، اور قتل کرنے والے کو تو فساد فی الارض کا مرتکب قرار دیتے ہیں لیکن مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے اوران کے عقیدے پر حملہ کرنے، تخریب کی بنیاد رکھنے والے کو فسادی ماننے کے لیے ہرگز تیار نہیں۔توہین رسالت کا جرم یقیناً ہر اعتبار سے قتل، زنا، ڈکیتی اور انسانوں کو فکری انحراف میں مبتلا کرنے سے کہیں بڑھ کر نازک، احساس اور زیادہ سنگین ہے۔

(۶) اسی طرح سورۃ توبہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے دین میں طعن کرنے والے شخص کے

بارے میں کہا ہے کہ ایسا شخص چونکہ عہد توڑنے کا مرتکب ہوتا ہے یعنی مسلم ریاست کا، غیر مسلم ریاست یا اپنی ہی ریاست میں رہنے والی اقلیتوں سے اس کا جو امن معاہدہ ہوتا ہے اگر وہ دین میں طعن کرنے کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے تو دین میں طعنہ دینے کی کوئی قسم بھی توہین رسالت ﷺ سے بڑی نہیں ہو سکتی اور ایسا طعن کرنے والے کی سزا بھی اللہ تعالیٰ نے قتل ہی ہی مقرر کی ہے دیکھئے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ۔

ترجمہ: اور اگر عہد کر کے اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر منہ آئیں تو کفر کے سرغنوں سے لڑو بے شک ان کی قسمیں کچھ نہیں اس اُمید پر کہ شاید وہ باز آئیں۔ (التوبہ ۱۲)

مختصر تشریح: مسئلہ اس سے یہ واضح ہوا کہ جو کافر ذمی دین اسلام پر ظاہر طعن کرے اس کا عہد باقی نہیں رہتا اور وہ (ریاست کے) ذمہ سے خارج ہو جاتا ہے اب اس کو قتل کرنا جائز ہے اب اس سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوا کہ کفار کے ساتھ جنگ کرنے سے مسلمانوں کی غرض انہیں کفر و بداعمالی سے روک دینا ہے۔

(۷) یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ لَاتَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ. (البقرہ: ۱۰۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

شان نزول مذکورہ آیت کا یہ ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ کو کچھ تلقین و تعلیم فرماتے تو وہ کبھی کبھی درمیان میں عرض کیا کرتے ''راعنا یارسول اللہ اس کے معنی یہ ہے کہ یا

رسول اللہ ہمارے حال کی رعایت فرمائیے یعنی کلام اقدس کو اچھی طرح سمجھ لینے کا موقع دیجئے یہود کی لغت میں یہ کلمہ سوءادب کا معنی رکھتا تھا انہوں نے اس نیت سے کہنا شروع کیا حضرت سعد بن معاذ یہود کی اصطلاح سے واقف تھے آپ نے ایک روز یہ کلمہ ان کی زبان سے سن کر فرمایا اے دشمنان خدا تم پر اللہ کی لعنت اگر میں نے اب کسی کی زبان سے یہ کلمہ سنا اس کی گردن ماردوں گا یہود نے کہا کہ ہم پر تو آپ برہم ہوتے ہیں مسلمان بھی تو یہی کہتے ہیں اس پر آپ رنجیدہ ہو کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی جس میں ''راعنا کہنے کی ممانعت کردی گئی تھی اور اس معنی کا دوسرا لفظ ''انظرنا'' کہنے کا حکم ہوا ۔اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ انبیاء کی تعظیم وتوقیر اوران کی جناب میں کلمات ادب عرض کرنا فرض ہے اور جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ بھی ہو وہ زبان پر لانا ممنوع ہے

(۸) وَمِنۡهُمُ الَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ النَّبِىَّ وَيَقُوۡلُوۡنَ هُوَ اُذُنٌ‌ ؕ قُلۡ اُذُنُ خَيۡرٍ لَّـكُمۡ يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤۡمِنُ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَرَحۡمَةٌ لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ‌ ؕ وَالَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ رَسُوۡلَ اللّٰهِ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ. (التوبه. ٦١)

ترجمہ: اوران میں کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے کو ستاتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کان ہیں تم فرماؤ تمہارے بھلے کے لیے کان ہیں اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے ہیں اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت ہیں اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ منافقین اپنے جلسوں میں سید عالم ﷺ کی شان میں ناشائستہ باتیں بکا کرتے تھے ان میں سے بعض نے کہا کہ اگر حضور ﷺ کو خبر ہوگئی

تو ہمارے حق میں اچھا نہ ہوگا جلاس بن سوید منافق نے کہا کہ ہم جو چاہیں کہیں حضور کے سامنے مکر جائیں گے اور قسم کھالیں گے وہ تو ''کان'' ہیں ان سے جو کہہ دیا جائے سن کر مان لیتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور یہ فرمایا کہ اگر وہ سننے والے بھی ہیں تو خیر اور صلاح کے سننے اور ماننے والے ہیں شر اور فساد کے نہیں نہ منافقوں کی بات پر، منافقین چونکہ اپنی مجلسوں میں سید عالم ﷺ پر طعن کیا کرتے تھے اور مسلمانوں کے پاس آ کر ان سے مکر جاتے تھے اور قسمیں کھا کھا کر اپنی بریت ثابت کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ مسلمانوں کو راضی کرنے کے لیے قسمیں کھانے سے زیادہ اہم اللہ اور اللہ کے رسول کو راضی کرنا تھا اگر ایمان رکھتے تھے تو ایسی حرکتیں کیوں کیں جو خدا اور رسول ﷺ کی ناراضی کا سبب ہوں۔

(۹) لَاتَعْتَذِرُوْ قَدْ كَفَرْ تم بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْن. (التوبہ:٦٦)

ترجمہ: بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر اگر ہم تم میں سے کسی کو معاف کریں تو اوروں کو عذاب دیں گے اس لیے کہ وہ مجرم تھے۔

یعنی مسئلہ اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ رسول کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کفر ہے جس طرح بھی ہو اس میں عذر قبول نہیں اس کے تائب ہونے اور با اخلاص ایمان لانے سے محمد بن اسحاق کا قول ہے کہ اس سے وہی شخص مراد ہے جو ہنستا تھا مگر اس نے اپنی زبان سے کوئی کلمہ گستاخی نہ کہا تھا، جب یہ آیت نازل ہوئی تو وہ تائب ہوا اور با اخلاص ایمان لایا اور اس نے دعا کی کہ یارب مجھے اپنی راہ میں مقتول کر کے ایسی موت دے کہ کوئی یہ کہنے والا نہ ہو کہ میں نے غسل دیا میں نے کفن دیا، میں نے دفن کیا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور ان کا پتہ ہی نہ چلا ان کا نام یحییٰ بن حمیر اشجعی تھا اور چونکہ انہوں نے حضور ﷺ کی بدگوئی سے اپنی زبان روکی تھی اس لیے انہیں توبہ و ایمان کی توفیق ملی اور اب

وہ جو اپنے جرم پر قائم رہے اور تائب نہ ہوئے ان کو عذاب دیں گے۔

(۱۰) اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّلَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا۔ (الاحزاب:۵۷)

ترجمہ: بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

یعنی وہ ایذا دینے والے کفار ہیں جو شان الٰہی میں ایسی باتیں کہتے ہیں جن سے وہ ذات منزہ اور پاک ہے اور رسول کریم ﷺ کی تکذیب کرتے ہیں لہٰذا ان پر دارین میں لعنت ہے اور آخرت میں اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(۱۱) یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ لَاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَاتَجْھَرُوْ الَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُم لَاتَشْعُرُوْنَ (الحجرت:۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

یعنی جب بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں کچھ عرض کرو تو آہستہ اور پست آواز سے عرض کرو یہی دربار رسالت کا ادب واحترام ہے مذکورہ آیت میں حضور اکرم ﷺ کا اجلال واکرام وادب واحترام تعلیم فرمایا گیا ہے اور حکم دیا گیا کہ ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لیکر پکارتے ہیں اس طرح نہ پکاریں بلکہ کلمات

ادب و تعظیم و توصیف و تکریم والقاب عظمت کے ساتھ عرض کرو جو عرض کرنا ہو کہ ترک ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے شان نزول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آیت ثابت بن قیس بن شماس کے حق میں نازل ہوئی انہیں ثقل سماعت تھا اور آواز ان کی اونچی تھی بات کرنے مین آواز بلند ہو جایا کرتی تھی جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر بیٹھے رہے اور کہنے لگے کہ میں اہل نار میں سے ہوں حضور ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا حال دریافت کیا انہوں نے عرض کیا کہ وہ میرے پڑوس ہیں اور میرے علم میں انہیں کوئی بیماری تو نہیں ہوئی پھر آ کر حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا ذکر کیا ثابت نے کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی اور تم جانتے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ بلند آواز ہوں تو میں جہنمی ہو گیا حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حال خدمت اقدس میں عرض کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ اہل جنت ہیں۔

قرآنی تائید اور فیصلہ فاروقی

بشر نامی شخص اور ایک یہودی کے درمیان کسی مسئلے پر تنازع ہوا۔ اس یہودی نے کہا کہ محمد (ﷺ) کے پاس چلو۔ بشر نے کہا بلکہ کعب بن اشرف کے پاس چلتے ہیں جب یہودی نے زیادہ اصرار کیا تو وہ شخص جو خود کو مسلمان ظاہر کر رہا تھا اس یہودی کے ساتھ مجبوراً رسول اللہ (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس یہودی کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ جب وہ دونوں وہاں سے نکلے تو بشر نے کہا کہ میں راضی نہیں ہوتا، ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس چلو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس یہودی کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ وہ شخص پھر بھی راضی نہ ہوا۔ اس نے کہا عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس چلو۔ وہ دونوں حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس حاضر ہوئے مگر یہ شخص راضی نہیں

ہو رہا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے پوچھا کیا یہ اس طرح ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: تم ذرا ایسے ہی رہو میں تمہارے پاس آتا ہوں آپ گھر میں داخل ہوئے تلوار اٹھائی۔ پھر اس شخص کی گردن تن سے جدا کر دی۔ جو خود کو مسلمان کہہ رہا تھا۔

پھر فرمایا: جو اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) کے فیصلے پر راضی نہ ہو میں اس طرح اس کا فیصلہ کر دیتا ہوں۔ رسول اللہ کو جب یہ معلوم ہوا تو فرمایا:

انت الفاروق۔ اے عمر! تم فاروق ہو:

اس واقعہ پر اللہ کا حکم لے کر حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہو گئے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

فَلَاوَرَبِّکَ لَایُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا. (النساء:٦٥)

ترجمہ: پس (اے حبیب! ﷺ) آپ کے رب کی قسم یہ لوگ مسلمان نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ اپنے درمیان واقع ہونے والے ہر اختلاف میں آپ کو حاکم بنالیں پھر اس فیصلہ سے جو آپ صادر فرما دیں اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور (آپ کے حکم کو) بخوشی پوری فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں!

آیت زیر نظر سے معلوم ہوا کہ بارگاہ الٰہی میں رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ اور آپ کی شفاعت کار براری کا ذریعہ ہے سید عالم ﷺ کی وفات شریف کے بعد ایک اعرابی روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور روضہ شریف کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے **ولو انَّھُمْ اذظلموا**. میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہنے حاضر ہوا تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے۔ اس پر قبر شریف سے نداء آئی کہ تیری بخشش کی گئی اس سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض حاجت کے لیے اس کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے مسئلہ قبر پر حاجت کے لیے جانا بھی جاؤ کَ میں داخل اور خیز القرون کا معمول ہے مسئلہ بعد وفات مقبولان حق کو یا کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے مسئلہ مقبولان حق مدد فرماتے ہیں اور ان کی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔

(۱۲) قرآن حکیم اور توہین رسالت کی شناخت

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ. (الحجرات:۴۹۔۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! (کسی بھی معاملہ میں) اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے آگے نہ بڑھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو (کہ کہیں رسول ﷺ کی بے ادبی نہ ہو جائے) بے شک اللہ (سب کچھ) سننے والا خوب جاننے والا ہے۔''

یعنی تمہیں لازم ہے کہ اصلاً تم سے تقدیم واقع نہ ہو نہ قول میں نہ فعل میں کہ تقدم

کرنا رسول اللہ ﷺ کے ادب و احترام کے خلاف ہے بارگاہ رسالت مآب میں نیاز مندی و آداب لازم ہیں شان نزول چند شخصوں نے عید الاضحیٰ کے دن سید عالم ﷺ سے پہلے قربانی کر لی تو ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کریں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بعض لوگ رمضان سے ایک روز پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ روزہ رکھنے میں اپنے نبی سے تقدم نہ کرو(ﷺ)۔

(۱۳) وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْلَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ط فَاَوْحٰى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ. (ابراہیم:۱۴۔۱۳)

ترجمہ: اور کافر اپنے پیغمبروں سے کہنے لگے ہم بہر صورت تمہیں اپنے ملک سے نکال دیں گے یا تمہیں ہمارے مذہب میں لوٹنا ہوگا تو ان کے رب نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ہم ظالموں کو ضرور ہلاک کر دیں گے۔

(۱۴) وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ. فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ. (صف:۶۱۔۵)

ترجمہ: جب (موسیٰ علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! تم مجھے اذیت کیوں دیتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں پھر جب انہوں نے کج روی جاری رکھی تو اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں فرماتا۔

یعنی تم اللہ کی آیات کا انکار کر کے اور مجھ پر جھوٹی تہمت لگا کر مجھے ایذا دیتے ہو حالانکہ رسول واجب التعظیم ہوتا ہے اور ان کی توقیر اور ان کا احترام لازم ہے انہیں ایذا دینا سخت اور انتہا درجے کی بدنصیبی ہے اس آیت میں تنبیہ ہے کہ رسولوں کو ایذا دینا شدید ترین جرم ہے اور اس کے وبال سے دل ٹیڑھے ہو جاتے ہیں اور آدمی ہدایت سے محروم ہو جاتا ہے۔

(۱۵) اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَشَآقُّوا الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُمُ الۡہُدٰی ۙ لَنۡ یَّضُرُّوا اللّٰہَ شَیۡئًا ؕ وَسَیُحۡبِطُ اَعۡمَالَہُمۡ. (محمد: ۴۷-۳۲)

ترجمہ: بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکا اور رسول (ﷺ) کی مخالفت کی اور (ان سے جدائی اختیار کی) اس کے بعد کہ ان پر ہدایت (رسول کی معرفت) واضح ہو چکی تھی۔ وہ اللہ کا ہرگز کچھ نقصان نہیں کر سکیں گے اور اللہ ان کے سارے اعمال کو نیست و نابود کر دے گا۔

(۱۶) وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖ فَقَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ○ فَقَالَ الۡمَلَؤُا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِہٖ مَا ہٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ ۙ یُرِیۡدُ اَنۡ یَّتَفَضَّلَ عَلَیۡکُمۡ ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰہُ لَاَنۡزَلَ مَلٰٓئِکَۃً ۚۖ مَّا سَمِعۡنَا بِہٰذَا فِیۡۤ اٰبَآئِنَا الۡاَوَّلِیۡنَ ○ اِنۡ ہُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِہٖ جِنَّۃٌ فَتَرَبَّصُوۡا بِہٖ حَتّٰی حِیۡنٍ ○ (المومنون۔۲۳ تا ۲۵)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے فرمایا: اے لوگو! تم اللہ کی عبادت کیا کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے تو کیا تم نہیں ڈرتے؟ تو ان کی قوم کے سردار جو کفر کر رہے تھے کہنے لگے یہ شخص محض تمہارے ہی جیسا ایک بشر ہے (اس کے سوا کچھ نہیں) یہ تم پر (اپنی) فضیلت و برتری قائم کرنا چاہتا ہے اور اگر اللہ (ہدایت کے لیے کسی پیغمبر کو بھیجنا) چاہتا تو فرشتوں کو اتار دیتا ہم نے تو یہ بات اپنے اگلے آباو اجداد میں (کبھی) نہیں سنی، یہ شخص تو سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ اسے دیوانگی (کا عارضہ لاحق ہو گیا) ہے سو تم ایک عرصہ اس کا انتظار کرو۔ یعنی یہ ان کی کمال حماقت تھی کہ بشر کا رسول ہونا تو تسلیم نہ کرتے البتہ پتھر کو خدا مان لیا۔

(۱۷) دیکھئے! یہاں بھی سورۃ البروج کی آیت نمبر ۸۔۹۔۱۰ میں اللہ کریم ارشاد فرما رہے ہیں۔

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝

ترجمہ: اور انہیں مسلمانوں کا کیا برا لگا یہی نہ کہ وہ ایمان لائے اللہ عزت والے سب خوبیوں سراہے پر۔ کہ اس کے لیے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ بے

شک جنہوں نے ایذا دی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو،
پھر توبہ نہ کی۔ ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے
آگ کا عذاب۔ (البروج۔۱۰،۹،۸)

یعنی وہ لوگ جو کفر سے باز نہ آئے مسلمانوں کو اذیتیں دیں اپنے کفر سے باز نہ آئے آخرت میں ان کا حصہ کفر کے سوا کچھ نہیں بلکہ آخرت کی آگ انہیں جلا ڈالے گی اور یہ بدلہ ہے مسلمانوں کو آگ میں ڈالنے کا۔

یہ تو قرآن مجید کے بعض مقامات ہیں جن سے مالک ارکاب امم تاجدار عرب و عجم، رسالت مآب ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی سزا ثابت ہوتی ہے اب جہاں تک معاملہ ہے خود ذات رسول کریم ﷺ کے اپنے عمل یا اپنے دور کے معاملات و واقعات کا تو بہت سے مصدقہ واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یقیناً توہین رسالت کرنے کی سزا موت ہے۔

(۱۸) یٰحَسۡرَةً عَلَی الۡعِبَادِ. مَا یَاۡتِیۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِهٖ یَسۡتَهۡزِءُوۡنَ○ اَلَمۡ یَرَوۡا کَمۡ اَهۡلَکۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡنِ اَنَّهُمۡ اِلَیۡهِمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ○ (یٰسٓ:۳۰۔۳۱)

ترجمہ: اور کہا گیا کہ ہائے افسوس ان بندوں پر جب ان کے پاس کوئی رسول آتا ہے تو اس سے ٹھٹھہ ہی کیا انہوں نے نہ دیکھا ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں ہلاک فرمائیں کہ وہ اب اُن کی طرف پلٹنے والے نہیں۔

یعنی ان پر اور ان کی مثل اور سب پر جو رسولوں کی تکذیب کر کے ہلاک ہوئے یعنی اہل مکہ جو نبی کریم کی تکذیب کرتے ہیں کہ یعنی دنیا کی طرف لوٹنے والے نہیں کیا یہ

لوگ ان کے حال سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔

(۱۹) وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا. (النساء:۱۱۵)

ترجمہ: اور جو رسول کے خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔

یعنی یہ آیت دلیل ہے اس کی کہ اجماع حجت ہے اس کی مخالفت جائز نہیں جیسا کہ کتاب وسنت کی مخالفت جائز نہیں اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ طریق مسلمین ہی صراط مستقیم ہے حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ سواد اعظم یعنی بڑی جماعت کا اتباع کرو جو جماعت مسلمین سے جدا ہوا وہ دوزخی ہے اس سے واضح ہے کہ مذہب حق اہل سنت وجماعت ہے۔

(۲۰) وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○ اَلَمْ يَعْلَمُوْآ اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ○ (التوبہ:۶۱-۶۲-۶۳)

ترجمہ: اوران میں سے کوئی وہ ہیں کہ ان غیب کی خبریں دینے والے کوستاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ تو کان ہیں تم فرماؤ تمہارے بھلے کے لیے کان ہیں اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کو بان پر تین کرتا ہیں اور جو تم میں مسلمان ہیں ان کے واسطے رحمت ہیں اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ تمہارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ تمہیں راضی کر لیں اور اللہ و رسول کا حق زاہد تھا کہ اسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ اور رسول کا تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گا یہی بڑی رسوائی ہے۔

یعنی اس کی شان نزول یہ ہے کہ منافقین اپنے دلوں میں سید عالم کی شان میں ناشائستہ باتیں کرتے تھے۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ اگر حضور کو خبر ہوگئی تو ہمارے حق میں اچھا نہ ہوگا جلاس بن سوید منافق نے کہا کہ ہم نے چاہیں کہیں حضور کے سامنے مکر جائیں گے اور قسم کھالیں گے وہ تو کان ہیں ان سے جو کہہ دیا جائے۔ سن کر مان لیتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور یہ فرمایا کہ اگر وہ سننے والے ہیں تو خیر اور صلاح کے سننے اور ماننے والے ہیں شر اور فساد کے نہیں اور نہ منافقیوں کے۔

(۲۱) وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝ الَّذِىۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝ يَحۡسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخۡلَدَهٗ ۝ كَلَّا لَيُنۡۢبَذَنَّ فِى الۡحُطَمَةِ ۝ وَمَاۤ اَدۡرٰكَ مَا الۡحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُ ۝ الَّتِىۡ تَطَّلِعُ عَلَى الۡاَفۡـِٕدَةِ ۝ اِنَّهَا عَلَيۡهِمۡ مُّؤۡصَدَةٌ ۝ فِىۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝

(ہمزہ:۱۔۹)

ترجمہ: خرابی ہے اس کے لیے جو لوگوں کے منہ پر غیبت کرے۔
پیٹھ پیچھے بدی کرے۔ جس نے مال جوڑا اور گن گن کر رکھا۔ کیا یہ
سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ رکھے گا ہرگز نہیں ضرور وہ
روندنے والی میں پھینکا جائے گا اور تو نے کیا جانا کیا روندنے والی
اللہ کی آگ کہ بھڑک رہی ہے وہ جو دلوں پر چڑھ جائے گی بے شک
وہ ان پر بند کر دی جائے گی لمبے لمبے ستونوں میں۔

یعنی یہ مذکورہ آیات بھی ان کفار کے حق میں نازل ہوئیں جو سید عالم ﷺ اور ان اصحاب کے خلاف زبان کھولتے تھے۔ اور ان حضرات کی غیبت کرتے تھے مثل اخنس بن شریق و اُمیہ بن خلف اور ولید بن مغیرہ وغیرہم کے اور حکم پر غیبت کرنے والے کے لیے عام ہے وہ ان لوگوں کو جو عمل صالح کی طرف التفات نہیں کرتے اور مال کی محبت میں مست ہیں یعنی جہنم کے اس درجے میں جہاں آگ ہڈیاں پسلیاں توڑ ڈالے گی اور کبھی سرد نہیں ہوتی۔ حدیث شریف میں ہے کہ جہنم کی آگ ہزار برس دھونکی گئی یہاں تک کہ سرخ ہوگئی پھر ہزار برس دھونکی گئی تا آنکہ سفید ہوگئی پھر ہزار برس دھونکی گئی حتیٰ کہ سیاہ ہوگئی تو وہ سیاہ ہے اندھیری (ترمذی شریف) یعنی ظاہر جسم کو بھی جلائے گی اور جسم کے اندر بھی پہنچے گی اور دلوں کو بھی جلائے گی دل ایسی چیز ہیں۔ جن کو ذرا سی گرمی کی تاب نہیں تو جب آتش جہنم کا ان پر استیلا ہوگا اور موت آئے گی سنیں تو کیا حال ہوگا دلوں کو جلانا اس لیے ہے کہ وہ مقام ہیں کفر اور عقائد باطلہ دنیات فاسدہ کے یعنی آگ ڈال کر دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور ان دروازوں کی بندش آتشیں لوہے کے بعض کہ ستونوں سے مضبوط کر دی جائے گی کہ کبھی دروازہ نہ کھلے مفسرین نے اس کے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ دروازے بند کر کے آتشیں ستونوں سے ان کے ہاتھ باندھ دیئے جائیں گے۔

(۲۲) وَفِی مُوسٰی اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰی فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ○ فَتَوَلّٰی بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ○ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ وَهُوَ مُلِیْمٌ○ (الذریت ۳۸۔۳۹)

ترجمہ: اور موسیٰ علیہ اسلام کے واقعہ میں (نشانیاں ہیں) جب ہم نے انہیں فرعون کی طرف واضح دلیل دے کر بھیجا تو اس نے اپنے اراکین سلطنت سمیت روگردانی کی اور کہنے لگا (یہ) جادوگر یا دیوانہ ہے پھر ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو (عذاب کی) کی گرفت میں لے لیا اور ان (سب) کو دریا میں غرق کر دیا اور وہ تھا ہی قابل ملامت کام کرنے والا۔

(۲۳) اَنّٰی لَهُمُ الذِّكْرٰی وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ ○ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ○ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِیْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ○ یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰی اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ○

(الدخان:۱۳تا۱۶)

ترجمہ: کہاں سے ہوانہیں نصیحت ماننا، حالانکہ ان کی پاس صاف بیان فرمانے والا رسول تشریف لا چکا پھر اس سے روگردان ہوئے اور بولے سکھایا ہوا دیوانہ ہے ہم کچھ دنوں کو عذاب کھولے دیتے ہیں تم پھر وہی کرو گے جس دن ہم سب سے بڑی پکڑ پکڑیں گے بے شک ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

یعنی ایسی حالت میں وہ کیسے نصیحت مانیں گے حالانکہ اللہ کریم ان پر آیات بنیات، ظاہرات اور معجزات ظاہر فرما چکا ہے مگر یہ جس کفر میں تھے اس کی طرف لوٹیں گے

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور پھر اس دن کو یاد کرو یعنی روز بدر کو یا اس سے مراد روز قیامت ہے۔

(۲۴) اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۝ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ۝ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

(الصافات:۳۵تا۳۹)

ترجمہ: بے شک جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو اونچی کھینچے (تکبر کرتے) تھے اور کہتے تھے کیا ہم اپنے خداوند کو چھوڑ دیں ایک دیوانہ شاعر کے کہنے سے اور انہوں نے رسولوں کی تصدیق کی فرمائی ہے بے شک تمہیں ضرور دکھ کی مار چکھنی ہے تو تمہیں بدلہ نہ ملے گا مگر اپنے کیے کا۔

یعنی یہ سید عالم حبیب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ کے فرمانے سے توحید قبول نہ کرتے تھے اور شرک سے باز نہ آتے تھے بلکہ تکبر کرتے تھے۔

(۲۵) وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝ (السبا:۷۔۸)

ترجمہ: اور کافر بولے کیا ہم تمہیں ایسا مرد بتا دیں جو تمہیں خبر دے کہ جب تم پرزہ ہو کر بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ تو پھر تمہیں نیا بننا ہے کیا اللہ

پر اس نے جھوٹ باندھا یا اسے سودا ہے بلکہ وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے عذاب اور دور کی گمراہی میں ہیں۔

یعنی کافروں نے متعجب ہو کر کہا کہ سید عالم محمد مصطفیٰ ﷺ ایسی عجیب وغریب باتیں کہتے ہیں گویا اللہ تعالیٰ نے کفار کے اس مقولے کا رد فرمایا کہ یہ دونوں باتیں یعنی حضور سید عالم ﷺ ان دونوں سے مبرا ہیں یعنی کافر دوبارہ جی اٹھنے اور یوم حساب کا انکار کرتے تھے۔

(۲۶) اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ نِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ٥ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنَ ٥ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ٥ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً. فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ٥

(المومنون۔۳۸۔۴۱)

ترجمہ: وہ تو نہیں مگر ایک مرد جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور ہم اسے ماننے کے لیے نہیں عرض کی کہ اے میرے رب میری مدد فرما اس پر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا اور اللہ نے فرایا کہ کچھ اسے جاتی ہے کہ صبح کریں گے پچھتاتے ہوئے تو انہیں آ لیا سچی چنگھاڑ نے تو ہم نے انہیں گھاس کوڑا کر دیا۔ تو دور ہوں ظالم لوگ۔

یعنی انبیاء کی تکذیب کرنے والے خدا کی رحمت سے دور ہوں جب سید عالم ﷺ نے اپنے نبی ہونے اور مر کر جی اٹھنے کا بتایا تو یہ نہ مانے پیغمبر نے ان کے بارے بارگاہ الٰہی میں ان کے حق میں بددعا کی۔ ان کو سرکشی پر دیکھا تو مثل قوم صالح، لوط اور قوم شعیب وغیرہ۔

مسئلہ توہین رسالت (ﷺ)

(احادیث کی روشنی میں)

(۱)

شذرات فکر انگیز

حضور نبی کریم حضرت محمد ﷺ کی ذات مقدس تمام دنیا کے انسانوں سے ارفع واعلیٰ ہے آپ پر خدا تعالی کی وحی اترتی، خدا تعالیٰ آپ سے ہم کلام ہوتا، آپ خدا تعالیٰ کے منتخب بندے، نبی رسول اور سید الانبیاء ہیں تمام بنی نوع انسان سے آپ کے اوصاف و اخلاق، حمیدہ و جمیلہ، اعلیٰ و افضل ہیں تمام کمالات اور برکتیں اللہ کریم نے اسی ہستی مبارک کی ذات ستودہ صفات میں ذکر فرمادی ہیں آپ تمام بنی نوع انسان کے لیے شرف، وقار، آبرو اور سرفرازی و سربلندی کا پیغام ہیں۔

رسالت مآب ﷺ کی دعوت، ذات، سنت و سیرت اور اسوہ مبارک گزارنے کی ایک ایک ادا، اُمت کے لیے قابل تقلید اور محبوب ہے کہ ان کے سوا کسی اور کی طرف ہمارا اسلام اور ایمان نگاہ اٹھانے کی اجازت نہیں دے سکتا، رحمت دو عالم ﷺ ہی تمام بنی نوع انسان اور کائنات ارض وسماء کے لیے منبع خیر و برکت، سرچشمہ فیض و برکات ہیں انہی کے دم قدم سے انسانیت کی آبرو وقار اور ناموس باقی ہے، ہم بجا طور پر یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ ''آبروئے ما زنام مصطفیٰ است'' بلکہ ان کی عقیدت حق اور عقیدے کا معیار تو یہ ہوتا ہے کہ

محمد عربی کہ آبروئے ہر دو سرا است
کسے کہ خاک درش نیست خاک برسراو

وراس میں کوئی شک نہیں کہ حضور ﷺ کا اسوہ مبارک کسی خاص دائرہ تک محدود نہیں بلکہ وہ سرمایہ انسانیت ہے خود اپنے اور بیگانوں نے جگہ جگہ س عالمی صداقت کا اعتراف واقرار کیا ہے مذکورہ مترجمین، محققین، مورخین اور مصنفین کی ایک طویل فہرست ہے کردار محمدی ﷺ اور افکار محمدی ﷺ نے اپنے افکار وکردار کا لوہا ہر سطح پر منوایا ہے اور سب نے ان میں انسانیت کی مشترکہ اقدار، اعلیٰ روایات اور افکار کے زاویئے واء کر دیئے ہیں یہی وجہ ہے کہ حق شناس، اصحاب فکرونظر نے رسالت مآب ﷺ کی عظمت وسربلندی پر وارفتگی کا اظہار کیا ہے دنیا کی تمام نابغہ روز گار ہستیوں نے بارگاہ نبوت ﷺ میں ہدیہ عقیدت ومحبت پیش کرتے ہوئے فخر ومباحات کے ذریعے اپنے لیے اعزاز جانا ہے دنیا کا ہر باشعور انسان آپ ﷺ کو ایمانداری، طہارت وپاکیزگی اور عظمت واعتراف کا روشن مینار سمجھتا ہے۔

اسی طرح رسالت مآب ﷺ کے ساتھ کسی بھی مسلمان کی عقیدت ومحبت کی جذباتی اور غیر فطری نعرے پر ہرگز نہیں بلکہ ہر مومن کے ایمان کا جز اور اس کے دین کی بنیاد ہے اللہ کے محبوب ﷺ ہی ہماری محبتوں کا محور اور تمناؤں کی آماج گاہ ہیں سرور کائنات ﷺ کی اتباع وپیروی کے لیے سعی وعمل نمونہ بہشت ہے اور اسی میں اس کی ابدی سعادت کا راز مضمر ہے اس نے قرآن پاک دوٹوک واضح اور کھلے الفاظ میں اس حقیقت ابدی کو بیان کردیا ہے ارشاد گرامی ہے کہ:

''آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے بیٹھ جانے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جس کو تم پسند کرتے ہو اگر تم کو اللہ اور اُس کے رسول سے اور اس کی

راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہیں تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (سزا دینے کے لیے) اپنا حکم بھیج دے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا (التوبہ: ۲۴) کلام مجید، فرقان حمید میں متعدد جگہ اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب ﷺ سے محبت اور وفاداری و وابستگی کو ہی ایمان کا سب سے اعلیٰ درجہ بتایا ہے اور اپنی اطاعت کو اپنے رسول ﷺ کی اطاعت سے مشروط فرما دیا ہے احادیث نبویہ میں اس کا مضمون موجود ہے چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ

''تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک اس کو مجھ سے اپنے ماں باپ اولاد اور باقی سب لوگوں سے بڑھ کر محبت نہ ہو۔ (متفق علیہ)

حضور اکرم ﷺ کی شان اقدس میں کچھ بدبختوں نے مختلف لمحات میں اپنی خباثت کا اظہار کرتے ہوئے گستاخی کا ارتکاب کیا عہد رسالت مآب ﷺ میں بھی بے حرمتی کے ایسے ناپاک واقعات ظہور میں آ چکے ہیں۔ اور جانثاران مصطفیٰ ﷺ نے اپنی جان کی بازی لگا کر ان گستاخان ختم نبوت ﷺ کو انجام بد تک پہنچایا بھی ہے۔

ہم نے ہر دور میں تقدیس رسالت کے لیے
وقت کی تند ہواؤں سے بغاوت کی ہے
توڑ کر ہم نے اہل سیاست کا فسوں
فقط اک نام محمد ﷺ سے محبت کی ہے

مسلمانو! اس بات کو خوب یاد رکھو کہ حضور ﷺ کی ناموس، آپ کی حرمت و تقدیس، عزت و توقیر، تعظیم و آبرو آپ ﷺ کی حیات ظاہری میں جیسے لازم تھی ویسی ہی ذات حق سے وصال کے بعد بھی واجب و فرض بلکہ سب واجبوں اور فرضوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ بقول اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خان بریلویؒ۔

کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پر یہ جرائتیں

کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی! ارے ہاں نہیں! ارے ہاں نہیں

اور یہ کہ نبی اکرم ﷺ کی دعوت، آپ ﷺ کے ذکر مبارک یعنی حدیث وسنت اور آپ ﷺ کے اسم گرامی وسیرت مبارکہ کے سنتے وقت آپ ﷺ کی ازواج، اصحاب اور آل رسول ﷺ کے تذکار سنتے وقت، پڑھتے وقت، بیان کرتے وقت ادب وتعظیم اور توقیرواحترام نہ صرف یہ کہ لازم ہے بلکہ ایمان کی بنیاد بلکہ جان ہے اس لیے کہ

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

یہی پھول خار سے دور ہے کہ دھواں نہیں

آپ سے محبت، جاںنثاری، وفاداری اور آپ کے مشن کے لیے، آپ کی ناموس کے لیے سروفروشی یہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اس لیے تو بریلی شریف کے عارف وعاشق نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ

کروں تیرے نام پہ جاں فدا

نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی برا

کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

اس مضمون کے تحت بخاری شریف کی زیر نظر احادیث کا مطالعہ کیجئے اور اپنے ایمان میں اضافہ کیجئے۔

رسول اکرم حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی ایک مسلمان کے روحانی تشخص کا وسیلہ ہے آپ ﷺ کی نسبت، اطاعت اور اتباع کے بغیر انسان مومن نہیں ہوسکتا اور ایمان کے بغیر تو انسان کی انسانیت کا صحیح مرتبہ بھی متعین نہیں ہوسکتا۔ دراصل ایمان روحانی زندگی

کی اساس ہے اور ایمان کی اساس شاہ دو عالم ﷺ کی ذات گرامی کی اطاعت ہے اب جس طرح آپ کی اطاعت واتباع ضروری اس طرح آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور آپ ﷺ کی نصرت وتائید بھی اہل ایمان پر فرض ہے یہی وجہ ہے کہ محبت رسول ﷺ ہی ایک مسلمان کے ایمان کی دلیل ہے اور اہل ایمان کی پختگی وایمان کا ذریعہ بھی یہی محبت واطاعت تعظیم وتوقیر، جانثاری وسرشاری ہے اسی لیے تو عاشقان مصطفیٰ ﷺ جھوم جھوم کر کہتے ہیں کہ

سر پہ رکھنے کو مل جائیں نعل پاک حضور
ہم بھی کہیں کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

دور صحابہ سے لے کر آج تک علماء امت اس بات پر متفق ہیں کہ آپ ﷺ کی شان اقدس میں ادنیٰ گستاخی کرنے والا بھی واجب القتل ہے اور آخرت میں سخت عذاب کا سامنا کرنے والا ہے اس دنیا میں بھی قابل گردان زدنی ہے نبی اکرم ﷺ کی طیبہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا کہ ان چند بدبختوں کے بارے میں جو نظم ونثر میں آپ ﷺ کی گستاخی کی نسبت سے ہجو کیا کرتے تھے عبرتناک انجام سے دوچار کیا گیا حتیٰ کہ اگر کوئی کعبہ کے پردوں سے چمٹے ہوئے بھی ملا تو اُسے بھی واصل جہنم کیا جائے۔ یہ حکم (نعوذ باللہ) آپ ﷺ کے ذاتی انتقام کی وجہ سے نہیں تھا کہ آپ ﷺ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی گواہی موجود ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی کسی سے ذاتی انتظام نہیں لیا۔ بلکہ یہ حکم اس وجہ سے تھا کہ شاتم رسول دوسروں کے دلوں سے نبی کو عظمت وتوقیر گھٹانے کی کوشش کرتا ہے اور ان کے دلوں میں کفر ونفاق کا بیج بوتا ہے اس لیے توہین رسالت کو ''تہذیب وشرافت'' کے نام پر برداشت کر لینا دراصل ایمان ویقین سے ہاتھ دھونا ہے اور دوسروں کے ایمان ویقین چھن جانے کے مترادف ہے چونکہ ذات

رسالت ﷺ ہر دور اور زمانے کے مسلمان معاشرے کا مرکز ومحور ہے اس لیے جو زبان آپ ﷺ پر طعن کے لیے دراز ہوتی ہے اسے کاٹا نہ جائے اور جو قلم آپ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کے لیے چلتا ہے اٹھتا ہے اسے اگر توڑا نہ جائے تو انسانی معاشرے عملی واعتقادی فساد کا شکار ہو کر رہ جائیں گے۔

نبی اکرم ﷺ کی شان میں نازیبا الفاظ کہنے والا حقیقت میں ساری اُمت کو گالی دینے والا ہے اور وہ ہمارے ایمان کی جڑ کاٹنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل ایمان کا ایمان اور غیرت بچانے کے لیے ہجونگاروں کو ان کی گستاخیوں کی پاداش میں ان کا قتل روا رکھا کسی شاعر نے کیا خوبصورت انداز میں مذکورہ جذبات کی ایمان انگیز عکاسی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

دو جہاں فدا تیرے نام پر
ہے سکوں فضا تیرا نام بھی
تیری ذات پر ہوں سلام بھی
تیری ذات پر ہوں دورد بھی
مجھے اپنی تابشیں کر عطا
تو ہے میراماہ تمام بھی
ہے مٹی مٹی میری صبح بھی
ہے بجھی بجھی میری شام بھی

یہاں ایک سوال یہ بھی اٹھایا جاتا ہے کہ کیا توبہ سے توہین کا جرم معاف ہو سکتا ہے؟ یقیناً انسان کے لیے سچی توبہ آخروی فائدہ کا سبب بن سکتی ہے لیکن دیگر جرائم کی طرح جب معاملہ عدالت یا عوامی سطح پر آجائے گا تو دنیا میں اس کو اس جرم کی سزا تو سہنی ہی پڑے

گی جس طرح سچی یا جھوٹی توبہ سے زنا، قذف، چوری، شراب اور قتل کی سزا معاف نہیں ہو گی تو ان سے کہیں زیادہ سنگین جرم (توہین رسالت) ہے اب اس کی سزا فقط توبہ سے کس طرح معاف ہو سکتی ہے؟ بات یہ ہے کہ اسلام کی مسلمہ تاریخ کی رو سے گستاخ رسول (ﷺ) کی سزا صرف اور صرف موت ہے رحمت اللعالمین ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کا اعلان کیا گیا۔ لیکن وہیں گستاخان رسول کے حوالے سے حکم دیا کہ اگر یہ خانہ کعبہ کے پردے میں بھی لپٹ جائیں تب بھی انھیں معاف نہ کیا جائے، انہیں ہر صورت میں قتل کیا جائے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بالاسناد مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے کسی نبی کو گالی دی تو اسے قتل کر دو اور جس نے میرے کسی صحابی کو گالی دی تو اسے مارو۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کو گالی دیا کرتا تھا اس پر آپ ﷺ نے فرمایا وہ شخص کون ہے؟ جو میرے دشمن کو مجھ سے کفایت کرے تب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں حاضر ہوں تو نبی ﷺ نے انہیں روانہ فرمایا اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ (دلائل النبوت)

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے ایسے گروہ کفار و منافقین کو قتل کرنے کا حکم فرمایا جو آپ ﷺ کو ایذا دیتا ہے گالی دیتا ہے جیسے نفر بن حارث، عقبہ بن ابی محیط وغیرہ فتح مکہ سے پہلے اور بعد میں ایک گروہ کفار کے قتل کرنے کا وعدہ صحابہ کرام سے کیا چنانچہ وہ سب قتل کر دیئے گئے بجز اس کے جو اپنے آپ پر گرفت سے پہلے اسلام میں سبقت کر گیا۔

بزاز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ عقبہ بن ابی محیط نے پکارا۔

اے گروہ قریش! کیا وجہ ہے کہ میں تمہارے درمیان گھیر کر قتل ہو رہا ہوں اس پر نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اپنے کفر وافتراق کی وجہ سے جو اللہ کے رسول ﷺ پر باندھتا تھا۔''

مصنف عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کو گالی دی اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو میرے دشمن کو کفایت کرے گا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں حاضر ہوں چنانچہ وہ اس سے لڑے اور سے قتل کر دیا۔ (مصنف عبدالرزاق جلد۵ صفحہ ۳۰۷)

ابوابراہیم تجیبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ''مسلمان پر واجب ہے کہ جب بھی نبی کریم ﷺ کا ذکر کرے، یا اس کے سامنے ان کا ذکر ہو تو خشوع وخضوع کے ساتھ آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرے۔ اپنی حرکات میں سکون وقرار اور آپ ﷺ کی ہیبت وجلال، رعب و وقار ایسا ہونا چاہیے کہ اگر وہ نبی کے سامنے آئے یا آپ کے دربار میں موجود ہو تو جیسی اس وقت اس کی حالت میں ہونی چاہیے ویسی ہی اس وقت بھی ہو جیسا کہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کا ادب واکرام سکھایا ویسا ادب وتعظیم ملحوظ رہے ہمارے سلف صالحین اور ائمہ متقدمین رحمہم اللہ کی یہ عادت تھی اب وہ شخص جو اس بارگاہ اقدس ﷺ کا بے ادب ہے گستاخ ہے نافرمان ہے دوزخ وشریر اس کا قتل واجب ہوتا ہے جو نبی کریم ﷺ کی ذات کریم کو ہدف تنقید بنانے، عیب لگانے، گالی دے توہین کرے تحقیر کرے، استہزاء مجرم ہے اس کا جرم سنگین ہے چنانچہ قرآن پاک میں اللہ جل جلالہ نے آپ ﷺ کی ایذاء رسانی کو اپنی ایذا رسانی کی ساتھ ملایا ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں، کوئی دوسری رائے ہے ہی نہیں کہ جو آپ کو گالی دے اس کو قتل کر دیا جائے بلاشبہ وہی لعنت اور پھٹکار کا مستوجب ہوتا ہے جو کفر کرے، کافر ہو اور کافروں کا حمایتی ہو۔

(۲)

شذرات فکرانگیز

لب پہ ہے گفتگو مدینے کی
دل میں ہے آرزو مدینے کی
ذکر کر جا بجا مدینے کا
بات کر کو بکو مدینے کی

آقا علیہ السلام اپنے جانثار صحابہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے، چودھویں کے روشن چاند کے گرداگرد ستاروں کی حسین محفل

قتل کا مقدمہ درپیش تھا، ایک باندی کو کسی نے قتل کر دیا تھا اور قاتل کا کچھ پتہ نہ تھا، مقدمہ کی صورت حال پیچیدہ ہو رہی تھی، جب کسی طرح قاتل کا نشان معلوم نہ ہوا تو آقا علیہ السلام نے اہل مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"انشدالله رجلالي عليه حق فعل مافعل الاقام"

"جس شخص نے بھی یہ کام کیا ہے، اور میرا اس پر حق ہے تو اسے میں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ وہ کھڑا ہو جائے"۔

آقا علیہ السلام کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سن کر ایک نابینا شخص اس حالت میں کھڑا ہو گیا کہ اس کا بدن کانپ رہا تھا، اور کہنے لگا کہ:

"یارسول اللہ میں اس کا قاتل ہوں، یہ میری ام ولد تھی اور اس کی میرے ساتھ بہت محبت اور رفاقت تھی، اس سے میرے دو موتیوں جیسے خوبصورت بچے بھی تھے، لیکن یہ آپ علیہ السلام کی شان اقدس میں گستاخی کیا کرتی اور آپ کو برا بھلا کہا کرتی تھی، میں اسے

روکتا مگر یہ نہ رکتی، میں اسے دھمکاتا پر یہ باز نہ آتی۔ کل رات اس نے آپ کا ذکر کیا اور آپ کی شان اقدس میں گستاخی کی تو میں نے ایک چھری اٹھائی اور ان کے پیٹ پر رکھ کر اس چھری پر اپنا بوجھ ڈال دیا یہاں تک کہ یہ مرگئی''۔

نابینا صحابی یہ سارا واقعہ سنا کر خاموش ہو چکے تھے۔

معاملہ بہت نازک اور کیس سیدھا سیدھا ''دہشت گردی'' بلکہ ''فوجی عدالت'' کا تھا۔

ایک شخص نے ''قانون ہاتھ میں لے لیا تھا''

''از خود مدعی اور از خود جج'' بنتے ہوئے ایک انسان کو قتل کر دیا تھا۔

''حکومت کی رٹ''، چیلنج ہو چکی تھی۔

حکومت بھی کسی راحیل، پرویز، زرداری یا نواز کی نہیں، خودسرکار دوعالم ﷺ کی۔

''محض مذہبی جذبات'' کی بناء پر ایک انسان کو قتل کیا جا چکا تھا۔

عدالت میں کوئی کیس، تھانے میں کوئی رپٹ درج کرائے بغیر۔!!

''مذہبی جنونیت'' کی روک تھام شاید بہت ضروری تھی اور ''جذباتیت'' کا قلع قمع بھی۔

پھر وہ لب ہلے جو ''ان ھو الا وحی یوحی '' کی سند لیے ہوئے تھے۔

جن کا ہلنا بھی وحی، جن کا خاموش رہنا بھی وحی تھا، جن سے نکلے ہوئے الفاظ قیامت تک کے لیے قانون بن جاتے تھے، جن کا غصہ بھی برحق اور جن کا رحم بھی برحق تھا، جو جان بوجھ کر باطل کہہ نہیں سکتے تھے اور خطا پر ان کا رب ان کو باقی رہنے نہیں دیتا تھا......!!

سب کان ہمہ تن گوش تھے۔

فضاء میں ایک آواز گونجی، وہی آواز جو سراپا حق تھی۔

''الا......!اشھدوا......!ان دمہا ھدر''

''سنو......! گواہ ہو جاؤ......!اس لونڈی کا خون رائگاں ہے''

(اس کا کوئی قصاص نہیں)(سنن نسائی،ابوداؤد،سندہ صحیح)

ہمارے ہاں عموماً یہ ذہن پایا جاتا ہے کہ کسی بھی جرم پر سزا دینے کا اختیار صرف اور صرف حکومت کے ہاتھ میں ہے اور عوام الناس اس معاملے میں بالکل ہی بے اختیار ہیں، یہ بات اکثر معاملات میں صحیح ہونے کے باوجود من کل الوجوہ درست نہیں، بہت سے معاملات ایسے بھی ہیں جہاں اللہ، اللہ کے رسول ﷺ اور اسلامی قانون نے عام شہریوں کو بھی ''قانون ہاتھ میں لینے' کا اختیار دیا ہے۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"من اطلع فی دار قوم بغیر اذنهم ففقاؤا عینه فقد هدرت عینه"

''جس شخص نے کسی قوم کے گھر میں جھانکا اور انہوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو اس کی آنکھ ضائع ہے، اس کا کوئی قصاص نہیں'' (رواہ ابوداؤد وسندہ صحیح)

یہاں غیرت میں آ کر کسی کی آنکھ پھوڑ دینے والے کے لیے معافی کا اعلان ہے جبکہ اس کی اشارتاً بھی کوئی ہلکی سی مذمت نہیں کی گئی۔

(۲) جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من قتل دون ماله فهو شهيدو من قتل دون دمه فهو شهيد و من قتل دون دينه فهو شهيد ومن قتل دون دينه فهو شهيد و من قتل دون اهله فهو شهيد "

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے، جو شخص اپنے جان کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے، جو شخص اپنے دین کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے، جو شخص اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے۔

(بخاری، جامع الصغیر)

یعنی اپنے مال، جان، عزت اور دین کی خاطر از خود ہتھیار اٹھا کر کسی سے لڑنے کے جائز نا جائز ہونے کی بحث کے بجائے اسے لڑتے لڑتے مر جانے کی ترغیب اور اس پر شہادت کی عظیم خوش خبری سنائی جا رہی ہے۔ یہی بات اس سے بھی واضح الفاظ میں:

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور اس نے آپ ﷺ سے عرض کیا:

''یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص مجھ سے میرا مال چھیننا چاہے تو آپ کیا فرماتے ہیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''فلا تعطہ''

''اسے نہ دو!''

اس نے عرض کیا:

''اگر وہ مجھ سے لڑے تو؟''

فرمایا کہ: ''تم بھی اس سے لڑو!''

اس نے کہا: ''اگر وہ مجھے قتل کر دے تو؟''

فرمایا کہ: ''تو شہید ہے''

عرض کیا کہ: ''اگر میں اسے قتل کر دوں تو؟''

فرمایا کہ: ''وہ جہنم میں جائے گا'' (صحیح مسلم)

یعنی اس شخص کو ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہنے کے بجائے خود اس دشمن سے محض مال کی خاطر لڑنے کی ترغیب دی جا رہی ہے، اور اس لڑائی میں مارے جانے پر شہادت کی نوید سنائی جا رہی ہے۔

(جب محض مال کی خاطر ہتھیار اٹھانے، لڑنے اور مرنے مارنے کی اجازت ہے تو ناموس محمد عربی کیا مال سے بھی گئی گذری چیز ہے؟ جب اپنے گھر میں جھانکنے والے کی

آنکھ پوڑ دینے پر کوئی گناہ نہیں تو رحمت دو عالم ﷺ کی عزت کی کیا ہماری عورتوں جتنی بھی وقعت نہیں؟ عبرت! عبرت!)

احادیث وفقہ میں اس قسم کی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں، سمجھنے اور ماننے والے کے لیے اتنی بھی کافی ہیں، ضدی اور ہٹ دھرم پر قرآن کی آیات کا بھی کوئی اثر نہیں، اللہ جل شانہ ماننے کی توفیق عطا فرمائیں۔

سرور دو عالم ﷺ کی ناموس وعزت کا مسئلہ اس قدر حساس ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے آج کے زمانے تک کبھی مسلمانوں نے اس میں کسی مداھنت ونرمی سے کام نہیں لیا، جب بھی کسی گستاخ نے اپنی بدبختی سے ناموس محمد عربی پر ذرا بھی داغ لگانے کی کوشش کی ہے، اکثر وبیشتر کسی نہ کسی غیرت مند مسلمان نے کسی قانونی کاروائی کا تکلف کئے بغیر فی الفور اسے جہنم کا راستہ دکھا دیا ہے، ایسے ملعونین کو، چاہے وہ کعب بن اشرف اور ابورافع کی طرح معاھد ہوں، یا ابن خطل کی طرح حربی، خود رسول اللہ ﷺ نے بھی کسی عدالتی کاروائی اور گواہوں کے بغیر اپنے جانثاروں کے ذریعے ٹھکانے لگوایا ہے اور امت مسلمہ کا ہر زمانے کا تعامل بھی یہی چلا آرہا ہے، یہ امت ہر بات پر صبر اور سمجھوتہ کرسکتی ہے لیکن ناموس محمد عربی پر نہ کیا ہے اور نہ کرسکتی ہے۔ تاریخ اسلام میں آپ کو شاید ایسا ایک واقعہ بھی نہ ملے کہ کسی مسلمان نے طیش میں آکر ازخود کسی چور کا ہاتھ کاٹ کر اس پر حد جاری کردی ہو، یا زنا کے واقعے پر عدالتی کاروائی کے بغیر کسی کو کوڑے یا رجم کی سزا دے دی ہو، یا شراب پینے پر کسی پر حد جاری کردی ہو...... لیکن توہین رسالت کے مسئلہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے اب تک ایسے واقعات کے سینکڑوں نہیں تو بیسیوں مثالیں بے تکلف پیش کی جاسکتی ہیں۔

اشکال: اگر گستاخ رسول کو ازخود قتل کرنے کا فتوی دے دیا جائے تو پھر تو کوئی بھی شخص کسی

کو بھی قتل کر کے اسے گستاخ رسول قرار دے دے گا، اور یوں لوگ اس فتوے کی آڑ میں قتل وغارت کا بازار گرم کر دیں گے۔

جواب: توہین رسالت کی بنیاد پر کسی کو قتل کو دینے والے سے مقتول کی توہین کا ثبوت طلب کیا جائے گا، اگر وہ ثبوت پیش کرنے میں کامیاب ہو گیا تو اسے باعزت بری کر دیا جائے گا اور اگر وہ ثبوت فراہم نہ کر سکا تو دنیا میں اسے قصاصاً قتل کیا جائے گا لیکن اگر وہ اپنی بات میں سچا ہے اور اس نے محض شک وشبہے کی بنیاد پر نہیں بلکہ قطعی یقین کی بنیاد پر یہ قدم اٹھایا ہے تو وہ عنداللہ شہید ہی ہوگا۔

اشکال: اگر توہین رسالت پر ازخود قتل کرنے والے سے توہین کا ثبوت طلب کرنا ضروری ہے تو آپ ﷺ نے اس صحابی سے گواہ کیوں طلب نہیں کیے؟

جواب: آپ ﷺ کو بذریعہ وحی اس کی صداقت کا علم ہو چکا تھا، لہٰذا گواہی قائم کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

سوال: رسول اللہ ﷺ کی گستاخی تو موجب قتل ہے لیکن کسی قانون کی گستاخی تو موجب قتل نہیں۔

جواب: ناموس رسالت کے قانون کو کالا قانون کہنا، گستاخ رسول کو علی الاعلان تحفظ فراہم کرنا اور پوری قوم کے سامنے یہ اعلان کرنا کہ اگر عدالت نے اس مجرم کو سزا دے بھی دی تو میں اسے صدر سے معافی دلاؤں گا، اس کا مطلب کہ یہ شخص صرف گستاخ نہیں بلکہ ملک کے سارے گستاخوں کا باپ اور پشت پناہ ہے، یہ ملعونین کے اس ٹولے کا سرپرست اور مددگار ہے، جب تک اس شخص کا قصہ پاک نہیں کیا جاتا تب تک کسی بھی گستاخ رسول کو کسی قسم کی سزا ملنا ممکن نہیں۔ تعجب کی بات ہے کہ اگر عوام کے قتل اور دہشت گردی کے معاملے میں

صرف قاتل نہیں بلکہ اس کو ٹھکانہ و مالی مدد فراہم کرنے والوں کو بھی بلا تردد بے دریغ تختہ دار پر لٹکایا جا سکتا ہے تو گستاخان رسول کے اس کھلے سہولت کار و مددگار کو شرعی سزا دینے پر کیا اشکال واعتراض ہے؟

ایک بدفہم کا ڈھکوسلہ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ پر تہمت لگا کر (نعوذ باللہ) گستاخی رسول کا ارتکاب کیا تھا، انہیں سزا کیوں نہیں دی گئی؟

جواب: بدعقلی و بے وقوفی سے اللہ ہی نجات دے تو دے، قذف اور گستاخی میں فرق ہے، بعض مخلص صحابہ کرام منافقین کے پروپیگنڈے کے زیر اثر اگر غلط فہمی کی بناء پر ام المومنین رضی اللہ عنہا پر تہمت میں شریک ہو گئے تھے جس پر ان پر حد قذف جاری کی گئی تھی، گستاخی کرتے تو گستاخی کی سزا دی جاتی، اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ اگر معلون شیطان تاثیر کو لاہور کے مال روڈ پر قمیص اتار کر اسی کوڑے تو گستاخی کی سزا دی جاتی، اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ اگر ملعون شیطان تاثیر کو لاہور کے ال روڈ پر قمیص اتار کر اسی کوڑے ہی کی سزا دے دی جاتی تب بھی ممتاز قادری والا واقعہ ہرگز رونما نہ ہوتا، مگر وہ کھلے عام پاگل بیل کی طرح ڈکراتا رہا اور قانون بھنگ پی کر دھت سویا رہا یہاں تک کہ ایک مرد مجاہد نے اس کا اسی طرح فیصلہ کیا جیسے اس امت کے مرد مجاہد ہمیشہ کرتے آئے ہیں۔

نوٹ: ام المومنین رضی اللہ عنہا کی برات میں آیات نازل ہو جانے کے بعد اب اگر کوئی شخص ان پر تہمت لگاتا ہے تو اسے قذف کی نہیں بلکہ قرآن کے انکار کی بناء پر ارتداد کی سزا دی جائے گی۔

نکتہ: اگر کوئی معاھد یا ذمی کافر آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرے تو بعض اہل علم اس طرف گئے ہیں کہ چونکہ یہ پہلے سے کافر ہے اور اس کے کفر کے باوجود اسے امان دی گئی ہے تو یہ امان توہین رسالت کی بناء پر ختم نہیں کی جائے گی، لیکن صحابہ کرام، تابعین، جمہور فقہاء اور احناف کے مفتی بہ قول کے مطابق توہین رسالت کی جسارت سے ذمی کا ذمہ اور معاہد کا عہد ختم ہو جاتا ہے اور وہ کعب بن اشرف اور ابورافع کی طرح قتل کا مستحق ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ معمولی سا اور ناقابل التفات اختلاف بھی صرف ذمی اور معاھد کے بارے میں ہے، اگر کوئی مسلمان توہین رسالت کا مرتکب ہو تو بقول علامہ خطابی بالاتفاق وہ مرتد ہو جاتا ہے اور اس کے قتل کے بارے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔

جناب رسول اللہ ﷺ کے چند جانثار صحابہ جب گستاخ رسول سلام ابن ابی الحقیق کو واصل جہنم کر کے آپ ﷺ کے دربار مبارک میں فائز و کامران ہو کر پہنچے تو اس وقت آپ ﷺ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، ان غازی جانبازوں پر نظر پڑتے ہی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"افلحت الوجوه"

"یہ چہرے کامیاب ہو گئے"

جبکہ غزوہ بدر کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے جب ایک مٹھی ریت اٹھا کر کفار کی طرف پھینکی تو یہ فرمایا: "شاهت الوجوه"

(۱) ابورافع یہودی کا قتل

ابورافع یہود کا سردار اور عرب کا مالدار آدمی تھا غزوہ کے لیے اس نے مشرکین مکہ کو ابھارا اور ان کی مالی امداد بھی کی پھر سب سے بڑا جرم یہ کیا کہ حضور ﷺ کی ہجو کر کے آپ کو تکلیف پہنچاتا تھا اور یہ خبیث اور بدگو شان اقدس میں گستاخیاں کرتا تھا حضرت براء بن

عازب فرماتے ہیں: بعث رسول اللہ الی ابی رافع الیھودی رجالا من الانصار وامر علیھم عبداللہ بن عتیک وکان ابورافع یوذی رسول اللہ ویعین علیہ. (صحیح بخاری۔ کتاب المغازی ۲/۵۷۷)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ابورافع یہودی کی طرف انصار کے چند آدمی بھیجے اور ان پر حضرت عبداللہ بن عتیک کو امیر بنایا۔ ابورافع رسول اللہ کو ایذا دیتا تھا اور حضور ﷺ کے مخالفین کی مدد کرتا تھا"۔

ابورافع یہودی کا مکمل نام عبداللہ بن ابی الحقیق تھا یہ سرزمین حجاز میں اپنے قلعہ میں رہتا تھا۔ جب مجاہدین اسلام اس کے قلع پر پہنچے تو سورج ڈوب چکا تھا۔ لوگ اپنے مویشی لے کر آچکے تے حضرت عبداللہ بن عتیق نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم اپنی جگہ بیٹھو میں دربان سے جا کر کوئی حیلہ کرتا ہوں ہوسکتا ہے کہ میں اندر داخل ہو جاؤں وہ اگے بڑھے یہاں تک کہ وہ دروازے کے قریب پہنچ گئے اور اپنے آپ کو کپڑوں میں اس طرح چھپایا گویا کہ وہ رفع حاجت کررہے ہیں سب لوگ اندر داخل ہوچکے تھے دربان نے آواز دی اے اللہ کے بندے اگر قلعہ کے اندر داخل ہونا ہے تو جلدی آجاؤ۔ دروازہ بند ہو جائے گا حضرت عبداللہ بن عتیق فرماتے ہیں کہ میں قلعہ میں داخل ہو کر روپوش ہو گیا جب سب لوگ آ گئے تو دربان نے دروازہ بند کر کے چابیاں ایک لوہے کے کیل میں لٹکا دیں۔

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں میں نے چابیوں تک رسائی حاصل کی چابیاں لیں اور دروازہ کھول دیا ابورافع کے پاس لوگ رات تک بیٹھے باتیں کرتے رہتے تھے جب ابورافع اپنے بالاخانے میں تھا میں بھی اس کے بالاخانے کی طرف بڑھا اور اس کے اوپر چڑھ گیا جب بھی کوئی دروازہ کھولتا میں اس نیت سی بند کر دیتا کہ اگر لوگوں کو میرا پتہ چل بھی جائے تو وہ مجھ تک نہ پہنچ سکیں حتیٰ کہ میں اس بدبخت کو قتل کر دوں اس طرح میں ابورافع کے

پاس پہنچ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ اندھیرے کمرے میں سو رہا ہے اور یہ پتہ نہیں چل رہا کہ وہ کس جگہ ہے میں نے آواز دی اے ابورافع کہنے لگا یہ کون ہے؟

میں نے اس آواز کی طرف آگے بڑھ کر تلوار کی ضرب لگائی اس وقت میرا دل دھڑک رہا تھا وار خالی گیا اس نے چیخ و پکار شروع کی میں کمرے سے باہر آ گیا تھوڑی دیر بعد پھر اندر گیا اور آواز بدل کر کہا اے ابورافع یہ آواز کیسی ہے اس نے کہا تیری ماں کے لیے خرابی ہو ابھی ایک آدمی اندر آیا اس نے مجھے پر حملہ کیا ہے۔

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں میں نے پھر زور سے تلوار ماری وہ بدبخت شدید زخمی ہو گیا مگر قتل نہ ہوا۔ پھر میں نے اس کے پیٹ میں تلوار کی دھار رکھی اور زور سے اسے دبا دیا حتیٰ کہ وہ اسے چیرتی ہوئی اس کے پیٹ تک پہنچ گئی اب یقین ہو گیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے اب میں ایک ایک دروازہ کھولتا جاتا یہاں تک کہ میں سیڑھی تک پہنچ گیا نیچے اترنے لگا چاندنی رات تھی میں نے قدم ہوا میں رکھا اور سوچا کہ زمین تک پہنچ گیا ہوں اب میں گر پڑا میری پنڈلی ٹوٹ گئی جس کو میں نے عمامہ کے ساتھ باندھ لیا پھر چلا اور دروازے کے پاس آ کر بیٹھ گیا دل میں سوچا جب تک اس کے قتل کا یقین نہ ہو جائے باہر نہیں نکلوں گا جب صبح ہوئی مرغ نے آواز بلند کی تو منادی نے اس کے قتل کا اعلان کیا کہ اہل حجاز کا تاجر ابورافع انتقال کر گیا ہے پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہیں کہا کہ جلدی جلدی چلو اللہ عزوجل نے ابورافع کو قتل کر دیا ہے پھر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تفصیل کے ساتھ یہ واقع بیان کیا آقا ﷺ نے فرمایا اپنا پاؤں آگے پھیلاو میں نے اپنا پاؤں پھیلایا آپ ﷺ نے ٹوٹی ہوئی ہڈی پر اپنا دست شفا پھیرا تو وہ ایسی ہو گئی گویا کہ اسے کبھی تکلیف ہی نہیں تھی۔ (سبحان اللہ)

ابورافع جب اہانت رسول اور اسلام دشمنی کا مرتکب ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے

اسے قتل کرنے کا ارادہ وحکم فرمایا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اس کے قتل کے لیے بھیجا۔

علامہ بدرالدین (عمدۃ القاری ج ۴ ص ۴۷۸) فرماتے ہیں ''جو شخص اپنی رائے، مال اور ہاتھ سے رسول اللہ کے خلاف مدد کرے۔ یہ حدیث اس کے قتل پر دلیل جواز ہے ابورافع گستاخ رسول تھا اور لوگوں کو بھی رسول اللہ ﷺ کی دشمنی پر ابھارتا تھا اس حدیث پاک کی روشنی میں قانون توہین رسالت 295-C کی درستگی کا ثبوت روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے جو لوگ توہین رسالت 295-C یعنی سزائے موت کو بُرا کہتے ہیں وہ حکم نبی ﷺ اور عمل صحابہ رضی اللہ عنہ کو نشانہ بناتے ہیں اور ایسے بد بخت کم علم لوگوں کی ایک اصلاح کرنی چاہیے۔

اوپر مذکور حدیث واضح طور پر بتا رہی ہے کہ شمع رسالت کے پروانے اور جانثار صحابہ کی طرح اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر شاتمین رسول کو واصل جہنم کر رہے ہیں۔

(۲) کعب بن اشرف یہودی کا قتل

کعب بن اشرف ایک امیر جاگیردار یہودی تھا اس کا تعلق قبیلہ بنی قریظہ سے تھا یہ اپنے قبیلے کا سردار تھا۔ اسے شعر وشاعری کا بہت شوق تھا اسلام اور بانی اسلام سے بہت سخت حسد وبغض کینہ اور دشمنی رکھتا تھا۔ اور ہر وقت اس دشمنی کی آگ میں لوٹتا رہتا تھا توہین رسالت کا مرتکب تھا اپنے اشعار میں رسول اللہ ﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا، جب اسے فتح بدر کی خبر ملی تو اسے بہت زیادہ رنج پہنچا سرداران مکہ کی ہلاکت پر کہنے لگا اب تو زندہ رہنے سے مر جانا بہتر ہے قتل ہونے والے کفار مکہ کو یاد کر کے رویا کرتا تھا مسلمانوں کے خوف سے مدینہ سے بھاگ کر مکہ میں پناہ حاصل کر لی۔ اور مطلب بن ربی وراعہ سیمی کے پاس ٹھہرا۔ بد بخت اپنی حسب عادت قریش کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتا رہا دین اسلام کے خلاف ان

کے عقیدے اور مذہب کی برتری ثابت کرتا رہا حتیٰ کہ اس بد بخت لعین نے کفار کو حضور ﷺ کے قتل پر آمادہ کر لیا پھر دوبارہ مدینہ منورہ پلٹ آیا اور اپنے اشعار میں گستاخی واہانت، تنقیص وتحقیر کرتا رہا۔

اہل ایمان کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ بھی توڑ دیا۔ جس کی وجہ سے اسلامی ریاست میں اس کی جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اٹھ گئی تھی تو اس پر حضور ﷺ نے بذات خود اس بد بخت کو قتل کرنے کا حکم نامہ جاری فرمایا۔

حضرت جابر بن عبداللہ روایت بیان فرماتے ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو کعب بن اشرف کا کام تمام کرے گا اس بد بخت نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف دی ہے اس پر حضرت محمد بن مسلم رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی۔

یا رسول اللہ ﷺ القب ان قتله قال نعم

یارسول اللہ ﷺ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے قتل کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! حضرت محمد ﷺ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ پھر مجھے آپ کچھ کہنے کی اجازت عطا فرمائیں (یعنی آپ کے خلاف الفاظ کہوں جن کو کوسن کر خوش ہو جائے) آپ ﷺ نے فرمایا اجازت ہے حضرت محمد بن مسلم کعب بن اشرف کے پاس آئے اور کہا یہ شخص (رسول اللہ ﷺ) ہم سے صدقہ مانگتا ہے اور اس نے ہمیں تھکا دیا اس لیے تیرے پاس قرض لینے آیا ہوں کعب بن اشرف نے جواب میں کہا اللہ کی قسم تم اس سے اور بھی بہت کچھ اٹھاؤ گے محمد بن مسلم نے کہا ہم نے اس کی اتباع کی ہے اور یہ پسند نہیں کرتے کہ اسے چھوڑ دیں دیکھتے ہیں یہ معاہدہ کیا رخ اختیار کرتا ہے تم سے ایک دو وسق قرض لینے آیا ہوں کعب نے کہا کوئی چیز میرے پاس گروی رکھو پھر دونگا محمد بن مسلم نے کہا تیرا کیا چیز گروی رکھنے کا ارادہ ہے کعب نے کہا اپنی عورتیں گروی رکھ دو تو انہوں نے کہا کہ تم عرب کے خوب صورت،

حسین وجمیل نو جوان ہو، ہم تیرے پاس اپنی عورتیں کیسے گروی رکھ سکتے ہیں اس نے کہا اپنے بیٹے گروی رکھ دو انہوں نے جواباً کہا کہ ہم اپنے بیٹے کیسے تمہارے گروی رکھ سکتے ہیں جوان سے لڑے گا تو انہیں گالی دے گا ''ایک یا دو وسق میں گروی رکھے ہوئے'' یہ ہماری لیے بہت ہی شرمندگی کی بات ہے البتہ ہم تمہارے پاس کچھ ہتھیار گروی رکھ سکتے ہیں اس نے دوسری مرتبہ آنے کا دعدہ کیا کعب اس بات پر راضی ہو گیا چنانچہ حضرت محمد بن مسلم رات کے وقت اس کے پاس آئے ان کے ساتھ کعب بن اشرف کا رضائی بھائی ابو نائلہ بھی ساتھ تھا جبکہ دوسری روایت کے مطابق حارث بن روس، ابوعبسی اور عباد بن بشیر کو بھی ساتھ لانے کا وعدہ کیا، کعب نے انہیں قلعہ میں بلالیا اوران کی طرف نیچے اترنے لگا اس کی بیوی نے اسے پوچھا اس وقت کہاں جا رہے ہو؟ میں نے تو اس وقت ایسی آواز سن رہی ہوں جس میں خون ٹپکتا ہے کعب بن اشرف نے کہا محمد بن مسلم اور میرا بھائی نائلہ ہے (فکر مند ہونے کی کوئی بات نہیں) اگر شریف آدمی کو رات کے وقت بھی نیزہ بازی کے لیے پکارا جائے تو اسے جانا چاہیے دوسری طرف حضرت محمد بن مسلم نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ جب کعب بن اشرف آیا تو میں اس کے سر کے بال پکڑ کر سونگوں گا جب تم دیکھو کر میں نے اس کا سر مضبوطی سے پکڑ لیا ہے تو تم لوگ اسے قتل کر دینا۔ کعب بن اشرف ان کے پاس چادر اوڑھ کر آیا اس سے خوشبو کی لپٹیں آ رہی تھیں۔

محمد بن مسلم نے اسے کہا آج کی طرح میں نے کبھی تجھے اتنا خوشبو میں بسا ہوا نہیں دیکھا اس پر کعب بن اشرف نے جواب دیا ہاں عرب کی حسین وجمیل اور سرمایہ دار عورت میرے پاس ہے محمد بن مسلم نے فرمایا کیا میں تمہارا سر سونگھ سکتا ہوں؟ اس نے جواب دیا ہاں کیوں نہیں؟ محمد بن مسلم نے اسے سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی سونگھنے کی دعوت دی ایک ایک کر کے سب نے سونگھا تو پھر ایک نے دوبارہ سونگھنے کی درخواست کی جسے کعب

بن اشرف نے بخوشی قبول کرلیا۔ حضرت محمد بن مسلم نے اسے پوری طرح قابو پالیا تو اپنے ساتھیوں سے کہا قریب آ جاؤ اور اسے قتل کردو تو انہوں نے ایسا ہی کیا پھر وہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور پورے واقعہ کی اطلاع دی۔ اس سے قلیل وکثیر خفیف و ہلکی کا اعتبار نہیں جس نے بارگاہ رسالت میں ادنیٰ سی بھی گستاخی کی مباح الدم ہو جائے گا یعنی اس پر C-295 کا نفاذ ہوگا اور جو لوگ گستاخ رسول کی معافی کی صورتیں تلاش کرتے ہیں ان کے لیے بہر حال لمحہ فکریہ ہے علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ کعب بن اشرف کے قتل پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''کعب بن اشرف یہودی شاعر تھا نبی کریم ﷺ کی ہجو کیا کرتا تھ۔ اور مسلمانوں کے خلاف کفار کی مدد کرتا تھا جب بدر کے دن کفار کو شکست کا سامنا ہوا تو یہ کفار مقتولین بدر پر رویا اور ان کے لیے مرثیہ لکھا۔

(۳) بیت اللہ میں گستاخ رسول کا قتل

جب سرور کائنات فاتحانہ شان کے ساتھ مسلمانوں کی عظیم جماعت کو لیے مکہ میں داخل ہوئے ان کے سر فتح مکہ کا تاج سجا تو اللہ کریم نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو فتح مبین عطا فرمائی تو اب وہ لوگ جنہوں نے تمام زندگی نبی پاک ﷺ کو اذیت و تکلیف دی وہ جنہوں نے گستاخی و بے ادبی کی حد کردی وہ جنہوں نے تمام زندگی اسلام سے دشمنی اور بغض و عداوت کا وطیرہ اپنائے رکھا اسلام کے خلاف کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے بار بار دین کے کاموں میں رکاوٹیں ڈالیں تو کبھی مسلمانوں کے تجارتی قافلوں کو لوٹا کبھی اصحاب رسول ﷺ کو شہید تو کبھی مسلمان عورتوں کی بے حرمتی کی۔ کبھی رسول اللہ ﷺ پر قاتلانہ حملے کیے تو کبھی ہجو میں اشعار لکھے اسی وجہ سے حکم الٰہی کے پیش نظر اللہ کے رسول ﷺ کو مدینہ

منورہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔ وہاں بھی ان اسلام دشمن گروہوں نے مسلمانوں کو چین سے نہ رہنے دیا جب آٹھویں ہجری میں اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کی صورت میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو کفار پر غلبہ عطا فرمایا۔ تو اس وقت کفار نے اپنے آپ کو غیر محفوظ پایا اور انہیں اپنی جان کی فکر لگ گئی کہ اب چند منٹوں کے بعد گردنیں گاجر مولی کی طرح تن سے جدا کردی جائیں گی۔

لیکن قربان جاؤں اپنے رحمت والے آقا حضور محمد ﷺ کے مبارک فیصلہ پر اور ایسا فیصلہ صادر فرمایا اور جس کی رہتی دنیا تک کوئی مثال نہ دے سکے گا۔ اور فرمایا

''آج تم پر کوئی ملامت نہیں جاؤ''۔

اس عام معافی میں حضور ﷺ نے چار مردوں اور دو عورتوں کو مستثنیٰ قرار دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے شان رسالت مآب ﷺ میں گستاخی و بے ادبی اور تحقیر و تنقیص کا جرم کیا تھا۔ دین اسلام کے خلاف نازیبا زبان استعمال کی تھی ان چار مردوں میں سے

(۱) عکرمہ بن ابی جہل (۲) عبداللہ بن ابی خطل

(۳) مقیس بن حباب اور (۴) عبداللہ بن ابی سراح تھا اور

دو عورتوں میں عبداللہ بن ابی السراح کی دو لونڈیاں شامل تھیں۔ حضور ﷺ نے اپنے ان منکروں کا خون مسلمانوں کو مباح قرار دیتے ہوئے بڑا واضح اور صریم حکم ارشاد فرمایا۔

(یہ چھ گستاخان رسول جہاں کہیں بھی ملیں) انہیں قتل کردو اگر چہ کعبہ کے پردوں سے ہی چمٹے ہوئے پاؤ۔

اس حدیث مبارکہ میں دین کی روح سے ناواقف اینکرز، تجزیہ نگار، کالم نگار، ماڈرن تھنکرز حضرات کے لیے مقام غور ہے جو آج فتح مکہ کا حوالہ دے کر مسلمانوں کے جذبات سے کھیلتے ہیں کیا ان عقل کے آندھوں کو ان چھ گستاخان رسول کے بارے میں

جاری ہونے والا دوٹوک فیصلہ کہیں نظر نہیں آتا۔ کیا یہاں مسلمانوں کی تربیت نہیں کہ ہر بڑے سے بڑا گناہ ہر بڑے سے بڑا جرم معاف کر دینا لیکن جو میری شان میں بے ادبی و گستاخی کرے وہ اگر کوئی بدبخت گورنر ہو صدر ہو یا وزیر اعظم یا وزیر یا مشیر اور کعبہ کے پردوں میں بھی چھپ جائے تو پھر بھی قتل کرو پھر اسے سزائے موت دو میرے گستاخ کو ہرگز معاف نہ کرنا۔ کیا یہ سیرت نبی ﷺ پر عمل ہے؟ معافی والے پہلو کو لیتے ہو اور جن گستاخوں کی گردنیں تن سے جدا کروائیں ان کا ذکر تک نہیں کرتے ہو۔

اے ظالمو! بتاؤ کیا یہ تاریخ میں خیانت نہیں تھی ڈوب مرنا چاہیے ان بزدل حکمرانوں، جاہل دانشوروں اور نام نہاد اسکالروں کو جو توہین رسالت کے تحفظ کے لیے بنائے گئے قانون کو کالا قانون کہتے ہیں اس کو ختم کرنے یا غیر موثر کرنے کا سوچتے ہیں اور یہ ظالم حوالہ فتح مکہ کا دیتے ہیں۔ تف ہے تم پر۔

(۴) عبداللہ بن خطل کے ارتداد کی انجام

جب عبداللہ بن خطل مسلمان ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوا تو سرکار دوعالم ﷺ نے اسے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا اس کے ساتھ ایک انصاری خادم بھی تھا ایک جگہ انہوں نے پڑاؤ کیا تو عبداللہ بن خطل نے خادم کو کہا بکرا ذبح کر کے کھانا تیار کرو اور خود سو گیا خادم بھی سو گیا جب عبداللہ بن خطل جاگا اور اس نے دیکھا کہ خادم نے کھانا تیار نہیں کیا تو اسے قتل کر دیا اور خود مرتد ہو کر مشرکین مکہ کے پاس چلا گیا اور جاتے ہوئے صدقہ کے جانور بھی ساتھ لے گیا اور کفار مکہ سے کہا کہ "تمہارے دین کو میں نے محمد ﷺ کے دین سے بہتر پایا" مکہ میں اس نے لونڈیاں رکھی ہوئی تھیں یہ شاعر تھا حضور ﷺ کی ہجو کہنے لگا اور ان باندھیوں سے ہجو گا کر لوگوں کو سنانے کے لیے اکساتا بڑا گستاخ اور زبان دراز تھا

حضور ﷺ کو ایذا دینے کے لیے شعر کہتا قارہ اور قریبہ بعض نے قرتنا اور قریبہ لکھا ہے اس کی دو باندھیاں تھیں جو ان اشعار کو گایا کرتی تھیں حضرت انس ابن مالک بیان فرماتے ہیں ''جب رسول اللہ فتح مکہ کے دوران مکہ میں داخل ہوئے اور حضور اقدس پر خود پہنے ہوئے تھے جب اس کو اتارہ تو ایک صاحب حاضر ہوئے اور عرض کی ابن خطل کعبہ کے پردوں کے پیچھے چھپا ہوا ہے فرمایا اسے قتل کردو۔ (بخاری شریف ابواب اعرۃ جلد ا صفحہ ۲۴۹)

اسی واقعہ کو امام نسائی نے یوں بیان فرمایا ہے کہ

''عبداللہ بن خطل کعبہ کے پردوں سے چمٹا ہوا پایا گیا اسے قتل کرنے کے لیے حضرت سعید بن حارث اور حضرت عمار بن یاسر دوڑے لیکن حضرت سعیدؓ حضرت یاسرؓ سے زیادہ نوجوان تھے۔ آپ نے آگے بڑھ کر اسے قتل کردیا گویا گستاخ رسول عبداللہ بن خطل نے اپنے ذہن میں یہ گمان فاسد کرتے ہوئے کعبۃ اللہ کے پردوں کے پیچھے پناہ اختیار کی کہ وہاں شاید جان بخشی ہو جائے اور وہاں اسے جان کی امان مل جائے وہاں قتل ہونے سے بچ جائے لیکن بے ادبی و بدزبانی اور گستاخی رسول کے سنگین جرم کا مرتکب چونکہ اللہ، رسول اور دین اسلام کا بلکہ تمام مسلمانوں اور انسانیت کا بھی باغی ہے مجرم ہے اس لیے حضور ﷺ نے واضح اعلان جاری فرما دیا کہ اگر یہ گستاخ اس جرم سے بچنے کے لیے کعبہ کے پردوں میں بھی چھپ جائے تو وہاں بھی اس کی گردن اڑائی جائے گی اور اس گستاخ رسول کے ناپاک وجود سے دنیا کو پاک کر دیا جائے چنانچہ اس کے بعد اسے کعبہ کے پردوں سے گھسیٹ کر زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان قتل کر دیا گیا۔

یہ حدیث کئی قانون دانوں کا آئینہ پیش کر رہی ہے کہ قاضی اسلام یعنی حکمران صدر، وزیر اور برسر اقتدار پارٹی کو چاہیے کہ گستاخ رسول کو کوئی استثناء حاصل ہوتا اور اگر گستاخ رسول کی قتل کے سواء کوئی اور سزا ہوتی تو حضور جو کہ شریعت کے احکام واضح فرمانے

والے ہیں ان گستاخوں کو ضرور سزائے موت معاف فرماتے اور دوسری سزا دیتے لیکن آپ ﷺ نے واضح اعلان کر کے پھر ان شاتموں کے قتل پر خوشی کا اظہار کر کے رہتی دنیا تک تمام طبقات کو پیغام دے دیا بتا دیا کہ اگر تمہارے دور میں بھی کوئی ایسا واقعہ پیش آ جائے تو اسے قتل کرنے میں کسی سوچ و بچار کا شکار نہ ہونا بلکہ میرے واضح فیصلوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے سزائے موت سناتے ہوئے اس کا سر تن سے جدا کر دینا تاکہ دوبارہ کوئی میری شان میں بے ادبی و گستاخی کا سوچ بھی نہ سکے۔ مگر افسوس ہے ان ڈالروں اور ریالوں کے پجاری ناہنجار حکمرانوں پر جو قانون توہین رسالت 295-C کا مذاق اڑانے اور اسے غلط ثابت کرنے کے لیے ناکام، نامراد اور بے مقصد کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔

(۵) بیعت میں تاخیر اور قتل کی خواہش

عبداللہ ابن ابی السرح کا شمار کاتبان وحی میں ہوتا تھا یہ شیطان مردود کے ورغلانے پر گمراہی اور ذلت کے عمیق گھڑوں میں گر گیا تھا دین اسلام سے انحراف کے بعد اس نے ارتداد کا راستہ اختیار کیا اور کفار مکہ سے جا ملا تھا فتح مکہ کے دن یہ گستاخ رسول ان بدبختوں میں شامل تھا جن کا خون حضور ﷺ نے مباح قرار دے دیا اور قتل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا تھا یہ گستاخ حضور کی شان میں نہ صرف گستاخی و بے ادبی کرتا تھا۔ بلکہ آپ کی طرف کذب و افتراء بھی منسوب کرتا تھا قرآن پاک کے متعلق بھی لغویات بکتا تھا اور لعین یہ بھی نظریہ رکھتا تھا کہ حضور ﷺ کی طرح مجھ پر بھی وحی آتی ہے اس کا یہ فعل حضور ﷺ کی ختم نبوت اور آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب کے بارے میں ایک بہت بڑا افتراء تھا اگر یہ صرف مرتد ہوتا تو اس کی صورت ممکن تھی لیکن یہ گستاخی رسول ﷺ کا بھی مجرم تھا اور یہ جرم کفر سے کئی درجہ بڑھ کر ہے جس کی کسی صورت معافی نہیں جب عبداللہ بن السرح

تائب ہو کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا۔ تو آپ ﷺ نے اس کی بیعت لینے سے اعراض فرمایا، بار بار کوشش کے باوجود موقع نہ دیا۔ اور یہ خواہش کی کہ کوئی آگے بڑھ کر اسے قتل کر دے یہ سارا واقعہ حضرت معصب بن سعد، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''جب فتح مکہ کا دن آیا تو عبداللہ بن سعد بن ابی السرح حضرت عثمان بن عفان کے پاس چھپ گئے پھر حضرت عثمان اسے لائے اور بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کر دیا اور درخواست کی کہ یا رسول اللہ ﷺ اسے بیعت کر لیجئے۔ آپ ﷺ نے اپنا سر انور اوپر اٹھایا تین دفعہ عبداللہ کی طرف دیکھا ہر دفعہ بیعت سے انکار فرمایا اور آخر تین دفعہ کے بعد اسے بیعت کیا پھر اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، کیا تم میں کوئی سمجھ دار آدمی نہیں تھا کہ جب میں نے اس کی بیعت لینے سے انکار کر دیا یا اپنا ہاتھ روک رکھا تھا کہ وہ اسے قتل کر دیتا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نہیں جانتے تھے کہ آپ ﷺ کے دل میں کیا ہے آپ ﷺ ہمیں آنکھ سے اشارہ فرما دیتے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کسی نبی کی شان نہیں کہ وہ ظاہر میں چپ رہے اور آنکھ سے اس کے خلاف ارشاد کرے۔

اس حدیث پاک سے یہ بات معلوم ہوئی کہ حضور ﷺ کی دلی خواہش تھی کہ اس گستاخ کو قانون توہین رسالت کے مطابق قتل کر دیا جائے لیکن اس نے جب بار بار معافی کا مطالبہ کیا تو آپ ﷺ نے حسن اخلاق کی عظیم مثال قائم کرتے ہوئے اسے معاف فرما دیا لیکن یہ یاد رہے کہ یہ معافی اپنے گستاخ کو رسول اکرم ﷺ نے خود دی تھی کسی صحابی نے اٹھ کر اسے معاف نہ کیا تھا جیسا کہ آج کل جب کوئی ملک ہمارے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو ہمارے کم فہم لوگوں کی طرف سے بھی معافی کا مطالبہ کیا جاتا ہے اگر وہ معافی مانگ لے تو یہ کم فہم جاہل طبقہ اسے معاف کر دیتا ہے حالانکہ اس بات کا اسے اختیار

ہی نہیں یہ صرف نبی علیہ وسلم کی خصوصیت ہے وہ ہی اپنے گستاخ کو معاف فرما سکتے ہیں لہٰذا سب پر قانون کے مطابق فیصلہ کرنا ضروری ہے۔

(٦) ابوجہل کی عبرتناک موت

ابوجہل کا نام عمرو بن ہشام ہے یہ بنی مخزوم کا سردار تھا جنگ بدر میں کفار کا سپہ سالار تھا عہد جاہلیت میں اس کی کنیت ابوالحکم تھی حضور علیہ وسلم نے اس کی کنیت ابوجہل رکھی اور اسی سے مشہور ہوا اسے اُمت خیر الانام علیہ وسلم کا فرعون بھی کہا جاتا ہے ابوجہل رسول اکرم علیہ وسلم کا جانی دشمن تھا اسلام سے نفرت کرنے اور مسلمانوں کی تضحیک کرنے میں پیش پیش رہتا تھا یہ لعین رسول اللہ علیہ وسلم کو جسمانی اذیت، شدید درد اور ذہنی رنج پہنچانے میں سب سے آگے تھا وہ ابوجہل ہی تھا جسے رسول اللہ علیہ وسلم پر غلاظت پھینکنے کا اہانت آمیز یقین اور امتیاز حاصل تھا۔ اس لعین نے رسول اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش بھی کی یعنی یہ بد بخت آپ علیہ وسلم کی گستاخی وتوہین کرنے میں انتہا درجے کو پہنچا ہوا تھا اس کے قتل ہونے کا واقعہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

''جنگ بدر کے دن میں صف میں کھڑا تھا میں نے اسے اپنے دائیں بائیں دیکھا میرے دونوں جانب انصار کے دو کمسن بچے تھے مجھے خواہش ہوئی کہ کاش میں ان سے زیادہ طاقت ور کے درمیان ہوتا میں یہ سوچ رہا تھا کہ ایک نے مجھے دبایا اور پوچھا اے چچا ابوجہل کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں! پھر میں نے پوچھا تمہیں اس کی کیا حاجت ہے اے بھتیجے؟ اس نے کہا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ رسول اکرم علیہ وسلم کی شان میں گالیاں بکتا ہے قسم ہے اس کی ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں اسے دیکھ لوں گا تو اس وقت تک جدا نہ ہوں گا جب تک وہ نہ مر جائے میں نے اس پر تعجب کیا اب دوسرے نے

مجھے دبایا اور یہی بات کہی تھوڑی دیر کے بعد میں نے ابو جہل کو دیکھا کہ لوگوں کے درمیان تیزی سے آ جا رہا تھا میں نے ان دونوں بچوں سے کہا دیکھو وہ ہے جس کے بارے میں تم نے مجھ سے پوچھا تھا یہ سنتے ہی دونوں اپنی تلواروں کے ساتھ اس پر جھپٹے اور اسے مار کر قتل کر دیا پھر رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور حضور ﷺ کو بتایا، حضور ﷺ نے فرمایا کیا اپنی تلواریں صاف کر لیں دونوں نے عرض کیا نہیں اب حضور ﷺ نے دونوں کی تلواریں ملاحظہ فرمائیں اور فرمایا تم دونوں نے اسے قتل کیا۔ ذرا غور فرمائیں ان دونوں غازیان اسلام نے اس بد بخت کو قتل کرنے کی وجہ بیان فرمائی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے نازیبا زبان استعمال کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سلطنت مدینہ میں یہ مسئلہ مشہور و معروف تھا کہ گستاخی رسول نا قابل معافی جرم ہے اور یہ کہ گستاخ رسول کی سزا صرف اور صرف قتل ہے اور طبرانی میں ہے کہ ابو جہل کے قتل پر حضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور سجدہ شکر ادا فرمایا۔ (بخاری کتاب الجہاد جلد نمبر ۱، صفحہ ۴۴۴)

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان دونوں ننھے منے غازیوں کو حضور ﷺ نے حکم فرمایا تھا کیا انہوں نے قانون ہاتھ میں نہیں لیا۔ حضور ﷺ سے فیصلہ کروانے کی بجائے خود ہی کام تمام کر دیا۔ تو اس کا جواب دینے کی حاجت نہیں کیونکہ اس کا جواب پہلے گذر چکا ہے یعنی مدینہ منورہ ہمیں یہ مسئلہ مشہور تھا کہ گستاخ رسول کی سزا موت ہے اس کے سوا کسی بات پر سمجھوتہ نہیں ہو سکتا اب ایسی عدالتیں اور حکومتیں ہیں جو اپنی ذمہ داریاں بھول چکی ہیں اور گستاخان رسول کو کٹہرے میں لانے اور سزائے موت سناتے ہوئے تختہ دار پر لٹکانے کے بجائے غازیان اسلام کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے گیسٹ رہی ہیں۔

ابو جہل کا قتل بھی اس سلسلے کی کڑی ہے یہ ولید بن مغیرہ کا بھتیجا تھا جو رئیسوں میں شمار ہوتا تھا اس نے آپ ﷺ کی ایذاء رسانی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ یہی حضور ﷺ

کے معجزات کو جادو کہتا اس نے ہی دارالندوہ میں حضور ﷺ کے قتل کا مشورہ دیا تھا کہ محمد (ﷺ) پر سب ملکر یکبارگی حملہ کر دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہر قوم کا فوعون ہوتا ہے میری اُمت کا فرعون ابوجہل ہے سرکار دو عالم ﷺ نے اسے دعوت اسلام دینے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی مگر وہ ایمان نہ لایا اس حوالے سے قرآن پاک کی سورۃ القیامۃ میں ارشاد باری ہے:

ترجمہ: پس اس نے نہ تو سچ مانا نہ نماز پڑھی (۳۱) بلکہ جھٹلایا اور منہ موڑا (۳۲) پھر اکڑتا ہوا اپنے لوگوں میں چل دیا (۳۳) افسوس ہے تجھ پر افسوس ہے (۳۴) کیا انسان گمان رکھتا ہے کہ وہ یونہی چھوڑ دیا جائے گا۔ (۳۵)

ابوجہل کی شرارت اور دشمنی کا چرچا عام تھا اسی بنا پر انصار میں سے دو بھائیوں معاذ اور معوذ نے عہد کیا تھا کہ یہ شقی جہاں نظر آئے گا اس کو مٹا دیں گے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا بیان ہے کہ غزوہ بدر میں جب میں لڑنے کے لیے صف آراء تھا کہ دفعتاً مجھ کو دائیں بائیں دو نوجوان نظر آئے ایک نے مجھ سے کان میں پوچھا کہ (چچا جان) ابوجہل کہاں ہے؟ میں نے کہا کہ برادر زادہ! ابوجہل کو پوچھ کر کیا کرے گا؟ بولا میں نے خدا سے عہد کر رکھا ہے کہ ابوجہل کو جہاں دیکھ لوں گا اسے قتل کر کے رہوں گا میں ابھی جواب نہیں دے پایا تھا کہ دوسرے نوجوان نے بھی مجھ کو کانوں میں یہی باتیں کہی میں نے دونوں کو اشاروں سے بتایا کہ ابوجہل وہ ہے یہ بتانا تھا کہ دونوں باز کی طرح جھپٹے اور ابوجہل خاک پر تھا یہ دونوں جوان عفرا کے بیٹے تھے غزوہ ختم ہونے پر حضور ﷺ نے حکم دیا کہ کوئی جا کر خبر لائے کہ ابوجہل کا کیا انجام ہوا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو قد میں چھوٹے تھے) نے جا کر لاشوں کو دیکھا تو زخمی پڑا ہوا دم توڑ رہا تھا بولا تو ابوجہل ہے؟ اس نے کہا کہ ایک شخص کو اسی کی قوم نے قتل کر دیا تو یہ خنجر کی کیا بات ہے یہ کہہ رہا تھا کہ ابن مسعود

رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی گردن پر پاؤں رکھا اور چھلانگ لگا کر اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹے ابوجہل نے کہا او بکری چرانے والے! دیکھو تو کہاں پاؤں رکھتا ہے؟ فرمایا کیا تو وہ وقت بھول گیا جب میں فرمان نبویؐ علیہ وسلم سے تیرے لیے وعید کی آیت لے کر تیرے پاس گیا تھا تو تو نے مجھے تھپڑ مارا تھا اور لاتوں سے خوب پیٹا تھا۔ اب تیری ذات کا سامان میرے ہاتھوں میں ہوگا طبری میں لکھا ہے کہ ابوجہل نے پوچھا فتح کس کی ہوئی میں (ابن مسعود) نے کہا کہ "اللہ اور اس کے رسول کی"

ابوجہل کہنے لگا اپنے نبی سے کہنا کہ میں اپنے مذہب پر ابھی تک قائم ہوں اور تجھ پر ایمان نہیں لایا۔ اور کہا کہ میرا سر ذرا گردن کے نچلے حصہ سے کاٹنا کہ قریش کے بقیہ سروں سے میرا سر اونچا دکھائی دے اور کہا کاش میرا سر کوئی ہاشمی جوان کاٹتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود نے ابوجہل کا سر کاٹ کر اس کے ناک میں رسی ڈال کر اور پیشانی کے بل گھسیٹتے ہوئے حضور علیہ وسلم کے قدموں میں لا کر ڈال دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس ہی اس کیفیت کو پہلے ہی بیان فرمایا تھا۔

ترجمہ: "ہاں، ہاں اگر باز نہ آیا تو ضرور ہم پیشانی کے بل پکڑ کر کھینچیں گے کیسی پیشانی جھوٹی، خطا کار" اس کے علاوہ اس کے دوسرے ساتھیوں کا عذاب آخرت ملاحظہ فرمائیے سورۃ الدخان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

ترجمہ: بے شک زقوم کا درخت (۴۳) گنہگاروں کا کھانا ہوگا (۴۴) تیل کے تلچھٹ کے مانند پیٹ کھولے گا (۴۵) جس طرح گرم پانی کھولتا ہے (۴۶) اس کو پکڑو اور گھسیٹتے ہوئے جہنم کے بیچ تک لے جانا (۴۷) پھر اس کے سر پر گرم پانی کا عذاب بہاؤ! (۴۸) چکھو اس کو! تم بڑے مقتدر اور باعزت بنے رہے (۴۹) یہ وہی چیز ہے جس کے بارے میں تم شک میں پڑے رہے (۵۰)

(۷) ام ولد (لونڈی) کو گستاخی رسول پر سزائے موت

جب دل میں عشق مصطفیٰ ﷺ جگ مگا رہا ہو تو پھر سر کی آنکھوں کی حاجت نہیں ہوتی۔ دیوانے اس کے بغیر ہی اپنا کام کر دکھاتے ہیں ایک نابینا صحابی کی ام ولد تھی جو حضور ﷺ کی شان اقدس میں بے ادبی و گستاخی اور اہانت و تنقیص کیا کرتی تھی سب وشتم اس کی عادات میں شامل تھا نابینا صحابی اس لونڈی کے آقا و مولی ہونے کے ناطے اسے منع کرتے تھے لیکن مجال ہے کہ یہ بد بخت خاتون باز آ جائے عاشق رسول صحابی اسے ڈانٹتے، جھڑکتے اور سمجھاتے اسے اپنے آقا و مولا کی اہانت سے باز رکھنے کے لیے ہر ممکنہ اقدام کرتے رہے مگر اس بد بخت خاتون پر عاشق رسول ﷺ کی نصیحت و حقیقت کا کوئی اثر نہ ہوتا وہ اپنی خباثت سے باز نہ آتی تھی بلکہ ہٹ دھرمی اور ضد پن کا مظاہرہ کرتی۔ کسی صورت گستاخی کا کوئی موقعہ یا پہلو ہاتھ سے نہ جانے دیتی حسب عادت ایک دفعہ رات کے وقت اس نے سرکار دو عالم ﷺ کی شان میں بے ادبی و گستاخی کا آغاز کیا اور نازیبا الفاظ کہے صحابی رسول ﷺ کی غیرت ایمانی جوش میں آ گئی۔ صحابی رسول ﷺ آقا و مولیٰ مدینے والے مصطفیٰ ﷺ کی شان میں گستاخی برداشت نہ کر سکے چھرا اٹھایا اور اس گستاخ رسول کے پیٹ پر رکھ کر اتنا دبایا کہ پیٹ دو نیم کر کے چھوڑا اور یوں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کا قصہ تمام کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو بارگاہ رسالت میں اس معاملہ کو پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے سب لوگوں کو جمع فرمایا:

''جس شخص نے یہ کام کیا ہے میں اسے خدا عزوجل کی قسم دیتا ہوں اور اپنے حق کی جو میرا اس پر ہے وہ کھڑا ہو جائے (اقرار کرے کہ میں نے یہ قتل کیا ہے) یہ سن کر وہی عاشق رسول نابینا صحابی کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اس لونڈی کو

قتل کیا ہے وہ آپ کو بُرا بھلا کہتی اس سے میرے موتیوں جیسے دو بیٹے ہیں وہ میری رفیقہ حیات تھی (یعنی میری اس سے کوئی ذاتی لڑائی نہ تھی)

گزشتہ رات وہ پھر آپ کو بُرا بھلا کہنے لگی اور ہجو کرنے لگی تو میں نے چھرا اس کے پیٹ پر رکھا اور زور سے دبایا یہاں تک کہ وہ مرگئی حضور ﷺ نے فرمایا کہ گواہ ہو جاؤ اس کا خون رائے گاں گیا (یعنی اس کا قتل سے قصاص یا دیت وغیرہ کچھ بھی نہیں لیا جائے گا) (بحوالہ سنن نسائی شریف) سبحان اللہ! اس نابینا صحابی کا عشق رسول ﷺ اور پھر آقا ﷺ کا مبارک فیصلہ مجرم عدالت میں کھڑا اقرار کررہا ہے کہ میں نے قتل کیا ہے وجہ یہ تھی کہ یہ گستاخ رسول ﷺ تھی کیا عشق رسول تھا کہ وہ دو بچوں کی ماں ہے گھر سنبھالنے والی ہے خود نابینا ہیں لیکن جب ذات مصطفیٰ ﷺ کا معاملہ آیا تو سب کچھ قربان کردیا۔ تو اس پر سرکار ﷺ نے بھی رہائی کا پروانہ جاری کر کے بتا دیا کہ گستاخ رسول کے قاتل کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے نہیں بلکہ اسے مقدمہ سے بری الزمہ کردیا جاتا ہے تاکہ میرے گستاخوں کو خوف لاحق ہو اور یوں میری ذات بے مثل و بے مثال کے اندر لوگ گستاخی سے باز رہیں اگر سرکار ﷺ ایسے مبارک فیصلے نہ کرتے تو ہر عیرا غیرہ اٹھ کر نبی ﷺ کی شان اقدس میں بے ادبی و گستاخی کرسکتا تھا لیکن کریم آقا ﷺ کے ان ایمان افروز فیصلوں نے گستاخان رسول کے ناپاک مونہوں کو لگام ڈال دی۔

اس طرح گھریلو سطح پر کی جانے والی اس گستاخی کے ردعمل میں جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے نابینا صحابی کو دیکھا کہ اس نے اپنی گستاخ لونڈی کو خود اپنے ہاتھوں سے قتل کردیا ہے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اس نابنیا صحابی کو پیار سے دیکھو اس نے کتنا بڑا کارنامہ انجام دیا ہے تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اسے اعمیٰ (نابینا) نہ کہو بصیر کہو بینا کہو کہ اس کی غیرت ایمان زندہ و تابندہ ہے۔

(۸) ابوعفک یہودی کا قتل

جب سرورِ دوعالم ﷺ نے مدینہ ہجرت فرمائی تو ابوعفک ۱۲۰ سال کا بوڑھا آدمی تھا اس گستاخ رسول یہودی نے رسول اکرم ﷺ کے لیے شدید دشمنی کا اظہار کیا لوگوں کو اسلام اور بانی اسلام کے خلاف بھڑکانا اس کا معمول تھا بدر کی فتح کے بعد اس کی عداوت میں اور زیادہ تیزی آ گئی اور نظمیں لکھنا شروع کر دیں جن میں انتہائی غلیظ اور گستاخانہ زبان استعمال کرتا تھا جب اسلام کے دشمن الحارث بن سوید بن صامت کو موت کی سزا دی گئی تو ابوعفک یہودی نے ایک نظم لکھی جس میں رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گالیاں بکی، انتہائی غلیظ اور ہتک آمیز نظم لکھی، انتہائی غلیظ اور ہتک آمیز زبان استعمال کی نیز اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اڑایا جب رسول اکرم ﷺ نے یہ نظم سنی تو فرمایا تم میں کون اس غلیظ بدکردار آدمی کو ختم کرے گا حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنی خدمات پیش کیں اور نذر مانی کہ اس گستاخ رسول کو میں قتل کروں گا یا خود قربان ہو جاؤں گا وہ ابوعفک کے پاس گئے اور اس کے جگر میں تلوار اتنے زور سے ماری کہ بستر کے پار نکل گئی ابوعفک چیخے اس کے آدمی دوڑے لیکن اس کو بچانے میں کامیاب نہ ہو سکے اور یوں گستاخ رسول جہنم واصل ہو گیا۔

اب اگر آج کے اس گئے گزرے دور میں ایسا فریضہ عامر عبدالرحمٰن چیمہ یا غازی ملک ممتاز قادری جیسا عاشق رسول ادا کر دے تو اسے سزائے موت سنائی جاتی ہے یہ ہے اسلامی جمہوریہ پاکستان؟

اس واقعہ کو ابن سعد نے کچھ طرح بیان کیا ہے: ”ابوعفک عمرو بن عوف ایک سو بیس (۱۲۰) سال کا بوڑھا شخص تھا یہودی تھا لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی مخالفت پر ابھارتا

تھا شعر کہا کرتا تھا حضرت سالم بن عمیر جو بکثرت روزے والوں میں سے تھے اور بدر میں حاضر ہوئے تھے کہا کہ مجھ پر نذر ہے میں ابو عفک کو قتل کروں گا یا اس کے لیے خود قربان ہو جاؤں گا وہ ٹھہرے ہوئے اس کی غفلت کے انتظار میں تھے کہ وہ کب غافل ہوتا ہے اور میں اس کا کام تمام کروں یہاں تک کہ گرمی کی ایک رات کو ابو عفک میدان میں سویا۔ سالم بن عمیر کو اس کا علم ہو گیا اور وہ آئے اور تلوار اس کے جگر پر رکھ دی پھر دبا کر کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ وہ بستر میں گھس گئی اللہ عزوجل کا دشمن چیخا تو اس کے ماننے والے دوڑے پس اسے اٹھا کر اس کے گھر لے گئے اور اس کی لاش کو دفن کر دیا۔ (طبقات ابن سعد جلد ۲ صفحہ ۲۸)

(۹) گستاخ رسول بنت مروان کا قتل

جب عفک کی موت کے بعد عصمہ بنت مروان نے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کی کوشش کی اس نے اپنی ایک نظم میں نبی پاک ﷺ کی تضحیک اور بے حرمتی کی اسے سرکار ﷺ اور مسلمانوں سے سخت نفرت تھی جب رسول کائنات ﷺ نے اس کا کلام سنا تو فی الفور اپنے صحابہ سے اس گستاخ رسول سے چھٹکارہ حاصل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ کے اپنے ہی قبیلے کا نومسلم اپنے آقا و مولا کا فرمان سن کر عصمہ کے گھر گیا اور اس رات اس ملعونہ کا کام تمام کر دیا دوسری صبح اس عاشق صادق نے بارگاہ رسالت میں آ کر خوش خبری سنائی کہ اس نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کی ہے آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ اگر ایسا شخص دیکھنا چاہتے ہو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی مدد کی ہو تو عمیر کو دیکھ لو۔ گویا گستاخ رسول کو قتل کرنا اللہ اور رسول کی مدد کرنا ہے اور اگر یہ کام ممتاز قادری کرے تو پھر مجرم کیوں؟

مشہور سیرت نگار امام محمد بن سعد اس بد بخت گستاخ رسول عورت کے واقعہ کو اپنی کتاب طبقات ابن سعد میں کچھ یوں تحریر فرماتے ہیں۔

عصمہ بن یزید بن حصن الخطمی کے پاس تھی اسلام میں عیب بہت نکالتی تھی نبی کریم ﷺ کی ہجو کرتی آپ کی مخالفت پر لوگوں کو ابھارا کرتی اور اشعار کہتی تھی عمیر بن عدی رات کے وقت آئے اور مکان میں داخل ہو کر اس کے پاس آئے عصمہ کے ارد گرد ایسے بچے سو رہے تھے اور اس کے پاس ایک چھوٹا دودھ پینے والا بچہ سو رہا تھا حضرت عمیر نابینا تھا ہاتھ سے ٹٹول کر بچے کو ماں سے علیحدہ کیا تلوار اس کے سینے پر رکھی جو جسم کے پار ہو گئی حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز حضور ﷺ کے ساتھ پڑھی رسول اکرم ﷺ نے پوچھا کیا تم نے بنت مروان کو قتل کر دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہاں کیا اس بارے میں میرے ذمہ کچھ اور ہے آپ نے فرمایا نہیں اس بارے میں دو بھیڑیں لڑیں گی یہ کلمہ وہ تھا جو سب سے پہلے رسول پاک ﷺ سے سنا گیا رسول اکرم ﷺ کا نام عمیر بھیر (بیٹا) رکھا۔

قارئین کرام! دیکھا آپ نے اپنے گستاخ سے زمین کو پاک کرنے میں سرکار ﷺ کی کتنی جلدی فرماتے تھے صبح ہوتے ہی اپنے عاشق سے پوچھ لیا کیا ذمہ داری پوری کی ہے اور عاشق بھی کیسا خوش بخت تھا کہ آنکھوں سے نابینا ہے لیکن اس نے کمزوری کو عذر نہیں بنایا اور پھر انسانیت کا کتنا احترام تھا قتل ناحق سے کتنے بچے تھے کہ دودھ پیتے بچے کو جدا کیا اور کہیں وہ بھی اس گستاخہ کے ساتھ قتل نہ ہو جائے لیکن آج کا پرفتن دور ہے کہ گستاخان رسول دندناتے پھر رہے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔

کبھی شیطانی آیات چھاپتے ہیں
کبھی شیطانی خاکے چھاپتے ہیں
کبھی شیطانی فلمیں بناتے ہیں

کبھی شیطانی ڈرامے اسٹیج کرتے ہیں اور دوسری طرف اسلامی جمہوریہ کے حکمران ہیں کہ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ اگر کوئی گستاخ رسول گرفتار ہو بھی جائے تو نام نہاد این جی اوز، غیر ملکی دباؤ ڈال کر رہا کروالیتی ہیں عوام کی توجہ ہٹانے کے لیے پیشیاں ڈال دی جاتی ہیں تاریخوں پر تاریخیں ڈالتی رہتی ہیں جبکہ بانی قوانین اسلامیہ حضرت محمد ﷺ اپنے گستاخ کو قتل کوانے میں جلدی فرماتے تھے لیکن آج کا حکمران نام نہاد عدالتیں، جج قانون دان ان روایات کو نہ جانے کیوں نظر انداز کرتے ہیں یہاں یہ نکتہ بھی بڑا قابل مطالعہ ہے کہ حضرت عمیر بن عدی جب ملعونہ کے قتل سے فارغ ہوئے تو ان کے قبیلے کے بعض افراد نے ان سے پوچھا کہ تم نے یہ قتل کیوں کیا ہے؟ وعمیر بن عدر نے جواب میں بلا تامل کہا کہ ہاں اور گرتم میں سے کوئی وہ گستاخی کرنے کا جرم کرے تو میں س کو بھی قتل کردوں گا۔

(۱۰) گستاخ رسول عتیبہ کا بھیانک انجام

ابولہب کے بیٹوں کا نام عتبہ اور عتیبہ تھا اعلان نبوت سے قبل حضور ﷺ کی دوشہزادیوں کا رشتہ ان سے طے ہوا تھا مگر جب سورہ لہب نازل ہوئی تو ابولہب کے کہنے پر یہ رشتہ ختم ہو گیا عتیبہ اپنے باپ کی طرح بہت بدزبان اور گستاخ رسول تھا ایک دن حضور ﷺ کے پاس آیا اور گستاخانہ لہجہ میں قرآن پاک کی بعض آیات کا انکار کیا پھر آپ کی طرف (نعوذ باللہ) تھوکا (جو آپ ﷺ پر نہ پڑا) اس کی اس گستاخی سے آپ ﷺ کو زیادہ دلی صدمہ ہوا آپ نے دعا کی اے اللہ اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتے کو مسلط فرما۔ اس واقعہ کے چند دن بعد عتیبہ اپنے باپ کے ہمراہ شام کی طرف تجارتی قافلے کے ساتھ گیا قافلے نے ایک رات ایسی جگہ پر قیام کیا جہاں اس کے علاقہ کے باشندوں نے بتایا کہ راتوں کو اکثر جنگلی درندے یہاں ہوتے ہیں اس قافلے کی طرف سے حفاظتی

انتظامات بھی کیے گئے لیکن ابولہب کے حکم پر عتیبہ کی حفاظت کا خاص اہتمام کیا گیا اور وہ یوں کہ اس کے اردگرد اپنے اونٹ بٹھا دیئے پھر سب لوگ اطمینان سے سو گئے دعائے مصطفیٰ ﷺ کا اثر کچھ یوں ظاہر ہوا کہ رات ایک شیر آیا اور اونٹوں کے درمیان سے گزر کر عتیبہ کو چیر پھاڑ دیا۔

امام ابونعیم سے اس واقعہ کو اختصار کے ساتھ دلائل النبوت میں کچھ یوں بیان کیا ہے اور عتیبہ پس اس نے حضور ﷺ کی صاحبزادی سے رشتہ ختم کیا اور جب اس نے ملک شام کے لیے سفر کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا (اور یہ گستاخی کی) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے اللہ اس پر اپنے درندوں میں سے کوئی درندہ مسلط فرما وہ مقام حوران پر اترے (یہ شیروں کا علاقہ تھا) رات کے وقت ایک شیر ان کے پاس آیا اور عتیبہ اس کے ساتھیوں میں سے تلاش کر کے قتل کر دیا۔ (بحوالہ دلائل النبوت جلد۲ صفحہ ۶۱۳)

قارئین کرام اس واقعہ سے چند باتیں اخذ کی جاتی ہیں توجہ ہو ایک تو یہ کہ دعاء مصطفیٰ ﷺ میں کتنا اثر ہے جو مانگا ویسا ہوا دوسرا یہ کہ سرکار اپنے گستاخ کی سزا میں موت کے علاوہ کوئی اور سزا پسند نہ کرتے اور تیسری بات یہ کہ اس واقعہ میں بڑی اہم ہے کہ کفار لیڈر اور رہنما زبان مصطفیٰ سے نکلے ہوئے ہر لفظ کو حق جانتا تھا اسی لیے تو اپنے بیٹے کے خصوصی حفاظتی انتظامات کروائے اور انتظامات میں طرز بھی وہ اپنایا جو درندوں سے بچا یعنی جانوروں کا معار لیکن شیر نے اس رات اپنا شکار یعنی یہ جانور نہیں بلکہ ان جانوروں بھی گھٹیا حرکت کرنے والا گستاخ رسول سمجھا اور رات کے اندھیرے میں پورے مسافر میں تلاش کر کے اپنے ہدف کو نشانہ بنایا اور گستاخ رسول سے زمین کو پاک کر دیا۔ نہ را رونمائیں کو ایک کافر نے تو نبی ﷺ کے فرمان کو سنا اور اسے سچ سمجھتے ہوئے بچنے کی تدبیر کیں اور ایک اس نبی کا امتی کہلانے والا چار دن کے اقتدار کو بچانے کے لیے حیلے بہا

تلاش کرے قرآن وحدیث میں گستاخ رسول کی سزائے موت کا انکار کرے۔

تف ہے ایسے اقتدار واختیار پر جس کو پانے کے لیے نبی کریم ﷺ کے فرامین کو فراموش کرنا پڑا۔

(۱۱) ابولہب کا عبرتناک انجام

ابولہب حضور ﷺ کا سگا چچا تھا اور آپ کا سخت دشمن تھا ابولہب آپ ﷺ سے بڑی عداوت رکھتا تھا جب حضور ختمی المرتبت علیہ الصلوۃ والسلام نے کوہ صفا پر چڑھ کر لوگوں کو پکارا اور انہیں توحید باری تعالیٰ کا درس دیا تو ابولہب نے بگڑ کر کہا ''تو برباد ہو جائے کیا تو نے ہمیں یہی سنانے کے لیے جمع کیا تھا؟''

اس گستاخی کے جواب میں خالق وارض وسما نے اس کی تباہی و بربادی کا یوں اعلان فرمایا۔ تبت یدا آبی لھب وتب (سورۃ لھب ۔۱)

ترجمہ: ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہو جائے ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ تباہ ہی ہو گیا دنیا میں تو اس کا حال یہ ہوا کہ اس کے زہریلی قسم کا ایک چھالہ العدسہ) نکلہ جو سارے جسم پر پھیل گیا۔ ہر جگہ سے بدبودار پیپ بہنے لگی اس کا گوشت گل کر گرنے لگا تو اس کے بیٹوں نے اسے گھر سے باہر پھینک دیا اور اس نے تڑپتے تڑپتے جان دیدی اس کی نعش تین دن تک یونہی پڑی رہی اور لوگ اس کے تعفن اور بدبو سے تنگ آ۔ گئے اور اس کے بیٹوں کو لعنت ملامت کرنے لگے تو انہوں نے چند حبشی غلاموں سے گڑھا کھدوایا اور لکڑیوں سے اس کی لاش کو دھکیل کر اس گڑھے میں پھنکوا دیا اور اوپر مٹی ڈال دی اس کا یہ حشر اللہ کے غضب ہی کا نتیجہ تھا کہ مکہ کے چار رئیسوں میں سے ایک رئیس کا حشر یہ ہوا اور قیامت کے روز'' سایصلیٰ نارأذات لھب''۔عنقریب وہ جھونکا

جائے گا شعلوں والی آگ میں۔

(۱۲) ابولہب کے خاندان کا انجام

ابولہب کی بیوی اروہ کینت ام جمیل اور ابوسفیان کی بہن تھی جس کے دل میں حضور ﷺ کی عداوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی دشمنی رسالت میں یہ اپنے خاوند سے کسی طرح کم نہ تھی یہ بڑی امیر کبیر تھی اس کی کئی نوکرانیاں تھیں لیکن جنگل سے خاردار لکڑیاں چن چن کر لاتی اور رات کو سرور کونین ﷺ کے راستہ میں بچھا دیتی اس راستہ سے حضور ﷺ کا گزر ہوتا ایک روز بوجھ اٹھا کر لا رہی تھی کہ تھک کر ذرا دم لینے کے لیے ایک پتھر پر بیٹھ گئی ایک فرشتے نے بحکم الٰہی اس کے پیچھے سے اس کے گھٹے کو کھینچا وہ گری اور اس سے گلی میں پھانسی لگ گئی اور وہ مرگئی دیکھئے قرآن مجید ارشاد فرما رہا ہے۔

ترجمہ: اور اس کی جورو لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی اور اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسہ اور قیامت کے روز بہ فرمان نبوی ﷺ اس کا یہ حشر ہوگا کہ جس آگ میں اس کا گستاخ خاوند جلایا جائے گا اس آگ میں وہ بھی جھونکی جائے گی۔

ابولہب کے دو بیٹے عتبہ اور شیبہ کے ساتھ سرکار دو عالم ﷺ کی دو صاحبزادیوں رقیہ اور ام کلثوم کی شادی ہوئی تھی جب حضور ﷺ نے اسلام کی تبلیغ شروع کی تو ابولہب کے کہنے پر بیٹیوں نے طلاق دیدی عتیبہ نے اپنے خبث باطن کا کچھ زیادہ ہی مظاہرہ کیا۔ اس ناپاک نے رخ انور ﷺ پر تھوکنے کی جسارت کی جو لوٹ کر اس قبیح کے منہ پر آپڑی حضور ﷺ کی زبان سے نکلا۔ الٰہی! اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس نابجار پر مقرر فرما دے چنانچہ شام کے ایک تاریخی سفر میں ایک شیر نے اسے پھاڑ ڈالا مگر اس ناپاک کا گوشت کھایا نہ لہو پیا۔ جب اس نے بے ادبی کی۔ سرکار ﷺ کی خدمت مین نہایت بے رخی سے

پیش آیا تو آپ ﷺ نے بددعا دی تو ابولہب باوجود ساری عداوت اور دشمنی سے کہنے لگا کہ مجھے محمد (ﷺ) کی بددعا کی فکر ہے قافلہ کے سب لوگ ہماری خبر رکھیں ایک منزل پر پہنچے وہاں بہت زیادہ شیر رہتے تھے رات کو تمام قافلہ کا سامان ایک جگہ جمع کیا اور اس کا ٹیلہ بنا کر عتیبہ کو اس پر سلایا اور قافلہ کے تمام آدمی چاروں طرف سو گئے رات کو شیر آیا اور سب کے منہ سونگھے اور اس کے بعد ایک جست لگائی اور اس ٹیلے پر پہنچ گیا اور عتیبہ کا سر بدن سے جدا کر دیا ایک نے ایک آواز لگائی مگر ساتھ ہی اس کا کام تمام ہو چکا تھا اس کے دوسرے بھائی عتبہ نے چونکہ حضور ﷺ کی توہین نہیں کی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے دولت اسلام سے نواز دیا۔

(۱۳) خسرو پرویز کا قتل

شہنشاہ ایران خسرو پرویز کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک مکتوب کے ذریعے اسلام کی دعوت دی وہ آپ کا نام مبارک پڑھ کر برہم ہو گیا اور بے ادبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مکتوب گرامی کو پھاڑ ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے ہی بیٹے شیرویہ کے ہاتوں قتل کروا دیا۔

(۱۴) بغیض بن عامر کا انجام

حضور اکرم ﷺ کے خاندان بنی ہاشم کو شعب ابی طالب میں محصور کرنے کے لیے دستاویز بغیض بن عامر نے لکھی اس پر عتاب الٰہی نازل ہوا۔ اور اس گستاخ کے ہاتھ شل ہو گئے۔

(۱۵) عاص بن وائل کا قتل

عاص بن وائل نے آپ کو بہت دکھ دیئے اس کا حال بیان کرتے ہوئے مورخین

نے لکھا ہے جس نے بھی اپنے قول یا فعل سے آنحضرت ﷺ کو ایذا دی یا تکلیف پہنچائی اللہ تعالیٰ نے اس سے بدلہ لیا جب نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے صاحبزادے حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا مکہ میں اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا مدینہ میں انتقال ہوگیا تو عاص بن وائل کہتا ان کی اولاد نرینہ زندہ نہیں رہی اس لیے آپ کے بعد آپ کا نام ختم ہو جائے گا۔اس پر اللہ تعالیٰ نے سورہ کوثر نازل فرمائی اور عاص بن وائل کے ابتر ہونے کی خبر دی۔

دیکھئے سید المرسلین رحمۃ اللعلمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو لا ولد ہونے کا طعنہ دینے والے کو اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے منقطع النسل بتادیا۔

(۱۶) ولید بن مغیرہ کا قتل

ولید بن مغیرہ نے رحمت مجسم محسن اعظم رسول اکرم ﷺ کو ''مجنون'' کہہ دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ ''اے محبوب! آپ ہرگز مجنون نہیں'' ''بعد ذلک زنیم'' کر اس کے ولد الزنا ہونے کا برملا اعلان کر دیا یہ دشمن رسول ابو جہل کا چچا تھا ولید بن مغیرہ حضرت خالد کا باپ اور خاندان قریش کا رئیس اعظم وہ مالدار بھی تھا اپنے بیٹوں اور رشتہ داروں سے کہتا تھا کہ اگر تم میں سے کسی نے محمد کا کلمہ پڑھا تو میں اسے اپنے مال میں کچھ نہیں دوں گا اور نبی کریم کی شان اقدس میں کہتا یہ تو مجنون ہے اور جادوگر بھی کہتا اور قرآن کو اگلوں کی کہانیاں بھی بتاتا جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس کے دس عیب گنوائے۔

ترجمہ: اور ہر ایسے کی بات پر توجہ نہ دینا جو زیادہ قسمیں کھانے والا ہو، ذلیل، بہت طعنے دینے والا، بہت ادھر کی ادھر لگاتا پھرنے والا، بھلائی سے روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، گنہگار، درشت خو اس پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا ہے۔(القلم ۱۰ تا ۱۳)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو ولید بن مغیرہ نے اپنی ماں سے کہا کہ محمد (ﷺ) نے میرے حق میں اس باتیں بتائی ہیں نو کو تو میں جانتا ہوں کہ مجھ میں موجود ہیں دسویں بات اصل میں خطا ہونے کی۔ اس کا ماں مجھے معلوم نہیں یا تو مجھے سچ سچ بتاؤں یا تیری گردن ماردوں گا اس پر اس کی ماں نے کہا کہ تیرا باپ نامرد تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مر جائے گا تو اس کا مال غیر لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلالیا تو اس میں سے ہے۔

اس پر سورۃ مدثر کی آیات ۱۱ تا ۳۰ نازل ہوئیں جو پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں دیکھئے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

ترجمہ: چھوڑ مجھ کو اور اس کو جنہوں کو میں نے پیدا کیا اکیلا (۱۱) اور سب کو بخشا مال فراواں (۱۲) اور بیٹے دیئے حاضر باش (۱۳) اور اس کے لیے خوب راہ ہموار کی (۱۴) پر وہ یہ توقع رکھتا تھا کہ میں اس کے لیے اور زیادہ کروں گا (۱۵) ہرگز نہیں! تو وہ ہماری آیتوں کا دشمن نکلا (۱۶) میں تقریباً اس کو ایک سخت چڑھائی چڑھاؤں گا (۱۷) اس نے سوچا اور ایک بات بتائی (۱۸) پس ہلاک ہوا کیسی بات بتائی (۱۹) پھر ہلاک ہوا کتنی غلط بات بتائی (۲۰) پھر اس نے نظر دوڑائی (۲۱) پھر اس نے تیوری چڑھائی اور منہ بنایا (۲۲) پھر پیٹھ پھیری اور تکبر کیا (۲۳) بولا! یہ تو محض ایک جادو ہے جو پہلے سے چلا آرہا ہے (۲۴) یہ تو محض انسانی کام ہے (۲۵) میں اس کو عنقریب دوزخ میں داخل کروں گا (۲۶) اور کیا سمجھے کہ دوزخ کیا ہے (۲۷) نہ ترس کھائے گی اور نہ چھوڑے گی (۲۸) چمڑی کو جھلس دینے والی (۲۹) اور اس پر انہیں فرشتے مقرر ہوں گے۔ (۳۰)

ولید بن مغیرہ انہیں قوم میں وحید کے لقب سے ملقب تھا غزوہ بدر میں اس کی ناک کٹ گئی جسے شرم کے مارے چھپائے رکھتا تھا ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

ترجمہ: قریب ہے کہ ہم اس کے سور کی تھوتھن پر داغ دیں گے۔ (القلم۔۱۶)

(۱۷) عقبہ بن ابی معیط کا قتل

عتبہ بن ابی معیط کا قتل بھی اس سلسلے کی کڑی ہے وہ جب کسی سفر سے واپس آتا تو دعوت عام کرتا جس میں اہل مکہ شریک ہوتے یہ اکثر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتا حضور علیہ السلام کی باتیں سنتا انہیں پسند کرتا ایک دفعہ سفر سے واپس آیا تو اس نے حسب دستور دعوت عام کا اہتمام کیا اور حضور علیہ السلام کو بھی دعوت دی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا جب تو مشرف بہ اسلام نہ ہو میری تیری دعوی قبول نہیں کروں گا چنانچہ اس نے کلمہ شہادت پڑھا اور اپنے اسلام کا اعلان کر دیا ابی بن خلف سے عتبہ کا بڑا یارانہ تھا اُس نے سنا تو آ کر کہا اے عتبہ سنا ہے تو مرتد ہو گیا ہے اس نے کہا ہر گز نہیں میں نے تو محض ایک غرض کے لیے اسلام کا اظہار کیا ہے ابی بن خلف کہنے لگا میں تم سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک تو اس کے پاس جا کر ایسی ایسی گستاخیاں نہ کرے عقبہ اپنے یار کو خوش کرنے کے لیے آپ علیہ السلام کے پاس گیا اور وہ ساری گستاخیاں جس کی فرمائش اس کے یار نے کی تھی یہاں تک کہ اس نے رخ انور پر تھوک دیا (معاذ اللہ) لیکن اللہ تعالیٰ نے اس تھوک کو آگ کا انگارہ بنا کر لوٹایا اور اس کے منہ پر دے مارا جس سے اس کا منہ جل گیا اور مرتے دم تک گالوں پر داغ رہا حضور علیہ السلام نے فرمایا جب سرزمین مکہ سے باہر تیری ملاقات ہو گی تو "عـــدوت داسک بـــالـصیف"، یعنی تیرا سر تلوار سے اڑا دوں گا یہ بات اس کے دل میں تیر کی طرح پیوست ہو گئی کئی سال بعد جب اہل مکہ، بدر کی طرف جانے لگے تو اس نے پہلو تہی کرنا چاہی اور کہا تم کو معلوم ہے کہ اس شخص نے مجھے دھمکی دی تھی اور جو بات ان کے منہ سے نکلتی ہے پوری ہو کر رہتی ہے مجھے تو یہیں رہنے دو انہوں نے کہا تم عجیب آدمی ہو پہلے تو اس کے غالب آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور اگر بالفرض محال کوئی ایسی صورتحال پیش آ بھی گئی تو

تمہارا پاس تیرا تیز رفتار سرخ اونٹ ہیں اور اس پر سوار ہو کر جانا چنانچہ اسے اپنی بدبختی یاد آ گئی کفر کو شکست ہوئی یہ اپنے اونٹ لے کر بھاگا لیکن وادیوں کے پیچ وخم میں الجھ کر رہ گیا۔ اور گرفتار کر لیا گیا چنانچہ حضور علیہ السلام کے حکم سے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے اس کا سر قلم کر دیا قیامت کے روز جب یہ قبر سے اٹھے گا تو اس کی حسرت وندامت کی یہ حالت ہوگی جو زیر نظر آیت میں ہے۔ ترجمہ: ہائے افسوس! کاش نہ بنایا ہوتا میں نے فلانے کو دوست بنا۔ (الفرقان۔ ۲۸)

(۱۸) ابی بن خلف کا قتل

ابی بن خلف کا قتل بھی اس سلسلہ کی کڑی ہے اس کا قصہ یوں ہے کہ اس کی گستاخیوں کو دیکھ کر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ تیرا قاتل میں ہوں گا یہ خوف اس کے دل میں یقین کے ساتھ بیٹھ گیا خروج کے وقت احد کی جانب یہ آنا نہ چاہتا تھا کہ کہیں مارا نہ جائے ابوسفیان اسرار کر کے اسے لایا تھا اس کا معاملہ یوں بیان کرتے ہیں کہ وہ اسیران بدر میں شامل تھا جب اس کا فدیہ قبول کیا گیا تو اس نے مکہ جانے کی اجازت چاہی تا کہ وہ فدیہ ادا کرے اس بے حیاء نے لوٹتے وقت حضور علیہ السلام کے سامنے بکواس کی کہ ''اے محمد (علیہ السلام) میرا ایک گھوڑا ہے میں اسے خوب دانہ پانی دوں گا تا کہ فربہ ہو جائے پھر اس گھوڑے پر سوار ہو کر آپ علیہ السلام سے جنگ کروں گا پھر آپ کو (خاکم بدہن) قتل کروں گا حضور علیہ السلام نے فرمایا بلکہ اس گھوڑے پر سوار ہونے کی حالت میں ہی میں تجھے قتل کروں گا علماء فرماتے ہیں کہ ''بدترین خلق اور بدترین مخلوق وہ ہے جسے حضور علیہ السلام قتل کریں۔''

روز احد حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ''ابی بن خلف سے ہوشیار ہو کیونکہ نا خلف، بے خبری میں پیچھے سے آ جائے اگر وہ تمہیں نظر آئے تو مجھے بتا دینا۔

جنگ کے اختتام کے قریب وہ اپنے گھوڑے پر نمودار ہوا جب اس کی نظر حضور ﷺ پر پڑی تو اس نے نالائقی کی باتیں کہنی شروع کر دیں اس نے کہا۔ اے محمد (ﷺ) آپ ابی کے ہاتھ سے نہ بچ سکیں گے اگر آج میرے ہاتھ سے آپ بچ گے تو ......'' یہ کتنا بے حیا اور بے شرم تھا کہ باوجود اس اعتماد کے کہ حضور ﷺ کے ہاتھ سے مارا جائے گا پھر بھی لاف زنی کرتا تھا صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہمیں اشارہ فرمائیے ہم اس پر حملہ کریں اور اسے دوزخ میں پہنچائیں۔''

جب یہ ملعون قریب پہنچا تو حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے قریب ہی کھڑے تھے حضور ﷺ نے ان سے نیزہ لیا ایک روایت میں ہے کہ اس کا نیزہ اس کے ہاتھ سے لیکر اس پر پھینکا یہ اس شقی کی گردن پر پڑا اس وقت اس نے اپنے گھوڑے کی لگام پھیری اور اپنی قوم سے مل گیا اور خود کو گھوڑے سے گرادیا اور گائے بیلوں کی طرح ڈکرانے لگا۔

اس کی قوم نے اس سے کہا ''تیرا زخم تو ایک معمولی سی خراش سے زیادہ نہیں اتنی چیخ و پکار اور واویلا کیوں کرتا ہے؟ اس نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ زخم کس کی ماری ہے؟ میں واقف ہوں کہ اس زخم سے میری جان نہ بچ سکے گی۔ اگر یہ زخم جو مجھ اکیلے کو لگا ہے تمام حجاز والوں کو لگ جائے۔ تو وہ یکبارگی سب کے سب مر جائیں اس لیے کہ محمد (ﷺ) میرے منہ پر کھجور کی گٹھلی بھی مار دیتے تو بھی میں مارا جاتا یونہی چیختا چلاتا پھرتا پھر وہ ملعون مشرکوں کے مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے مراطہرانے میں جو کہ مکہ سے ایک منزل پر ہے واصل جہنم ہوگیا۔

(۱۹) عتبہ بن ابی ربیعہ کا قتل

عتبہ بن ابی ربیعہ کا قتل بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے یہ حضرت امیر معاویہ کا نانا،

نہایت شریف الطبع اور صاحب فراست تھا غزوہ بدر میں فوج کا سپہ سالار تھا مگر اس کا ارادہ لڑائی کا نہ تھا کیونکہ وہ حکم بن حزام کے مشورہ پر حضرمی کا خون بہا اس کے بھائی عامر کو دے دیتے جو وجہ جنگ تھا مگر ابو جہل نے اسے نامردی کا طعنہ دیا جس پر عتبہ غیرت سے برہم ہوا اور کہا میدان جنگ بتا دے گا کہ نامردی کا داغ کون اٹھاتا ہے چنانچہ عتبہ جو سردار لشکر تھا ابو جہل کے طعنہ سے سخت برہم تھا سب سے پہیے وہی بھائی اور بیٹے کو لے کر میدان میں نکلا اور مبارزت طلب کی۔ ادھر سے حضرت علی، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نکلے چنانچہ عتبہ حضرت حمزہؓ اور ولید بن عتبہ حضرت علی کے ہاتھوں قتل ہوئے اور عتبہ کا بھائی شیبہ بھی حضرت علی کے ہاتھوں قتل ہوا۔ جس نے حضرت عبیدہ کو زخمی کر دیا تھا ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن ربیع کے متعلق ارشاد خداوندی ہے کہ ترجمہ: اور اس (پند و نصیحت) سے وہ بڑا بد بخت دور رہے گا جو سب سے بڑی آگ میں جائے گا پھر نہ اس میں مرے اور نہ جئے۔ (الغاشیہ۔۱۲۔۱۳)

(۲۰) امیہ بن حلف کا قتل

اُمیہ بن خلف کا قتل بھی اس سلسلے کی کڑی ہے اُمیہ بن خلف بھی آنحضرت ﷺ کا سخت دشمن تھا تنقیص رسالت میں پیش پیش تھا اس نے حضرت بلال کو سخت تکلیفیں پہنچائیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال کو اُمیہ بن خلف سے خرید کر آزاد کر دیا تھا یہ بھی جنگ بدر میں شریک تھا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اس سے کسی زمانہ میں معاہدہ کیا تھا کہ وہ مدینہ آئے گا تو اس کی جان کا ضامن ہو گا بدر میں اس دشمن خدا سے خوب انتقام لینے کا موقع تھا لیکن چونکہ عہد کی پابندی اسلام کا شعار ہے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے چاہا کہ وہ بچ کر نکل جائے چنانچہ آپ اس کو لے کر پہاڑ پر چلے گئے اتفاق یہ ہوا کہ حضرت بلال نے اسے دیکھ لیا اور انصار کو خبر کر دی دفعتاً لوگ ٹوٹ

پڑے انہوں نے اُمیہ کے بیٹے علی نامی کو آگے کر دیا جو قتل ہو گیا پھر اُمیہ کی طرف بڑھے حضرت عبدالرحمٰن نے اُمیہ سے کہا تم زمین پر لیٹ جاؤ یہ لیٹ گیا تو حضرت عبدالرحمٰن اس پر چھا گئے کہ لوگ اس کو مار نہ دیں لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ان کی ٹانگوں کے اندر ہاتھ ڈال کر اسے قتل کر دیا اس کی لاش کو کوئی ہاتھ نہ لگاتا تھا کیونکہ وہ تین دن وہیں پڑی رہی اور پھول گئی جس میں سخت بدبو پھیل گئی۔

(۲۱) عامر بن الحضرمی کا قتل

عامر بن الحضرمی کو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت مہج نے واصل جہنم کیا یہ حضور علیہ السلام کے خلاف کفار مکہ سے مل کر سازشیں کرتا رہتا حضرت مہج نے اس غزوہ میں غیر معمولی بہادری کا مظاہرہ کیا اور شہید ہوئے جس پر حضرت محمد علیہ السلام نے آپ کو سید الشہداء کے اعزاز سے نوازا اس غزوہ میں دشمنان رسول قتل ہوئے جن یں ابوسفیان کا لڑکا حنظلہ، ابوجہل کا بھائی عاص اور چچرا بھائی مسعود بن اُمیہ، ولید بن مغیرہ کا بھائی ابوقیس اور اسود کے تین بیٹے حارث، زمعہ اور عقیل وغیرہ شامل ہیں مزید فہرست ان مقتولین کی تاریخ ابن خلدون میں ہے یہ تو تھی ان کی دنیا میں ذلت و رسوائی اور قیامت میں جو سلوک ان گستاخان رسول سے کیا جائے گا وہ سورۃ الحاقہ کی آیات ۲۵ تا ۳۶ میں ملاحظہ فرمائیں۔

ترجمہ: اور رہا وہ جس کو اس کا اعمال نامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا کہ کاش! میرا اعمال نامہ مجھے دیا نہ گیا ہوتا۔ (۲۵) اور میں جانتا ہی نہ کہ میرا حساب کیا ہے (۲۶) اے کاش کہ وہی (موت) فیصلہ کن ہوتی (۲۷) میرا مال میرے کیا کام آیا (۲۸) میرا اقتدار مجھ سے چھن گیا (۲۹) اس کو پکڑو! پھر اس کی گردن میں طوق ڈالو (۳۰) پھر اس کو جہنم میں جھونک دو (۳۱) پھر ایک زنجیر میں جس کی پیمائش ستر ہاتھ ہے

اس کو جکڑ دو (۳۲) یہ خدائے عظیم پر ایمان نہیں رکھتا تھا (۳۳) اور نہ مسکینوں کو کھلانے پر (لوگوں کو) ابھارتا تھا (۳۴) پس آج اس کا یہاں کوئی ہمدرد نہیں (۳۵) اور غسالہ کے سوا اس کے لیے کوئی کھانا نہیں ہے۔ (۳۶) یہ کھانا صرف گنہگار ہی کھائیں گے۔ (۳۷)

(۲۲) منافقین مکہ کا قتل (گستاخان رسول کا انجام)

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ مشرکین مکہ کے ساتھ مسلمانوں کے پانچ آدمی بھی بدر میں لڑنے آئے تھے جن کو مسلمانوں کی تلواروں نے موت کا مزہ چھکایا یہ مقتولین مشرکین میں شمار ہوئے بنو اسد بن عبدالعزی قصیٰ سے حدث بن زمعہ، بنومخزوم سے ابوقیس ابن الفاکہ بن المغیر ہ، ابوقیس بن الولید بن مغیرہ، بنوجمع سے علی بن اُمیہ بن خلف، بنوسہم سے عاص بن منبہ، یہ لوگ قبل ہجرت کے ایمان لا چکے تھے لیکن جب حکم ہجرت صادر ہوا اور آنحضرت ﷺ مدینہ ہجرت فرما گئے ان لوگوں کو ان کے اعزہ وخاص اقارب نے مکہ میں روک لیا آخر ان لوگوں نے ان لوگوں کے سمجھانے سے اسلام چھوڑ دیا۔ توہین رسالت ﷺ کے جرم میں خود رسالت مآب ﷺ کی زبان مبارک سے مستوجب قتل قرار دیئے جانے والے افراد کی تعداد کم وبیش ڈیڑھ درجن ہے جو کتب سیرت کے سرسری مطالعہ سے نظروں کے سامنے آجاتی ہیں اگر اہل علم مزید گہرائی سے کتب سیرت واحادیث کا جائزہ لیں تو عین ممکن ہے ان مثالوں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے تاہم جیسا کہ معلوم ہے کہ کسی قانون کے تائیدی نظائر کی تعداد اجرائے سزا کے معاملہ میں اضافی اہمیت رکھتی ہے اصل اہمیت کی قانون کے وجود اور آئینی جواز کی ہے حضور ﷺ کے بعد اہل ایمان کے نزدیک شرعی آئین وقوانین کا دوسرا مسلمہ ماخذ ہیں اگر حضور ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں توہین رسالت ﷺ کے کسی ایک مجرم کو بھی سزائے موت دی ہوئی تب بھی یہ تنہا نظیر اُمت مسلمہ

کے لیے ایک واجب التعمیل قانون کی حیثیت رکھتی تھی چہ جائیکہ اس معاملہ میں تقریباً ڈیڑھ درجن کے نظائر صفحہ تاریخ پر موجود ہیں ان نظائر کی موجودگی میں اگر کوئی شخص دعویٰ کرتا ہے کہ اپنی توہین کرنے والے کسی شخص کو حضور ﷺ نے اپنی مبارک زندگی کے دوران کوئی سزا نہیں دی تو صاف ظاہر ہے کہ اس کا یہ دعویٰ یا تو سراسر لاعلمی پر مبنی ہے یا پھر دیگر محرکات پر، جس کا علم خدائے علیم وخبیر ہی کو ہوسکتا ہے جہاں تک حضور ﷺ کی ''رحمۃ اللعالمین'' ہونے کا تعلق ہے تو ہر شخص جانتا ہے کہ حضور ﷺ کو یہ منفرد و یگانہ خطاب، آنحضور ﷺ کے کسی عقیدت مند یا ان کی اُمت کے کسی عالم یا دانشور نے نہیں دیا بلکہ قرآن مجید کے مطابق یہ خطاب براہ راست خدائے بزرگ وبرتر کا عطا کردہ ہے جس نے انہیں بطور خاتم النبین معبوث فرمایا تھا اللہ تعالیٰ نے یہ خطاب مرحمت فرمانے کے بعد اگر حضور ﷺ کو اپنی قائم کردہ اسلامی ریاست کی خارجہ پالیسی میں فتنہ پرور کفار ومشرکین کے ساتھ مسلح جہاد و قتال کا حکم دیا اور اپنی داخلی پالیسی میں معاشرتی جرائم کی سزا میں حدود کی صورت میں سزائے موت اور تعزیر کی صورت میں قید و بند کے نفاذ کا فرمان جاری کیا تو ایسے تمام خدائی احکامات کو حضور ﷺ کی صفت رحمۃ اللعالمین کا ایک حصہ ہی قرار دیا جائے گا کسی بھی ہلاکت خیز مخلوق پر خواہ وہ انسان کی نوح سے ہو یا درندوں اور زہریلے کیڑے مکوڑوں کی صورت میں، ترس کھانا یا اس سے چشم پوشی کرنا، اس کی ہلاکت آفریں کے عمل میں ممد ومعاون بننے کے مترادف ہے جسے ظلم ہی کہا جاسکتا ہے کہ اس کے برعکس جرم وسزا کا وہ نظام جو بنی نوع انسان کو خود اس کے مفسدہ پرواز ابنائے نوع ظلم وجور اور ایذاء رسانی سے محفوظ کرنے کے لیے وجود میں آئے دراصل رحمت ہی کا دوسرا نام ہے یہی وجہ ہے کہ انفرادی اور جتاعی دونوں قسم کے جرائم کی سزا پر مبنی عدل کے تصور سے مہذب دنیا کا کوئی فلسفہ قانون خالی نظر نہیں آتا۔

چونکہ حضور ﷺ کی توہین کا ارتکاب اس قبیل کا سنگین جرم ہے جو معاشرے میں زبردست فتنہ وفساد پیدا کرنے کی نوبت لا سکتا ہے یہ جرم صریماً امن وسلامتی کے اس نظام کو مہندم کرنے کی کوششوں کے مترارف ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اسلام کے نام سے بواسطہ حضور ﷺ بنی نوع انسان کے لیے پسند فرمایا ہے اس لیے قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: قتل اگرچہ بڑا (گناہ) ہے مگر فتنہ اس سے بھی زیادہ بڑا ہے (البقرہ۔۹)

حضور ﷺ کی رسالت سے اگر کوئی شخص انکار کرے تو ایسے منکر سے کوئی شرعی قانون تعرض نہیں کرتا لیکن اگر کوئی شخص آنحضور ﷺ کی توہین کا مرتکب ہو تو اس کا واضح مقصد حضور ﷺ کے منصب نبوت اور اس منصب پر انہیں مامور کرنے والے رب عزوجل کی توہین ہوگا۔

یہ توہین منکر کی بجائے ایسے شخص کو باغی کے مقام تک پہنچا دیتی ہے ظاہر ہے کہ دنیا کے کسی معاشرہ یا ریاست کو کسی باغی کا وجود گوارا نہیں ہوسکتا جو اس کی سلامتی اور عاضیت کے درپے ہو ایسی صورت میں معاشرہ یا ریاست کی سلامتی وعاضیت کا تقاضا یہی ہوگا۔ اس کے وجود پر حملہ آور ہونے والے شخص کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے اس بنا پر حضور ﷺ نے اپنی اہانت کے مرتکب اشخاص کو قتل کرنے کا حکم دیا اور پھر اس جرم کی سزا کے متعدد نظاہر عملی طور پر قائم کر کے اپنی اُمت کو تا قیامت اس جرم کے کماحقہ استحصال پر مامور کر دیا اکابر کا فتویٰ یہ ہے کہ ''اگر شاتم رسول ﷺ کے قتل کے جواز کے باوجود اسے قتل نہ کیا جائے تو یہ صریحاً رسوائی اور تحقیر وتذلیل کی بات ہے۔

ادھر امام مالکؒ کا یہ قول اس موضوع پر حرف آخر ہے ''کیا اُمت کو زندہ رہنے کا حق ہے جب اس کے رسول کو گالیاں دی جائیں؟''

گویا قرآن کے حکم کے مقدس متن کے پیش منظر میں جھانکتے ہی محبوب رب لم یزل کا نوری سراپا نگاہ باطن کو خیرہ کرنے لگتا ہے دراصل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات باطن اور آپ کی باعیب شخصیت کا تصور ہی وہ قوت ہے جو چاہنے والوں کے دلوں میں ہر آنے موجزن رہتی ہے یہی قوت کبھی عشق و عقیدت کا روپ اختیار کرتی ہے اور کبھی محبت و فنگی کے نام پر جاں سپردگی کے آداب سکھاتی ہے کبھی مردہ رگوں میں خون زندگی بن کر ارتی ہے اور کبھی نمبر دلوں کی کھیتوں کو شہید الفت مولانا کفائت علی کافیؒ کے جذبات روڑتی ہے اور کبھی نمبر دلوں کی کھیتوں کو شہید الفت مولانا کفائت علی کافیؒ کے جذبات شہادت کے نام پر احساسات عشق حضور ﷺ کے اس گلہب کو تازگی عطا کرتی ہے کہ

کوئی گل باقی رہے گا نے چمن رہ جائے گا

پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا

سچ تو یہ ہے کہ ساڑھے چورہ سو سال کے ایمان افروز افق پر تواتر سے بکھری ہوئی داستان تحفظ ناموس رسالت کو تمام تر جزائیات کے ساتھ ترتیب دینا اور عشق و عقیدت کے ان ایمان افروز نظائر کو اپنی اپنی اولیت اور زمائی و مکانی فوقیت کے ساتھ پیش کرنا میرے خامہ عاجز اور محدود مطالعہ کی بنا پر ممکن نہیں البتہ قارئین کے زوق کو انگخیت دینے کے لیے چیدہ چیدہ واقعات کو نہایت اختصار کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے تاکہ زیر نظر تحریر میرے جیسے نابکار کے لیے بھی توشہ آخرت اور ذریعہ نجات ثابت ہو تاریخ کے اوراق پر بکھرے ہوئے واقعات کو دیکھنے اور پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ صفحہ دہر پر تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے لیے قدم قدم پر جان کی بازی لگتی رہی ہے دل و جاں کا نذرانہ پیش کیا جاتا رہا ہے فرد کی تیرہ شبی سے جان چھڑا کر جنوں کو نداکاری کا شعار بنایا جاتا رہا ہے اس راہ میں لفظوں کی مناجات نہیں بلکہ عمل کی سوغات پیش کی جاتی رہی ہے فداک امی وابی سرکار دو عالم ﷺ کی ناموس پر اشعار کے گجرے نہیں بلکہ شہادت کے لہو رنگ گلدستے

بازیاب ہوتے رہے ہیں۔

شہادت گہہ الفت میں قدم کھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

میں تخیل کو خضر راہ بناتا ہوں تو کہیں سیدنا زید رضی اللہ عنہ اور کہیں سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کفر میں معرکہ آراء نظر آتے ہیں اور کہیں جواں ہمت، بلند بخت اور سعید قسمت خواتین ناموس سرکار ﷺ کے لیے کٹ مرنے کا ایک نیا عنوان رقم کرتے نظر آتی ہیں گویا تحفظ ناموس رسالت مآب ﷺ کا احساس دلوں کی خلوتوں سے اُبھرتا، آنکھوں سے عقیدت کے حرفوں کا خراج ہے۔ جذبات کو ناموس مصطفیٰ ﷺ پر مر مٹنے کے لیے آمادہ کرنا اور سر کو درگاہ رسول ﷺ پر فداکاری کے آداب سکھاتا ہے ماضی ہو یا حال یا پھر حال کی کوکھ سے ابھرنے والا مستقبل ہر لحظہ، ہر آن امت مصطفیٰ ﷺ کے پیش نظر اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثناء کی عزت و ناموس پر کٹ مرنے کا جذبہ موجود رہا ہے اور یہ بات ایک روز روشن کی طرح کی حقیقت ہے کہ عشق و عقیدت کی کٹھن راہوں پر وہی چل سکتا ہے جس کے دل میں مقام مصطفیٰ ﷺ کی شمع پوری ایمانی تب و تاب کے ساتھ جل رہی ہو۔

ہم شاہ دو عالم ﷺ کی عقیدت و احترام کے حوالے سے عشاق رسول ﷺ کے کارواں کے سالار سیدنا امام محمد مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے غیرت ایمانی و جذبات الہامی کی قدر و قیمت اور اہمیت کو ہمیشہ پیش نگاہ رکھتے ہیں۔

﴿باب دھم﴾

عہد صحابہ میں گستاخ رسول کی سزا

دہن میں زباں تمہارے لیے
بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے
اٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

عہد رسالت مآب ﷺ کے بعد عہد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں گستاخ رسول کی سزا قتل مقرر تھی جس کی وضاحت میں زیر نظر واقعات بیان کیے جارہے ہیں اُمید ہے کہ قارئین محترم مالک ارکاب امم، محبوب عرب وعجم، جان کائنات، سرور کونین ﷺ کی ذات بابرکات کے ساتھ اپنی غلامی، وفا، جانثاری اور سرفروشی کے رشتے کو زیادہ مستحکم کریں گے۔

ابن وہب نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک قول نقل کیا ہے کہ ایک دن واہب نے سرکار دوعالم ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کی جب ابن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے اس کا تذکرہ کیا گیا تو انہوں نے فرایا کہ سامعین نے اس کو قتل کیوں نہیں کیا خلیفہ اول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی خلافت کے زمانے میں اطلاع ملی کہ آپ کے ماتحت ایک والی نے ایک عورت کے دانت اکھیڑ دیئے ہیں چونکہ اس عورت نے حضور ﷺ کی شان میں ناروا کلمات بکے تھے اس لیے آپ نے فرمایا: اب سزا دی جاچکی ہے ورنہ میں حکم دیتا کہ عورت کو قتل کر دیا جائے۔

اس لیے کہ حضور اقدس ﷺ کی شان اقدس میں ذرا بھی گستاخی کا ارتکاب

کرنے والے کی سزا ''قتل'' ہے تاریخ کے واقعات سے مترشح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہمیشہ گستاخ رسول ﷺ کو واجب القتل سمجھا اور اپنے پیارے آقا و مولا ﷺ کی شان اقدس میں ذرا سی گستاخی کرنے والے کو بھی سزا ضروری ہے۔

(۱) عہد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں گستاخ رسول کی سزا

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدۂ تصورات
صدق خلیل بھی ہے عشق صبر حسین بھی ہے عشق
معرکہ وجود میں بدرو حنین بھی ہے عشق

دولت حب رسول ﷺ سے سرشار، امام العاشقین، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے توہین رسالت کے بارے میں درج ذیل واقعہ سے آپ کی ژرف نگاہی، علم وتدبر اور غیرت ایمانی کے ساتھ ساتھ قوت فیصلہ کا بھی اندازہ ہوتا ہے جس میں اُن کی ذاتی دشمنی، ذاتی غم وغصہ، اشتعال انگیزی اور جلد بازی کو کوئی داخل نہ تھا حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے اسی دوران اس مجلس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص پر اس کے گستاخانہ اور توہین آمیز کلام کے باعث شدید غیض وغضب کا اظہار فرمایا حتیٰ کہ آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا جب میں نے یہ حالت دیکھی تو عرض کیا:

اے خلیفہ رسول! مجھے اجازت دیں میں اس گستاخ کی گردن اڑا دوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور اٹھ کر خاموشی سے کمرے میں چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھے اندر بلایا اور فرمایا کہ ''ابو برزہ کیا

میں تمہیں اجازت دیتا تو تم واقعی اسے مار دیتے؟

میں نے عرض کیا یقیناً میں اس کو زندہ نہ چھوڑتا"

اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نہیں حضور ﷺ کے بعد کسی بھی فرد بشر کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اس کے گستاخ کو قتل کر دیا جائے؟

فائدہ: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ارشاد مبارک کا مفہوم ہے کہ اللہ کی قسم یہ مرتبہ محمد رسول ﷺ کے بعد کسی اور شخص کو حاصل نہیں کہ اس کی گستاخی کرنے والے کو قتل کر دیا جائے خواہ وہ خلیفہ وقت ہی کیوں نہ ہو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بطور اسلامی ریاست کا حاکم (Head of the Islamic State) کی حیثیت سے اسلامی ریاست و مملکت کے قانون کو بیان کر دیا کہ گستاخ رسول کی سزا تو قتل ہی ہے جب بھی کوئی توہین رسالت کا مرتکب ہو اسے قتل کر دینا ضروری ہے۔

ایک روشن مثال: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں والی یمن حضرت مہاجر بن أمیہ کے متعلق خبر ملی کہ یمن میں ایک عورت جان کائنات ﷺ کی بارگاہ میں گستاخانہ اشعار کہہ کر توہین کا ارتکاب کرتی ہے اس پر حضرت مہاجرین بن اُمیہ رضی اللہ عنہ نے اس بد بخت عورت کے ہاتھ کٹوا دیئے اور اس کے اگلے دانت بھی توڑ دیئے گئے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ خبر پا کر ارشاد فرمایا کہ اس کی سزا جو تم نے دی ہے یہ نہیں بلکہ اس گستاخ کی سزا "قتل" ہے کیونکہ انبیاء کرام کی گستاخی کی حد دوسرے لوگوں کی گستاخی کی حدود کے مشابہ نہیں ہوتی۔ (الشفاء صفحہ ۲۲۲)

(۲) عہد فاروقی رضی اللہ عنہ میں گستاخ رسول کی سزا

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ عہد رسالت مآب ﷺ میں ہی گستاخ رسول کی سزائے موت دے کر بارگاہ الٰہی سے "فاروق" کے لقب سے سرفراز ہو چکے تھے ابن وہب نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک راہب نے حضور ﷺ کی شان رفع میں دشنام طرازی کی جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو ان لوگوں سے فرمایا جنہوں نے واقعہ سنایا تھا:

تم نے اس قتل کیوں نہیں کیا اگر میں وہاں ہوتا تو اسے ہرگز زندہ نہ چھوڑتا۔

(الصارم المسلول علی شاتم الرسول صفحہ ۶۱)

(۳) توہین کی نیت سے "عبس وتولیٰ" پڑنے والے امام کا قتل

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہر ایک منافق کا یہ معمول تھا کہ وہ ہر نماز میں سورۃ "عبس" پڑھتا اور دل میں یہ مراد لیتا کہ یہ وہ سورت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو تنبیہ فرمائی ہے چنانچہ یہ بات (امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تک پہنچی کہ منافقین میں سے ایک شخص اپنی قوم کی امامت کراتا ہے اور وہ ہر جماعت میں نماز میں سورۃ "عبس و تولیٰ" ہی پڑھتا ہے آپ نے اسے بغیر تحقیق مزید کے) بلا بھیجا اور جب وہ آیا تو اس کا سر قلم کر دیا۔ (تفسیر روح البیان جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۱)

الحاصل یہ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک شخص کے عمل سے یہ بات از خود متحقق ہوگئی اور آپ کو یقین کامل ہو گیا کہ اس سورت کو عداوت کے ساتھ پڑھنے کا

سبب وعلت بے ادبی و گستاخی رسول ﷺ ہے علاوہ ازیں کچھ اور علامات بھی گستاخوں کی آپ کے پیش نظر تھیں آپ نے اس کی نیت کی جانچ پڑتال کیے بغیر اور تفصیلات جانے بغیر اس مردود کو واصل جہنم کر دیا۔ گستاخوں کے ساتھ ہر دور میں یہی سلوک ہونا چاہیے قربان جائیں غیرت فاروقی پر

کوئی گستاخ گر آئے نہ سر اس کا نظر آئے
بڑی محبوب ہے ہم کو ادا فاروق اعظم کی

(۴) گستاخ رسول اور شمشیر فاروقی

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ایسے شقی القلب کو لایا گیا جس نے امام الانبیاء ﷺ کی بارگاہ ناز میں گستاخانہ جرات کا ارتکاب کیا تھا تو حضرت سیدنا فاروق اعظمؒ نے بلا تاخیر اس کو "واصل جہنم" کر دیا پھر فرمایا آگاہ ہو جاؤ جو کوئی بھی اللہ جل شانہ اور میرے پیارے آقا ﷺ یا کسی بھی نبی کی گستاخی کرے اس کی سزا صرف اور صرف یہی ہے۔ (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۱۰)

(۵) سیدنا علی المرتضیٰ کا عمل

مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ایسی مختلف احادیث کے راوی ہیں جن میں گستاخ رسول کو مباح الدم قرار دے کر قتل کرنے کا ذکر آتا ہے جسے یہودی عورت والی روایت جو مشکوۃ شریف کے حوالے سے ذکر کی جا چکی ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر شاتم رسول کو سزا دینے یعنی قتل کرنے کے لیے حضور ﷺ کے حکم پر ہمراہ روانہ ہوئے تھے اور اس کو کیف کردار تک پہنچایا تھا اور اپنے دور

خلافت میں بھی شاتم رسول کے لیے سزائے موت کا حکم جاری فرما رکھا تھا گستاخی واہانت رسول کی بنا پر خارجیوں کو بھی اپنے ہاتھوں سے قتل کر کے واصل جہنم کیا۔

جنگ نہروان اس کی واضح مثال ہے جس میں آپ کے لشکر کے ہزاروں خوارج گستاخان رسول واصل جہنم ہوئے۔ (شفاء جلد ثانی صفحہ ۲۴۰)

امام عبدالرزاق ابن تیمی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص حضور ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرے اسے قتل کیا جائے آپ کرم اللہ وجہہ الکریم سے واضح الفاظ میں یہ حدیث بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی نبی کو گالی دی تو اسے قتل کر دو اور جس نے کسی میرے صحابی کو گالی دی تو اسے کوڑے مارو۔ (الشفاء مترجم جلد ۲ صفحہ ۲۳۰)

(۶) فقہیہ اُمت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

امام طحاوی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کوفہ میں چیف جسٹس تھے انہوں نے ایک شخص عبداللہ ابن النوامہ کو باوجود معافی طلب کرنے کے قتل کروا دیا۔ لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ نبی کریم ﷺ کے سامنے مسیلمہ کو اللہ کا رسول کہہ کر ایذا دیا کرتا تھا اس لیے اس کی سزا ایک ہی ہے اور وہ ہے قتل۔ (طحاوی شریف جلد ۲ باب البشاۃ المرتد)

(۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جذبہ ایمانی

آپ سے روایت ہے کہ ان کے پاس سے ایک عیسائی راہب گذرا جس کے بارے میں لوگوں نے کہا کہ یہ ملعون رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرتا ہے اس

پر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے غصے میں آ کر دبدبے سے فرمایا اگر میں اس بدبخت سے کریم آقا علیہ وسلم کی ذات اقدس کے حوالے سے گستاخانہ کلمات سن لیتا تو میں بغیر توقف کے اس کی گردن اڑا دیتا۔ (جواہر البحار جلد۳ صفحہ ۲۴۲، تفسیر مظہری جلد۴ صفحہ ۱۹۱)

(۸) حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن معاذ کی غیرت ایمانی

آپ رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو مخاطب کر کے للکارتے ہوئے فرمایا کہ ''اگر اب تم میں سے کسی نے بھی امام الانبیاء سید المرسلین علیہ وسلم کی پاک بارگاہ میں ''راعنا'' کا لفظ بولا تو میں اپنی اس تلوار سے تمہیں قتل کر دوں گا۔ (تفسیر صادی جلد نمبر ۱ صفحہ ۴۷)

باب گیارہ

دور تابعین و تبع تابعین میں گستاخ رسول کی سزاء

(۱) امام مالک کا فتویٰ

ایک مرتبہ خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی نے رسول اللہ (ﷺ) کی مسجد میں امام مالک رضی اللہ عنہ سے مناظرہ کیا آ ثنائے مناظرہ میں منصور عباسی نے آواز بلند کی تو حضرت امام مالکؒ نے فرمایا اے امیر المومنین اس مسجد میں اپنی آوازوں کو بلند مت کرو۔ کیونکہ اللہ کریم نے ہمیں یوں ادب سکھایا ہے کہ اپنی آواز حضور نبی کریم ﷺ کی آواز سے پست رکھا کرو حضور ﷺ کا احترام وصال شریف کے بعد بھی ویسا ہی ضروری ہے جیسا حالت حیات میں تھا یہ سن کر ابو جعفر دھیما پڑ گیا اور کہنے لگا۔ اے امام مالک! کیا میں قبلہ رو ہو کر دعا مانگوں یا رسول (ﷺ) کی جانب منہ کروں تو امام مالکؒ نے فرمایا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اپنا کیوں پھیرتے ہو حالانکہ وہ قیامت کے دن تمہارے اور تمہارے باپ آدم علیہ السلام کے وسیلہ ہیں بلکہ تم حضور ﷺ ہی کی طرف منہ کرو اور آپ ﷺ کے ہی وسیلہ سے دعا مانگو۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ (انشاء اللہ)

دیکھئے! اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

ترجمہ: اور اگر یہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں اور آپ کے پاس آتے ہیں اور خدا سے اور پیغمبر ﷺ ان کے لیے بخشش مانگتے ہیں تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کو معاف کرنے والے مہربان پاتے ہیں۔ (سورۃ النساء۔۶۴)

(۷) چھ گستاخوں کا قتل

سانچو کے قتل کے بعد اتوار کے دن ۷ جون ۱۸۵۱ء چھ راہب جن میں سے ایک اسحٰق کا چچا جرمیاس اور دوسرا راہب جانتوس تھا جو اپنے حجرے میں ہمیشہ تنہا رہتا تھا قاضی کے سامنے آئے اور کہا ''ہم بھی اپنے دینی بھائیوں سانکو اور اسحٰق کے الفاظ کا اعادہ کرتے ہیں اور پھر پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سب وشتم کرنے لگے یہ چھ کے چھ قتل کر دیئے گئے لین پول نے بھی ان کے نام بتائے بغیر ان کے توہین رسول (ﷺ) کے ارتکاب کرنے اور قتل کر دیئے جانے کا ذکر کیا ہے۔

(۸) پادری سیسی نند کا قتل

سینٹ ایکس کلوس کے گرجا کا ایک پادری جس کا سیسی نند تھا نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کا مرتکب ہو کر واصل جہنم ہوا۔

(۹) پولوس گستاخ کا قتل

پولوس سینٹ ایکس کلوس کے گرجا میں شماس تھا سیس نند نے قتل ہوتے وقت اسے اس ذلت کی موت مرنے کی وصیت کی تھی چنانچہ یہ لعین بھی سیس نند کے قتل کے چار دن بعد ۲۰ جولائی ۱۸۵۱ء کو حضور سید عالم ﷺ کے خلاف نازیبا کلمات کہنے کے باعث قتل کر دیا گیا۔

(۱۰) راہب کا قتل

ھودومیر شہر قرمونہ کا ایک جوان راہب تھا توہین رسول (ﷺ) کا مرتکب ہو گیا مسلم حکومت کے حکم سے قتل ہوا۔

(۱۱) گستاخ آئیزک کا قتل

پرینس کی طرح آئیزک بھی قاضی کی عدالت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کرنے کا ارادہ ظاہر کیا جیسے ہی اس کو مسلمان کرنے کے لیے اپنے عقائد اس کے سامنے بیان کیے گئے اس نے بھی سب وشتم شروع کر دیا قاضی کے لیے برداشت کرنا دشوار ہو گیا اس نے اس ذلیل کو ایک طمانچہ رسید کر کے کہا کہ جانتا ہے کہ اس کی سزا قتل ہے اس نے کہا کہ وہ جان بوجھ کر یہاں آیا اس لیے کہ خدا فرماتا ہے کہ مبارک ہیں وہ لوگ جو دین داری کے لیے ستائے گئے آسمان کی بادشاہت انہی کے لیے ہے اس شاتم رسول (ﷺ) کو بھی قتل کر دیا گیا شائد آئیزک جرمیاس اور جانتیوس کا ساتھی تھا کیونکہ پروفیسر رائن ہارٹ ڈوزی نے میری کے ذکر میں آئیزک کو مذکورہ بالا چھ راہبوں میں شمار کیا ہے۔

(۱۲) گستاخ میری کا قتل

میری، آئیزک کی بہن تھی جو بھائی کے قتل کے بعد رات دن رویا کرتی تھی وہ بھی قرطبہ کی ایک مسیحی خانقاہ کی راہبہ تھی اتفاقاً اس کی ملاقات فلورا سے ہوگئی دونوں نے قاضی کے سامنے پیغمبر اسلام ﷺ کی شان میں بے ادبی کی میری نے قاضی سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں ان چھ ''شہیدوں'' میں سے ایک کی بہن ہوں جو تیرے پیغمبر (ﷺ) کو دشنام دے کر قتل ہوا ہے یہ وہ انتہائی گھٹیا الفاظ زبان پر لائی چنانچہ اسے بھی فلورا کے ساتھ ۲۴ نومبر ۸۵۱ء کو قتل کر دیا گیا۔

یہ بدنصیب، ملعون، خاطی اور ازلی جہنمی مردوں اور عورتوں کا ذکر تھا جنہوں نے حضرت محمد ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کا ارتکاب کیا اور ان کو امیر عبدالرحمٰن اور اس کے بیٹے محمد بن عبدالرحمٰن کے عہد میں قتل کیا گیا شاید ان کے علاوہ بھی کچھ اور لوگوں کو پیغمبر اسلام ﷺ کی گستاخی کے جرم میں مصلوب کیا گیا ہو مجھے صرف مذکورہ بالا نام مل سکے جن کا مختصرا

تذکرہ لکھا ہے تاہم مسیحی مورخین نے خوب بڑھا چڑھا کر ان گستاخوں کا تذکرہ لکھا ہے۔

یہ ایک نا قابل تردید حقیقت ہے کہ اس تحریک کو اندلس میں بھی خاطر خواہ کوئی کامیابی نہ ہو سکی اور زیادہ تر پادری ہی لقمہ اجل بنے کیونکہ عیسائی امراء امیر عبدالرحمٰن کے اس قدر گرویدہ اور جان نثار تھے کہ انہوں نے اپنی متحدہ کوشش سے عوام الناس کو پادریوں کے زہریلے اثر سے محفوظ رکھا سب ان خودغرض پادریوں کو یہ جواب دیتے تھے کہ عربوں کی حکومت سے ہم کو کیا نقصان پہنچا ہے جو ہم بلاوجہ تمہارا ساتھ دیں اور اپنی جانوں اور آزادی کو کھو دیں ہم ہر طرح آزاد اور ہماری جان اور مال ہر طرح محفوظ ہے عرب ہمارے مذہب میں بالکل دخل نہیں دیتے ہم بالکل مطلق العنان اور خوش حال ہیں ان فوائد کے عوض محض حکومت کی تمنا میں (جیسا کہ پادری چاہتے تھے) اپنی جان اور مال تلف کر دینا عقل و دانش سے بالکل بعید ہے لیکن پول لکھتا ہے۔

''ہم تسلیم کرتے ہیں کہ یہ مسیحی ''شہداء'' راہ راست سے بھٹکے ہوئے تھے بے شک انہوں نے اپنی عزیز جانوں کو مفت ضائع کیا اور انہوں نے جو کچھ کیا فی الجملہ برا کیا''۔

امیر عبدالرحمٰن نے اس تحریک کو ختم کرنے کے لیے ایک کلیسائی کونسل بٹھانے کا فیصلہ کیا جو عیسائیوں کو پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے ادبی سے روکے۔ چنانچہ تمام اساقفہ کو ایک مجلس میں جمع کیا گیا اور بادشاہ کی طرف سے ایک عیسائی سرکاری عہدیدار نے اس مجلس میں شرکت کی جس کا نام قومس بن انطونیاں تھا لین پول اس کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہے ''تمام مجتہدین کی ایک کونسل جس کا صدر نشین اشبیلیہ کا مجتہد اعظم تھا منعقد ہوئی اور اس میں یہ فیصلہ ہوا کہ اس وقت تک جس قدر لوگ ''شہید'' ہو چکے ہیں چونکہ تمام کلیساؤں نے بالاتفاق ان کو ''شاہ ولایت'' تسلیم کیا ہے لہٰذا وہ ہر قسم کے جرم و سزا سے بری کئے جائیں گے آئندہ جو شخص ان کا اتباع کرے گا وہ مجرم اور خارج از مذہب سمجھا جائے گا۔

لیکن مفسد و مجنون طبقوں نے اس فقہ کے اس حکم سے سرتابی کی اور پادری جن کا سرغنہ یولوجیئس تھا اپنی روش سے نہ ہٹے امیر عبدالرحمٰن کی وفات کے بعد ان کے جانشین محمد بن عبدالرحمٰن کے عہد میں پادری یولوجیئس کے قتل کے ساتھ یہ فتنہ ہمیشہ کے لیے دفن ہو گیا۔

ہر دریدہ دہن کی اس کی دریدہ دہنی اور ہر کذاب و لعین مصنف کو جو ایک جملہ بھی حضور اکرم ﷺ کے خلاف لکھا اسے تحریر کا مزہ چکھانا صرف حکومتوں کا ہی نہیں ہر مسلمان کا فرض ہے اور جب بھی کوئی بد بخت ایسی گستاخی کا ارتکاب کرے مسلمان کو اپنے دل سے فتویٰ لینا چاہئے اور جب مفتی اعظم یعنی حضرت دل فتویٰ دے دیں تو پھر اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر توہین رسالت ﷺ کے مرتکب کو جہنم رسید کر دینا چاہئے خواہ انہیں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی جان اس کے پیارے محبوب ﷺ کے لیے قربان ہی کیوں نہ کرنی پڑے جو آدمی اللہ تعالیٰ کے مکرم و محترم حبیب ﷺ سے وفا کرنا سیکھ لے اسے اپنے خون سے محبت کی داستان رقم کرنی پڑتی ہے اور جو ایسا کر لیتا ہے وہ صرف قرب الٰہی سے سرفراز ہوتا ہے بلکہ لوح و قلم تک رسائی حاصل کر لیتا ہے بقول اقبالؒ

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

باب تیرہ

ہندوستان میں تحریک شتم رسول (ﷺ)

جو کہ ظالم ہو ، وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہیں
سبز ہوتے کھیت دیکھا ہے کبھو شمشیر کا؟

مرزا محمد رفیع سوداؔ

برصغیر میں ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے بڑی ایمان افروز تحریکیں چلی ہیں اور خواجہ کائنات ﷺ کے تقدس پر جانیں قربان کرنے والوں کی لہورنگ تاریخ مرتب ہوتی چلی آرہی ہے عام مسلمانوں نے جب بھی دیکھا کہ توہین رسالت کے مجرم کو قانون گنجائش فراہم کر رہا ہے اور انسان پر قانون کی گرفت ڈھیلی پڑ رہی ہے تب مسلمانوں نے انصاف خود اپنے ہاتھوں میں لیا ہے پھر تو انہوں نے کسی رکاوٹ، کسی قانون، کسی کالے ضابطے کی قطعاً کبھی کوئی پرواہ نہیں کی ہے۔

یہ سچ ہے کہ حضور کاتم النبیین علیہ التحیۃ والثناء سے لامحدود اور غیر مشروط محبت و احترام ہر مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہے جب بھی بد بخت حضور ﷺ کی شان میں ادنیٰ سی بھی گستاخی کرتا ہے تو توہین کا مرتکب ہوتا ہے اس پر غیرت وحمیت سے سرشار مسلمان کا خون کھول اٹھتا ہے اور اس کے رگ وپے میں لاوا سا دوڑنے لگتا ہے دیکھتی آنکھوں اس کا وجود غیظ کی کڑکتی بجلیوں کا روپ دھار لیتا ہے اور اسے اس وقت تک کسی پہلو کبھی قرار نہیں آتا۔ جب تک وہ شاتم رسول کے ناپاک اور غلیظ وجود سے اس دھرتی کو پاک نہیں کر لیتا اس ہدف تک رسائی کے لیے وہ کھانا پینا سونا جاگنا بھول جاتا ہے دن رات بے تاب

رہتا ہے اس جانگسل مہم کو سر کرنے کے لیے چاہے اسے لاکھ چٹانیں اور خون کے سمندر ہی کیوں نہ عبور کرنے پڑیں اس کے بے قابو جذبوں، ناقابل تسخیر جنوں اور کہسار صفت اخلاص واستقلال اور وفا کے سامنے کفر کی ہر طاقت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جاتی ہے راہ محبت کا یہ راہی اور لشکر عشق کا یہ سپاہی جانتا ہے کہ اس کی یہ جدو جہد ہی حاصل زندگی ہے اس میں ہی اس کی بقا ہے حیات ابدی ہے کسی نے سچ کہا ہے کہ

فنا فی اللہ میں بقا باللہ کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اُسے جینا نہیں آتا

شہیدان ناموس رسالت ﷺ کی عظمت یہ ہے کہ وہ نہ صرف ہر عہد میں شاتمان رسول (ﷺ) کو فی النار کرتے رہے ہیں بلکہ وارثان منبر ومحراب اور خداوندان مکتب سے کوئی توقع وابستہ کیے بغیر ہی شاتموں کو عبرتناک سزا دے کر ہنستے مسکراتے اور سن سے گزرتے رہے ہیں اس داستان دلگداز وایمان افروز کی ایک جھلک ہمیں برصغیر پاک وہند میں نظر آتی ہے جس خطہ زمین کے متعلق دو جہان کے والی ﷺ نے فرمایا کہ ''اس خطہ سے مجھے ٹھنڈی ہوا آتی ہے۔ بقول اقبالؒ

میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

مغلیہ سلطنت کے خاتمے کے بعد لحم خنزیر کھانے اور ام الخبائث پینے والے فرنگی مکار ہندو بنیا اور نگریز کی ناجائز کمینی اولاد مرزائی سمجھ بیٹھے تھے کہ پہیم غلامی اور فرنگی تہذیب کے مسلسل کاری حملوں سے ہندوستان کے مسلمان پر موت کا سکوت طاری ہے اس کی ایمانی نبضیں ڈوب چلی ہیں اور اس کے قلب کی دھڑکنیں خاموش ہو چکی ہیں اس کے ماتھے کی

حدت، ٹھنڈک میں بدل چکی ہے لہٰذا انہوں نے چاہا کہ اب انہیں سپرد خاک کر دیا جائے انہوں نے باقاعدہ پلاننگ کر کے یہاں تحریک شتم رسول چلائی، مختلف شہروں میں مرزائی عیسائی، ہندو، سکھ، پارسی کتے یکایک بھونکنے لگے اور ہذیان بکنے لگے ان کے بدبودار منہ سے نکلنے والی زہریلی آواز سے ہندوستان کی فضائیں زہر آلود ہو گئیں ہڑف ذلیل و رزیل کتے اپنے اندر کی غلاظت باہر پھینکنے لگے تو ایسے لمحات میں ایک بار پھر خاک ہند سے مسلمانوں کی راکھ کے ڈھیر سے ایمان کی چنگاری سلگی اور اس نے ان کتوں کے وجود کو ادھیڑ کر کے رکھ دیا سویا ہوا شیر انگڑائی لے کر اٹھا سنبھلا اور جانبازی سے ان کتوں پر پل پڑا پر ان کے وجود کا ایسا حشر کیا کہ ہر ایک شاتم کو عبرت کی مثال بنا کر رکھ دیا اور ہر طرح کی قانونی رکاوٹوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے انہیں جوتے کی نوک پر مسل دیا اور دنیاوی قانون کی دفعات کے پرخچے اڑا کر اعلان کیا۔

پڑا فلک کو دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے رکھ نہ کردوں تو داغ نام نہیں

(۱) گستاخ رسول راجپال پر پہلا حملہ

توہین رسول (ﷺ) کی تحریک کا آغاز دلی میں شردھانند نے اور لاہور میں راجپال نے شدھی اور سنگھٹن کی تحریک کی آڑ میں کیا۔ یہ انیسویں صدی کے دوسرے عشرے کی بات ہے جب راجپال نامی بدبخت نے حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی پر مشتمل ایک کتاب ''رنگیلا رسول'' کے نام سے ...ہی انگریزی قانون نافذ تھا مسلمان بجا طور پر مشتعل تھے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی تھی اور کسی قسم کے جلسے اور احتجاج کی اجازت نہیں تھی۔

اس موقع پر دہلی گیٹ لاہور سید دیدار علی شاہ آلوری اور علامہ ابوالحسنات محمد احمد قادری اور دیگر علماء روزانہ احتجاج کے لیے میدان میں اترتے اور وہ مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے اعلان کرتے۔ ''جب تک ایک مسلمان بھی زندہ ہے ناموس رسالت پر حملہ کرنے والے چین سے نہیں بسر کر سکتے پولیس جھوٹی، حکومت کوڑھی اور ڈپٹی کمشنر نااہل ہے وہ ہندو اخبارات کی ہرزہ سرائی تو روک نہیں سکتا لیکن علماء کرام کی تقریریں روکنا چاہتا ہے وقت آ گیا ہے کہ دفعہ ۱۴۴ کے یہیں پر نچے اڑا دیئے جائیں میں دفعہ ایک ۱۴۴ کو اپنے جوتے کی نوک پر مسل دوں گا۔''

ایک روز عطاء اللہ شاہ بخاری احراری نے بھی یہاں ایک دلنواز خطبہ دیا جس نے ضبط کے تمام بندھن توڑ دیئے۔

تو ردعمل کے طور پر راجپال کو جہنم واصل کرنے کے لیے غازی عبدالعزیز خان کوہاٹ سے لاہور ۹/اکتوبر ۱۹۲۷ء کو آیا اور سوالی دیانند کو راج پال سمجھا ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر کے تھانے حاضر ہو گیا اور خود ہی کہا کہ میں نے موذی کا خاتمہ کر دیا ہے۔

(۲) گستاخ راجپال پر دوسرا حملہ

۲۴ ستمبر ۱۹۲۷ء کی صبح جہنمی راجپال اپنی دکان پر بیٹھا کاروبار میں مصروف تھا کہ غازی خدا بخش یہاں پہنچے اور اس پر تیز دھار چاقو سے حملہ کر کے اسے معزوب کر دیا بدبخت تیزی سے اٹھا اور جان بچانے کے لیے بھاگ کھڑا ہوا اور وں قتل ہونے سے بچ گیا۔

(۳) گستاخ راج پال کا قتل

غازی علم الدین شہیدؒ ۴ دسمبر ۱۹۰۸ء بروز جمعرات کو گویا آج سے ۱۰۹ سال پہلے محلّہ سرفروشاں (کوچہ چابک سواراں) رنگ محل لاہور میں میاں طالع مند کے ہاں پیدا ہوئے

تھے[1]۔ علم الدین نے ابتدائی تعلیم مکتبہ ساد ھواں بازار نوسریاں اکبری منڈی بابا کالود
مکتب سے حاصل کی۔ مستری طالع مند لکڑی کا کام کرتے تھے انہوں نے غازی علم الد
کو بھی یہی کام سکھایا علم الدین نے لکڑی کا کچھ کام اپنے بڑے بھائی مستری محمد الدین
سیکھا لیکن اس کام میں کاریگری بھاٹی دروازے دے مستری نظام الدین سے سیکھی۔

ہندو اس وقت عیار اور چالاک تھے اور انگریز کے قریب تھے جبکہ مسلمان سادہ
پسماندہ تھے اس وقت بھی آج کی طرح مسلمانوں پر مشکل وقت تھا ان کی چالاکی
عیاریوں اور تخریب کاریوں سے مسلمان بے بس تھی اس وقت کی داستان بھی آج کل کی
رسول کی داستانوں سے کافی مشابہ تھی یکم جنوری ۱۹۲۸ء کو علم الدین اپنے باپ کے س
کوہاٹ چلا گیا وہاں بنوں بازار میں انہوں نے لکڑی کا کام شروع کیا۔ راجپال کی گستا
کتاب کے خلاف پورے ملک میں آگ لگی ہوئی تھی احتجاج جاری تھا۔ مارچ ۱۹۲۹
مستری محمد الدین کے گھر بیٹی پیدا ہوئی غازی علم الدین اپنی بھتیجی کو دیکھنے لاہور آئے تو یہ
گلی گلی راجپال کی قبیح حرکت کے خلاف باتیں ہو رہی تھیں اس دوران راجپال کو انگریز
حکومت نے چھ ماہ کی سزا سنا کر اس کی کتاب بھی ضبط نہ کی گئی۔ غازی علم الدین نے سنا
غازی عبدالعزیز سرکار دو عالم ﷺ کی گستاخی کے جرم میں جہنم وچ پہنچانے کے
بے چین تھا۔ اب تمام باتیں سن کر غازی علم الدین کے دل میں بھی عشق رسول ﷺ کا

---

[1] مغل بادشاہ جہانگیر کے عہد وچ بھائی لہنا سنگھ مسلمان ہوا۔ اللہ دے اس نیک بند
نے اسے کریم کی ذات سے بندگی کا وہ رشتہ قائم کیا کہ وہ دنیا میں حضرت برخوردار دے ناں
مشہور ہو گئے۔ اُن کا مزار لاہور میں ہے حضرت برخوردار دی چھبیویں (۲۶) پشت وچ مس
طالع مند تھے جن کی رہائش کوچہ چابک سواراں دے مغرب والے سرے پر چھوٹے سے م
میں تھی ان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔

پردہ لگایا تھا وہ جلد ہی پھولوں پر گیا ان پھولوں کی مشک چار چفیرے پھیل گئی اس دوران
بریل ۱۹۲۹ء کے روز بیس سال ٦ ماہ دو دن کے علم الدین کے دل میں عشق رسول کا وہ
ٹھا کہ علم الدین اس کو ٹھلھ نہ سکیا اس نے راج پال کو للکارا اس نے کہا کہ اپنی کتاب کو
اور آئندہ توبہ کرو لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا وہ خاموش تھا غازی علم الدین کے
میں ایک تیز دھار چھرا تھا دوپہر کا وقت تھا گستاخ ناشر اپنی دکان واقع ہسپتال
مزار قطب الدین ایبک موجود تھا غازی علم الدین نے اس موذی پر حملہ کیا۔

علم الدین نے اس کو ہمیشہ کے لیے خاموش کر دیا۔ عدالت جس انصاف کو فراہم
ے میں پس و پیش سے کام لیتی رہی ایک عام مسلمان نے قانون کو ہاتھ میں لیا اور مجرم کو
ے کردار تک پہنچا دیا ان مثالوں کو یہاں عرض کرنے کا مقصد قطعاً لوگوں کو اشتعال دلانا
ر ہے صرف حکومت اور حکمرانوں کو خبردار کرنا ہے کہ وہ اپنا فرض ادا کرنے میں کوتاہی کے
ے ہرگز نہ ہوں۔

غازی علم الدین نے خود کو قانون کے حوالے کر دیا۔ مقدمہ ایڈیشنل سیشن جج کی
لت گیا ہندووں نے مل ملا کر مقدمہ چھیدے چھیدے سیشن جج تک پہنچایا ایک ماہ سولہ
میں اس کا فیصلہ اپنی مرضی کے مطابق کروالیا ۲۲ مئی ۱۹۲۹ء کو شیشن جج مسٹر ٹیپ نے
ی علم الدین کو سزائے موت کا حکم سنایا۔ ہائیکورٹ نے خارج کر دی مسٹر محمد علی جناح
ٹر ایٹ لا بمبئی اور مسٹر فرخ حسین بار ایٹ لا لاہور دی اپیل ۱۵ جولائی ۱۹۲۹ غازی علم
ین ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۹ء کو فجر کی اذان کے وقت ڈسٹرکٹ جیل میانوالی میں تختہ دار پر جھول
۔ بیس برس دس ماہ اور ۲۷ دن کی عمر میں غازی علم الدین کو شہید کر دیا گیا عوامی ردعمل
وف سے فرنگی حکومت نے ان کو میانوالی پاس کے قبرستان میں دفن کر دیا۔ اکابرین
کی کوششوں سے آپ کے جسد مبارک کو میانوالی سے براستہ منڈی بہاوالدین لالہ موسیٰ

لاہور میں ۱۴ نومبر ۱۹۲۹ء کو ۵ بجے کر ۳۵ منٹ پر صندوق لاہور وصول کیا اور اس دن تاریخی جنازے کے بعد قبرستان میانی صاحب آپ کو دفن کر دیا گیا جنازہ آپ کا سید دیدار علی شاہ آلوری آف حزب الاحناف لاہور نے پڑھایا بڑیاں شاناں نال آپ کا مزار تعمیر ہوا اب بھی لوگ یہاں دن رات حاضری دیتے اور فاتحہ پڑھتے ہیں۔

(۴) گستاخ نتھو رام کا قتل

مسلمانوں کے خلاف شردھانند کی شدھی تحریک زوروں پر تھی بدزبان اور گستاخ ہندو ذات رسالت مآب ﷺ پر رکیک حملے کر رہے تھے کہ ۱۹۳۳ء کے اوائل میں آریہ سماج حیدرآباد سندھ کے سیکرٹری نتھو رام نے ایک کتابچہ بعنوان ''ہسٹری آف اسلام'' شائع کیا یہ پمفلٹ ''رنگیلا رسول'' اور اس جیسی دیگر کتابوں سے ماخوذ مواد پر مشتمل تھا اس میں ناموس رسالت پر ناپاک حملے کیے گئے تھے اس کے خلاف عبدالمجید سندھی، حاتم علوی اور کئی دیگر مسلمان لیڈر اٹھ کھڑے ہوئے لیکن ان کی آواز غیر موثر رہی یہ ستمبر ۱۹۳۴ء کا واقعہ ہے کہ مقدمہ اہانت رسول ﷺ کے ملزم نتھو رام کی اپیل کراچی کی عدالت میں سنی جا رہی تھی کہ سماعت کے دوران ہزارہ کے رہائشی غازی عبدالقیوم نے اپنا تیز دھار چاقو لے کر نتھو رام پر ٹوٹ پڑا اور اس کی گردن پر دو بھرپور وار کئے نتھو رام چاقو کے زخم کھا کر زور سے چیخا اور لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑا اس جرم کی پاداش میں غازی عبدالقیوم کو موت کی سزا ہوئی۔ (آمین)

(۵) گستاخ رام گوپال کا قتل

ہندوستان کے شفاخانہ حیوانات پلول ضلع گوڑگانواں کے انچارج ڈاکٹر رام گوپال لعین نے محسن انسانیت ﷺ کی شان میں شرمناک دریدہ دہنی و گستاخی کرتے ہوئے اپنے شفاخانے کے گدھے کا نام (معاذ اللہ) سرور کونین ﷺ کے نام نامی اس گرامی پر

رکھنے کی جسارت کر رکھی تھی یہ خبر زمیندار اخبار میں چھپی مسلمانوں کا خون کھول اٹھا احتجاجی بیانات کا سلسلہ اتنا بڑھا کہ متاثر ہو کر گورنمنٹ برطانیہ نے اس گستاخ ڈاکٹر کو پلول سے ہدوستان کے قصبہ نارنوند ضلع حصار تبدیل کر دیا غازی مرید حسین بھلہ شریف تحصیل چکوال کے معزز کھوٹ گھرانے سے روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر اگست ۱۹۳۶ء کو للکارا اور کہا ''اوموذی اٹھ! اج محمد دا پروانہ آ گیا ای'' یہ کہتے ہوئے خنجر کے ایک وار سے ہی محبوب خدا کے دشمن کو ہاویہ میں پہنچا دیا اور مسکراتے ہوئے ۱۸ رجب المرجب بمطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۳۷ء جمعۃ المبارک صبح نو بجے تختہ دار پر نمودار ہو کر ناموس رسالت پر قربان ہو گئے گویا یہ اعلان کر رہے ہوں کہ

یا الٰہی اس اسیر خستہ جان کو دار پر
خواہش دیدار احمد ﷺ کے دگر کچھ بھی نہیں

(۶) گستاخ چرن داس کا قتل

چکوال کی تحصیل تلہ گنگ کے رہائشی غازی میاں محمد شہیدؒ نے ایک گستاخ ہندو ڈوگرہ چرن داس کو گستاخی رسول ﷺ کے جرم میں مدراس چھاؤنی میں دوران سروس ۱۷ مئی ۱۹۳۷ء کو صبح فجر کی نماز کے بعد للکارا اور رائفل کی ایک ہی گولی سے ڈھیر کر دیا ۲۳ ستمبر ۱۹۳۷ء کو پلٹن میں غازی میاں محمد کو سزائے موت کا حکم سنایا جس کا جواب غازی نے مسکرا کر دیا۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

۱۰ صفر المظفر ۱۳۵۷ھ بمطابق ۱۲ اپریل ۱۹۳۸ء کو صبح پانچ بج کر پینتالیس منٹ پر ساقی کوثر کا دیوانہ حوض کوثر کے کنارے اپنی پیاس بجھا رہا تھا۔

غازی محمد میاں شہید نے خدا اور اس کے رسول مقبول ﷺ کی محبت میں ایک اعلیٰ

ترین مقصد حیات اور دین کی خاطر اپنی دنیا، دنیا کے علائق اور نقد جاں ناموس رسالت پر واردی اس لیے انہیں دنیا سے اٹھ جانے کا ذرا بھی ملال نہیں تھا کسی نے انہیں مخاطب کر کے کیا خوب کہا ہے۔

اے یاد گار عزت ناموس مصطفیٰ ﷺ
کیا خوب انتخاب تھا تیری حیات کا
بدلہ لیا ہے دشمن احمد ﷺ کا تو نے خوب
منظور کر چکا ہے شہادت تری خدا

(۷) گستاخ سوامی شردھانند کا قتل

جمعرات ۲۳ دسمبر ۱۹۲۶ء کو دلی کے ایک خوشنویس قاضی عبدالرشید نے غیرت اسلامی کے جذبے سے سرشار ہو کر فتنہ ارتداد (شدھی) کے بانی اور غلامان بارگاہ رسالت کے شاتم سوامی شردھانند کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور اس سعادت عظمیٰ کے صلے میں جولائی ۱۹۲۷ء کے آخری ہفتے غازی عبدالرشید نے دلی سینٹرل جیل میں پھانسی کے تختے پر جام شہادت نوش کیا۔

(۸) گستاخ چنچل سنگھ کا قتل

موضع پٹی تحصیل و ضلع قصور کا رہنے والا غازی عبداللہ ۱۹۴۲ء میں خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ کے قریب موضع ہرنالہ کے رہائشی شاتم رسول چنچل سنگھ کو چھری سے ذبح کرنے میں کامیاب ہو گیا اور نتیجتاً عدالت نے موت کی سزا سنادی تختہ دار پر جاتے ہوئے غازی کا چہرہ بشاشت سے چمک اٹھا ادھر آپ کی حالت یہ تھی کہ بقول ولی دکنی۔

اے نور جان و دیدہ تیرے انتظار میں
مدت ہوئی پلک سوں پلک آشنا نہیں!

(۹) گستاخ پالامل سنار کا قتل

یہ ۱۹۳۵ء کا سال ہے جب ''قصور'' کی فضائیں پالامل سنار کے غلیظ وجود سے متعفن ہو رہی تھیں پالامل نے ۱۹۳۴ء سے بے ادبیوں کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا مردود مذکور نہ صرف نماز کا مضحکہ اڑاتا بلکہ سرکار مدینہ علیہ کی ذات اقدس کے متعلق نازیبا کلمات بکتا ردعمل کے طور پر شہر میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی، فیروز پور چھاؤنی نزد قصور کے رہائشی غازی محمد صدیق نے ۱۷ ستمبر ۱۹۳۴ء کو اس شاتم کو چھریوں کے پے در پے وار کر کے منطقی انجام سے دو چار کر دیا اور نتیجتاً عدالتی فیصلے کے تحت وہ تختہ دار پر بزم دار و سن سجاتے، چراغ محبت جلاتے حضور حق جا پہنچے۔ فروری ۱۹۳۵ء کو آپ نے شہادت کا جام نوش کیا اور قربان گاہ کو خون دل کی حدت سے زینت بخش کر مشعل وفا کو فروزاں رکھتے ہوئے منصب شہادت پر فائز ہو گئے اور یہ اعلان کر گئے کہ

موت کو غافل سمجھتے ہیں اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی، صبح دوام زندگی

(اقبالؒ)

گویا خطہ ہندو پاک پر آزادی سے پہلے کچھ آزاد منش زمانے کی تلخیوں سے بے نیاز، جانباز مجاہد، قبیلہ عشاق کے مقتداء اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ کر عشق کے میدان میں ایسے ایسے معرکے سر کر گئے کہ آج بھی تاریخ کی پیشانی ان کے اسمائے گرامی کے جھومر سے چمک رہی ہے جن کا ذوق نظریہ تھا

اس شرط پہ کھیلوں گا صنم پیار کی بازی
جیتوں تو تجھے پاؤں ہاروں تو صنم تیرا

غازی محمد صدیق کی جرات و مردانگی نے قحط الرجال کے تصور ماتم کو مٹا دیا۔

(۱۰) گستاخ دیال سنگھ کا قتل

بابو معراج دین ۱۹۲۱ء میں اندرون لوہاری گیٹ لاہور کے محلہ چڑی ماراں
پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم وتربیت کے بعد ۱۹۴۰ء میں فوج میں ملازمت اختیار کر لی آ
لکھنو چھاونی میں تعینات کیا گیا وہاں پر دیال سنگھ (میجر) نے قربانی کے گوشت اور
تہوار کا ذاق اڑایا اسلام اور اہل اسلام پر سب وشتم کیا اور بار بار مسلمانوں کا دل د
بابو معراج دین نے اس کی گستاخی اور بدتمیزی برداشت نہ کرتے ہوئے اس گستاخ
کیفر کردار تک پہنچایا یہ لکھنؤ چھاؤنی کا واقعہ ۱۹۴۲ء میں پیش آیا یہ خبر آگ کی ط
گردونواح میں پھیل گئی چھاؤنی میں فتنہ فساد کا خطرہ پیدا ہو گیا اس صورتحال کو دیکھتے ہو
انگریز فوجی حکومت نے سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کر دیا اس کے بعد آپ کو منٹگ
جیل (ساہیوال) منتقل کر دیا گیا۔ ۱۹۴۳ء میں آپ کو سنٹرل جیل لاہور بھیج دیا گیا جب
آزادی کے فوراً بعد آپ کو رہا کر دیا گیا۔

(۱۱) گستاخ ہندو ناشر کا قتل

غازی امیر احمد اور غازی عبداللہ دونوں پشاور کے قرب وجوار سے اٹھے اور
کے ایک شاتم رسول (ﷺ) ناشر کتاب کو چیت روڈ موسیٰ سیٹھ کے مسافر خانہ کے قر
اس کے گھر جا کر خنجر اس کے پیٹ میں اتار کر کلیجہ پھاڑ دیا اور خود بھی راہ حق میں شہادت
کلکتہ کے گورا قبرستان میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔

(۱۲) گستاخ قادیانی کا قتل

حاجی محمد مانک مرحومؒ نے بستی کرونڈی تحصیل فیض گنج سندھ کے کمینہ فطر

ہ باز عبدالحق قادیانی کو ۲۱ ستمبر ۱۹۶۶ء کو عبرتناک انجام سے دوچار کر کے دم لیا آپ چاقو کی برآمدگی کر کے تھانے پہنچا دیا گیا مگر پگلی دنیا نہیں جانتی کہ جسے جام عشق پہ ناز ملا اس کا نشہ بھی کبھی اترا ہے

جنت کا تصور اب کیا آئے مرے دل میں
تصویر مدینے کی آنکھوں میں سجائی ہے

دوران قید آپ جلوہ جاناں ﷺ سے سرشار رہے درست انداز سے تمام احوال ت کے روبرو پیش کئے اور اپنے فعل کا متواتر اقرار کیا گویا۔

عزت ملت بیضا کی حفاظت کے لیے
دوش پر لاکھوں سر ہوں تو کٹاتے جاؤ

آپ نے اس مقدمہ میں باعزت رہائی پائی اور معرکہ کارزار میں سرخرو ٹھہرے۔

(۱۳) گستاخ بھیشو کا قتل

جولائی ۱۹۳۷ء میں تھانہ حضرو ضلع اٹک کے قریبی گاؤں برہ زئی کے ہندو بھیشو کو رسالت میں گستاخی کرنے کے جرم میں غازی عبدالمنان نے چلچلاتی دھوپ میں اس کا خون کر دیا اور جیل کاٹ کر باعزت رہائی پائی۔

(۱۴) گستاخ کھیم چند کا قتل

ضلع چکوال کی بستی ''بھین'' کے غازی منظور حسین نے ایک گستاخ اور متعصب یم چند کو ۱۹۴۱ء کے دوران برچھیاں مار کر فی النار کر دیا۔

تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی شاتم نے رسول مکرم نبی معظم ،نور مجسم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ الثناء کی شان اقدس میں سرمو گستاخی کا ارتکاب کیا۔ عشقان مصطفیٰ ﷺ کی قلوب میں ایسی آتش غضب بھڑک اٹھی جس نے توہین وتضحیک کے مرتکب لعنتیوں کو بھسم کر دیا اور اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے جہاد بالقلم، جہاد بالسیف اور جہاد بالسان کا عملی مظاہرہ کیا انہوں نے منبر ومحراب جلسہ وجلوس اور اسٹیجوں پر اشتعال انگیز تقاریر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بے عیب محبوب (ﷺ) کی تنقیص کرنے والوں کو جہنم واصل کر کے دم لیا۔ انہوں نے سرور کونین ﷺ کے خلاف بھونکنے والے کتوں کے گلے کاٹ دیئے اور یہ بدزبان خطیب شاعر اور بدبخت قلم کار، زبان دراز کو فی النار کر کے دم لیا۔ شماتت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریک صرف عالم عرب یا ہندوستان میں نہیں بلکہ اس فتنے نے اندلس میں بھی سر اٹھایا۔ ہاں برصغیر پاک وہند کا یہ تخصص ہے کہ یہاں شماتت کے بھوتوں کا قلع قمع کرنے والوں نے خود بھی جام شہادت نوش کیا جب کہ بلاد اسلامیہ میں جب بھی کسی بدبخت نے آنحضرت ﷺ کی توہین وتضحیک کی یا ان کی حیات طیبہ کو غلط رنگ دے کر استہزاء کیا تو مسلم راہنماؤں اور حکمرانوں نے ایسے اشخاص کو قتل کروا کر اپنے غلام ہونے کا ثبوت دیا۔

ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لیے مسلمان خلفاء وفقہاء سبھی کا یہ موقف رہا ہے کہ جب بھی کسی نے حضور سرور کائنات ﷺ کی شان اکمل واتم میں گستاخی کرنے کا ارتکاب کیا ایسے تمام افراد کو قتل کیا گیا یہ تو رہا ایک طرف عہد سعید حضور اکرم ﷺ میں گستاخی کا ارتکاب کرنے والے کئی افراد کو قتل کیا گیا۔

اس طرح تاریخ شاہد وعادل ہے کہ عہد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں جس کسی نے بھی اصحاب رضوان اللہ علیہم کے سامنے سرکار مدینہ کی توہین وتضحیک کی ہے یا آپ ﷺ

پر سب وشتم کیا تو قتل کر دیا گیا کہ اس نے گفتگو میں سرکار دو عالم ﷺ کے لیے صاحبکم (تمہارے ساتھی) کا لفظ استعمال کر کے توہین کی تھی۔

(۲) خلیفہ ہارون الرشید کا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے استفسار

خلیفہ ہارون الرشید نے امام مالکؒ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جو سرکار ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کرتا ہو ہارون الرشید نے لکھا تھا کہ علماء نے شاتم رسول ﷺ کے لیے کوڑوں کی سزا تجویز کی ہے آپ کا اس سلسلہ میں کیا فتوئی ہے؟ تو امام مالکؒ نے غصے کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ''جو شخص حضور ﷺ کو گالی دے وہ ملت اسلامیہ کا فرد نہیں رہتا ایسا شخص واجب القتل ہے امام مالکؒ کا موقف تھا کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کی ذرا سی بھی اہانت کرے اس کی گردن اڑا دی جائے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ دو آدمی آپس میں جھگڑ رہے تھے ایک نے کہا کہ تم امی (انپڑھ) ہو اس نے کہا کہ ''امی تو حضور اکرم ﷺ بھی تھے'' اس پر امام صاحب نے اس کے قتل کا فتوئی صادر فرما دیا۔

(۳) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

اسی طرح امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک شخص نے کدو شریف کے بارے میں کہا انا ماحبہ (میں اس کو پسند نہیں کرتا) یہ سن کر امام موصوف نے تلوار کھینچ لی اور فرمایا ''تجدید ایمان کرو ورنہ میں تمہیں ضرور قتل کر دوں گا''۔

خود اللہ تعالیٰ جل مجدہ اپنے محبوب بندوں سے عداوت رکھنے والوں کے لیے اعلان جنگ فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ تو رب ذوالجلال کو سب سے زیادہ محبوب ہیں ان سے عداوت رکھنے والے ان کی اہانت وتضحیک کرنے والے سے جنگ کرنا صفت اللہ ہے

جس پر عمل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے حضور سرور کونین ﷺ کی شان سے فروتر الفاظ کہنے یا لکھنے والے کو ہرگز معاف نہیں کرنا چاہیے لیکن افسوس کہ ہمارے ہاں ناموس رسالت کے لیے چلنے والی تحریکیں منظم اور بھرپور نہیں ہوتیں اور نہ ہی واضح اور دوٹوک مقصد کے حصول کے لیے چلتی ہیں۔

(۴) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اور شاتم رسول (ﷺ) کی سزا

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک شاتم رسول ﷺ کی سزا بھی قتل تھی ان کا مختصر دور خلافت بنوامیہ کی تاریخ کا ایک زریں باب ہے انہوں نے اپنی پیش رو حکمرانوں کی طرز عمل سے ہٹ کر حکومت اور ملوکیت کو ایک بار پھر خلافت میں بدل دیا اس لیے بعض مورخین نے انہیں پانچویں خلیفہ راشد کے لقب سے موسوم کرتے ہیں آپ سرکار مدینہ ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کا ارتکاب کرنے والوں کو واجب القتل سمجھتے تھے ایک مرتبہ کوفہ کے عامل کے استفسار پر آپ نے تحریر فرمایا کہ سوائے اس شخص کے جو سرکار دوعالم ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کا مرتکب ہو کسی کو گالی دینے کی وجہ سے قتل نہیں کیا جائے گا''۔

(۵) حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

شفاء شریف میں قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا کہ مدینہ طیبہ کی مٹی خراب ہے حضرت امام مالکؒ نے فتویٰ دیا کہ ''اسے تیس درے مارے جائیں اور قید کیا جائے اور فرمایا کہ ایسا شخص تو اس لائق ہے کہ اس کی گردن ماری جائے وہ زمین جس میں رسول اللہ ﷺ آرام فرما رہے تھے اس کی نسبت وہ گمان کرتا ہے کہ وہ خراب ہے''۔

(۶) موسیٰ بن مہدی عباسی اور گستاخان رسول (ﷺ)

عباسی خلیفہ موسیٰ بن مہدی الملقب بہ ہادی کے عہد میں ایک شخص نے قبیلہ قریش کو برا بھلا کہا اس سلسلہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی ذات پاک کے متعلق بھی گستاخی کی وہ ہادی کے سامنے لایا گیا اس نے علماء وفقہاء کو جمع کر کے اس کے متعلق فتویٰ لیا۔ انہوں نے س کے قتل کا فتویٰ صادر کیا اس پر خلیفہ نے کہا کہ اس کی سزا کے کے لیے قریش ہی کی اہانت کافی تھی (کیونکہ یہ سرکار مدینہ ﷺ کا خاندان تھا) اس دشمن خدا نے رسول اللہ ﷺ کو بھی شامل کر لیا چنانچہ اس کا سر قلم کر دیا گیا۔

(۷) شاتم رسول (ﷺ) ریجی نالڈ اور صلاح الدین ایوبیؒ

شیطان صفت پرنس ارطاۃ والی کرک ریجی نالڈ نے جزیرہ نمائے عرب پر لشکر کشی کا قصد کیا تا کہ مدینہ منورہ میں آنحضرت ﷺ کے مزار کو منہدم اور مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کو مسمار کر دے جب وہ سمندری راستے سے حملہ آور ہوا تو مسلمان مقابلہ کے لیے مدینہ پاک سے روانہ ہوئے اس کی فوج اسلامی لشکر کو دیکھ کر گھبرا گئی وہ اپنے جہازوں کو چھوڑ کر پہاڑوں کی جانب بھاگی مسلم سپاہ کے جیالوں نے انہیں پہاڑوں اور باغوں سے پکڑ کر ان کے ٹکڑے کر دیئے۔ ریجی نالڈ جیسا شاتم رسول (ﷺ) خود بھاگ کر جان بچانے میں کامیاب ہو گیا لیکن ابلیس کا یہ فرزند اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا اور مسلمانوں کو دکھ پہنچانا اور حضور ﷺ کی توہین کا ارتکاب کرنا اس کی فطرت کا جزو لاینفک بن گیا لین پول کا بیان ہے کہ ریجی نالڈ نے ۱۱۷۹ء میں مسلمانوں کا ایک کارواں لوٹ لیا اور اس کے تمام آدمی گرفتار کر لئے بادشاہ یروشلم نے اس پر اعتراض کیا اور کارواں کے لوگوں کی رہائی اور لوٹے ہوئے مال کی واپسی کے لئے سفیر بھیجے ریجی نالڈ نے ان کا مذاق اڑایا۔ ۱۱۸۳ء میں مسلمان تاجروں

کے ایک قافلے کو لوٹ کر اہل قافلہ کو گرفتار کر لیا جب ان لوگوں نے اس سے رہائی کے لیے کہا تو اس نے یہ طعن آمیز جواب دیا "تم محمد (ﷺ) پر ایمان رکھتے ہو اس سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ آ کر تم کو چھڑائے" جس وقت سلطان صلاح الدین ایوبی کو ریجی نالڈ کی اس گستاخانہ گفتگو کی خبر ملی تو اس نے اپنی پگڑی اتار کر پھینک دی اپنا گریبان چاک کیا اور نکلسن تو کہتا ہے کہ وہ اپنے وقار سے گر گیا اور اُس نے قسم کھا کر کہا "اس صلح شکن کافر کو خدا نے چاہا تو میں اپنے ہاتھوں سے قتل کروں گا"۔ اور جب تک اسے قتل نہ کر لوں اپنے بستر پر نہیں سوؤں گا"۔

صلیبی لڑائیوں کے دوران ایک دفعہ فرنگیوں کو شکست ہوگئی فرنگی شہنشاہ اور شہزادے قید کر کے سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے سامنے لائے گئے ان میں ریجی نالڈ بھی تھا سلطان کو دیکھ کر اسے اپنی بداعمالیاں اور ساتھ ہی سلطان کی قسم بھی یاد آ گئی کردیا سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے اس کی تمام بداعمالیاں گنائیں اور یہ بھی کہا کہ اس وقت میں محمد ﷺ کے بعد فرمایا کہ ہم مسلمانوں کا یہ دستور نہیں ہے کہ لوگوں کو خواہ مخواہ قتل کرتے رہیں ریجی نالڈ تو صرف حد سے بڑھی ہوئی بداعمالیوں اور حضور نبی کریم ﷺ سے مدد چاہتا ہوں کے ساتھ گستاخی کی پاداش میں قتل کیا جا رہا ہے اس طرح سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے قبلہ اول بیت المقدس کو عیسائیوں کے قبضہ سے آزاد کرایا تھا وہ اسلام کا عظیم سپوت تھا اور اس کا دل عشق مصطفیٰ ﷺ کی دولت سے مالا مال تھا اس نے اس عیسائی حکمران کو جس نے اہانت رسول (ﷺ) کا ارتکاب کیا تھا اپنے ہاتھوں سے جہنم رسید کیا۔

(۸) نورالدین زنگیؒ کے ہاتھوں بدبخت نصرانیوں کا قتل

۵۷۷ھ میں سلطان نورالدین زنگیؒ کے زمانے میں روضہ پاک میں نقب زنی کی ناپاک جسارت کی گئی مگر اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے شر پسندوں کا منصوبہ خاک میں ملا دیا سلطان

کوخواب میں حضور سرور کونین ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی آپ ﷺ نے دو نیلی آنکھوں والے آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان سے میری حفاظت کرو سلطان کو سخت تشویش ہوئی اٹھ کر وضو کیا نفل ادا کئے مگر یونہی لیٹے پھر وہی خواب دیکھا غرضیکہ تین دفعہ ایسا ہوا تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے اپنے وزیر جمال الدین کے مشورے پر فوراً مدینہ کی طرف سفر کی تیاری شروع کر دی سولہویں دن مدینہ پہنچے ریاض الجنہ میں تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد سوچنے لگے کہ حصول مقصد کے لئے کیا تدبیر اختیار کرنی چاہئے آخر وزیر نے اعلان کیا کہ بادشاہ مدینہ منورہ میں تشریف لائے ہیں وہ اہل مدینہ کو انعامات سے نوازیں گے ہر شخص حاضر ہو کر اپنا حصہ لینے کے لئے آئے ایک ایک آدمی آتا گیا بادشاہ انعامات تقسیم کرتا رہا وہ ہر شخص کو بغور دیکھتا اور خواب میں نظر آنے والی شکلوں کو تلاش کرتا رہا حتیٰ کہ مدینہ کے تمام لوگ گذر گئے مگر مجرمین کا کھوج نہ لگایا جاسکا۔ بادشاہ نے استفسار کیا کہ کوئی رہ گیا ہو تو حاضر کیا جائے بڑی سوچ بچار کے بعد شاہ کو بتایا گیا کہ صرف دو مغربی باشندے ہیں جو نہایت متقی ہیں اور انہوں نے گوشہ نشینی اختیار کر رکھی ہے ہر وقت عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے ہیں بادشاہ نے انہیں بھی طلب کر لیا اور انہیں ایک نظر دیکھتے ہی پہچان لیا''۔

پوچھا! کون ہو؟ اور یہاں کیوں پڑے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم مغرب کے رہنے والے ہیں حج کے لیے آئے تھے روضہ انور کی زیارت کے لیے مدینہ آئے تو حضور ﷺ کے پڑوس میں رہنے کے شوق میں یہیں کے ہو کر رہ گئے بادشاہ ان دونوں کو وہیں چھوڑ کر ان کی رہائش گاہ پر پہنچا جو ایک قریبی سرائے میں تھی مگر وہاں کوئی مشکوک چیز نظر نہ آئی جس کی وجہ سے بادشاہ اور پریشان ہو گیا مدینہ پاک کے لوگوں نے ان کی صفائی میں بہت کچھ کہا کہ یہ تو بہت پرہیز گار لوگ ہیں ریاض الجنۃ میں نماز پڑھتے ہیں روزانہ جنت البقیع کی زیارت کرتے ہیں اور ہر شبینہ کو قباء میں نفل ادا کرتے ہیں یہ قائم اللیل اور صائم

النہار ہیں اس سے بادشاہ کی تشویش میں اضافہ ہو گیا دفعتاً بادشاہ کے دل میں کچھ خیال آیا اور اس نے آدمیوں کے مصلیٰ کو الٹ دیا بوریہ کا مصلیٰ ایک پتھر کے اوپر تھا پتھر اٹھایا گیا تو نیچے سرنگ نمودار ہوئی جو دور تک روضہ انور کے قریب پہنچ چکی تھی۔ بادشاہ نے اس کمینہ حرکت کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ نصرانی ہیں اور عیسائی بادشاہوں نے انہیں بیش بہا دولت دے کر اس کام پر مامور کیا ہے کہ کسی طرح وہ حضور نبی کریم ﷺ کے حجرہ مقدسہ میں داخل ہو کر آپ ﷺ کا جسم عنبریں یہاں سے نکال کر لے جائیں ان کا طریقہ واردات یہ تھا کہ رات بھر سرنگ کی کھدائی کرتے اور مشکوں میں مٹی بھر کر بقیع کے مضافات میں ڈال آتے۔

سلطان نورالدین زنگیؒ یہ باتیں سن کر آتش غضب سے بھڑک اٹھے ساتھ ہی رقت بھی طاری ہوگئی کہ اسے اس کام پر مامور کیا گیا ہے چنانچہ ان دو عیسائیوں کو صبح کے وقت قتل کرا دیا اور شام کے وقت ان کی ناپاک نعشوں کو نذر آتش کر کے خاکستر کر دیا گیا۔ اس کے بعد اس بیدار بخت بادشاہ نے حجرہ پاک کے چاروں طرف اتنی گہری بنیادوں کو سطح زمین تک بھر دیا تا کہ آئندہ کسی ملعون کو نبی پاک ﷺ کی لحد مبارک کے قصد کا موقع نہ مل سکے۔

باب بارہ

فقہائے اندلس اور گستاخان رسول (ﷺ)

ابراہیم فرازی ماہر علوم اور اپنے زمانے کا مشہور شاعر تھا وہ قاضی ابوالعباس بن طالب کی علمی مجلس میں شریک ہوا کرتا تھا جب اس کے متعلق یہ معلوم ہوا کہ وہ خداوند تعالیٰ، انبیاء علیہم السلام اور خاتم الانبیاء ﷺ کی بارگاہ میں گستاخیاں کرتا ہے اور استخفاف اور استہزاء کے کلمات استعمال کرتا ہے تو قاضی بن عمرو اور دیگر فقہاء نے اس کو عدالت میں طلب کیا اور اس کی کوتاہیوں کے ثبوت کے بعد اس کے قتل اور پھانسی کا حکم دیا چنانچہ پہلے اس کے پیٹ میں چھری ماری گئی اور اس کے بعد اس کو اٹھا کر سولی پر لٹکایا گیا بعد میں اس کی نعش سولی سے اتار کر جلا دی گئی۔

سپین میں تحریک شماتت رسول (ﷺ)

جہاں بھی دو مختلف مذاہب کے پیروکار ہوں اور ایک کا مذہب دوسرے کی مکمل طور پر نفی کرتا ہو وہاں باہمی چپقلش ناگزیر ہو جاتی ہے اگر ایک گروہ اصنام پرست اور دوسرا بت شکن ہو اور وہ ایک ہی خطے کے مکین ہوں تو ان کا برسر پیکار ہونا لازمی امر ہے چنانچہ توحید کے پرچارک تثلیث یا ثنویت کے حامیوں کے ساتھ اپنی کوشش کے باوجود صلح و آشتی سے نہیں رہ سکتے اس لیے جب مسلمان مشرق کو زیر نگیں بنا لینے کے بعد مغرب میں وارد ہوئے اور وہاں کے عیسائیوں کے ساتھ ایک ہی وطن میں رہنے لگے تو دونوں اقوام کے متصادم نظریات نے ایک چپقلش کو جنم دیا مسلمان اندلس میں حکمران تھے تو انہوں نے عیسائیوں سے رواداری کا سلوک کیا عبدالرحمٰن الاوسط انتہائی رحم دل حکمران تھا اس کے عہد

میں سپین میں بہت سے نصرانی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے مسلمانوں کے عمدہ اخلاق نے عیسائیوں کو بہت متاثر کیا اور وہ عربی زبان اور اسلامی تمدن کی طرف مائل ہو گئے نصرانی پادریوں کو اس پر سخت غصہ اور رنج ہوا اس زمانے کا ایک متعصب عیسائی الوارو رقمطراز ہے ''میرے ہم مذہب عیسائی عربوں کی شاعری اور افسانوں سے حظ اٹھاتے ہیں اور مسلمان فقہیوں اور فلسفیوں کی کتابیں مطالعہ کرتے ہیں اس غرض سے نہیں کہ اس کی تردید کریں بلکہ اس لئے کہ صحیح اور نفیس عربی لکھنی آجائے پادریوں کو چھوڑ کر آج کون سا عیسائی ہے جو کتب مقدسہ کی تفسیریں لاطینی زبان میں مطالعہ کرتا ہو کون سا عیسائی ہے جو انجیل یا انبیاء اور حواریوں کے حالات پڑھتا ہو افسوس کہ ایسے نوجوان عیسائی جو ذہانت اور لیاقت میں اونچا درجہ رکھتے ہیں ان کو سوائے عربی کے کسی اور زبان سے واقفیت نہیں۔''

''اندلس میں عیسائیوں کو اپنے مذہبی مراسم آزادی سے انجام دینے کی جو رعایتیں حاصل تھیں ان کی طبائع کی کم روی سے اس کا عجیب برعکس قسم کا نتیجہ ظاہر ہوا اندلس کے پادری کلیساؤں کے پیچھے اقتدار کو بحال کرنے کے خواہاں تھے لیکن اسلامی حکومت کی اس روادارانہ روش سے ان کو عیسائیوں کے جذبات برانگیختہ کرنے کا موقع نہ مل سکتا تھا اس لیے انہوں نے چند غالی مسیحیوں میں یہ خیالات پیدا کئے کہ مذہب کی اصل روح تکلیفیں اٹھانے سے پیدا ہوتی ہے اس لیے حکمرانوں کو مشتعل کر کے انسانی جسم اور گوشت پوست کو تکلیفیں پہنچائی جائیں تا کہ روح کا تزکیہ وتقدیس ہو سکے اس تحریک کا بانی قرطبہ کا ایک راہب یولوجیس تھا وہ مجاہدہ کی راہبانہ زندگی کی وجہ سے عیسائیوں میں عقیدت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا اس نے چند نوجوانوں میں فدائیت کا جذبہ پیدا کیا کہ اپنی روح کو پاک کرنے کے لیے اس نئے دین اسلام اور اس کے داعی (علیہ الصلوٰۃ السلام) پر سب وشتم کریں اسلامی قانون کی روح سے اسلامی حکومت میں شاتم رسول (ﷺ) کی سزا قتل ہے گویا یہ

نوجوان حضرت مسیح (علیہ السلام) کی پیروی کریں گے اور اپنی جانوں کو قربان کر کے جام ''شہادت'' نوش کریں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ پر سب وشتم کی اس تحریک کے متعلق مورخین نے لکھا ہے کہ۔

''امیر (عبدالرحمٰن) کے عہد دولت کے آخری آیام عیسائیوں پر سختی اور تشدد کے سبب بہت برے گزرے عیسائی مذہبی دیوانے بیہودہ شہرت اور لغو شہادت کی خاطر مسجدوں کو ناپاک بنا دیتے اور نبی اکرم (ﷺ) کی شان عالی میں بے ہودہ باتیں کہتے سختی سے کام لیا گیا اور نرمی سے بھی لیکن یہ سلسلہ بند نہ ہوا ان واقعات نے امیر کی صحت پر برا اثر ڈالا اور وہ مرض سکتہ کے سبب ۸۵۲ھ میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔''

شاتت رسول (ﷺ) کی یہ تحریک امیر عبدالرحمٰن الاوسط کے دور میں شروع ہوئی اور اس کے فرزندار جمند امیر محمد بن عبدالرحمٰن کے عہد میں اپنے انجام کو پہنچی دونوں باپ بیٹوں نے توہین رسول (ﷺ) کا ارتکاب کرنے والوں کو موت کے گھاٹ اتار دینے کا حکم دیا یہ تحریک ۲۳۴ھ (۸۵۰ء) میں شروع ہوئی اور ۲۴۶ھ (۸۶۰ء) میں ختم ہوئی۔

اس دوران سپین میں بہت سے شاتمان مصطفیٰ (ﷺ) کو واصل جہنم کیا گیا سٹینلے لین پول کے بقول ۸۵۱ء کے موسم گرما کے دو مہینے سے کم عرصے کے اندر گیارہ گستاخوں کو موت کی نیند سلا دیا گیا ہیرلڈ لیورمور تعداد بتائے بغیر بہت سے عیسائی ظالموں کے قتل کئے جانے کا ذکر کرتا ہے انسائیکلو پیڈیا برٹیانیکا میں ۵۳ افراد کے شاتت رسول (ﷺ) کی پاداش میں قتل کئے جانے کا تذکرہ ملتا ہے این میری شمل بھی عیسائی گستاخوں کی دانستہ طور پر پیغمبر اسلام ﷺ کی بے ادبی کرنے کی سزا میں قتل ہونے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

اب مختصراً ان بدبختوں کا ذکر کیا جاتا ہے جنہوں نے جھوٹی شہرت کے لیے اپنی آخرت برباد کر لی۔

(۱) یولوجینس کا قتل

یولوجینس اندلس میں چلائی جانے والی تحریک شماتت رسول (ﷺ) کا بانی تھا وہ قرطبی خاندان کا آدمی تھا یہ خاندان جس قدر عیسائی مذہب سے شغف رکھتا تھا اس قدر اسلام سے عداوت رکھنے میں مشہور تھا یولوجینس کا دادا (اس کا نام بھی یولوجینس ہی تھا) جس وقت مسجد کے مینار سے موذن کی آواز سنتا تھا تو اپنے جسم پر نشان صلیب بناتا تھا اور داؤد نبی کا یہ زبور گانے لگتا تھا ''اے خدا چپ نہ ہو، اے خدا چین نہ لے، کیونکہ دیکھ تیرے دشمن اودھم مچاتے ہیں اور ان لوگوں نے جو تجھ سے کینہ رکھتے ہیں سر اٹھایا ہے''یولوجینس کی تعلیم شروع ہی سے اس غرض سے ہوئی تھی کہ پادری بنے خانقاہ سینٹ زولوس کے پادریوں کی شاگردی میں اس نے رات دن اس قدر محنت کی کہ اپنے ہم مکتبوں میں ہی نہیں بلکہ استادوں میں بھی (مسلم دشمنی میں) بڑھ گیا اس کے بعد وہ پوشیدہ طور پر قرطبہ کے مشہور ومعروف علمائے مسیحی بالخصوص رئیس راہبان اسپرا کے درس میں شریک ہونے لگا جو انتہائی متعصب اور اسلام کا بدترین دشمن تھا اس نے یولوجینس پر اپنا اثر دکھایا اور اسی رئیس راہبان نے اس کے دل میں اسلام کی طرف سے وہ عداوت پیدا کر دی جو بعد میں یولوجینس کی طبیعت کا خاصہ ہوگئی۔

یولوجینس شروع میں سینٹ زولوس کے گرجا میں شماس کے عہدہ پر مقرر ہوا پھر وہاں کا پادری ہوگیا عیسائی اس کی نیکیوں کی تعریف کرنے لگے یہ بدبخت جہاں پیغمبر اسلام ﷺ سے عداوت رکھتا تھا وہاں جب بھی کوئی مہوش اور پری جمال چہرہ دیکھتا اس کی زلف پر پیچ کا اسیر ہو کر رہ جاتا پروفیسر رائن ہارٹ ڈوزی نے کئی موقعوں پر اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یولوجینس دل کے ہاتھوں مجبور تھا لکھتا ہے ''راہبات کی خانقاہوں کا جا

کر معائنہ کرنے میں اس کو خاص لطف حاصل ہوتا تھا" ایک اور مقام پر لکھتا ہے "باوجود اس سخت اور افسردہ زندگی کی عشق مجازی کی ایک نازک شعاع نے اس کے دل کو روشن کر دیا"۔

قرطبہ کے اس پادری نے ۸۵۰ء میں سر عام پیغمبر اسلام ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی کرنے کی تحریک کا آغاز کیا یہ امیر عبدالرحمٰن کا دور تھا یولو جیئس نے لاطینی زبان میں کسی عیسائی کی لکھی ہوئی پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت کی کتاب کا مطالعہ کیا جس میں معجزات مصطفیٰ ﷺ کو غلط رنگ میں پیش کیا گیا تھا اس سے اس کے دل میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے خلاف نفرت میں اضافہ ہوتا چلا گیا اتفاق سے اس کی ملاقات رسول اکرم ﷺ پر سب وشتم کرنے کی سزا میں کوڑے کھانے والی فلورا سے ہوگئی پہلی ملاقات ہی میں اس نے یولو جیئس کو اپنے دام محبت میں اسیر کر لیا خط میں پہلی ملاقات اور کوڑوں کے زخموں کا ذکر کرتے ہوئے یولو جیئس اپنی محبوبہ فلورا کو لکھتا ہے۔

"ایک زمانہ تھا کہ تم نے اپنی مجروع گردن جس پر تازیانے کے نشان تھے مجھے دکھانے کی عزت بخشی تھی افسوس اس وقت وہ خوبصورت لمبے لمبے بال جن میں حسین گردن چھپی رہتی تھی موجود نہ تھے۔ نرمی سے میں نے اپنا ہاتھ تمہارے زخموں پر رکھا، اے کاش مجھ کو یہ مسرت نصیب ہوئی ہوتی کہ ایک بوسے سے ان زخموں کو اچھا کر دیتا مگر ہمت نہ پڑی۔ جس وقت تم سے رخصت ہوا تو زمین پر میرے قدم اسی طرح پڑتے تھے جیسے کوئی خواب میں چلتا ہو اور میری آہوں کا یہ حال تھا کہ بند ہونا نہ جانتی تھیں۔"

یہ ہے اس رسوائے زمانہ شخص کا ذاتی کردار جو خلاصہ موجودات اور دیباچہ کائنات حضرت محمد ﷺ جیسی ہستی کے متعلق نازیبا باتیں گھڑتا اور عیسائیوں کو ان کی توہین وتضحیک پر اکساتا تھا امیر عبدالرحمٰن نے تحریک شماتت رسول (ﷺ) کے سرگرم ارکان کو قید خانہ میں ڈال دی ان میں یولو جیئس بھی تھا جب فلورا کو بھی زنداں میں ڈالا گیا تو یہاں بچھڑے دلوں کو ایک بار

پھر وصل کی گھڑیاں میسر آئیں جس کا یولوجیئس بے چینی سے منتظر تھا یہاں اس نے اپنا رسالہ ''یادگار شہداء'' مکمل کیا اور ۲۴ نومبر ۸۵۱ء کو اپنی محبوبہ فلورا کے قتل پر ایک پر درد گیت لکھا اس کے بعد عبدالرحمٰن کی وفات سے ایک سال قبل اسے رہا کیا گیا لیکن یہ اپنی مجنونانہ حرکتوں سے باز نہ آیا اور عبدالرحمٰن کے فرزندار جمند کے ہاتھوں کیفر کردار تک پہنچا اس کے قتل کے بعد اس کی چلائی ہوئی تحریک خود بخود ختم ہوگئی لیور مور نے لکھا ہے کہ ۸۵۹ء میں یولوجیئس کا سر قلم کیا گیا۔

(۲) گستاخ فلورا کا قتل

فلورا قرطبہ کی ایک نوجوان اور حسین دوشیزہ تھی اس نے تحریک شماتت رسول (ﷺ) میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور خود کو جہنم کا ایندھن بنا کر اپنی جوانی کی خواہشات کو دل میں بسائے یولیوجیئس کی آنکھوں سے ہمیشہ کے لیے اوجھل ہوگئی فلورا کا باپ مسلمان اور ماں عیسائی تھی باپ کا سایہ بچپن ہی میں سر سے اٹھ گیا ماں نے اسے عیسائیت کی تعلیم دی بائبل کی عبارت سے کہ ''وہ شخص جو لوگوں کے سامنے میرا انکار کرے گا میں اس کے باپ کے سامنے، جو آسمان میں ہے اس سے انکار کردوں گا'' اس کے جذبات برانگیختہ ہوئے وہ بھائی کے گھر سے نکل بھاگی اور عیسائیوں میں جا کر پناہ گزین ہوگئی جب اس کے فرار ہونے کی ذمہ داری عیسائی پادریوں کے سر ڈال گئی تو وہ گھر واپس آئی اور دین مسیحی قبول کرنے کا اعلان کیا بھائی نے اس کو سمجھایا مگر وہ عیسائیت پر قائم رہی اس کا معاملہ شرعی عدالت میں لایا گیا اس کے بھائی نے قاضی سے کہا ''یہ میری بہن ہے، ہمیشہ اسلام کی عزت کرتی تھی اور میرے ساتھ نماز روزہ کرتی تھی مگر عیسائیوں نے اسے گمراہ کردیا ہمارے رسول مقبول ﷺ کی طرف اس کے دل میں نفرت پیدا کی اور اسے اس بات کا یقین دلایا کہ عیسیٰ خدا ہے۔''

قاضی نے فلورا سے پوچھا ''تمہارا بھائی جو کچھ کہتا ہے کیا یہ سچ ہے؟ فلورا نے

جواب دیا'' قاضی! کیا تو اس بے دین کو میرا بھائی سمجھتا ہے یہ میرا بھائی نہیں ہے میں اس کو اپنا بھائی نہیں سمجھتی جو کچھ وہ کہتا ہے سب جھوٹ ہے میں کبھی مسلمان نہ تھی میں نے بچپن سے ہمیشہ سے ہمیشہ مسیح پر ایمان رکھا اور مسیح ہی میرا خدا ہے۔''

قاضی نے فلورا کی کم سنی کے باعث اس کے قتل کا حکم جاری کرنے کی بجائے اس کی گردن پر کوڑے لگوائے اور اسے بھائی کے حوالے کر کے کہا'' اس کو دین برحق کی تعلیم دو اگر پھر بھی وہ اس حالت کو نہ بدلے تو اسے میرے پاس لاؤ'' اسے گھر میں نظر بند کر دیا گیا چند دن بعد وہ چھت پر چڑھ کر گلی میں کود گئی اور ایک عیسائی کے گھر روپوش ہو گئی یہیں اس کی ملاقات یولوجیئس پادری سے ہو گئی جو اس کے عشق میں پھنس گیا کافی عرصہ کے بعد ایک دن کلیسا گئی اور وہاں میری نامی عیسائی لڑکی سے ملی وہ بھی اس کی طرح آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخانہ کلمات پے در پے کہتی تھی چنانچہ دونوں قاضی کے پاس آئیں اور آنحضرت ﷺ کی شان اقدس میں نازیبا کلمات کہے قاضی نے اس کو باز رہنے کی تلقین کی پھر گرفتار کر کے قید خانہ میں بھیج دیا جہاں یولوجیئس پہلے ہی قید تھا یہ دونوں لڑکیوں گستاخی کا ارتکاب کرتی رہیں چنانچہ ۲۴ نومبر ۸۵۱ء کو انہیں قتل کر دیا گیا لین پول ان کے قتل پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ'' فلورا اگر کسی جائز مقصد پر اپنی جان قربان کرتی تو اس سے زیادہ ناموری کی مستحق ہوتی''۔

(۳) پادری پرفیکٹس کا قتل

پرفیکٹس سینٹ ایکس کلوس کے گرجا کا ایک پادری تھا عربی زبان پر مہارت رکھتا تھا ایک دن بازار میں کچھ خریدنے نکلا وہاں چند مسلمانوں سے گفتگو کرنے لگا معمولی بات چیت کے بعد مذہب کا ذکر چھڑا مسلمانوں نے پادری سے کہا'' تم ہمارے رسول ﷺ اور مسیح علیہ السلام کے متعلق کیا رائے رکھتے ہو'' پادری نے کہا'' مسیح میرا خدا ہے تم اپنے پیغمبر کی نسبت نہ پوچھو کہ ہم عیسائی ان کے بارے میں کیا خیالات رکھتے ہیں'' جب مسلمانوں

نے قاضی کو اس کی گفتگو نہ بتانے کا یقین دلایا تو اس نے آنحضرت ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات کہے اور ان پر سب وشتم کیا ایک دن جب وہ سڑک پر جا رہا تھا تو ان لوگوں نے جن کے سامنے اس نے بیہودہ الفاظ کہے تھے مسلمانوں کو اس کی نازیبا حرکت کی اطلاع دیدی لوگ اسے پکڑ کر قاضی کے پاس لے گئے اور قاضی سے فریاد کی کہ اس پادری نے ہمارے نبی کریم ﷺ کی شان میں نہایت بے ادبی کے الفاظ کہے ہیں قاضی نے پادری سے پوچھا تو اس نے کانپتے ہوئے قطعی انکار کر دیا لیکن قاضی نے شرع کے مطابق اس کے قتل کا حکم سنایا اور اسے بیڑیاں پہنا کر جیل بھیج دیا جہاں تک کہ شاتم رسول (ﷺ) نے پھر اپنی سابقہ روش کا اعادہ کیا چنانچہ مقررہ دن پر اس کا سر قلم کر دیا گیا۔

(۴) گستاخ عیسائی سوداگر کا انجام

یوحنا ایک عیسائی سوداگر تھا وہ اپنا مال بیچنے کے لیے یہ صدا لگایا کرتا تھا ''قسم ہے محمد ﷺ کی میرے مال سے بہتر کہیں مال نہ ملے گا چاہے کتنا ہی ڈھونڈو گے'' اس کے ہم پیشہ مسلمان تاجروں نے اس سے کہا ''یوحنا! تو ہمارے پیغمبر خدا ﷺ کا نام ہر وقت لیتا رہتا ہے کہ جو لوگ تجھ سے ناواقف ہیں وہ تجھے مسلمان سمجھیں ہم ہرگز اس بات کو برداشت نہیں کرتے کہ جھوٹی باتوں پر تو ہمارے رسول مقبول ﷺ کا نام لے کر ان کی قسمیں کھائے''۔ یوحنا نے معذرت کی کہ اس کی نیت یہ نہ تھی کہ مسلمانوں کے دل کو کسی طرح تکلیف پہنچے، جھگڑا زیادہ بڑھا تو اس نے کہا ''اچھا اب میں تمہارے پیغمبر (ﷺ) کا نام کبھی نہ لوں گا اور لعنت ہے اس پر جو نام لے''۔

لوگ یوحنا کو پکڑ کر قاضی کے پاس لے گئے جس نے اسے چار سو درے لگانے کا حکم دیا اس سزا کے بعد یوحنا کو گدھے کی دم کی طرف منہ کر کے سوار کرایا گیا اور اس صدا کے

ساتھ اس کی تشہیر کی گئی کہ "دیکھو! یہ ہے سزا اس کی جو ہمارے پیغمبر ﷺ کی جناب میں بے ادبی کرتا ہے"۔ اس کے بعد اس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر زنداں میں ڈال دیا گیا۔

(۵) راہب اسحٰق کا قتل

اسحٰق قرطبہ کے عیسائی ماں باپ کا بیٹا تھا عربی زبان خوب جانتا تھا ابھی نوعمر ہی تھا کہ امیر عبدالرحمٰن کے دربار میں اس کو کاتب کی جگہ مل گئی لیکن ۲۴ برس کی عمر میں دنیا سے کنارہ کش ہو کر حبانوسس کی مسیحی خانقاہ میں گوشہ نشین ہو گیا جہاں متعصب پادریوں کی تصانیف کا مطالعہ کرنے کی وجہ سے اس کے دل میں جوش پیدا ہوا کہ وہ اپنی جان دے کر بزرگی حاصل کرے ایک دن وہ خانقاہ سے نکل کر قرطبہ پہنچا اور قاضی کے سامنے آ کر کہا "میں آپ کا دین قبول کرنا چاہتا ہوں مہربانی کر کے آپ مجھے اس کی ہدایات دیں" قاضی اس سے خوش ہو کر اسے دین اسلام کے متعلق بتانے لگا تو اس نے برملا حضور نبی کریم ﷺ پر سب وشتم کیا جب قاضی نے سمجھایا تو اس کو بھی برا بھلا کہا قاضی نے اسے جیل بھیج دیا امیر عبدالرحمٰن نے اس گستاخ رسول (ﷺ) کی بابت حکم جاری کیا کہ اسے پھانسی دی جائے اور اس کی لاش کوئی دن تک اسی طرح پھانسی پر لٹکا رہنے دیا جائے کہ سر نیچے ہو اور پاؤں اوپر ہوں اس کے بعد لاش جلا کر اس کی راکھ دریا میں بہا دی جائے چنانچہ جون ۸۵۱ء میں ان احکام کی تعمیل ہوئی۔

(۶) عیسائی سانکو کا قتل

اسحٰق کے قتل کے دو دن بعد ایک افرنجی عیسائی نے جس کا نام سانکو تھا اور امیر عبدالرحمٰن کی محافظ فوج کا ایک سپاہی تھا اور پادری یولوجیئس کا شاگرد تھا پیغمبر اسلام (ﷺ) کو گالیاں دیں اور قتل ہو کر واصل جہنم ہوا رائن ہارٹ ڈوزی کے علاوہ لین پول کی کتاب کے ترجمے میں اس کا نام سانچو لکھا ہے شاید اصل نام سینکو تھا۔

(۱۵) گستاخ عیسائی کا قتل

۱۹۹۴ء میں ایک بار پھر فیصل آباد میں تاریخ دھرائی گئی فیصل آباد کے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کے دفتر میں عارضی طور پر تعینات ایک سنئیر عیسائی ٹیچر نعمت احمر نے سرکار دو عالم ﷺ کی گستاخی کرنے اور شعائر اسلام کا مذاق اڑانے کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا اسے ایک مسلمان نوجوان غازی فاروق احمد نے چھری کے پے در پے وار کر کے ہلاک کر دیا ۴ جون ۱۹۹۴ء کو فیض احمد بھٹہ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج نے گستاخ رسول نعمت احمر کے قاتل غازی فاروق احمد کو ۱۴ سال قید بامشقت کی سزا کا حکم سنایا۔

(۱۶) گستاخ سکھ کا قتل

غازی محمد اسحٰق شہیدؒ نے قضیہ مسجد شہید گنج کے دوران اپنے چکمدار خنجر کے پے در پے وار کر کے ایک گستاخ سکھ پولیس آفیسر کو پلک جھپکنے میں جہنم رسید کر دیا اور بارخداوندی میں سجدہ شکر بجالائے ۹ مہینے جیل میں عدالتی کارروائی کے بعد یکم محترم ۲۵ مارچ ۱۹۳۶ء کو تختہ دار پر جھول گئے۔

(۱۷) ملعون ویدا سنگھ کا قتل

غازی احمد دین شہید نے ملعون ویدا سنگھ کو قتل کر کے فروری ۱۹۳۸ء میں فی النار کیا اس کیس میں سزا کے طور پر کالا پانی کی سزا کاٹی اور رہا ہوئے۔

(۱۸) عیسائی مبلغ کا قتل

غازی زاہد حسین نے ۱۹۶۱ء میں ایک عیسائی مبلغ پادری سیموئیل کو سزا دینے کے لئے حملہ کیا اور سزا پائی۔

(۱۹) ملعون سلمان رشدی کا قتل واجب ہے

۱۹۸۸ء میں آبرو باختہ، ضمیر فروش اور رسوائے زمانہ شیطان ملعون سلمان رشدی خبیث نے شیطانی آیات نامی کتاب لکھی جو عفونت میں سنڈ اس سے بدتر تھی یہ کتاب وائی کنگ پبلی کیشنز نامی یہودی ادارے نے شائع کی اس کتاب کو ناول کی شکل دے کر اس میں امام الانبیاء حضرت ابراہیم، ازواج مطہرات اور اصحاب رسول ﷺ کی شان اقدس میں زبان درازی کی گئی اور ذوات قدسی پر بڑے فحش انداز میں حملے گئے گئے اس شیطانی کتاب اور اس کے شیطان مصنف کے خلاف غم وغصہ اور نفرت کا لاوا ابلنے لگا اور ہولناک حالات پیدا ہوتے چلے گئے شیطان خرافات کے خلاف بزرگ عالم دین مولانا عبدلستار خان نیازی، بزرگ سیاستدان نوابزادہ نصر اللہ خان، مولانا فضل الرحمٰن، مولانا کوثر نیازی، میجر (ر) محمد امین منہاس وغیرہ کی راہنمائی میں اسلام آباد میں احتجاجی مظاہرہ ہوا ۱۲ فروری ۱۹۸۹ء کو جب جلوس امریکن سنٹر بلیو ایریا کے قریب پہنچا تو اندھا دھند فائرنگ کے نتیجہ میں ۷ نونہال خون شہادت سے رنگین قبا ہوئے۔ ظفر اقبال، حافظ نوید عالم، نور الہدیٰ، محمد شاہد، حق نواز، محمد ارشد، محمد فاروق شہید ہوئے اس کے علاوہ بے شمار نوجوان اس وحشیانہ فائرنگ کے نتیجہ میں زخمی اور مضروب ہوئے ساری دنیا میں احتجاج ہوا کہ برطانیہ نے سلمان رشدی کو حفاظتی سیکورٹی فراہم کی اور آج تک اس کی حفاظت کے لیے عیسائی حکومتیں سرگرم ہیں یقیناً ایک دن آئے گا جب یہ ملعون کسی عاشق رسول ﷺ کے ہاتھوں فی النار ہوگا اور عبرتناک انجام سے دوچار ہو کر ذلیل ورسوال ہوگا۔ (انشاء اللہ)

(۲۰) تسلیمہ نسرین کا قتل واجب ہے

بنگلہ دیش کی ایک ملعونہ رائٹر، ناول نگار اور نام نہاد دانشور تسلیمہ نسرین نے بھی اسلام اور اصحاب اسلام کا مذاق اڑایا اس کے خلاف دنیا بھر کے مسلمانوں نے احتجاج کیا بالخصوص بنگلہ

دیش اور ہندوستان و پاکستان میں بڑے زور دار مظاہرے ہوئے اسے بھی دنیا بھر کی عیسائی حکومتوں نے تحفظ دینے کے لیے واویلا مچایا، سیکورٹی فراہم کی اور ہر طرح کے وسائل فراہم کرنے کے ساتھ اپنے ہاں پناہ دی اس کا قتل بھی مسلمانوں پر واجب ہے وہ دن ضرور آئے گا جب یہ معلونہ کسی عاشق رسول ﷺ کے ہاتھوں فی النار ہو گی مذکورہ واقعات جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کی عزت و ناموس پر قربان ہو جانے والوں کی مشکبو یادوں کو تازہ کرتے ہیں اور شمع رسالت ﷺ پر نثار ہونے والوں کو صف میں جن کا نام نامی اسم گرامی جلی حروف میں کنندہ ہے اور تاقیامت ان غیور مسلمانوں کی ادا دشمنان رسول (ﷺ) کے لیے عبرت کا نشان بنتی رہے گی۔

(۲۱) نیا فتنہ گستاخ کمیلش تیواری؟

ہندوستان کی متعصب مرکزی حکومت کے تحت صوبہ اتر پردیش میں اکمیلش حکومت کو خبردار کرنے کے لیے احتجاج شروع ہو گیا ہے وہاں ہندو مہا سبھا کے کارگزار صدر کمیلش تیواری کے ذریعہ شان رسالت ﷺ میں کی گئی گستاخی کا معاملہ مسلمانوں کے لیے ان کی زندگی سے بڑھ کر ہے اور وہ اپنا سب کچھ قربان کر دیں گے مگر قطعی پر برداشت نہیں کریں گے کہ ان کے آقا و مولا سرکار دو جہاں ﷺ کی شان اقدس پر ہلکی سی بھی گرد اُچھالی جائے۔

پورے ہندوستان کا مسلمان آج متحد ہو کر احتجاج کر رہا ہے اور وہ اپنے سارے اختلافات کو پس پشت ڈال کر حرمت رسالت ﷺ کے پرچم تلے جمع ہو گیا ہے کیا اس سے بھی اتر پردیش کی حکومت کی آنکھ نہیں کھل رہی؟ کیا وزیر اعلیٰ ملائم سنگم اتنے نادان ہیں؟ کہ وہ سمجھ نہیں پا رہے ہے کہ کس شعلہ نہاں کو ابھارا جا رہا ہے؟

کمیلش کو صرف گرفتار کر کے جیل میں ضیافت کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینے سے حکومت اتر پردیش کا جرم چھپ نہیں سکتا؟

آج اگر بات اس حد تک بڑھی ہے تو اس کی بھی ذمہ دار ریاست کی سماجوادی

حکومت ہے۔ اگر اس نے ان فرقہ پرست عناصر کو کھلی چھٹی نہ دی ہوتی تو وہ ایسا سنگین جرم کرنے سے پہلے سو بار سوچتے جب اقتدار کی پشت پناہی کا غرور حاصل ہو تبھی ایسی مذموم و ناپاک حرکتیں سرزد ہوتی ہیں مرکزی حکومت تو مسلمانوں کی کھلی ہوئی دشمن ہے اور اس کے لیڈران مسلمانوں کے خلاف مستقل اشتعال انگیز بیان دے کر ملک میں عدم رواداری کی فضاء کو بڑھاوا دے رہے ہیں لیکن ملائم سنگھ اور ان کی حکومت تو مسلم نوازی کا دعویٰ کرتی ہے اور وہ ایسے سنگین معاملے میں آخر اتنی بے حس کیوں بنی ہوئی ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ فرقہ پرستوں اور سماجوادی کی خفیہ سانٹھ گانٹھ سے اس طرح کی ناقابل برداشت حرکتیں انجام دی جارہی ہیں؟ اگر ایسا ہے تو ہم الیکشن حکومت کو متنبہ کرنا چاہیں گے کہ وہ اپنی الٹی گنتی شروع کر دے اس لیے مسلمان ناموس رسالت پر مر مٹنے کو سعادت سمجھتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمانوں کا عتاب سماجوادی اور اس کے مکھیا کے سارے خوابوں کو تاریخ کے کوڑے دان میں دفن کر دے۔ اس لیے ہمارا مطالبہ ہے کہ الیکشن حکومت ہوش سے کام لے اور اس معلون و مطعون کو تعزیرات ہند کی سب سے بڑی سزا دینے کی کاروائی کرے۔ ساتھ ہی ہمارا مرکزی حکومت سے مطالبہ ہے کہ وہ ایسا قانون لائے جس سے کسی بھی مذہب کی عظیم شخصیتوں کے خلاف گستاخی کرنے والوں کو سزائے موت دی جا سکے۔ مسلمان اس ملک میں اپنا گھر بار لٹتے دیکھ سکتے ہیں اپنے بال بچوں کو قتل ہوتے ہوئے بھی دیکھ سکتا ہے مگر اپنے نبی آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ کی طرف اٹھنے والی میلی نظر کو برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ خود مٹ جائے گا یا ایسی طاقتوں کو مٹا دے گا ملک کی گنگا جمنی تہذیب اور جمہوریت کے لیے بھی اس طرح کے واقعات ٹھیک نہیں ہیں حکومت کو امن وامان اور نظم و قانون کو بحال رکھنے کے لیے مسلمانوں کے مجروح جذبات پر فوراً مرہم رکھنے کی ضرورت ہے ورنہ حالات کو سنگین کروٹ لینے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ (ماخوذ ماہنامہ جام نور دہلی فروری ۲۰۱۶ء)

باب چودہ

غازی ممتاز قادری شہیدؒ

کیا کارنامہ دیکھو اک نوجوان کر گیا
تازہ ہماری دل میں وہ ایمان کر گیا
واصل جہنم کر دیا شیطان کی تاثیر کو
قادری تو پوری قوم پہ احسان کر گیا
عشق نبی ﷺ پہ وار دی لذت جہان کی
اگلے جہاں کا کیسا تو سامان کر گیا
گردن پہ ہر گستاخ کی شمشیر ہے مسلم
وقت روانگی تو یہ اعلان کر گیا
تیرے عمل سے حوصلہ کتنوں کو ہے ملا
ہم مصلحت پسندوں پہ تو احسان کر گیا
کتنی بلند عشق کی پرواز کر گیا
اپنا جہاں میں منفرد انداز کر گیا
مر کے میرے حضور کے فاروقی نام پر
ممتاز اپنے نام کو ممتاز کر گیا

قاری شاہد محمود قادری

مناقب، تاریخی مادہ ہائے وصال

(شعراء کا منظوم خراج تحسین)

منقبت (1)

لم دین محبت قادری ممتاز سمجھا ہے
ستارہ اس کا دمکا ہے مقدر اس کا چمکا ہے
جو حفظِ حرمت سرکارِ والاؐ کا حوالہ ہے
گروپ غیرت ہے اس کے خوں کا، یہ دنیا نے دیکھا ہے
حقیقی عاشق و شیدائے سرکارِ مدینہ ہے
وہ ہے سر خیل اربابِ ولا، اللہ والا ہے
مقامِ سرورِ کونین اس بندے پہ افشا ہے
یہ اعزاز اس کو زیبا ہے، یہ تمغا اس پہ سجتا ہے
مرا ممدوح، آقاؐ کے مراتب کا شناسا ہے
تھا ماضی بھی اسی کا اور اسی کا حال و فردا ہے
جو تاثیر ارتدادی دیکھ کر ممتازؔ بپھرا ہے
عمر فاروقؓ کی اس میں حمیت کارفرما ہے
یہی خوش بخت ہے جو رتبہ آقاؐ سے ہے واقف
عقیدت اسی کی سچی ہے تو جذبہ بھی توانا ہے

رضائے خالق ومحبوبِ خالقؐ اس کو ہے حاصل
یہ بندہ بزمِ اصحابِ پیمبرؐ میں پڑیرا ہے
لوائے عشق جن ممتاز ہاتھوں میں نظر آیا
خدا نے امتیازِ قتلِ موذی اس کو بخشا ہے
پڑھی "الصارم المسلول" کب ممتاز غازی نے
مگر وہ جانتا ہے، رتبہ جو محبوبِ رب ﷺ کا ہے
جو توہین نبی ﷺ کرتا ہے اس کا قتل ہے واجب
یہی تو فیصلہ اجماع کی صورت میں لکھا ہے
اگر قاضی عیاض اور ابن منذر کو پڑھو دل سے
تو ان حالات میں ان کا بھی تو ایسا ہی فتویٰ ہے
کہا کینیڈین اسلام کے اک شیخ نے جو کچھ
وہ اس کی دین سے دوری کا اک واضح اشارہ ہے
کئی ہیں غامدی، کتنے وحید اور اینکر کتنے
بہت اس باب میں کردار جن لوگوں کا گندا ہے
مگر محمودؔ چلنا ہے بہر صورت ہمیں اس پر
دکھایا قادری ممتاز نے جو ہم کو رستہ ہے

راجا رشید محمود

منقبت (2)

مصحفِ غیرت پہ لکھا حاشیہ ممتاز نے
خوش کیا رب کو شہادت آشنا ممتاز نے
لکھ کے تاریخ عقیدت باوفا ممتاز نے
کر لیا قائم بقا سے رابطہ ممتاز نے
زندہ رہنے کا دکھایا راستہ کردار سے
اہل ایماں کو فنا نا آشنا ممتاز نے
تھا وفورِ ذوق اس درجہ نمازِ عشق میں
کی محبانِ نبی ﷺ کی اقتدا ممتاز نے
قتل کر کے دشمن محبوبِ حقؒ کو، پالیا
حرفِ تحسین جنابِ کبریا ممتاز نے
غیرت و جرأت کے پیکر جس میں آتے ہیں نظر
قوم کو دکھلایا ایسا آئنہ ممتاز نے
جب پکارا حفظ ناموس نبی ﷺ نے قوم کو
پوری قوت سے "بلیٰ" کس نے کہا؟ ممتاز نے

قرض جو تھا ساری امت پر رسولِ پاک ﷺ کی
کر دیا فرضِ کفایہ وہ ادا ممتاز نے
جب کلاشنکوف مضبوطی سے پکڑی ہاتھ میں
پایا بر میں اک ملائک کا پرا ممتاز نے
جس کو جانا تھا جہنم، اس کو پہنچایا وہاں
ایک پل میں پائی خالق کی رضا ممتاز نے
زندگی درکار ہے تو سب ہوں اس پر متفق
زندگی کا جو دیا ہے فلسفہ ممتاز نے
روشنائی سے لکھا کرتے ہیں ہم محمود نعت
خونِ غیرت سے لکھی ان کی ثنا ممتاز نے

راجا رشید محمود

منقبت(3)

ممتاز قادری ہے فردِ فریدِ جرأت
ممتاز قادری نے پایا وفا کا خلعت
ممتاز قادری نے دکھلائی جو حمیت
ممتاز قادری ہے ہر دور کی ضرورت
ممتاز قادری نے پائی عجب فضیلت
ممتاز قادری ہے سچا محبِ حضرت
رحمان و مصطفیٰ نے غیرت بھی اور شجاعت
ممتاز قادری کو فرمائی ہے ودیعت
اس کے مقام کی تو پہلے سے تھی ضمانت
ممتاز قادری کی غوثِ جلیؒ سے نسبت
آتے رہیں گے جتنے تاحشر اہل ہمت
ممتاز قادری سے کرتے رہیں گے بیعت
اس نے تو سمجھو پالی فردوس کی بشارت
ممتاز قادری کی جس نے بھی کی زیارت

کرنے کو مصطفی ﷺ کی ناموس کی حفاظت
ممتاز قادری کو موقع ملا غنیمت
جو دشمن نبی ﷺ تھا، پاڑ اسی کی سنگت
ممتاز قادری کی امداد گر تھی فطرت
نابود اس کو کرنے کے واسطے بہ عجلت
ممتاز قادری نے پالی تھی نیک ساعت
محمودؔ ایسی کوئی نکلے کبھی جو صورت
ممتاز قادری کی زندہ رہے روایت

راجا رشید محمود

ایک مردِ جری ملک ممتاز

اک فدائے نبی ملک ممتاز
نعمت ایزدی ملک ممتاز
ایک مرد جری ملک ممتاز
قوت حیدری ملک ممتاز
مقتدا اس کا غازی علم الدین
حبذا مقتدی ملک ممتاز
ایک گستاخ کو فنا کر کے
پا گیا سروری ملک ممتاز
پیکر جرأت و تہور ہے
بالیقیں قادری ملک ممتاز
کر گیا پاک ایک موذی سے
سرزمیں ملک کی ملک ممتاز
حفظِ ناموسِ مصطفیٰ کے لیے
تو نے قربانی دی ملک ممتاز
تجھ پہ اللہ اور نبیؐ کی ہے

رحمت دائمی ملک ممتاز
غوثِ اعظم کا تو مرید خاص
تجھ پہ خوش ہر ولی ملک ممتاز
نام اہل ولا میں تیرا رقم
ہے بحرف جلی ملک ممتاز
ہر مسلماں کے دل میں تیرے لیے
ہے عقیدت بڑی ملک ممتاز
تیری عظمت پہ بے شمار سلام
دم بہ دم قادری ملک ممتاز
پا گیا کر کے کام نوریؔ بڑا
شہرت سرمدی ملک ممتاز

(صاجزادہ محمد محب اللہ نوری، بصیر پور شریف)



عہد حاضر کا غازی علم الدین

ملک ممتاز حسین قادری

مرحبا اے مردِ حق اے صاحب حق صدق و صفا
آنِ واحد میں یہ کیسا معرکہ سر کرلیا
لاج رکھ لی قادری نے، ہم غریبوں کی ہے آج
لرزہ براندام واشنگٹن میں لیکن سامراج
دین حق کا قادری نے نام روشن کر دیا
جذبہ مہر و اطاعت ہے دلوں میں بھر دیا
ہو گیا ہے شامل اہل وفا ممتاز آج
کر دیا اہل محبت کا ہے سرافراز آج
دین و دنیا میں ہوا ممتاز مردِ قادری
سرورِ دیں سے وفا کی جس نے بازی جیت لی
سرخوش و سرسبز ہے "اہل محبت" کا سفر
جاں فزا و روح پرور، سر بلند و مفتخر
آپ کا صد ہا مبارک! مرحبا! صد مرحبا!
عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کا بول بالا کر دیا

اس کے گھر کو قوم نے پھولوں سے آخر بھر دیا
سرور دیں کے لئے ہے جس نے اپنا سر دیا
آج پھر ترکھان کا بیٹا ہے بازی لے گیا
عشق احمد کا ہمیں پیغام بے شک دے گیا
بدرؔ چل سکتے ہیں اس رستے پہ اہلِ درد آج
اور "دلِ مسلم" پہ کر سکتے ہیں وہ بھی آج راج
یہ وہ رستہ ہے جو لے جانا ہے "شہرِ پاک" میں
بات آ سکتی نہیں یہ جہل کے ادراک میں
یہ وہ "رستہ" ہے جو لے جاتا ہے جنت میں ہمیں
شرط اتنی ہے کہ عشق مصطفیٰ میں کٹ مریں
آج بھی زندہ و تاباں، راہ علم الدین ہے
کیا نمایاں اور درخشاں، راہ علم الدین ہے
سن لیں "گستاخِ رسالت" آج بھی زندہ ہیں ہم
ہیں صداقت کے امیں، ہیں زندہ و تابندہ ہم
بدرؔ! کر اخلاص سے ربِّ علیؔ سے یہ دعا
اے الہ! مجھ کو چلا راہِ شہیدانِ وفا

سعید بدر

شہید ناموسِ رسالت

غازی ملک ممتاز حسین قادری

رائیگاں نہ جائے گا خون میرے غازی کا
انقلاب لائے گا خون میرے غازی کا
عشق چڑھ گیا سولی بدترین دن ہے آج
قرض سب چکائے گا خون میرے غازی کا
چہرہ دیکھا غازی کا یوں لگا کہ محشر میں
نور بن کے آئے گا خون میرے غازی کا
کون ان کا عاشق ہے کون ان کا ہے غدار
چہرے سب دکھائے گا خون میرے غازی کا
ہے جنازہ عاشق کا دھوم یہ بتاتی ہے
رنگ پھر جمائے گا خون میرے غازی کا
مصطفیٰ ﷺ کی حرمت پر بھونکتے جو رہتے ہیں
بند منہ کرائے گا خون میرے غازی کا
آج کتنا روئے گا یہ قلم اجاگرؔ کا
پھر بھی لکھ نہ پائے گا خون میرے غازی کا

نثار علی اُجاگرؔ

درسِ وفا سناتا ہوا تختہ دار تک آیا ہوں۔اکرم ربانی

درسِ وفا سناتا ہوا تختہ دار تک آیا ہوں
حکمرانوں کو نچاتا ہوا تختہ دار تک آیا ہوں
باقی ہے گرمئ احرار، زندہ ہیں غلامانِ سید ابرار
یہ نعرہ لگاتا ہوا تختہ دار تک آیا ہوں

تیرے مقدس لہو کا صدقہ
ارضِ وطن سے اک عذاب ٹل گیا
تیرے سرخ لہو کا کرشمہ ہے
تو جبر کے منہ پہ کالک مل گیا

اکرم ربانی



نذرانہ عقیدت بحضور

غازی ممتاز حسین قادری شہیدؒ

زمیں سے بوجھ بدن کا اُتار دیتے ہیں
کبھی خود اپنے محافظ بھی مار دیتے ہیں
وہ زیست میں ہی نہیں مر کے بھی ہوئے ممتازؒ
جو ہنس کے جان محمدؐ پہ وار دیتے ہیں

(الحاج محمد حنیف نازش قادری: کاموکی)

قربان اُنؐ کے نام پہ ہونے کے واسطے
عاشق تو خود پکڑتے ہیں دارورسن کے پاؤں
آئیں گے میری قبر میں سرکارؐ اس لیے
اچھی طرح لپیٹنا اندر کفن کے پاؤں

(سلطان محمود۔ لاہور)

ہے عشق تریؐ ذات سے ایمان ہمارا
کٹ جانا ترےؐ نام پہ ارمان ہمارا
ممتازؒ سے ہی دل کا نکلتا ہے" تعلق
ہوسکتا ہے کیسے کوئی سلمان ہمارا

(خواجہ اللہ رکھا سیاف۔ہارون آباد)

جو لوگ رازِ عشق کے ہمراز ہوگئے
بیشک فضائے دہر کے شہباز ہوگئے
جو مسکرا کے دارورسن کی طرف بڑھے
میدانِ عشق میں وہی ممتازؒ ہوگئے

(محمد احمد چشتی؛ہارون آباد)

جو مصطفیٰؐ پہ جان کو قربان کر گیا
وہ ملتِ اسلام پہ احسان کر گیا
وہ دشمنِ رسولؐ جھپٹا ہے اس طرح
اک پل میں بدزبان کو بے جان کرگیا

(محمد عامر رضا چشتی:ہارون آباد)

لحد پہ ہوتی رہتی ہے سدا پھر نور کی بارش
فدا جب انکیؐ ہستی پر کسی کی جان ہوجائے
پھر اس سے بڑھ کے کیا ہو آبرو عابد زمانے میں
محمدؐ کی غلامی گر مری پہچان ہو جاء

(سید سہیل عابد؛ہارون آباد)

تصویر درد

غازی ملت حضرت ممتاز حسین قادری شہیدؒ کے حضور نذرانہ عقیدت

وہ غازیِ ملت وہ دیں کا شیدائی
وہ غازی وہ میرے نبی ﷺ کا فدائی

شجاعت، بسالت، عزیمت کا پیکر
وہ غیرت حمیت کی جلوہ نمائی

بڑھا جب وہ قہرِ خداوندی بن کر
بس اک پل میں ظالم کی گردن اڑائی

رہے باتیں کرتے وہ سب اہل دانش
شہادت فقط اُس کے حصے میں آئی

شہادت کی خاطر چُنا تھا خدا نے
بھلا اس کو ملتی تو کیسے رہائی

سعادت تھی اس کی رہائی کی کوشش
ملی جس کو جنتی مقدر میں آئی

اکابر اصاغر کی اب بحث چھوڑو
کرو ابن زہرا کے در کی گدائی

عبث ہیں یہ لعنت ملامت کی باتیں
دلوں کو نہ جوڑن گی ہرزہ سرائی

نہ اپنی یوں بھد اپنے ہاتھو اڑاؤ
خدا کے لیے نہ بنو جگ ہنسائی

سنو قہقہے اہل دنیا کے ہر سو
ہے دیں کا تمسخر یہ باہم لڑائی

صلہ ہر کسی کو ملے گا وہاں پر
بُرے کو بُرائی، بھلے کو بھلائی

نہ دنیا میں میزان اپنی لگاؤ
خدا ہی پہ چھوڑو خدا کی خدائی

اگر تم ہو عاشق حبیب خدا کے
خدا تم کو بخشے ادا مصطفائی

دلوں کو کہاں چیر کے دیکھا تم نے
ہے کس کس میں ایمان یا بے وفائی

سنو یا نبی یا نبی کی صدائیں
بناؤ بیگانوں کو بھی اپنے بھائی

غلامانِ احمد اگر متحد ہوں
ہراول ہو دستہ مری اے ٹی آئی

لب و لہجے اپنے سنبھالو عزیزو!
بہت دور کر دے نہ یہ کج ادائی

سلامت رہیں رہنما سب تمہارے
کبھی سوچو کیسے فضیلت ہے پائی

یہ صدقہ ہے سب اہل بیت نبی کا
کسی کے بھی حصے سعادت جو آئی

پڑھو شافعی ذی حشم کا عقیدہ
ہے آلِ نبی کی مسلم بڑائی

"یا آلِ بیتِ نبی حُب تمہاری ہے
فرض من اللہ وحی خدائی

نہ بھیجے درودوں کے تحفے جو تم پر
اکارت نمازی کی سب جبہہ سائی

سنو عاشقو اعلیٰ حضرت کا فتویٰ
تھے وہ بھی تو عشقِ محمد ﷺ کے داعی

"ہو تلمیذ کوئی تمہارا جو سید
دل و جاں سے کرنا تم عزت افزائی

سزا، سرزنش بھی اگر اس کی چاہو
بصد حُسنِ نیت بقصدِ صفائی"

بہت فتنہ ساماں ہیں حالات اپنے ‏ ‏ یا آلِ زہرہ تمہاری دُہائی
غرض میری ملت کی بخیہ گری ہے ‏ ‏ نہیں ذوق میرا یہ مشکل نوائی
خدایا ظفرؔ کو بھی موتِ شہادت
بڑی بات چھوٹے سے منہ پہ ہے آئی

نتیجہ فکر: ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری

ملک ممتاز حسین شہید کا پیغام

م: مٹا ہوں نامِ آقا پر ملک ممتاز ہوں یارو
ل: لحد میں بھی جو ہے زندہ وہی جانباز ہوں یارو
ک: کلامِ پاک کی رو سے حیاتِ جاوداں ہوں میں
م: محمد کی اطاعت کا حسیں انداز ہوں یارو
م: ملایا خاک میں تاثیرِ شیطانی کو میں نے ہی
ت: تبھی تو رفعتوں میں کر رہا پرواز ہوں یارو
ا: اکیلا قادری حاوی کروڑوں دشمنوں پر ہوں
ز: ز فیضِ غوثِ اعظم سنیوں کا ناز ہوں یارو
ح: حسین آواز دیں کربل سے ھَل مِن ناصِرِ سب کو
س: سبھی کچھ وار کر میں گوش بر آواز ہوں یارو
ی: یہی کہتا ہے، ہر سُنّی ملک ممتاز ہوں میں بھی
ن: نئے جذبے نئی جرأت کا میں آغاز ہوں یارو
ش: شہادت پہ میں تھا صائم لبوں پر یا رسول اللہ
ہ: ہوا دیدار آقا پا گیا اعزاز ہوں یارو
ی: یہی میرا جنازہ بھی عیاں کرتا تھا اے ثاقبؔ
د: دیارِ عشق و مستی میں مَیں سرمایہ ناز ہوں یارو

ثاقب افضل رضوی

نوٹ: اگر اس کلام کے ہر مصرعہ کا پہلا حرف جدا کر کے ملایا جائے تو ملک ممتاز حسین شہید بن جائے گا۔

منقبت

جرأتوں کا تو امام ہے ممتاز قادری
ایمان تیرا کام ہے ممتاز قادری
اہل حرب کا توڑ کر منہ رکھ دیا تو نے
تلوار بے نیام ہے ممتاز قادری
اہل جفا پر ایسا قہر خدا بنا
ان کی موت تیرا نام ہے ممتاز قادری
غازی بھی علم الدین سے عامر سے جا ملا
جنت تیرا مقام ہے ممتاز قادری
سر نہ اٹھائیں گے کبھی گستاخ آپ کے
للکار صبح و شام ہے ممتاز قادری
قاتل تمارے حشر تک ذلت میں جا پڑے
ان کا برا انجام ہے ممتاز قادری
قرآن و سنت کا حکم پہنچا دیا توں نے
انصاف کا پیغام ہے ممتاز قادری
عاشق نہیں تو عاشق اکبر ہے باخدا
جو اونچا تیرا کام ہے ممتاز قادری
ناموسِ آقا پر تیرا پہرا مثل حسینؓ
عظمت کو شیری سلام ہے ممتاز قادری
عشقِ نبی کا تو سبق تجھ سے پڑھے کوئی
پیئے عشق کا تو جام ہے ممتاز قادری
سنیت کو ایسا درس محبت ہو دے گئے
اتحاد ان میں عام ہے ممتاز قادری

فکرِ رضا نیام ہے تلوار قادری
دشمن میں یہ کہرام ہے ممتاز قادری
پیارے رضا کے مسلک کو مضبوط کر دیا
اللہ سے ہمیں انعام ہے ممتاز قادری
سنیت ہے حق پہ اس کی دلیلیں ہیں دو سے تین
دو پہلی اک کا نام ہے ممتازؒ قادری
باطل کو تیری قوت نے کمزور کر دیا
کہ ہیبت تیری عام ہے ممتاز قادری
برسوں سے اہل حق کو تیری تلاش تھی
جرأت کو تیری سلام ہے ممتاز قادری
کس قدر خوش نصیب ہے کس کا مرید ہے
عطار کا غلام ہے ممتاز قادری
مرشد جنازہ آپڑھے ورنہ حسین الدین
تیری آرزو کو سلام ہے ممتاز قادری
آصف و خادم اور قریشی کو ہے دعا
گھر گھر دیا پیغام ہے ممتاز قادری
اور علماء اہل سنت پر رحمت خدا کی ہو
جس جس نے کیا یہ کام ہے ممتاز قادری
اور اہلِ سنت جان کی بازی لگا تو دی
یہ قدرت کا نظام ہے ممتاز قادری
تُربت پہ تیری غازی جنت نثار ہو
جنت کو یہ انعام ہے ممتاز قادری
غازی نے لاکھوں غازی ہیں بنا دیے -ادیب
شہادت کو تیری سلام ہے ممتاز قادری

ادیب ضیا کوٹی (سیالکوٹ)

غازی ممتاز قادری شہید کو سلام

علامہ قاری محمد طیب نقشبندی

تجھے غازی ممتاز اس سعادت کی مبارک ہو
خدا کی راہ میں اعلیٰ شہادت کی مبارک ہو
کٹایا سر جھکایا پر نہیں دنیا کے قدموں پر
تجھے جادۂ حق پہ استقامت کی مبارک ہو
نبی کی شان پر قربان اپنی جان بھی کر دی
رسول اللہ سے ایسی محبت کی مبارک ہو
کیا ہے ساری مِلّت پر تجھے ممتاز قادر نے
تجھے اس انتخابِ چشمِ قدرت کی مبارک ہو
نبی کے شاتموں پر تو نے طاری کر دیا لرزہ
اے غازی تجھ کو ایسے عزم و جرأت کی مبارک ہو
تو غازی علم دیں کے پاس جنت میں ہے جا پہنچا
شہیدانِ وفا سے اس رفاقت کی مبارک ہو
تو روزہ رکھ کے زمزم پی کے تختِ دار پر پہنچا
تجھے ایسے مثالی طرزِ رحلت کی مبارک ہو
نبی کی نعت پڑھتے تو ہے اُترا اپنے مقتل میں
شہِ طیبہ سے تجھ کو ایسی اُلفت کی مبارک ہو
ہے کیسا جذبۂ طیب نبی کے نام پر مرنا
تجھے اے غازی سارے اہل سنت کی مبارک ہو

قطعۂ تاریخ سعادت

"مداحِ مصطفیٰ، غازیٔ اسلام"
1432ھ

"رافع الدرجات ملک ممتاز حسین قادری"
2011ء

اللہ اللہ غازی تیرا مرتبہ — خوب پایا تو نے یہ اعزاز ہے
عزم پر تیرے تصدق اہل دیں — تیری جرأت کا عجب انداز ہے
تیری عظمت کو کرے دنیا سلام — غیرت دینی کا تو اعجاز ہے
مفتخر تیری سعادت پر جہاں — خوبصورت کیا تری پرواز ہے
سرفروشی کی ملی تجھ کو سند — منفرد تیری ہوئی آواز ہے
غازیٔ دیں کا ملا تجھ کو لقب — تجھ پہ ناموس نبیؐ* کو ناز ہے
اہل ایماں کا ہے تو اک رہنما — سطوت ایماں کا غماز ہے
جرأت حق کا ہے تو اک سنگ میل — عالم اسلام کا دم ساز ہے
بدزبانی کو سکھایا ہے سبق — عشق کا تو بن گیا ہمراز ہے
قتل کر کے ایک بے تاثیر کو — خود کو ثابت کر دیا شہباز ہے
دم بخود گستاخ تیرے سامنے — منہ چھپائے ہر کوئی طناز ہے
منہ ہی تکتے رہ گئے ہم مشرب کے سب — کھل گیا تجھ پہ وفا کا راز ہے

سن سعادت کا کہو مہجور تم
بالیقیں اک "فخر دیں ممتاز" ہے
1432ھ

سید عارف محمود مہجور رضوی
گجرات
27/01/2011ء

* صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قطعۂ تاریخ شہادت

"نقش و نگارِ شہادت" — 1437ھ

"صاحبِ حشمت شہیدِ ناموسِ رسالت" — 2016ء

"پاک جمال ملک ممتاز حسین قادری شہید"

1437ھ

مرنا بنامِ اسمِ محمدﷺ ہے زندگی ۔۔۔ جینا بغیر عشقِ محمدﷺ محال ہے
یادِ نبیﷺ کی جن کو میسر ہیں لذتیں ۔۔۔ پوچھو نہ اُن کی زیست کا کیا طرفہ حال ہے
ناموسِ مصطفیٰﷺ پہ لُٹائیں جو اپنی جاں ۔۔۔ دونوں جہاں میں اُن کا تعلق بحال ہے
ذکرِ نبیﷺ سے جن کے عبادت ہیں روز و شب ۔۔۔ سانسوں میں اُن کی رچ گیا حسن و جمال ہے
رہتے ہیں اشکبار جو یادِ حبیبﷺ میں ۔۔۔ کیا خوب اُن کا رکھ دیا حق نے مآل ہے
خُلدِ بریں کو چل دیا ممتاز قادری ۔۔۔ جنت میں اس کا منتظر "میر ابلال" ہے
کر کے نثار اپنی جوانی حضورِ حق ۔۔۔ کیا خوب آپ بن گیا اپنی مثال ہے
پہنچے گا کوئی خاک بھلا اُس کے جذب کو ۔۔۔ ہمسر نہ اس کا کوئی بھی مائی کا لال ہے
اُس نے چُنی وہ راہ کہ جو ہے رہِ نجات ۔۔۔ اُس نے پیا وہ آب جو آبِ زلال ہے
سیرت ہے اُس کی عشق و محبت کی یادگار ۔۔۔ کردار اُس کا مہر و وفا کا کمال ہے
سرکارِ دو جہاںﷺ کی غلامی کے اوج پر ۔۔۔ ممتاز قادری ترا ثانی محال ہے
گستاخِ مصطفیٰﷺ کو جہنم میں بھیج کر ۔۔۔ ایمان کا بنا وہ بدیع الجمال ہے
تاثیرِ بے ضمیر کا کر کے تمام کام ۔۔۔ اعزاز اُس نے پایا فقید المثال ہے
اُمڈا ہوا تھا اُس کے جنازہ میں اک جہاں ۔۔۔ یہ بات اُس کی غیرتِ دینی پہ دال ہے
انصاف کا کیا ہے عدالت نے آہ خون ۔۔۔ ہر اک زباں پہ آج یہی قیل و قال ہے
ایماں کی تازگی سے ہے محروم منصفی ۔۔۔ جس کو رہا نہ عاقبت کا کچھ خیال ہے
ناعاقبت اندیش ہیں اِس عہد کے وزیر ۔۔۔ عقل و خرد کا جن کو در پیش کال ہے
ناموسِ مصطفیٰﷺ کے تحفظ سے دشمنی! ۔۔۔ نازل بشکلِ دورِ ضلالت، وبال ہے
جو بھی رہا ہے اس کی سزا کے جواز میں ۔۔۔ اُس کو نصیب دوستو بے شک زوال ہے
غم میں ہے اُس کے غم زدہ ہر ایک اہلِ دیں ۔۔۔ محزون اُس کے ہجر میں حُزن و ملال ہے
مہجورؔ حکمِ ہاتفِ غیبی سے وصل کا ۔۔۔ "جنت مقام قادری ممتاز" سال ہے

1437ھ

بارِ دگر "دخل الجنۃ شہید" بھی ۔۔۔ مہجورؔ، مردِ حق کی شہادت کا سال ہے

1437ھ

صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم
رضی اللہ عنہ

نذرانۂ عقیدت
سید عارف محمود مہجورؔ
گجرات

تاریخی مادہ ہائے سن وصال

• شہید ناموسِ رسالت ملک ممتاز حسین اعوان قادری رحمۃ اللہ علیہ

شہید ناموس رسالت ملک ممتاز حسین اعوان قادری رحمۃ اللہ علیہ

☆ اللہ معرفت کرے "2016"

☆ ممتاز سنی، رحمتہ اللہ علیہ "1437"

☆ عالی مقام، غازی ملک ممتاز حسین "2016"

☆ السلام علیک، غازی ملک ممتاز حسین "2016"

☆ ثناخوانِ مصطفیٰ "1437"

☆ ممدوح، سرمایہ او، محبت رسول کریم "1437"

☆ سرباز، شہید ناموس رسالت "1437"

☆ جنت مقام، ممتاز قادری "1437"

☆ شیر دل، ملک ممتاز قادری "1437"

حروف کے اعداد شمار کرنے میں یا کوئی اور غلطی ہوئی ہو تو طالب عفو ہوں۔

کاوش: مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی

صاحبزادہ سید فضل رسول شاہ آف ماچھوال مدرسہ غوثیہ سعیدیہ تحصیل و ضلع وہاڑی کے بانی و مہتمم سید مراد علی شاہ صاحب کے فرزندار جمند ہیں عرصہ پچیس چھبیس سال سے راقم عاجز کے تحریکی ساتھی اور بھائی ہیں انجمن طلبہ اسلام اور جمعیت علماء پاکستان وقائد اہلسنت امام شاہ احمد نورانی صدیقیؒ سے دیرینہ وابستگی و تعلق رہا ہے جی دار، دلیر، نڈر اور پرعزم ہیں جماعت سازی میں ہمیشہ تحریک ناموس رسالت میں ملک غازی ممتاز حسین قادری شہیدؒ کے حوالے سے بہت سرگرم رہے وہاڑی شہر کی ایک بڑی مسجد جامع انوار رضا غوثیہ سعیدیہ کے خطیب اور دار العلوم کے سرپرست ہیں یہ اور ان کے رفقاء نے ملکر ضلع وہاڑی میں بیداری پیدا کی تحریک ناموس رسالت علیہ وسلم کو منظم کیا عوامی طاقت کے کئی مظاہرے کیے ان کے والد سید مراد علی شاہ بڑھاپے کے باوجود سرگرم رہے ان کے بھائی سید شمس الدین علاوہ ازیں علامہ احمد رضا، علامہ صدیق چشتی علامہ صاحبزادہ علی رضا آف احیاء العلوم بورے والا (بانی مفتی عتیق الرحمٰنؒ) مفتی یعقوب سعیدی آف میلسی، قاری فیاض آف لڈن، مفتی ریاض احمد قادری، صاحبزادہ حسن رضا سیالوی آف گگو منڈی، حاجی محترم محمد رمضان جوئیہ تحصیل صدر جماعت اہلسنت انجمن طلبہ السلام کے راہنما علی شاہنواز صاحب، مفتی رب نواز سعیدی وغیرہ تحریک ناموس رسالت کے روح رواں تھے ضلع بھر میں تحریک چلائی گئی اجتماعات اور کانفرنسیں منعقد ہوئیں ان پر تین تین چار چار پرچے ہیں ڈاکٹر اشرف جلالی اور مولانا خادم حسین رضوی ان کی دعوت پر وہاڑی تشریف لے گئے۔ بہت کامیاب کانفرنس ہوئی ۱۸۰ افراد پر پرچہ ہوا۔ لاہور اور راولپنڈی و اسلام آباد تک غازی شہیدؒ کے جنازے و چہلم وغیرہ میں بھی ان لوگوں نے بھرپور شرکت کر کے حق وفا ادا کیا اللہ تعالیٰ انہیں راہ حق میں مزید استقامت و حب و ثبات عطا فرمائے۔ از قلم۔ خالد محمو قادری

فیصلہ کن لمحات

خدا کی قسم! ابوالقاسم حضرت محمد ﷺ کی عزت و آبرو اور ناموس ایسی چیز نہیں کہ اس پر خاموشی اختیار کر لی جائے چپ کا روزہ رکھ لیا جائے یا مصلحت و مصالحت کی روش اختیار کی جائے یوں اللہ کی غیرت کو للکارا گیا ہے آسمانوں پر بجلی چمک رہی ہے اور ایک پورا عہد خاکستر ہونے والا ہے۔ مفتریوں، خاتیوں، دجالوں، گستاخوں، نافرمانوں اور سرکشوں کا عبرتناک انجام قریب آ گیا ہے۔

اے مرد مسلماں! تیرے رگ و پے میں دوڑنے والی عشق رسول ﷺ کی آگ کیا یونہی سوتی رہے گی؟ تیری جاں میں سوئی ہوئی بجلیاں دشمن کے وجود کو راکھ کا ڈھیر بنانے کیلئے کب برق ساعقہ بن کر گریں گی یہ تیرے لیے وقت امتحان ہے کیا تو اس امتحان سے سرخرو ہونے کے لئے بے قراریوں اور بے چینیوں میں مبتلا ہے یا نہیں۔۔۔۔۔۔؟

شرق و غرب جانتے ہیں کہ عشق رسول ﷺ کی آتش، اہانت رسول ﷺ کے کسی بھی ارتکاب پر بندہ مومن کے قلب میں بھڑک اٹھتی ہے پیشتر اس کے کہ یہ شعلہ عشق، غیظ و غضب میں ڈھل کر ایک آتش فشاں بن جائے متعلقہ ممالک کے حکمرانوں اور مسلمان اوطان کے صاحبان اولوالامر کا فرض ہے کہ وہ اہانت رسول ﷺ کے سیلاب کا سدِ باب کریں بصورت دیگر فرزندان اسلام کی غیرت ایمانی کے سامنے کوئی بند باندھنا ممکن ہو گا۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے جلیل المرتبت کردار، مفتی کفائت علی کافی شہیدؒ نے کیا خوب کہا ہے کہ

کوئی گل باقی رہے گا، نے چمن رہ جائے گا
پر رسول ﷺ اللہ کا دین حسن رہ جائے گا

گستاخان رسول (ﷺ) کا عبرتناک انجام

اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِئِیْنَ (الحجر۔۹۵)

ترجمہ: بے شک ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استہزا کرنے والوں کے لئے کافی ہیں۔

مسلمانو! یہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں یہ نئی صلیبی جنگ کی شروعات ہیں، رسوائے زمانہ شاتمان رسول (ﷺ) کی ناپاک جسارتوں اور سازشوں سے پوری دنیا کی فضائیں زہرناک ہو رہی ہیں اور دنیا عالم کفر کی بھڑکائی ہوئی آگ کی لپیٹ میں آ کر خاکستر ہونے والی ہے یا پھر خدا کی آسمانی سچائیاں ظاہر ہو کر کسی نئے جہان کو جنم دینے والی ہیں۔ یہود و نصاریٰ آج ساری دنیا میں نبی محترم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت پر حملے کر رہے ہیں، ان کے خاکے بنا بنا کر استہزاء کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے بھی انہوں نے رسولوں کے ساتھ استہزاء کیا جس کا نتیجہ یہ رہا کہ خود ان مذاق اڑانے والوں کو ان کے استہزاء نے گھیر لیا جب مشرکین کی ہنسی، استہزاء، الزام تراشی اور طعنہ زنی کی کثرت سے خود حضرت محمد ﷺ کی طبیعت متاثر ہوئی تو قرآن میں ارشاد ہوا **ولقد نعلم انك يفيق صدرك بما يقولون** (الحجر۔۹۷)

ترجمہ: ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے آپ کا سینہ تنگ ہو رہا ہے

مومنین کو ہدایت کی کہ اس صورتحال کا ثابت قدمی سے مقابلہ کرو اور

ترجمہ: تم اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو، سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جاؤ اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ موت آ جائے۔

کفار ہر دور میں اہل ایمان کے خلاف اپنی زلیل فطرت اور گندی حرکات و ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرتے رہے ہیں مگر

شعلہ خدائی بھی کہیں بجھتا ہے ۔۔۔ رہ گئے اپنا سا منہ لے کر بجھانے والے
نقش اسلام نہ اعداء کے مٹانے سے مٹا ۔۔۔ مٹ گئے آپ ہی جتنے تھے مٹانے والے

مسلمانو! اللہ کی راہ میں ان کفار کے مقابلے کے لئے ہمیں اس وقت صرف اور صرف اتحاد، اخلاص حکمت، جہاد اور اسوہ رسول ﷺ کی پیروی کی ضرورت ہے

بنتے ہو وفادار وفا کر کے دکھاؤ
کہنے کی وفا اور ہے کرنے کی وفا اور

تحریک ناموس رسالت ﷺ ۔ علماء وہاڑی کا کردار

صاحبزادہ سید فضل رسول شاہ آف ماچھوال مدرسہ غوثیہ سعیدیہ تحصیل و ضلع وہاڑی کے بانی و مہتمم سید مراد علی شاہ صاحب کے فرزند ارجمند ہیں عرصہ پچیس چھبیس سال سے راقم عاجز کے تحریکی ساتھی اور بھائی ہیں انجمن طلبہ اسلام اور جمعیت علماء پاکستان و قائد اہلسنت امام شاہ احمد نورانی صدیقیؒ سے دیرینہ وابستگی و تعلق رہا ہے ۔جی دار، دلیر، نڈر اور پرعزم ہیں جماعت سازی میں ہمیشہ تحریک ناموس رسالت میں ملک غازی ممتاز حسین قادری شہیدؒ کے حوالے سے ۔بہت سرگرم رہے وہاڑی شہر کی ایک بڑی مسجد جامع انوار رضا غوثیہ سعیدیہ کے خطیب اور دارالعلوم کے سرپرست ہیں یہ اور ان کے رفقاء نے ملکر ضلع وہاڑی میں بیداری پیدا کی تحریک ناموس رسالت ﷺ کو منظم کیا عوامی طاقت کے کئی مظاہرے کیے ان کے والد سید مراد علی شاہ بڑھاپے کے باوجود سرگرم رہے ان کے بھائی سید شمس الدین علاوہ ازیں علامہ احمد رضا، علامہ صدیق چشتی علامہ صاحبزادہ علی رضا آف احیاء العلوم بورے والا (بانی مفتی عتیق الرحمٰنؒ) مفتی یعقوب سعیدی آف میلسی، قاری فیاض آف لڈن، مفتی ریاض احمد قادری، صاحبزادہ حسن رضا سیالوی آف گگومنڈی، حاجی محترم محمد رمضان جوئیہ تحصیل صدر جماعت اہلسنت انجمن طلبہ السلام کے راہنما علی شاہنواز صاحب، مفتی رب نواز سعیدی وغیرہ تحریک ناموس رسالت کے روح رواں تھے ضلع بھر میں تحریک چلائی گئی اجتماعات اور کانفرنسیں منعقد ہوئیں ان پر تین تین چار چار پرچے ہیں ڈاکٹر اشرف جلالی اور مولانا خادم حسین رضوی ان کی دعوت پر وہاڑی تشریف لے گئے ۔ بہت کامیاب کانفرنس ہوئی ۱۸۰ افراد پر پرچہ ہوا۔ لاہور اور راولپنڈی و اسلام آباد تک غازی شہیدؒ کے جنازے و چہلم وغیرہ میں بھی ان لوگوں نے بھرپور شرکت کر کے حق وفا ادا کیا اللہ تعالیٰ انہیں راہ حق میں مزید استقامت وحب وثبات عطا فرمائے ۔ ازقلم ۔ خالد محمو قادری

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے ...... اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے





